تاریخ و تذکرہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

تالیف:

محمد نذیر رانجھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

تاریخ و تذکرہ

خانقاہ سراجیّہ نقشبندیّہ مجدّدیّہ

کندیاں ضلع میانوالی

باجازت و فیض عالیہ

مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمّد سبط اللہ ظلہم العالی

تالیف:

محمّد نذیر رانجھا

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون: ۲۔۵۴۲۷۹۰۱۔۰۴۲

E-Mail: juipak@wol.net.pk

ضابطہ

نام کتاب	:	تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ
اشاعتِ اول	:	جون ۲۰۰۳ء
اشاعتِ دوم	:	جولائی ۲۰۱۰ء
ناشر	:	محمد ریاض درانی
سرورق	:	جمیل حسین
کمپوزنگ	:	جمعیۃ کمپوزنگ سنٹر' وحدت روڈ' لاہور
مطبع	:	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز' لاہور
قیمت	:	-/400 روپے

بہ اہتمام	محمد بلال درانی
قانونی مشیر	سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ملنے کے پتے:

۱۔ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی۔

۲۔ مرکزِ سراجیہ، اکرم پارک غالب مارکیٹ، گلبرگ ۳، لاہور۔

فہرست

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلٰی مَن لا نَبِیَّ بَعدَهُ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن اما بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمَ- لَقَدْ مَنَ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهِم یَتلُوا عَلَیْهِم آیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِم وَیُعَلِّمُهُم الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُو مِنْ قَبْلِ لَفِی ضَلاَلٍ مُّبِیْن۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین اور مسلمانوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو احسان اور انعام قرار دیتے ہوئے آپ کی تشریف آوری کے چار مقاصد تلاوت و تعلیم قرآن کریم، تعلیم سنت، تعلیم حکمت، تزکیہ بیان فرمائے اور قرآن کریم میں ان مقاصد اربعہ کا مختلف آیات میں کئی جگہ تکرار بھی فرمایا ہے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقاصد اربعہ کو امت تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذریعہ پہنچایا۔ اہل ایمان نے اپنے اپنے اذواق کے مطابق ان مقاصد میں کسی ایک یا ایک سے زائد اور بعض علوالمرتبت شخصیات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور خدائی عطیہ کی بنا پر چاروں مقاصد پر کام کیا لیکن عام طور پر امت کے علماء کرام، قراء عظام، مفسرین، محدثین اور فقہاء گرامی نے پہلے تین مقاصد کی طرف زیادہ توجہ دی اور قرآن کریم کے حفظ سے لے کر تفسیری نکات تک مختلف انداز میں پہلے اور احادیث نبویہ کے الفاظ و معانی کی حفاظت اور ان کو تحریف و کذب سے بچانے اور ان کو امت کے سامنے مدون کر کے پیش کرنے اور تعلیم حکمت جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو خیر کثیر دیا گیا' کی تدوین و اشاعت کے لیے فقہاء کرام نے اپنی

زندگیاں وقف کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا چوتھا مقصد تزکیہ نفس جس کو شریعت کی اصطلاح میں تصوف وسلوک کہا جاتا ہے انسان کو مجاہدات کے ذریعہ مرتبہ کمال تک پہنچاتا ہے تاکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق مرتبہ احسان تک پہنچ جائے اور اس پر عمل کرتے وقت اس کی کیفیت یہ ہو کہ وہ حال دل سے خدا تعالیٰ کی معرفت کے مشاہدہ کے درجہ پر فائز المرام ہو۔ سلوک کی ترویج واشاعت کے لیے مشائخ عظام نے نہ صرف اپنی زندگیاں وقف کیں بلکہ انہوں نے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر امت کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ دارالعلوم دیوبند نے جس طرح علمی میدان میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور آج دنیا بھر میں اس کے فرزندان علمی دین مبین کی خدمت میں مصروف ہیں' نیز دعوت و تبلیغ کے ذریعہ امت مسلمہ میں دین کی اشاعت کا جذبہ حضرت مولانا الیاسؒ کی کوششوں سے اجاگر ہوا اور آج پوری دنیا میں مسلمانوں میں اسکے ذریعہ دینی بیداری کا شعور پیدا ہو رہا ہے۔ اسی طرح ہمارے اکابرین عظام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے تزکیہ نفس کے سلسلہ میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں اور برصغیر پاک وہند میں بڑے بڑے اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام نے خانقاہیں آباد کیں اور تصوف وسلوک کی راہ پر گامزن کر کے امت کی ایک بہت بڑی جماعت کو دین کی طرف لگا دیا اور آج ہم برصغیر پاک وہند اور دنیا کے مختلف گوشوں میں اللہ اللہ اور محاسبہ نفس کی جو رونقیں ملاحظہ کرتے ہیں' یہ سب ہمارے انہی مشائخ عظام کی عظیم قربانیوں اور محنتوں کا ثمرہ ہے۔ ان مبارک اور مقدس خانقاہوں میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں' ضلع میانوالی سلسلہ نقشبندیہ کی وہ عظیم خانقاہ ہے جس کی دینی خدمات کا ایک طویل سنہری دورانیہ ہے۔ قدیم ترین خانقاہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس خانقاہ کی امتیازی شان یہ ہے کہ آج جبکہ مسلمان عام طور پر ضعف کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور بیشتر خانقاہوں نے اپنے مجاہدات کا طرز عمل بدل کر آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ ہماری اس خانقاہ کے موجودہ سجادہ نشین اور وقت کے قطب شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے خانقاہ کو اپنی قدیم روش پر رکھا ہوا ہے اور آج بھی اس خانقاہ میں نقشبندیہ طریقے کے مطابق لطائف کے اجراء اور مجاہدات وریاضیات کے ذریعہ اصلاح نفس کا

طریقہ رائج ہے اور مراقبہ کے ذریعہ احسان کے درجہ تک پہنچانے کا عمل جاری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان میں یہ واحد خانقاہ ہے جو تصوف وسلوک کے اسی راستہ کو اپنائے ہوئے ہے جس کی بنیاد ہمارے اکابر نے رکھی تھی۔ اس بنا پر اس کا فیض پورے پاکستان میں سب سے زیادہ پھیل رہا ہے۔ ہمارے مخدوم بزرگ اور عالمی مجلس ختم نبوت کے امیر مرکزی شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب اس وقت اپنے اکابر بزرگوں کے مسند نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ولایت کے درجے پر فائز فرمایا ہے اور بقول شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ آپ قطب وقت ہیں۔ آپ نے اکابر کی امانت سلسلہ نقشبندیہ کو جس انداز میں اس خانقاہ کے ذریعہ قدیم طریقے سے جاری رکھا ہوا ہے وہ آپ کی عظمت اور اولوالعزمی کا واضح ثبوت ہے۔ ہمارے عزیز محترم جناب محمد نذیر رانجھا نے خانقاہ سراجیہ کے اکابرین کے حالات اور خانقاہ کے معمولات اور فیوضات پر اب تک آنے والے معتبر تذکروں سے مزین تاریخ کے اس عظیم باب کو کمال خوبصورت انداز میں مرتب کر کے ارادت مندوں کے ساتھ ساتھ اہل علم کے لیے بھی ایک گراں قدر علمی ذخیرہ تیار کیا ہے جو یقیناً مسلمانوں کے لیے باعث خیر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر
شیخ الحدیث وشیخ التفسیر جامعہ نصرت العلوم، گوجرانوالہ
ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ
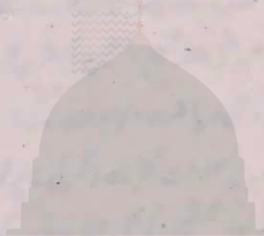
تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰہ
وَصَلَی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ- یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ٥

خانقاہ سراجیہ کا نام آتے ہی علماء حق علماء دیو بند کی خدمات جلیلہ کے اس شعبہ کا تصور خود بخود ذہن میں آ جاتا ہے جسے شریعت کی اصطلاح میں تصوف وسلوک سے تعبیر کرتے ہیں اور قرآن کریم اور نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو تزکیہ نفس واحسان سے معنون فرمایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق امت کے علماء وصلحاء نے اپنے اپنے ادوار میں جہاں علوم قرآن وحدیث اور سنت وحکمت کی حفاظت واشاعت کے لیے بے بہا قربانیاں دیں اور اپنے آپ کو گونا گوں علوم کی خدمت کے لیے وقف کیا اسی طرح امت کے افراد کے تزکیہ نفس کے لیے صلحاء ومشائخ کے ایک بہت بڑے طبقے نے اپنی زندگیاں وقف کیں اور انہوں نے خود بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرح ریاضت ومجاہدات کا راستہ اختیار کیا اور تزکیہ نفس کے طالبین کو بھی ریاضت ومجاہدات کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچانے کی کوشش میں عمر بھر مصروف رہے۔ یہ حضرات کثرت ذکر کی بنا پر خود بھی فلاح وکامیابی کی طرف گامزن رہے اور اپنے مریدین اور متعلقین کو بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف یوں لگائے رکھا کہ وہ چلتے پھرتے اور اپنے کام میں مشغولیت کے باوجود ذکر اللہ میں منہمک ہو گئے۔ گذشتہ دو صدیوں سے علماء حق علماء دیو بند جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد اربعہ کی تکمیل کے لیے مختلف گوشوں میں مصروف رہے ہیں، ان کے اکابرین نے

اس شعبہ سے بھی صرف نظر نہیں کیا بلکہ انہوں نے شریعت وطریقت' احکامات اور تصوف و سلوک کا ایک ایسا حسین امتزاج بنایا کہ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں احادیث مبارکہ اور تاریخ اسلام کے ذخیرہ سے شہادت ملتی ہے کہ "رھبان باللیل اور فرسان فی النھار" کہ وہ رات کو صرف خدا سے لو لگائے ہوئے دنیا و مافیہا' گھربار اور بیوی بچوں سے الگ تھلگ ذکر اللہ اور تہجد میں مصروف ہیں تو دن میں میدان جہاد میں داد شجاعت دے رہے ہیں اور ان کی یہ حالت قرآنی آیت کریمہ "الذین یَذْکُرُونَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقعُوْداً اَوْ عَلٰی جُنُوْبِہِم" کا مصداق ہوتی تھی۔ یہی صورت حال ہمیں دارالعلوم دیوبند کے اکابر میں نظر آتی ہے کہ وہ دن بھر قال اللہ وقال الرسول میں مشغول رہتے اور رات کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز میں مصروف ہوتے۔ ان کی گریہ زاری اور خشیت کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا رونا بلکنا بڑے بڑے سخت دلوں کو غمزدہ کر دیتا تھا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اور حضرت مولانا محمد یحیٰ کاندھلوی رحمہما اللہ کا راتوں کو رونا بڑے بڑے لوگوں کے دلوں کو دہلا دیتا تھا۔ اکابر علماء دیوبند کی عظیم شان یہ تھی کہ تصوف وطریقت کی راہ کو شریعت کے ایسا تابع کیا کہ کسی کے اس راستہ سے گمراہ ہونے کا راستہ بالکل ہی بند ہو کر رہ گیا۔ اس راہ کو بدعات جذب کی بے اعتدالیوں اور گمراہوں کی بداعمالیوں سے ایسا محفوظ رکھا کہ جس نے بھی اس راستہ میں قدم رکھا وہ منزل مقصود پر پہنچ کر "احسان" اور ولایت کے درجہ پر فائز ہو گیا۔

جن علماء اسلام اور مشائخ عظام نے اس سلسلہ میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں' ان میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں' ضلع میانوالی کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ خانقاہ عرصہ دراز سے عامۃ المسلمین کی اصلاح نفس کے لیے ایک ایسی منزل ہے جس سے ہر عام و خاص فیض حاصل کرتا ہے۔ یہاں رات بھر اللہ اللہ کی صدائیں گونجتی ہیں تو فجر کے بعد مراقبہ کے ذریعہ تصوف وسلوک کی کٹھن منازل طے ہوتی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ شیخ کو کسی تقریر کی ضرورت نہیں جیسا کہ مروجہ خانقاہوں کا دستور ہے۔ بلکہ شیخ کی خاموشی اور نگاہوں کا تصرف ہی مریدین کی زندگیوں کا رخ بدل رہا ہے۔ جب بیعت کے ذریعہ توجہ کا راستہ کھلتا ہے تو پہلے ہی

سبق میں تلقین کی جاتی ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اس تصور میں رہو کہ تمہارا دل اللہ اللہ کے نام سے دھڑکتا ہے اور رحمت خداوندی کی تجلیات اس پر پڑ رہی ہیں۔ رات کو غفلت کی نیند سے پہلے استغفار اور درود شریف اور دن کا آغاز استغفار اور درود شریف سے کرا کر غفلت سے بیدار رہنے کی تلقین کی جاتی ہے جبکہ دوسرے تیسرے سبق ہی سے شیخ کی ایک جنبش انگشت سے قلب جاری ہونے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر مرید اور طالب اصلاح کو مجاہدات کی بھٹی میں کندن بنانے کے لیے ڈال دیا جاتا ہے اور بتیس سے زائد مجاہدات سے پر لطائف مرید کو عام انسان کی صف سے نکال کر اہل اللہ اور اولیاء اور اقطاب کی صف میں شامل کر دیتی ہیں۔

موجودہ دور میں غالباً یہی خانقاہ ہے جو سلسلہ نقشبندیہ کے اصل طریقے کے مطابق مجاہدات کے طویل سلسلے کی بھٹی سے گزارنا اب بھی مرید کی اصلاح کے لے ضروری گردانتی ہے۔ اس وقت خانقاہ کی مسند کی زینت و رونق شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ہیں جو اس دور کے قطب وقت، ولی کامل اور مستجاب الدعوات بزرگ ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت اقدس ہی وہ ہستی ہے جنہوں نے مسلک حقہ علماء دیوبند کو ایک لڑی میں پرو رکھا ہے۔

وادی تصوف وسلوک ہو یا میدان خاردار سیاست، دینی مدارس ہوں یا دعوت وتبلیغ کا شعبہ اور خانقاہ میں اصلاح کی مجالس، حضرت اقدس نہ صرف وہاں کے میر محفل بلکہ ہم سب کی ضرورت ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آپ کی قیادت وامارت میں یورپی اور افریقی ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے جھنڈے لہرائے جبکہ جمعیت علماء اسلام نے حضرت کی سرپرستی اور رہنمائی میں اپنے سیاسی سفر کو کامیابی سے ہم کنار کیا۔ آج ہم سب کی نگاہوں کا مرکز حضرت اقدس کی ذات ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ حضرت اقدس کا سایہ تا دیر ہم سب پر سلامت رکھے۔ حضرت اقدس کے ایک ممدوح اور صاحب علم وقابل قدر مرید نذیر محمد رانجھا صاحب نے عامۃ المسلمین کے سامنے خانقاہ سراجیہ کی منظر کشی اور حضرت اقدس کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے تاریخ کے ایک عظیم خزانہ کو ایک کتاب ''تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ'' میں سمو دیا ہے۔ جو کہ آج کے دور کی اہم ضرورت تھی جس پر ہم سب ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ جبکہ صاحبزادگان مولانا عزیز احمد، مولانا خلیل احمد، سعید احمد، نجیب احمد، رشید

احمد کی ایما پر ہمارے عزیز اور جمعیت علماء اسلام کے ناظم اطلاعات حافظ محمد ریاض درانی صاحب اسے زیور طبع سے آراستہ کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔اس یقین کے ساتھ کہ اہل دل کے لیے یہ کتاب منزل راہ اور عامۃ المسلمین کی اصلاح کے لیے ایک بہت بڑا ذریعہ ہوگی اور خانقاہی نظام کے تعارف کے لیے ایک مفید خزانہ۔اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔آمین

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد آله وصحبه اجمعين

(مولانا) فضل الرحمٰن

امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

خلیفہ مجاز صاحبزادہ مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ یاسین زئی پنیالہ ڈیرہ اسماعیل خان

خلیفہ مجاز شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

عرض ناشر

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَ لَسْتُ مِنْهُم لَعَلَ اللّٰہ يَرزُقُنِي صَلاحاً

ہوش اور شعور کی آنکھ کھلی تو گھر اور ماحول کو پاکیزہ پایا۔ قبلہ والد صاحب کی علمی وجاہت اور اکابر علماء دیوبند سے گہری عقیدت اور مشائخ عظام سے وابستگی نے ذہن کو ابتدا ہی سے بزرگوں کی محبت سے بھر دیا اور قلب میں عقیدت کے جذبات ابھار دیے۔ بیشتر بزرگوں کی قبلہ والد محترم کی وجہ سے زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ویسے تو ہمارے اکابر تمام کے تمام کسی نہ کسی خصوصیت کی وجہ سے محبت وعقیدت کا محور بنے رہتے تھے اور عام طور پر طالب علم ان کے درمیان فضیلت یا امتیاز نہ تلاش کر سکتا تھا اور نہ ہی کبھی کسی کے ذہن میں یہ خیال بھی پیدا ہوتا تھا بلکہ ایک حسین گلدستہ کی مانند پورا طبقہ علماء حق حسین تر نظر آتا تھا اور خود ان اکابر کے درمیان جو تعلق اور محبت تھی اور ایک دوسرے کے احترام کا جذبہ تھا اس کی وجہ سے ہر بزرگ کی عقیدت میں اضافہ ہی ہوتا رہتا تھا لیکن فطری تقاضہ کے مطابق کسی نہ کسی بزرگ کے ساتھ اس عقیدت میں وارفتگی ضرور نظر آتی تھی۔ اس وارفتگی کی نگاہ سے اگر موازنہ کیا جائے تو شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد صاحب میری عقیدت ومحبت کا محور تھے اور میری خواہش رہتی تھی کہ کسی نہ کسی انداز میں ان کی خدمت میں حاضری ہو جائے اور میں کوئی ایسی خدمت کر سکوں جس کی وجہ سے حضرت زادمجدھم کی توجہات اور خصوصی دعاؤں میں شرکت کر سکوں لیکن ہر خواہش کی تکمیل کے لیے رب کائنات نے وقت مقرر کر رکھا ہے۔ اس لیے بظاہر کسی ظاہری سبب یا امید کے پیدا ہونے کے لیے میں اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے طلب گار بھی رہا اور دعا بھی کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے صاحبزادگان گرامی مولانا عزیز احمد، مولانا خلیل احمد،

عزیزم سعید احمد اور نجیب احمد کا کہ انہوں نے محمد نذیر رانجھا صاحب کی خانقاہ سراجیہ کے بارے میں کی گئی علمی کاوش کی طباعت کے لیے میرا انتخاب کیا اور مجھے اس سعادت میں شریک فرمایا۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ اس کی اشاعت میری عقیدت و محبت برحق ہی نہیں بلکہ میری اپنی دینی ضرورت بھی ہے۔ میں اپنی سعادت اور خوش قسمتی کا اظہار کرنا تحدیث نعمت کے لیے ضروری سمجھتے ہوئے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب سے دعاؤں کا طالب اور صاحبزادگان گرامی اور محترم مؤلف کا شکر گزار ہوں اور ذات باری تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عامۃ الناس اور طالبین حق کے لیے عمومی طور پر اور منتسبین سلسلہ نقشبندیہ کے لیے خصوصی طور پر یہ کتاب نافع بنائے گا اور یہ میری نجات کے لیے بھی بہت بڑا سہارا بنے گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کا سایہ تا دیر ہم پر سلامت رکھے اور ہمیں خانقاہ سراجیہ سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی رسولہ الکریم

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ لاہور

یکم ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

مؤلف ایک نظر میں

الف:

نام : محمد نذیر رانجھا

ولدیت : جناب سلطان احمد رانجھا (مدظلہ)

تاریخ پیدائش : ۸ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام چک نمبر ۶۷ جنوبی، تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

ب: تحصیلات:

(۱) ایم اے (فارسی) پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۹۴ء

(۲) ایم اے (اسلامیات) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۶ء

(۳) ایم اے (عربی) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۷ء

(۴) بی اے، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء

(۵) بی ایل آئی ایس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۸ء

(۶) سرٹیفکیٹ ان لائبریرین شپ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۱۹۹۰ء

(۷) ایلیمنٹری عربیک کورس، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء

(۸) ایڈانس عربیک کورس بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

(۹) ایف اے، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، سرگودھا، ۱۹۷۱ء

(۱۰) میٹرک، ایضاً، ۱۹۶۸ء

ج: **ملازمت:**

(۱) مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد (یکم جنوری ۱۹۷۳ء تا ستمبر ۱۹۸۵ء)

(۲) نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد (اکتوبر ۱۹۸۵ء تا جون ۱۹۹۲ء)

(۳) اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد (جون ۱۹۹۲ء)

د: **تحقیقات وتالیفات:**

فارسی اور عربی سے اردو، اور اردو سے فارسی تراجم اور اردو میں تصنیف وتالیف اور نقد ونظر کے علاوہ فارسی متون کی تصحیح وتعلیق وتحقیق کا کام، نیز فارسی اور اردو میں متعدد تحقیقی مقالات ملکی و غیر ملکی مؤقر رسائل وجرائد میں طبع ہو چکے ہیں۔ مطبوعہ تحقیقی وتالیفی کتب ورسائل کی فہرست حسب ذیل ہے:

(۱) ابدالیہ: (ترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ ترجمہ وتعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۴۸ ص، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

(۲) احادیث کے اردو تراجم (کتابیات): تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء، ۱۰۰ص

(۳) برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی اردو مطبوعات (کتابیات اردو): مؤلف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ۳۶۷ص

(۴) برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی وفارسی کتب اور ان کے اردو تراجم) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۸ء، ۳۷۴ص

(۵) بحر الحقیقۃ: (ترجمہ اردو) تصنیف: خواجہ احمد غزالیؒ ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۹۶ص، ۱۹۸۹ء

(۶) تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی، ناشر:

لاہور، وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، جامع مسجد پائلٹ سکول، ۲۰۰۳ء، ۵۶۲ص

(۷) تذکرۃ الاولیاء حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ (فارسی)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ، دارالمبلغین حضرت میاں صاحب، ۱۹۹۵ء، ۷۶ص

(۸) تذکرہ قطب عالم حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (اردو)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ، دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ ۲۰۰۳ء، ۲۵۲ص

(۹) تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الحاج محمد امینؒ (اردو)، تالیف: تحسین اللہ، نظر ثانی: محمد نذیر رانجھا، ناشر: چارسدہ، الجاہد آباد، جماعت ناجیہ، ۱۹۹۷ء، ۴۸۸ص

(۱۰) جدید فارسی گرامر: (اردو) دستور فارسی نوین، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۸۳ص، ۱۹۸۹ء

(۱۱) رسالہ ابدالیہ: (فارسی) تصنیف: مولانا یعقوب چرخی، تصحیح وتالیقات و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۰ص، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

(۱۲) رسالہ انسیہ: (فارسی متن وترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخی، تصحیح وترجمہ تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان: ڈیرہ اسماعیل خان، موسیٰ زئی شریف، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، مکتبہ سراجیہ، ۱۱۲ص، ۱۹۸۳ء

سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (۱-شرح اسماء الحسنیٰ، ۲-حورائیہ، ۳-طریقہ ختم احزاب)، تحقیق وترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ۷۶ص

(۱۳) شاہد کے نام: (اردو) تصنیف: محمد نذیر رانجھا' ناشر: راولپنڈی' مصنف' ۳۲ص: اکتوبر ۱۹۷۷ء

(۱۴) شرح مثنوی معنوی: (فارسی دو جلدیں) شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی' تصحیح وپیش گفتار: محمد نذیر رانجھا' ناشر: اسلام آباد' مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان' جلد اول: ۱۴۷+جلد دوم: ۶۰۰ص' ۱۹۸۵ء

(۱۵) فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش: (فارسی) تالیف' محمد نذیر رانجھا' ناشر: اسلام آباد' مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان' ۴۰۵ص' ۱۹۹۳ء

(۱۶) قدیم عدالتی اردو زبان: (اردو) تالیف: محمد نذیر رانجھا' ناشر: لاہور' مغربی پاکستان اردو اکیڈمی' ۱۹۳ص' ۱۹۹۰ء

(۱۷) کتاب دوست شمارہ ۱: فہرست نسخہ ہائے خطی عربی وفارسی واردو کتاب خانہ پروفیسر منظور الحق صدیقی' راولپنڈی' تالیف وترتیب ومعاون مدیر: محمد نذیر رانجھا' ناشر: اسلام آباد' نیشنل ہجرہ کونسل' ۸۴+۱۲ص' ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

(۱۸) کتاب دوست شمارہ ۲ (اردو): فہرست نسخہ ہائے خطی وفارسی واردو پنجابی کتاب خانہ جناب ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری (گجرات)' ترتیب ومعاون مدیر: محمد نذیر رانجھا' ناشر: اسلام آباد' نیشنل ہجرہ کونسل' ۱۰۸+۴ص' ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

(۱۹) کنز العلم والعمل (احادیث نبویؐ کا اردو ترجمہ): محمد نذیر رانجھا' ناشر: لاہور' عتیق پبلشنگ ہاؤس' ۱۴۶ص' ۱۹۹۴ء

(۲۰) لمحات من نفحات القدس (فارسی): تصنیف: محمد عالم صدیقی' پیشگفتار و فہارس: محمد نذیر رانجھا' ناشر: اسلام آباد' مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۶۶۶ص' ۱۹۸۶ء

(۲۱) نسایم گلشن راز (فارسی): شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیشگفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۲۸ص، ۱۹۸۳ء

(۲۲) نئے چراغ: (اردو، نثر و نظم) تصنیف و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، باشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، مصنفین، ۶۴ص، ستمبر ۱۹۷۴ء

(۲۳) یادوں کے مینار: (اردو، شعر) سرودہ: محمد نذیر رانجھا، باشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، سرایندگان، ۶۴ص، اکتوبر ۱۹۷۴ء

کلمات طیبات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ و ارسال التسلیمات و التحیات

فقیر نے اس کتاب کی خدمت دیکھی ہے۔ جس سے اندازہ ہوا
کہ مولانا محمد نذیر رانجھا صاحب نے بڑی محنت سے اس کتاب کی
تالیف فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کی محنت کو قبول
فرماوے۔ اور مسلمانوں کی رہنمائی کا باعث بناوے۔ اور
اپنی رضامندی و خوشنودی سے سرفراز فرماوے۔ آمین

والسلام
فقیر خان محمد عفی عنہ
خانقاہ سراجیہ
۵ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ زَیَّنَ السَّمَاءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَجَعَلَھَا رَجُوۡمًا لِلشَّیَاطِیۡنَ، وَزَیَّنَ الۡاَرۡضَ بِالرُّسُلِ وَالۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡاَوۡلِیَاءِ وَالۡعُلَمَاءِ حُجَجًا وَّبُرَاھِیۡنَ، یَرۡفَعُ بِھِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوۡکَ مِنَ الۡعَالَمِیۡنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِذَتِنَا وَ مَشَائِخِنَا وَ اَسۡلَافِنَا وَ اَوۡلَادِنَا وَاَصۡحَابِنَا وَ جَمِیۡعِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنَ۔

امابعد اس ناچیز نے ’’آبادی جلال‘‘ ڈیرہ پارسانہ، داخلی چاوہ (ڈاک خانہ چک نمبر پندرہ شمالی، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) نامی جس بستی میں پرورش پائی اس کا روحانی ماحول مثالی تھا۔ سیال شریف، حضرت شیخ سلیمان نوری حضوری رحمۃ اللہ علیہ (مدفون پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا)‘ حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز اور بھیرہ شریف کے پیران عظام اور خلفائے کرام کی گاہ بگاہ تشریف آوری سے اس چھوٹی سی بستی کے گلی کوچے منور وتاباں ہوتے رہتے تھے۔ فقیر کے جد بزرگوار جناب فتح محمد رانجھا مرحوم (اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے، آمین) اور والد محترم جناب سلطان احمد رانجھا (اللہ کریم ان کا سایہ شفقت دراز فرمائے، آمین) للہ شریف، تحصیل پنڈ دادن خان، ضلع جہلم کے نقشبندیہ پیران عظام کے عقیدت مندوں میں شامل تھے اور نانا بزرگوار جناب محکم الدین بھٹی مرحوم (اللہ ان پر ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے، آمین) بھیرہ شریف کے بگوی خاندان کے نقشبندیہ بزرگوں کے عقیدت مند تھے

اور صوفیانہ مجاہدات وریاضت کی وجہ سے صاحب حال شخصیت کے حامل تھے۔ انہوں نے اپنی وفات سے کچھ روز قبل احقر کو چند اوراد و وظائف سکھائے تھے اور ان پر ہمیشہ عمل کرنے کی تلقین فرمائی تھی۔ احقر کی والدہ محترمہ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی مامتا اور دعائیں دنیا وآخرت میں اس ناچیز کے ساتھ رکھے، آمین) چک نمبر ۶۷ جنوبی، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا کے سادات خاندان کے ارادت مندوں میں شامل تھیں۔

اس طرح کے عرفانی اور روحانی ماحول میں اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی محبت و عقیدت کا نصیب ہونا ایک وہبی کرم تھا:

"رَبِّ اَوْزِعْنِی اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِی اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا۔"

۱۹۶۷ء میں فقیر ابھی نویں جماعت میں زیر تعلیم تھا کہ حضرت شیخ سلیمان نوری حضوری قدس سرہ العزیز (مدفون پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا) کی اولاد امجاد سے ایک بزرگ حضرت صاحبزادہ شیخ سلطان علی سلیمانی قادری نوشاہی نور اللہ مرقدہ (م ۱۹۹۷ء) سجادہ نشین دربارہ حضرت چپاتے شاہ رحمۃ اللہ علیہ (آبادی جلال، ڈیرہ پارسانہ' ڈاک خانہ چک نمبر پندرہ شمالی' تحصیل بھلوال' ضلع سرگودھا) کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا۔ بعد ازاں اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں اپنے ایک مہربان جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم (اللہ کریم انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے آمین) ساکن ڈیرہ چوہدری شان احمد بھلوانہ' داخلی چاوہ' نزد پرانا بھلوال' ضلع سرگودھا کی وساطت سے خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ شریف' کندیاں' ضلع میانوالی کے سجادہ نشین سیدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت خواجہ ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا (اللہ تعالیٰ اس نسبت پاک پر آخری سانس تک استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین) جس کی بدولت اول اللہ تعالیٰ نے دینی رجحان سے نوازا' اس کے ساتھ ساتھ اہل دل واہل علم وفضل کی زیارت وملاقات کا ذوق عنایت فرمایا اور یوں اس ناچیز کے لیے صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کی محبت وعقیدت سرمایہ حیات بن گئی' اللہ کریم اسے ہمیشہ قائم ودائم رکھے' آمین:

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا / نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیدا

ارشاد ربانی ہے:

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ـ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَشَاءُ، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بانی خواجہ خواجگان حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کا ارشاد گرامی حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز نے اپنی تصنیفات میں نقل فرمایا ہے کہ ''مافضلیانیم''۔ بس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت پاک کی بدولت فضل الٰہی نے اس مسکین و بے نوا کی ہمیشہ دستگیری فرمائی ہے:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند / کہ برند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

یہ مسکین و بے نوا، خاک پائے اولیا و عرفا، صاحبانِ ذی مرتبت اور قارئین کرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ عالم روحانیت کی خاک پاک خاصی چٹیل مگر زرخیز ہے کیونکہ اس ملک شاد باد اور خطہء جنت نظیر کی اصل فردوس بریں ہے اور اس کی آب و ہوا ذاتِ احدیت کی صفت جباری و قہاری کی بنا پر گرم مرطوب اور صفت رؤف ورحیم کے طفیل روح پرور و فرحت افزا ہے جو ملاء اعلیٰ کے فیض ابدی اور فضل عمیم کے شامل حال ہونے پر اہل ایمان کے قلب و اذہان سے غفلت و نادانی کی کدورتوں کو دھو کر انہیں مجلّا و روشن بنا ڈالتی ہے اور یہ ذکر وفکر الٰہی سے مزین ہو جاتے ہیں اور یہ سینوں کی قبض و یبوست کو ختم کر کے انہیں بسط و کشاد کے انوار سے بھر دیتی ہے جس سے روح انسانی کو تازگی اور فرحت نصیب ہو جاتی ہے اور جسم و جان ایک ساتھ احکام الٰہی کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔ اس عالم کے کشت زاروں میں ذکر وفکر اور اوراد و وظائف اور رابطے اور مراقبے کی محنت کے حاملین کو وہ کریم ذات دنیا میں ''وصول الی اللہ'' کے خزینوں کا مالک بنا ڈالتی ہے اور آخرت میں یہ دیدار الٰہی کے دفینے پانے والے بن جاتے ہیں:

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی / شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

اس عالم سدا بہار میں سینکڑوں میدان، ہزاروں وادیاں، لاکھوں بلند و بالا ٹیلے پہاڑ اور کروڑوں لق و دق صحرا اور ریگستان پنہاں و عیاں ہیں جن کی آگاہی مرشد کامل و مکمل کی رہنمائی

سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ طالبانِ دنیا تو اس کے سرسبز وشاداب میدانوں میں جانوروں کی مانند مزے اڑاتے نظر آتے ہیں لیکن آخرت کے شیدائی اس کی پرپیچ وخم وادیوں میں سرگرداں وپریشاں ہو جاتے ہیں اور عاشقان ذات احدیت وصمدیت اس کے ٹیلوں اور پہاڑوں کو عبور کرتے وقت متحیر وحیراں کھڑے ہوتے ہیں اور مشتاقانِ دیدار الٰہی اس کے صحراؤں اور ریگستانوں کی ریت چھانتے پھرتے ہیں۔ یہ سب مرشدانِ پاک باز کی مدد اور رہنمائی سے مشرف ہو کر شریعت کی خلعت زیب تن کر لیتے ہیں اور طریقت کی لاٹھی ہاتھ میں لے کر چلتے چلتے درِ معرفت پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں پہنچنے والوں کو ذاتِ صمدیت اپنے فضل عمیم سے مقام حقیقت سے لذت آشنا کر کے اپنا دائمی قرب عطا فرما دیتی ہے:

گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق — بے عنایات حق وخاصان حق

رب العالمین اور خالق کائنات کے منکرین کا تو اس عالم میں گزر نہیں خواہ وہ اپنی من پسند محنتوں اور ریاضتوں کی بنا پر صاحب استدراج بھی بن جائیں۔ اس عالم حق میں تو صرف اہل ایمان بندوں کا بسیرا ہے جو شریعت مطہرہ کے تابع رہ کر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے صدقے حاملین کرامت بن جاتے ہیں:

ایں خیال است ومحال است وجنوں — ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں

اس جہانِ وسیع وعریض میں نعرۂ ''الست'' کی لذت میں مست لاکھوں ارواح قالب انسانی میں بند ہو کر مرغانِ نیم بسمل کی مانند ''قَالُوا بَلٰی'' کی صدائیں بلند کرتی پھرتی ہیں اور عالم شیفتگی ودیوانی میں ان کے پروبال ریزہ ریزہ ہو کر گرتے پڑتے ہیں مگر وہ اس نعرۂ پاک کو بلند کرنے والی ذات بے مثل ومثال اور اس صدائے دل آویز کے منبع وچشمہ تک رسائی پانے کے لیے اپنے زخمی پروں کو پھڑ پھڑاتے پھرتے ہیں اور یگانگی وبیگانگی سے یوں ''رَبَّنَا رَبَّنَا'' اور ''اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ'' کی تسبیحات گنگناتے ہیں کہ اس جہان فانی کے در ودیوار، جبل واشجار اور ذرات موجودات بھی ان کی لحن داؤدی پر قربان ہو کر ''اللہ اللہ'' اور ''رَبِّی رَبِّی'' پکارنے لگتے ہیں۔ ان نیاز مندانِ درگاہِ حق وذات احدیت وصمدیت کے متوالوں، ناموس رسالت وآفتاب نبوت کے شیدائیوں اور وادی عرفان وایقان کے دیوانوں کا دل شیفتگی اور وارفتگی سے یوں معمور

ولبریز ہو گیا ہے کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکے ہیں اور وہ ملاء اعلیٰ تک پہنچ کر قرب الٰہی پانے کے لیے بے قرار پھرتے ہیں اور اس جہان فنا آشنا کو انہوں نے اپنے لیے میدان عرفات سمجھ لیا ہے اور قدسیوں کے کعبہ بیت المعمور تک رسائی پانے اور کروبیوں کی میقات سدرہ المنتہیٰ کو عبور کرنے کی تمنا و آرزو نے ان متوالوں، شیدائیوں اور دیوانوں کو گھائل کر رکھا ہے:

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو | شیئاً للہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما | آفرین بر دست و بر بازوئے تو

وہ ذات کریم جو کرم کمائے اور اپنے کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مرشد کامل و اکمل کی ہمت و توجہ اور الطاف ذی فیض سے بہرہ ارزانی فرمائے تو ایسے سب راہروان جادۂ حق کی مراد یقیناً برآئے اور مشکل کشا و مسبب الاسباب حقیقی جویاری فرمائے تو اس خطا کار و روسیاہ جیسے نادانوں کو بھی اس عالم بالا کی رمز سلجھا دے اور پھر جس شیخ حق آگاہ و مرشد پاکباز و حامل مہر کامل و پیکر جود و سخا کا دامن مبارک تھام لیا ہے۔ وہ جو ذرہ نوازی اور بندہ پروری فرمائیں تو اس خانۂ ویراں میں دبکے بیٹھے اس بے قرار دل کو بھی قرار آ جائے اور یہ لذت آشنائے حق ہو کر آسودۂ دو جہاں ہو جائے:

مرشد مہرباں چنیں باید | تا درِ فیض زود بکشاید
آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دیں | طعنہ زند بردہ سخرہ کند بر چلہ

"یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ"۔

اے خوشا روزے کہ اس جہان پاک کے رہروان خوش بخت کو سرور عالم، فخر موجودات و رحمۃ للعالمین، حبیب کبریا و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دستگیری نصیب ہو گئی اور آپ کی محبت و اتباع کامل میں رچے بسے، نور نبوت سے پروردہ اور آپ کے فیض یافتہ نفوس قدسیہ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایمان افروز زندگیوں کے صدقے اور تابعین و تبع تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے حق آگاہ مجاہدوں کے طفیل اور اولیا و عرفائے کرام قدس اللہ اسرارہم کی حق آشنا ریاضتوں کے صدقے منزل مقصود تک رسائی پانے کے لیے اللہ کریم نے

ایک زنجیرہ محکم و پیہم اہل ایمان کو فراہم کر دیا ہے۔ الحمدللہ جس کے حسین اور زریں حلقوں کو مضبوطی سے تھام لینے پر کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونا ارزانی ہو گیا:

مقصود توئی دگر بہانہ

اے خوشا مقدرے کہ حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ شریف' کندیاں ضلع میانوالی کے محبّ و مخلص اور اس ناچیز کے مشفق و محسن جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم (اللہ کریم ان کی قبر کو اپنے انوار رحمت سے معمور فرمائے اور ان کے اہل وعیال اور عزیز و اقارب کو ہر دو جہاں میں کامران فرمائے) جو محترم و مکرم جناب صوفی احمد یار بھلوانہ (ساکن پرانا بھلوال' ضلع سرگودھا) کے برادر گرامی تھے' کے شوق دلانے پر اس خطار کار و روسیاہ کو وارثین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حاملین کتاب وسنت کے حلقۂ پاک میں سے شہباز طریقت و شہنشاہ معرفت و حقیقت زبدۃ العلماء وقدوۃ العرفا و امام پاک بازاں و نور عرفاں و ہادی دوراں و مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خواجہ خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی دست بوسی کا شرف نصیب ہو گیا۔ جن کی روحانیت پرور وللّٰہیت بارنگاہ مبارک کا اس ذرۂ بے مقدار و خطا کار پر یوں گزر ہوا کہ اسی سفر اول میں یہ ناچیز بھی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے اس گوہر نامدار و پروقار کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے شرف سے بہرہ ور ہو گیا اور یوں وابستگان سلسلہ پاک اور وارفتگان خانقاہ سراجیہ شریف کی صف میں شامل ہو گیا:

کنوں بآب حیاتے رسیدہ ام کہ مپرس   چہ روزہا بسر آمد مرا بہ تشنہ لبی

روزِ اول جب حضرت اقدس مدظلہ العالی کا دست انور اس قلب سیاہ پر تلقین ذکر اللہ اللہ کے ساتھ مس ہوا تو یہ کبیدہ خاطر ضرب فیض بخش و روح پرور مرشد کامل واکمل کے صدقے صیقل ہوتا نظر آیا اور پھر ذاتِ کریم نے جو کرم عمیم شامل حال مسکین فرمایا تو اسے اپنے ظاہر و باطن کو شریعت مطہرہ سے آراستہ و پیراستہ کرنے کا فکر دامنگیر ہوا:

"من کیم و قصہ من کیست. الامان و الامان رَبَّنَا لَاتُؤَاخِذْنَا......وَلَا تُخْزِنِی یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ:

مرا چہ زہرہ کہ گیرم بہ نسبتش خودرا　　　　قبولم ار بہ غلامی کند شرف دارم

چھوٹا منہ اور بڑی بات۔ استغفار استغفار۔ اے نادان ثنائے رب العالمین کہہ اور نعت سرور کل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے بعد مدحت مرشد کامل واکمل و پیر پیران اجل تا کہ دنیا میں ان کے ظل الطاف تلے رہ کر غلامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نصیب رہے اور خاتمہ بالخیر کی توفیق ارزانی ہو جائے اور میدانِ حشر میں سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ اور جنت معلیٰ میں آپ کے حوضِ کوثر سے حصہ کرامت ہو جائے اور اے ناداں، اچھی طرح جان لے۔ ہر کہ و مہ کو یہ سعادت داریں ہرگز ارزانی نہیں کی جاتی اور ریا کار ومتکبر کو حضور درگاہ صمدیت نصیب نہیں ہوا کرتا کیونکہ تیز وطراز کو مانند حرمل دہکتے ہوئے انگاروں پر رکھتے ہیں اور اپچے کے منہ میں آگ بھرتے ہیں:

سعدی تو کیستی کہ درآئی درین کمند　　　　چندان فتادہ اند کہ ماصید لاغریم

جب سے ''تذکرۃ الاولیا'' شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ (م ۶۲۷ھ) میں پڑھا کہ ذکر صالحین سے رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے' یہ تمنا وآرزو شریک حال ہوگئی کہ خانقاہ سراجیہ شریف کی علمی وروحانی عظمت پر کتابی صورت میں لکھا جائے' گو قبل ازیں یہ سعادت عظمیٰ صاحبانِ ذی وقار وبلند مرتبت حضرت مولانا نذیر بیگ عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) اور حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہو چکی تھی اور اب محترم جناب حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی صاحب بھی ان سعادت مندوں کی صف میں شامل ہو چکے ہیں۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ:

این سعادت بزورِ بازو نیست　　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

لیکن پھر بھی حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ شریف کے احوال ومناقب کو جمع ومرتب کرنے کا ذوق وشوق قائم ودائم رہا۔ لہٰذا خانقاہ سراجیہ شریف کے انتہائی مخلص محب محترم ومکرم حضرت مولانا محمد رمضان علوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸ جنوری ۱۹۹۰ء/ ۲۰ جمادی الآخر ۱۴۱۰ھ) خطیب جامع مسجد گلشن آباد (اکال گڑھ) راولپنڈی اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ، (م ۱۹۹۱ء/ ۱۴۱۱ھ) درویش، ہری پور ہزارہ کے توسط سے اس

آرزو کی تکمیل کے لیے مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔بسط اللہ ظلہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ سے اجازت ومدد کی درخواست کی جوان بزرگان گرامی کے بقول حضرتِ اقدس مدظلہ العالی نے قبول فرمائی (فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ فِی الْآخِرَة):

وادیٔ عشق بسے دور و دراز ست و لے　　　　طے شود جادۂ صد سالہ بآ ھے گا ھے

رحمت حق جوش میں آئی اور خوش قسمتی نے اس بے نوا کی یاری فرمائی تو اوائل فروری ۲۰۰۰ء میں دوست مکرم ومہربان جناب شبیر احمد خان میواتی زادعزہ ومقامہ جنہیں خانقاہ سراجیہ کے حضرات کرام سے بے حد محبت وعقیدت ہے۔نے گرامی نامہ بھیجا کہ آپ خانقاہ سراجیہ کی علمی وروحانی تاریخ پر جو کام کر رہے تھے اس کا کیا ہوا؟ ساتھ ہی ان مہربان نے خانقاہ شریف سے متعلق مواد کا ذخیرہ نادرہ جوان کے پاس تھا' بھی احقر کے لیے بھجوادیا۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ فِی الدَّارَیْن ۔اس پر داعیہ وداویہ جو پہلے سے پیدا وہویدا تھا پھر سے ابھرا اور آناً فاناً یوں جوان ہو گیا کہ اس کے غلبہ سے ناچیز پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور آغازِ مارچ ۲۰۰۰ء سے قلم ہاتھ میں تھاما اور اللہ کا نام لے کر خانقاہ پاک کے تذکرہ کو لکھنا شروع کر دیا۔ ''وَمِنَ اللّٰهِ التَّوْفِیق ۔ رَبِّ یَسِّرْلِی اَمْرِی''

جاں پرور است قصہء ارباب معرفت　　　　رمزے برو' بپرس وحدیثی بیا بگو

الحمدللہ کہ بفضل ربی وصمدانی اور بفیوضات وبرکات روحانی محبوبان یزدانی وپیرانِ کرام خانقاہ جانی یہ کام پایہء تکمیل کو پہنچ گیا ہے:

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَّشَآء وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ یَّشَاءُ، وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم'' یَارَبَّ الْعِزَّت وَیَا کریم:

نیاوردم از خانہ چیزے نخست　　　　تو دادی ہمہ چیز ومن چیز تست

احقر نے اس کتاب کا نام ''تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ'' کندیاں ضلع میانوالی رکھا ہے۔

اللہ کریم نے فضل عمیم یوں فرمایا کہ ۱۴ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو

مخدوم زمان خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی اپنے مخلص ارادتمند مکرمی جناب حاجی محمد یعقوب زادعزہ و مقامہ کے ہاں قیام فرما ہوئے۔ احقر سہ پہر چار بجے آنمحترم کے مکان پر حاضر ہوا۔ حضرت اقدس کی زیارت اور دست بوسی کا شرف نصیب ہوا۔ نماز عصر و مغرب آپ کی اقتدا مبارک میں ادا کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ نماز عصر کے بعد محترم حاجی صاحب نے احقر کی کتاب کا مسودہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا:

''رانجھا صاحب کی خواہش ہے کہ حضرت اقدس اس پورے مسودے کا مطالعہ فرمائیں اور پھر اپنے کلمات مبارک تحریر فرمائیں۔''

حضرت اقدس نے تبسم فرماتے ہوئے کمال شفقت سے مسودہ کو ملاحظہ فرمانا شروع کیا اور تقریباً نصف ساعت بڑے انہماک سے اس کا مطالعہ فرماتے رہے۔ نماز مغرب کے بعد مسکین نے جانے کی اجازت چاہی اور عرض کیا کہ حضرت مسودے کو ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا ''اب پورا تو نہیں پڑھ پاؤں گا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کے لیے اسے ذریعہ سعادت بناوے۔'' امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ یہ ارشاد موجب سعادت دارین ہوگا۔

محترم حاجی صاحب کے مشورہ سے احقر دوسرے روز صبح چھ بجے ان کے مکان پر پہنچ گیا اور وہ کمال شفقت و محبت سے اسے حضرت اقدس کے کمرے میں لے کر حاضر ہوئے اور بڑے پرخلوص لہجے میں حضرت اقدس سے التماس کی آپ رانجھا صاحب کے مسودے کے لیے کلمات طیبات تحریر فرمادیں۔ حضرت اقدس نے قلم اور کاغذ طلب فرمایا۔ حاجی صاحب قلم لائے اور احقر نے مسودۂ کتاب کا آخری ورق الٹ کر حضرت اقدس کے حضور پیش کیا۔ آپ نے کمال لطف و عنایت فرماتے ہوئے چند کلمات طیبات تحریر فرمادیے جو اس کتاب کے آغاز میں پیش کیے جارہے ہیں:

منت منہ کہ خدمت سلطان ھمے کنی   منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

اللہ کریم محترم حاجی صاحب کو جزائے خیر اور اجر عظیم نصیب فرمائے آمین۔

یہاں آخر میں مکرمی جناب راجہ نور محمد نظامی زادعزہ ساکن بھوئی گاڑ' حسن ابدال ضلع اٹک جو حضرت اقدس مدظلہ العالی کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کر دینا بھی واجب سمجھتا ہوں کہ انہوں نے خانقاہ شریف کی بیش بہا تصاویر' چند نظمیں اور بعض دیگر حضرات کرام کے احوال و آثار کے بارے میں اہم مواد فراہم فرمایا اللہ کریم انہیں اجر عظیم عنایت فرمائے۔ آمین۔

یارب! اپنے فضل و کرم کے صدقے اس نا کارۂ روزگار کی یاری فرما اور اپنے پیارے رسول مقبول' سرور کائنات' فخر موجودات' شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کے طفیل اس عاجز و مسکین کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ معلیٰ میں قبول و منظور فرما اور اسے اس روسیاہ کے واسطے سعادت دارین کا ذریعہ بنا۔ اس کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور بے ربط فقرات کو اپنے پیارے اولیائے عظام اور صلحائے کرام کے محبین کی نگاہ میں پسندیدہ و مستحسن بنا دے اور اس کی تدوین و تالیف کے دوران جو خطائیں اور غلطیاں اس خطا کار سے سرزد ہو گئی ہیں اپنی ستاری سے ان پر پردہ ڈال دے اور اپنی غفاری سے انہیں معاف فرما دے۔ آمین

یارب! اپنے پیاروں کے صدقے اس عاجز کو اپنی ذاتِ احدیت و صمدیت کی حقیقی معرفت نصیب فرما اور اپنی فرمانبرداری' سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت و اتباع اور اپنے پیاروں کی پاکیزہ محبت و عقیدت کی نعمت کبریٰ و سعادت عظمیٰ سے مالا مال فرما دے۔ آمین

یارب! اس احقر کو اپنے ماں باپ' خویش اقربا اور دوست احباب سمیت اپنی رحمت و مہربانی کے طفیل صحت و عافیت اور سلامتی دارین کے ساتھ زندگی عطا فرما اور اپنی رضا و خوشنودی میں خاتمہ بالخیر کے ساتھ موت کرامت فرمانا اور اس کی اولاد میں اپنی اور اپنے پیاروں کی محبت و عقیدت زندہ جاوید رکھنا۔ آمین

یارب! اس مسکین کو روزِ محشر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ اور حوضِ کوثر سے بہرہ مند فرمانا۔ آمین

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن ٥ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ o وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ o یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلاَّ مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ:"

وفدت علی الکریم بغیر زاد — من الحسنات و القلب السلیم

فحمل الزاد اقبح کل شئی — اذا کان الوفود علی الکریم

اس کتاب کی اشاعتی مساعی میں حضرت صاحبزادہ خلیل احمد صاحب دام اقبالہ کی شفقتیں اور عنایتیں بھی اس ناچیز کے شامل حال ہوگئیں۔آن محترم نے مسودہ منگالیا تھا جسے حضرت صاحبزادہ عزیز احمد صاحب دام اقبالہ نے مطالعہ فرمایا تاکہ کوئی تاریخی یا واقعاتی سقم ہو تو اس کی اصلاح فرمادیں۔اللہ کریم گلستان روحانیت کے ان آفتاب و ماہتاب کو ہمیشہ منورو تاباں رکھے۔آمین ثم آمین۔

یہ ناچیز اللہ کریم کے فضل وکرم بیکراں کا کس زباں سے شکرادا کرے جس کا نزول ہر آن فزوں سے فزوں تر ہوتا جارہا ہے۔اس کی ایک مثال تازہ اخی مکرم ومحترم جناب محمد ریاض درانی صاحب زادعزہ کی اس فقیر بے نواپر عنایت خاصہ ہے جو انتہائی محبت اور عقیدت کے ساتھ اس کتاب کو خانقاہ شریف کے شایان شان زیور طبع فرمارہے ہیں۔اللہ کریم انہیں مع اہل وعیال اور اعزہ واقارب سدا کامران وکامیاب فرمائیں۔آمین

خاکپائے اولیائے عظام

احقر محمد نذیر رانجھا غفرذنوبہ وستر عیوبہ

۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ/ ۲۷ اپریل ۲۰۰۰ء

۱۳۱-غازی آباد-کمال آباد-راولپنڈی صدر۔

وصل اول

فضیلتِ تصوف وصوفیا

لفظ ''صوفی'' اور ''تصوف'' کے معنی ومفہوم اور اہلِ تصوف کی سوانح وتعلیمات پر بیشمار کتابیں موجود ہیں اور روز بروز ان میں اضافہ ہو رہا ہے- حضرت حارث المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۴۳ھ) کی ''کتاب الرعایہ'' سے لے کر حضرت شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ) کی کشف المحجوب تک تصوف کی ابتدائی کتب کا سلسلہ بھی خاصہ وسیع ہے- نیز ملفوظات میں خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۵ھ) کی ''فوائد الفواد'' اور مکتوبات میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ) کے مکتوبات شریف کو ایک خاص عظمت ومقام حاصل ہے اور بلا مبالغہ یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ تصوف کے قارئین اور اہلِ دل ونظر کو شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۲۰ھ) کی تصنیف ''تذکرۃ الاولیا'' بے حد محبوب ومرغوب ہے-

آج تک تصوف کی تائید وترغیب اور رد وکد کے ضمن میں بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر یہ حقیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمانوں نے حقیقی اسلامی تصوف کو کبھی خارج از اسلام قرار نہیں دیا کیونکہ حقیقی اسلامی تصوف قرآن وسنت اور آثارِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عین تابع ہے- اہل اسلام کے نزدیک طریقت وہی قابل قبول ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہو اور معرفت وہی مستحسن ومقبول ہے جو خالق حقیقی کی تابعداری میں رچی بسی ہو اور اس کا مقصود وما حصل وصال الی اللہ ہو-

تصوف کے آغاز وارتقا پر بحث کرنا یہاں مقصود نہیں مگر یہ چیز بتانا ضروری ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰ھ) سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۸ھ) سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۶۱ھ) محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ (م ۵۶۱ھ) خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ) شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۴۲ھ) اور خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۵۵ھ) اور ان کے سلاسل عرفانی کے پیروکار سینکڑوں صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کی متصوفانہ زندگیاں نہ صرف ان کے مبارک عہد میں مسلمانوں کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنیں اور ہزاروں غیر مسلم بھی ان کی راست بازی‘ پاک طینتی کے معترف ہوئے اور وہ ان برگزیدہ ہستیوں کے زہد و تقویٰ‘ عبادت و ریاضت اور خصائل و فضائل کے گرویدہ ہو کر کفر و شرک کی تاریک وادیوں سے نکل کر ایمان وایقان کے جہان روشن میں وارد ہو گئے بلکہ آج تک لاکھوں کروڑوں انسان ان اولیا و صوفیا کی محبت و عقیدت میں مستغرق ہیں اور ان کی تعلیمات و فرمودات سے مستفید ہو کر اپنے اخلاق و اعمال کو بنا اور سنوار رہے ہیں اور یوں ان نفوس قدسیہ کے فیوض و برکات کا سلسلہ تا ابد جاری و ساری رہے گا۔

یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے کہ اسلامی تصوف کا سرچشمہ و منبع قرآن و سنت ہے جو نبی آخر الزماں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور دین مبین کے اعلائے حق کے ساتھ ہی اپنی حسین و جمیل شکل اور مبارک صورت میں جلوہ گر ہوا اور جس کا آغاز رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین اور تبع تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اسی پاکیزہ اور پسندیدہ طریقہ کے پیروکار رہے ہیں اور ان شاء اللہ مردانِ حق اور اہلِ صفا ہمیشہ اسی جادۂ مستقیم پر گامزن رہیں گے۔

اسلامی تصوف کے اکابرین کے مجاہدوں‘ ریاضتوں اور مراقبوں کی اساس و بنیاد قرآن و حدیث کی تعلیمات و ارشادات پر مبنی ہے اور مسلمان صوفیا قرآن و حدیث کے متبحر عالم‘ مفسر‘ محدث‘ فقیہ اور متکلم ہوئے ہیں جو اپنے تبحر علمی کے ذریعے ہر زمانے میں یونانی مفکروں‘ ہندی جوگیوں‘ بودھ بھکشوؤں اور یہودی و عیسائی راہبوں کی اسلام اور قرآن و حدیث سے لاتعلقی و بے خبری سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے ہیں اور اگر کوئی مسلمان غیر اسلامی تصوف کی جانب مائل ہوتا تو یہ پاکباز ہستیاں اس پر سخت گرفت کیا کرتیں اور مذکورہ شخص کی فریب کاریاں نمایاں

ہو کر اہل حق کے سامنے آ جاتی تھیں- سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہم (م ۲۹۸ھ) اس گروہ حق پرور کے سرخیل شمار کیے جاتے ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں حضرت شیخ ابو الحسن علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہم (م ۴۶۵ھ) حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۴۳ھ) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۶ھ) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ) اسی عظیم اسلامی تصوف کی حقانیت اور عظمت کے مبلغ ہو گزرے ہیں-

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ اسلامی تصوف کے مخالفین میں مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے اشخاص شامل رہے ہیں اور یہ کہ اسلامی تصوف کے معترضین (مسلم و غیر مسلم) نے اسلامی تصوف پر اعتراضات کرتے وقت غیر اسلامی رجحانات کو سامنے رکھا اور انہوں نے یوں نہ صرف حق و صداقت سے اعراض کیا بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو اسلامی تصوف کے روح پرور ثمرات سے بے بہرہ رکھنے کی سعی کی- دشمنوں کا کیا رونا ہے بعض ناعاقبت اندیش اور چیرہ دست دوستوں نے غیر اسلامی رجحانات کی قباحتیں اسلامی تصوف کے کھاتے میں ڈال دی ہیں-

اسلامی تصوف کے عناصر ترکیبی ''کامل توحید'' ''کامل اتباع سنت'' اور ''کامل تقویٰ'' ہیں اور ان تینوں اجزا کا ماخذ کتاب و سنت ہے- اسی طرح روحِ اسلام کے اجزائے ثلاثہ ''محبت الٰہی'' ''مکارمِ اخلاق'' اور ''خدمت خلق'' ہیں جو درحقیقت اسلامی تصوف کا عصارہ اور خلاصہ ہیں-صوفیائے عظام ''محبت الٰہی'' کو اپنی زندگی کے آغاز وانجام کا محور قرار دیتے ہیں:

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم
خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ زکونین توئی
از بہر تو میرم و برائے تو زیم

نیز ملاحظہ فرمائیں کہ ''محبت الٰہی'' کا یہ کتنا بلند جذبہ ہے:

دنیا شہ را و قیصرو خاقاں را
دوزخ بدرا، بہشت مرنیکاں را
تسبیح فرشتہ را، صفا انسان را
جاناں مارا و جانِ ما، جاناں را

مکارمِ اخلاق اور خدمت خلق تو اہلِ تصوف کو یوں راس آئی کہ انہوں نے ان دو صفات کے ذریعے اللہ کی مخلوق کے دل موہ لیے۔ ''کشف المحجوب'' میں حضرت شیخ ابوالحسن ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

''لیس التصوف رسوماً ولا علوماً ولکنہ اخلاق''
(یعنی تصوف چند رسوم ادا کرنے اور بعض علوم کے حصول کا نام نہیں بلکہ یہ تو سراسر اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہے)۔

اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۱ھ) کا یہ شعر بطورِ سند پیش کیا جا سکتا ہے:

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اور یقیناً یہی وجہ ہے کہ صوفیائے عظام نے بلا تفریق مذہب وملت ہر انسان کے ساتھ شفقت وترحم کا سلوک فرمایا اور ہمیشہ ہر انسان بلکہ حیوان کے دکھ اور درد کو اپنا دکھ اور درد تصور کیا کیونکہ:

ع۔ روندنا مور کا قیامت کو زیاں ہوگا

خدمت خلق میں تو صوفیا اہل جہاں کو مات کر گئے، انہوں نے نہ صرف حسن اخلاق سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا بلکہ بروں کی برائی کا بدلہ نیکی سے دے کر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ عفوو درگزر تو اپنی جگہ ان کے ہاں دشمن نوازی کی بیشمار مثالیں موجود ہیں۔ جودوسخا ان کا شیوہ رہی ہے اور وہ اپنے پرائے کے غمخوار بنے رہے ہیں اور ہر خاص و عام کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آنا ان کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ اور عجز وانکساری تو ان کے گھر اور در کی باندی بنی رہی ہے اور یہ ساری خوبیاں، بھلائیاں اور ستودہ صفات انہیں رحمت عالم حبیب کبریا، تاجدار دو

جہاں خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے نصیب ہوئی ہیں جن کے مبارک اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر وہ واصل الی اللہ ہوئے ہیں اور ان کے عالم بقا کی طرف رحلت کر جانے کے بعد بھی عالم فنا میں ان کی یاد باقی ہے اور ان کے نامِ نامی نیکی اور بھلائی کے ساتھ لیے جا رہے ہیں اور آج بھی سجادہ و گدڑی کی زیب و زینت اور آستانہ و خانقاہ کی روحانیت وللّٰہیت ان کے فیوض و برکات کی بدولت باقی ہے اور ان کے فیض یافتہ اور پروردہ صوفیا و مشائخ طالبان حق و سالکین طریقت کے قلب و اذہان کو منور و مستنیر فرما رہے ہیں:

امروز شاہ انجمن دلبران یکی است
دلبر اگر ہزار بود دلبران یکی است

وصل دوم

فضائل وخصائص

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

تصوف اسلامی کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی روحانی زندگی کی ترویج وترقی تصوف کے سلاسل: چشتیہ، سہروردیہ، فردوسیہ، قادریہ، شطاریہ اور نقشبندیہ کے عرفائے عظام کے ہاتھوں ہوئی ہے- ان میں سے قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت نصیب ہوئی-

سلسلہء نقشبندیہ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند قدس سرہ العزیز (م۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء) کے نام نامی سے معروف ہے- اس کا قدیم نام سلسلہ خواجگان تھا اور اس کے بانی خواجہ محمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ (م۵۶۲ھ/۱۱۶۶ء) ہیں- رشحات عین الحیات تالیف مولانا علی واعظ کاشفیؒ (م۹۳۹ھ/۱۵۳۲ء) جو سلسلہ خواجگان نقشبندیہ کا ایک مستند اور کلاسیکی تذکرہ ہے، کے مطابق یہ سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (م۱۳ھ) اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (م۳۶ھ) سے شروع ہوتا ہے- خواجہ محمد یسوی رحمۃ اللہ علیہم نے ترکستان اور اس کے قرب و جوار میں اس سلسلے کو بہت زیادہ ترقی دی-

بعد ازاں خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ (م۵۷۵ھ/ ۱۱۷۹ء) نے اس سلسلہ میں آٹھ مصطلحات رائج کیں جن پر اس سلسلے کی بنیاد ہے اور وہ یہ ہیں:

۱-ہوش دردم	۲-نظر برقدم	۳-سفر دروطن	۴-خلوت درانجمن
۵-یادکرد	۶-بازگشت	۷-نگہداشت	۸-یادداشت

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ (م۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) نے اپنی کتاب "القول الجمیل"، میں سلسلہء نقشبندیہ کے اذکار کے تحت ان مصطلحات کی شرح لکھی ہے- ان میں دیگر

چیزوں کے علاوہ سلسلے کے متقدمین مشائخ سے منقول ذکر، مراقبہ اور مرشد سے اعتقاد کامل کا طریقہ بھی مذکور ہے

سنت کی اتباع اور شریعت کی پیروی اس سلسلے کی امتیازی خصوصیت ہے۔ اس سلسلے کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے فروغ دیا۔ شریعت مطہرہ کی پابندی آپ کا شعار تھا۔ خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے اس سلسلہ میں مزید تین اصطلاحات کا اضافہ فرمایا جو (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوفِ عددی کہلاتی ہیں۔

ان تین اصطلاحات میں غفلت سے احتراز، ذکر میں طاق عدد کو ملحوظ رکھنے اور غیر اللہ کی توجہ سے اجتناب کی تلقین کی گئی ہے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ سے قبل اس سلسلے کے پیروکار ذکر خفی کو ذکر جلی میں شامل کر دیتے تھے اور نقشبندیہ "علانیہ خوان" کہلاتے تھے۔ لیکن حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے شروع ہی سے ذکر خفی اختیار کیا۔ نیز اتباع سنت پر خاص زور دینے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ کے آثار کی اقتداء سے منہ موڑنے کو انتہائی مہلک گردانا۔

سمرقند اور بخارا میں سلسلہء نقشبندیہ خوب پھلا پھولا اور اس کی روحانی برکات دنیا کے دیگر ممالک میں پہنچنے لگیں تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) نے ہندوستان میں اسے متعارف کرایا۔ اس سے پہلے یہاں سلسلہء قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ پہنچ چکے تھے اور ان کی روحانی برکات کی بدولت یہ خطہ کلمہء حق کی صداؤں سے گونج رہا تھا۔ حضرت حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی بدولت سلسلہء نقشبندیہ کی بنیاد اس علاقے میں یوں مستحکم ہوگئی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) جیسی برگزیدہ شخصیت اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہوگئی جن کی تبلیغی اور روحانی خدمات کی بدولت سلسلہ نقشبندیہ کو مزید تقویت اور استحکام نصیب ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے سلسلہء نقشبندیہ کے اشغال و اوراد کو ایک اور صورت دی۔ انہوں نے جسم انسانی میں لطائف ستہ کا تعین کیا (القول الجمیل: شاہ ولی اللہ)۔

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے مطابق ہر لطیفے کا نور اور رنگ جداگانہ ہے۔ نفی و اثبات یعنی

''لا الہ الا اللہ'' کے ذریعے دل پر ضرب لگائی جاتی ہے اور اسم ذات کے ذکر کو طمانیت قلب اور توجہ کے ساتھ ہر لطیفے میں القا کیا جاتا ہے، جس کا طریقہ مرشد کامل بتاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے قرآن کی قطعیت اور اتباع نبویؐ کی فرضیت پر بہت زور دیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے اکبر کے دین الٰہی کا بھی مقابلہ کیا اور تصوف میں نفوذ کرنے والی بدعات و رسومات کی اصلاح کے لیے بھی مجاہدانہ کوششیں فرمائیں۔ جن کی بدولت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ وسط ایشیا اور بلاد عرب میں پھیل گیا۔ اس سلسلے میں حضرتِ مجدد کے خلفاء اور پیروکاروں کی قربانیاں قابل ستائش ہیں۔

سلسلہء نقشبندیہ میں ''نفحات الانس'' از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ ''رشحات عین الحیات'' از ملا واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوبات مجدد الف ثانی قدس سرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

سلسلہء نقشبندیہ ایک مرتب، منضبط اور کامل سلسلہ ہے جس کا مقصد دین کی نصرت اور غلبہ ہے۔ اس نے اشاعت دین اور استحکام مذہب کے سلسلے میں بڑی خدمات انجام دی ہیں۔

اصطلاحات سلسلہ نقشبندیہ

ہوش دردم:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہمیشہ ہوشیار رہے اور اپنے نفس پر آگاہ رہے جو سانس نکلے وہ یادِ الٰہی میں نکلے۔ اگر غفلت یا معصیت ہو جائے تو استغفار کرے۔

نظر برقدم:

یعنی اپنی نگاہ کو اپنے قدموں پر رکھے۔ اس سے مراد:

۱۔ نگاہ نیچی رکھے جو سنت ہے، تاکہ نامحرم پر نہ پڑے۔

۲۔ دنیا کی رنگینیوں سے نگاہ منتشر ہوتی ہے لہٰذا خدا کی طرف یکسوئی سے

مستغرق ذکر الٰہی رہے۔

۳۔ نیکی اور برائی کے قدم کو توجہ میں رکھے، نیکی میں قدم آگے اور برائی میں پیچھے رکھے۔

۴۔ مراد یہ ہے کہ اپنے قرب کو دیکھے کہ اس کی ترقی کا قدم کس جگہ ہے۔

۵۔ مراد یہ ہے کہ اپنی ولایت کو دیکھے کہ کس نبی کے قدم کے نیچے ہے کیونکہ ہر ایک لطیفہ کی ولایت ایک الوالعزم پیغمبر کے زیر قدم ہے۔

سفر در وطن:

اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی صفات بشریہ کو چھوڑ کر صفات ملکیہ حاصل کرے اور صفاتِ ذمیمہ ترک کر کے صفات حمیدہ کا حامل ہو جائے۔ طلب جاہ و مال، حسد، بغض، کینہ اور تکبر سے دل کو پاک وصاف کرے۔

خلوت در انجمن:

اس سے مراد ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے۔ تمام حالات جیسے کھانے، پینے، بات کرنے، پڑھنے، پڑھانے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے میں اس سے تعلق رکھے۔ ظاہر با خلق اور باطن با حق رہے۔

یاد کرد:

اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے، جو ذکر بھی مرشد نے بتایا ہو اس کے ذریعے حق تعالیٰ کی حضوری حاصل کرے۔

بازگشت:

اس سے مراد ہے کہ رجوع کرنا یعنی تھوڑے تھوڑے ذکر کے بعد مناجات الٰہی کی طرف رجوع کرے۔ بقول خواجہ نقشبندؒ یہ کہے: "الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو، محبت و معرفت خود بدہ۔"

نگہداشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ طالب خطرات نفس یعنی جو خیالات اور وسوسے ماسوی اللہ دل میں آئیں انہیں نظر میں رکھے اور انہیں دل سے نکال دے۔

یادداشت:

یادداشت سے یہ مطلب ہے کہ توجہ ہر حال اور ہر دم بسبیل ذوق اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔ بعض کے نزدیک یادداشت سے مراد حضورِ بے غیب ہے۔ اہلِ تحقیق کے نزدیک یادداشت یہ ہے کہ سالک کے دل پر استیلائے شہود حق بتوسط حب ذاتی ہو جائے اسی کو مشاہدہ کہتے ہیں۔

وقوفِ زمانی:

یعنی بندہ ہر حال میں اپنے احوال پر واقف رہے اگر طاعت میں ہے تو شکر کرے اور اگر معصیت میں ہے تو استغفار کرے۔ اسے محاسبہ بھی کہتے ہیں۔ وقوفِ زمانی اور ہوش دردم دونوں کا مطلب تقریباً ایک ہے۔

وقوفِ عددی:

اس سے مراد سالک کا اثنائے ذکر میں واقف رہنا یعنی جب ذکر کرے تو طاق یعنی وتر کرے بمطابق ارشاد ''ان اللہ وتر ویحب الوتر''۔

وقوف قلبی:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت ہر آن اور ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے تاکہ سب سے توجہ ہٹا کر صرف اللہ سے تعلق رکھے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے نزدیک وقوف قلبی بہت ضروری اور رکن عظیم ہے۔

فضائل طریقہ نقشبندیہ

۱- یہ سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت رکھتا ہے اور اس میں وہ تمام فضائل و برکات موجود ہیں جو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیب ہوئے۔

۲- اس سلسلے میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری قدس سرہ العزیز کو امام الطریقہ کی حیثیت حاصل ہے جو علم طریقت میں مرتبہء اجتہاد پر فائز ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کے سلسلہء جدید میں کیا فائدہ ہے؟ فرمایا: سب طریقہ ہائے تصوف مبارک اور نور علی نور ہیں اور سب وصال الی اللہ کا ذریعہ ہیں لیکن جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا ہے اس میں آسانی بہت ہے اور اس سے بہت جلد اللہ تک رسائی نصیب ہوتی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھا کہ ''مامرادانیم و مافضلیانیم'' یعنی ہم مطلوبوں میں سے ہیں اور ہم فضل والوں میں سے ہیں۔

مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا ہے:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

تو نقشِ نقشبنداں راچہ دانی
تو شکل پیکر جاں راچہ دانی
گیاہ سبزہ داند قدر باراں
تو خشکی قدرِ باراں راچہ دانی
ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست
حقائقہائے ایماں راچہ دانی

٣- دوسرے عرفانی طریقوں میں ذکرِ قلبی آخر میں بتایا جاتا ہے جبکہ طریقہ نقشبندیہ میں سب سے پہلے ذکرِ قلبی کی تلقین کی جاتی ہے۔

٤- اس سلسلے میں دوسرے عرفانی سلاسل کی نسبت اتباعِ سنت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور اس کی ترقی کا انحصار خواجہ نقشبندؒ کے اس فرمان پر ہے:
''طریقہ ما محرومی نیست ہر کہ از طریقہ ما رو گرداند خطرۂ دین دارد چہ این طریقہ بعینہ طریقہ صحابہؓ کبار ست۔''

٥- حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات میں طریقہ نقشبندیہ کے فضائل جا بجا بیان فرمائے ہیں جن میں اسے بعینہ اصحاب کرامؓ کا طریقہ قرار دیا ہے۔ نقشبندیہ کو سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی برکتوں سے ابتدا ہی میں وہ سب کچھ مل جاتا ہے جو کسی شیخ کامل کو انتہا میں بھی بڑی مشکل سے ملتا ہے (دفتر اول مکتوب ٥٨)۔

٦- نقشبندیہ سلسلہ کے میر حلقہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں جن کی افضلیت انبیائے کرام کے بعد مسلم الثبوت ہے۔ اسی لیے آپ کے طفیل میں اکابر مشائخ نقشبندیہ بھی دوسروں سے زیادہ معارف وعلوم سے آگاہ ہیں (دفتر اول مکتوب ٢٢١)۔

٧- اس طریقے میں جذبہ طلب، سلوک پر مقدم ہے لیکن اس میں سیر کی ابتدا عالم امر سے ہوتی ہے اور عالم خلق کی سیر ضمناً عالم امر کی سیر کے دوران ہی طے ہو جاتی ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے سلسلوں میں سیر کی ابتدا عالم خلق سے ہوتی ہے۔

٨- بعض سالک، عالم امر میں مقامِ جذب پر فائز ہونے کی استعداد نہیں رکھتے۔ نقشبندی مشائخ اپنے تصرف سے سالک میں یہ استعداد اجاگر کر دیتے ہیں (دفتر اول مکتوب ١٤٥)۔

٩- نقشبندی مشائخ، پیر خرقہ، پیر کلاہ وشجرہ نہیں ہوتے۔ وہ صحیح معنوں میں

شریعت کے عالم و مبلغ ہوتے ہیں- اس لیے شریعت کے مرشد اور
طریقت و سلوک کے رہنما ہوتے ہیں، لیکن دوسرے سلسلوں میں ایسا
نہیں ہے ان کے حلقے میں تعلیم و تسلیم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا
ہے-

۱۰- یہ خلافِ شرع احوال و مواجید کو تسلیم نہیں کرتے- صوفیائے خام کی
بیہودہ باتوں کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھتے- اسی طرح خلاف شرع ریاضتوں
کو بھی مردود قرار دیتے ہیں اور انہیں استدراجات سے زیادہ کوئی
حیثیت نہیں دیتے (مکتوبات دفتر اول ۲۸۶)۔

۱۱- سلسلہ نقشبندیہ بلا جواز عزلت نشینی پر زور نہیں دیتا، بقول حضرت مجدد
الف ثانی قدس سرہ عزلت سے مراد یہ ہے کہ غیروں کی رفاقت و محبت
سے پرہیز کرے نہ کہ ہم خیال دوستوں سے-

بقول مولانا رومی قدس سرہ:

عزلت از اغیار باید نے از یار

حضرت خواجہ نقشبندؒ فرماتے ہیں:

''صحبت باہمراز ان سنت موکدہ این طریقہ علیہ است'' (مکتوبات، دفتر اول: ۲۶۵)۔

۱۲- طریقہ نقشبندیہ کی اصل اصول چار چیزیں ہیں:

(الف)- دوامِ حضور: ہر وقت دل کا خیال خدا کی طرف رہنا-

(ب)- بے خطرگی: دل میں بجز یادِ حق کوئی خطرہ نہ آئے-

(ج)- جذبات: جذباتِ دل کی کشش خدا کی طرف ہونا۔

(د)- واردات: خدا کی طرف سے فیضان اور انوار کا نازل ہونا-

وصلِ سوم

مختصر تعارفِ خانقاہ سراجیہ شریف

خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں، ضلع میانوالی، کندیاں جنکشن سے اڑھائی میل کے فاصلے پر ملتان کی طرف جانے والی ریل پٹڑی سے چھ سات فرلانگ کے فاصلے پر درختوں کے خوبصورت وحسین جھنڈ میں واقع ہے۔ جس کی زیارت سے مشرف ہونے والے کہہ اٹھتے ہیں:

بقعہء مہبطِ انوار ز یزداں دیدم
خطہء موردِ الطاف ز رحماں دیدم
چہ مقامیکہ برو سدرہ وہم طوبیٰ را
سایہ دار از کرمِ غیب وگل افشاں دیدم

زعثمان وسراج وحضرت بوسعد، عبداللہ
ہدایت یافتند آنانکہ بودند از طریقت دور
سراجیہ مبارک خانقاہ پاک بازانست
بود از حضرتِ خانِ محمد تا ابد معمور

سراج وحضرت بوسعد، عبداللہ سے چمکا
سراجیہ کا ہر ذرہ مثالِ نیر تاباں
متاعِ جاں نثار حضرت خانِ محمد ہے
امامِ پاک بازاں، نورِ عرفاں، ہادیٔ دوراں[1]

یا رب! تا عالم امکاں بود
مہر سراجیہ درخشاں بود[2]

اس بستی کی تعمیر (۱۳۳۸ھ-۱۳۴۰ھ/۱۹۲۰ء-۱۹۲۲ء کے دوران) حضرت مولانا ابو

خانقاہ سراجیہ کا عمومی منظر

السعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ/۱۸۸۰ء-۱۹۴۱ء) نے فرمائی اور اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۳۳ھ) کے نامِ نامی سے اسے منسوب فرمایا اور پھر اپنے وصال مبارک تک خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر متمکن رہے اور سینکڑوں طالبانِ حق وسالکانِ طریقت کی روحانی تربیت فرماتے رہے- آپ کے مجازِ طریقت خلفائے عظام کی تعداد ۳۳ کے لگ بھگ ہے-

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اپنے وصال مبارک سے قبل نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۴ء-۱۹۵۶/۱۳۲۲ھ-۱۳۷۵ھ) کو اپنا جانشین نامزد فرمایا جو ۱۳۶۰ھ-۱۳۷۶ھ تک خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے اور سینکڑوں متوسلین سلسلہء عالیہ کے قلوب واذہان کو منور وتاباں فرماتے رہے- آپ کے مجاز طریقت خلفائے کرام کی تعداد دس ہے-

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے وصال مبارک ۱۳۷۵ھ کے بعد مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خواجہ خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی (ولادت ۱۹۲۰ء/ ۳۸-۱۳۳۹ھ) آپ کے خلیفہء اعظم وجانشین قرار پائے اور تاحال بفضل ربی خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر رونق افروز ہیں اور بحمد للہ سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے گوہر نامدار کی حیثیت سے طالبانِ حق اور سالکان طریقت کو کشاں کشاں منزلِ مقصود کی جانب لیے جارہے ہیں اور روحانیت ومعارف پروری فرمارہے ہیں-

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَاللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

اس وقت تک آپ کے مجازِ طریقت خلفائے عظام کی تعداد سولہ ہوچکی ہے-

۱۹۶۵ء میں ہی مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خواجہ خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی مساعی جمیلہ سے ''خانقاہ سراجیہ'' کے نام سے ریلوے اسٹیشن قائم ہوگیا تھا جس سے آنے جانے والوں کے لیے آسانی پیدا ہوگئی- خانقاہ سراجیہ شریف جانے کے لیے اب تو میانوالی اور کندیاں دونوں جگہ سے ٹرانسپورٹ ملتی ہے-

اس وقت خانقاہ سراجیہ شریف کی تفصیل یوں ہے:

ا- رہائشی مکانات: ان میں قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے عزیز و اقارب' مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم اللہ کے خاندان اور بعض مریدین کے گھر بھی شامل ہیں۔

ب- ایک انتہائی خوبصورت' عالی شان اور وسیع و عریض مسجد جو اپنے بانی مکرم ومحترم کی وسعت قلب و بلند حوصلگی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

ج- مدرسہ سعدیہ جس میں طلباء ومدرسین کی رہائش گاہ بھی ہے۔

د- کتب خانہ سعدیہ جس کی ظاہری عظمت اور ذخیرۂ نادرہ کی مقدار اس خانقاہ شریف کے مشائخ عظام کی علم دوستی و معارف پروری کا بین ثبوت ہے۔

ہ- تسبیح خانہ' مہمان خانہ اور درویشوں اور سالکان طریقت کے حجرے۔

و- مزاراتِ مقدمہ مشائخ کرامؒ خانقاہ شریف و قبرستان متوسلین سلسلہ عالیہ۔

خانقاہ سراجیہ شریف کا شمار سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم خانقاہوں میں ہوتا ہے۔ جہاں سے ہزاروں اور لاکھوں نفوس مومنین نے اپنی ہمت اور مقدور سے بڑھ کر فیوض و برکات حاصل کیے ہیں۔ چند زائرین اور عقیدت مندوں کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔

روحانیت کا سرچشمہ

جناب صاحبزادہ طارق محمود (ایڈیٹر ہفت روزہ لولاک فیصل آباد) رقمطراز ہیں:

"خانقاہ سراجیہ کو انفرادیت حاصل ہے کہ یہاں پہنچ کر ایک روحانی بالیدگی اور سکون میسر آتا ہے۔"

"خانقاہ سے میانوالی تک لوکل بسیں چلتی ہیں۔ اڈہ سے چلیں تو کچھ فاصلے پر چشمہ

تسبیح خانے کا اندرونی منظر

تسبیح خانے کا بیرونی منظر

کتب خانے کا اندرونی منظر

کتب خانے کا اندرونی منظر

بیراج نہایت شکوہ اور تمکنت کے ساتھ بہتا نظر آتا ہے- بزرگوں اور دین کے متوالوں کی محنت وریاضت کا کیا کہنا، جنہوں نے جنگل میں منگل بنا رکھا ہے-

دل نے گواہی دی- واقعی ایک طرف پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے- دوسری طرف روحانیت کا چشمہ بہہ رہا ہے-[۴]"

ننھی منھی بستی- لازوال خزانہ

میانوالی سے جنوب مغرب کی طرف کوئی پندرہ بیس میل کے فاصلے پر دریائے سندھ کو روک کر چشمہ جہلم لنک کینال نکالی گئی ہے- نہر کے ساتھ ساتھ کناروں سے ذرا ہٹ کر ریت کے بڑے بڑے ٹیلے دور تک پھیلتے چلے گئے ہیں- کہیں کہیں شیشم اور دوسرے درختوں کے جھنڈ پانی میں اپنا عکس دیکھ دیکھ کر جھومتے، لہلہاتے اور پھر سرگوشیاں کرتے نظر آتے ہیں- چشمہ کالونی سے چند ہی فرلانگ پر نہر کے بائیں جانب ایک سڑک نما رستہ نیچے کو اترتا ہے جو سدا ہی ٹھنڈی چھاؤں میں لیٹا رہتا ہے- اسی رستہ پر تھوڑا سا آگے ایک ننھی منھی سی بستی ہے جس کی وسعتیں اہل نظر کو برصغیر کے کونے کونے سے نظر آتی ہیں- یہی خانقاہ سراجیہ ہے جہاں ذاتی ملکیت میں ملک کی سب سے بڑی لائبریری ہے- جسے ۱۹۱۸ء میں حضرت ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد محترم خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ علیہ کے نام پر بنایا تھا-[۵]

خانقاہ کا حسین منظر

مسجد کے شمال جنوب میں مکانات کی لمبی قطاریں ہیں یوں سمجھئے کہ تختہء زمین پر ۱۰۱ کا ہندسہ ثبت کر دیا گیا ہے اور اس ۱۰۱ میں مسجد کی وہی حیثیت ابھرتی ہے جو تسبیح کے دانوں میں امام کی، ایک قطار مدرسہ پر مشتمل ہے- جہاں طلباء کی رہائش کا انتظام بھی ہے- دوسری قطار میں لائبریری ہے- اس کے ساتھ ایک خوبصورت سا کمرہ ہے جہاں حضرت خان محمد صاحب اپنے معتقدین اور ملاقاتیوں کو شرفِ ملاقات بخشتے ہیں- اگلے کمروں میں مسافر خانہ ہے-[۶]

اکابر زائرین خانقاہ سراجیہ

یہاں برصغیر کے کونے کونے سے لوگ آیا کرتے ہیں، خود حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۲ھ) شیخ الحدیث دار العلوم دیو بند (ہندوستان) تشریف لائے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ء) اکثر تشریف لاتے رہے۔ ان کے صاحبزادے مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں زیر تعلیم رہے۔ دیگر حضرات کے علاوہ حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء) حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۰ء) حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۰۱ء) اور حضرت پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۸ء) تشریف لا چکے ہیں۔ [۷]

خانقاہ سراجیہ شریف کی امتیازی حیثیت

حضرت مولانا عبدالرشید نسیم (فاضل دیو بند) المعروف علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) تحریر فرماتے ہیں:

> ”مدتوں کے شوق نے جب خانقاہ سراجیہ میں قدم رکھا تو اس کی پذیرائی کچھ اس انوکھے طریق پر ہوئی کہ وہ جو سراپا شوق تھا، سراپا محبت و نیاز بن گیا اور وہ جو صرف زیارت کی غرض سے گیا تھا عقیدت کے پھول دامن میں چن کر واپس آیا۔ وہ جو پیروں فقیروں کے سلسلہ میں بدعقیدہ مشہور تھا ایک ایسا تاثر لے کر واپس آیا جس میں اللہ والوں کے لیے اخلاص ہی اخلاص کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ حضرت (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کی شخصیت، محبت، عمل و فضل، رشد و ہدایت اور پھر بہت بڑے کتب خانے کی موجودگی یہ کششیں ایسی نہیں تھیں کہ بار بار نہ جاتا۔ چنانچہ بار بار جانا ہوا۔ [۸]“

مزارات مقدسہ

''میں نے ان کی مجلس میں بیٹھ کر ہمیشہ شریعت کی پابندی اور پائیداری ہی کا سبق سیکھا اور سلسلہ مجددیہ یا دوسرے بزرگوں کا جو بھی ذکر سنا صرف یہی سنا کہ وہ کس قدر پابند سنت' کس قدر بدعت سے پرہیز کرنے والے اور کس قدر پابند شریعت تھے وہ کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو جہالت سے ہم آہنگ ہو' وہ کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو شریعت وطریقت کو دو بناتی ہو' وہ کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو سر مو بھی سنت سے منحرف ہو۔'' [9]

آبادی کی کل کائنات

آبادی کی کائنات کیا تھی؟ ایک چھوٹا سا عربی مدرسہ جس میں دو تین مدرس کام کرتے تھے۔ ایک بڑا سا کتب خانہ جس میں بیسیوں اہل نظر بیٹھ سکتے تھے اور ایک خانقاہ سراجیہ۔ حضرت مولانا احمد خان صاحب (قدس سرہ) حضرت مولانا سراج الدین صاحب (قدس سرہ) موسیٰ زئی والوں کے مرید تھے۔ اس لیے انہوں نے تعمیر کے وقت اپنے مرشد کے نام پر اس خانقاہ کا نام خانقاہ سراجیہ تجویز فرمایا تھا اور چند کمرے یا حجرے' مدرسہ خانقاہ میں کام کرنے والوں کی خاطر اور ایک نہایت وسیع وعریض مسجد بنوائی۔ جو اپنے بانی کی وسعت قلب کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ کسی تکمیل کنندہ کی منتظر بھی ہے۔ یہ ہے خانقاہ اور اس کا ماحول اور یہ ہے اس آبادی کی کل کائنات جہاں حضرت تشریف فرما تھے۔ [10]

علمی ودینی اور روحانی درسگاہ

مختلف مسائل کی خاطر کتب خانہ سے کتابوں پر کتابیں آ رہی ہیں اور ان سے مختلف مقامات سے عبارتوں پر عبارتیں پڑھی جا رہی ہیں۔ مسائل دوسرے طے ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ قرآن وحدیث اور تاریخ وسیر سے ایسی باتیں بھی سامنے لائی جا رہی ہیں جن سے نفس امارہ کی امارت کا ازالہ ہو رہا ہے اور دوسری تیسری صحبت میں حال یہ ہے کہ ایک ادنیٰ طالب علم

جو روٹی کھلانے یا چائے پلانے کے لیے آیا ہے- وہ جب یہ کہتا ہے کہ حضرت چائے دائیں ہاتھ سے نوش فرمایئے یا پانی دائیں ہاتھ سے پینا سنت ہے یا ننگے سر کھانا کھانا خلافِ سنت ہے تو نفس کو ازحد شرمندگی ہوتی ہے کہ اتنے بڑے دعوے اور اتنی اونچی دکان اور یہ پھیکا پکوان کہ خانقاہ کے ایک ادنیٰ سے طالب علم کو بھی سنت نبوی کا علم تم سے زیادہ ہے- ایسے حالات میں جو انفعالی کیفیت خانقاہ معلّی میں پیدا ہوتی ہے وہ کسی دوسری جگہ نہیں پیدا ہو سکتی اور یہ اثر ہے اس غیر معلوم وغیر محسوس تعلیم کا جو اہل اللہ کے ہاں ہوتی ہے اور دوسری جگہ کم پائی جاتی ہے-[۱۱]

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی خانقاہ شریف پر تشریف آوری اور مراقبہ

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ (م۱۹۶۲ء) کا نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) سے رابطہ جانی تھا اور اکثر خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لایا کرتے تھے- ایک بار آپ حضرت اقدس قدس سرہ کی دعوت پر خانقاہ شریف تشریف فرما ہوئے اور عصر کی نماز کے بعد ''مزاراتِ مقدسہء خانقاہ شریف'' کے احاطہ میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے مزار پرانوار پر مراقبہ فرمایا جو مغرب سے کچھ دیر پہلے تک جاری رہا- مراقبہ سے فراغت کے بعد حضرت رائے پوری قدس سرہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے فرمایا:

''مولانا نماز کا وقت ہو گیا تھا ورنہ اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا-''[۱۲]

پاکستان میں فیضان سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ

صاحب ''رود کوثر'' شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

''یہ دونوں بزرگ (خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اور خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ) اور حاجی دوست محمد صاحب قندھاری (قدس سرہ)

موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) میں آرام فرما ہیں۔ ان بزرگوں کی بدولت مغربی پاکستان میں سلسلہء مجددیہ (نقشبندیہ) نے بڑی وسعت پائی اور کئی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ ان میں خانقاہ سراجیہ مجددیہ (نقشبندیہ، کنداں شریف ضلع میانوالی) جس کے موجودہ سربراہ، جامع علم وعرفان، مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب، مدظلہ ہیں۔ اس لیے بھی قابل ذکر ہے کہ وہاں کتب صوفیہ، بالخصوص نوادر سلسلہ کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔" [۱۴]

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مضمون میں مذکورہ بالا سطور نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: متعنا اللہ بفیوض ھولاء الاکابر دائماً سرمداً:

مبیں حقیر گدایانِ عشق راکایں قوم
شہان بے کمر وخسروانِ بے کلہ اند [۱۵]

برصغیر کی مشہور قدیمی خانقاہ

جناب حافظ نثار احمد الحسینی لکھتے ہیں:

"خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف، برصغیر کی مشہور قدیمی خانقاہوں میں سے ہے۔ اس خانقاہ کے بانی حضرت خواجہ احمد خان رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) سے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ سے مجاز تھے۔ ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں ان کی وفات کے بعد ان کے خادم خاص خواجہ محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ جانشین ہوئے۔ ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء میں ان کی وفات کے بعد شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ ان کے جانشین ہوئے۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ عوام و خواص میں معتقدین کا ایک وسیع حلقہ اثر رکھتے ہیں۔ خانقاہ مرجع عوام و

خواص ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحب کی موجودگی میں روزانہ بعد
از نماز فجر ختم خواجگان کے بعد مجلس ذکر ہوتی ہے جس میں ذاکرین ذکر
اللہ کی نورانیت سے اپنے قلوب کو مصفا کرتے ہیں۔ ''[۱۵]

خانقاہِ سراجیہ کی چند خصوصیات

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مضمون میں خانقاہ سراجیہ
کی درج ذیل خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے:

۱- اتباع کتاب وسنت

ہر چند کہ شریعت وطریقت ایک ہی منزل مقصود کی دو راہیں ہیں۔ ایک طرف علما وفقہا
بھی جب کبھی سلوک ودرویشی کی حدود میں داخل ہوتے ہیں تو ان کا قدم بھی جادۂ اعتدال سے
ہٹ جاتا ہے اور وہ اپنے سلسلہ کی رسومات کی ادائیگی میں اتنا اہتمام اور شدت اختیار کر جاتے
ہیں کہ اتباعِ کتاب وسنت کا دامن ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور بدعات کو ''طریقت'' سمجھتے
ہوئے اعتقادی اور عملی معصیتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں مگر حضرت مولانا ابو السعد احمد خان
صاحب قدس سرہ اس سے مختلف تھے۔ آپ کا ہر عمل سنت کے سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا اور اپنے
متبعین کو بھی اتباعِ سنت کی تلقین وتاکید فرماتے رہتے تھے۔ آپ وسیع العلم ہونے کے ساتھ
بے حد وسیع القلب تھے۔ خانقاہ شریف میں ہر قسم کے مبتلائے معاصی اشخاص آتے رہتے مگر
کبھی بھی کسی کا عیب اس کے سامنے بیان نہیں کرتے تھے۔ نہ کبھی کسی کے عیب پر تمسخر یا طنز
کرتے۔ تصوف کے اس خصول پر عمل تھا:

''لا تعير بمعصية اخيك، فيعفه الله ويبتليك''

''یعنی کسی گناہ پر اپنے مسلمان بھائی کو طعنہ مت دو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ
اس سے وہ گناہ چھڑا کر تمہارے ساتھ لگا دے۔''

یہ بھی فرماتے ہیں کہ علمائے ظواہر لوگوں کے کانوں کو نصیحت کرتے ہیں اور ارباب قلوب

مسجد خانقاہ سراجیہ کا محراب

مسجد کے اندرونی ہال کا بڑا دروازہ

حضرت اقدس خواجہ خان محمد مدظلہ کی خصوصی نشست گاہ

لوگوں کے دل کو مخاطب کرتے ہیں' چنانچہ آپ کی باطنی توجہ اور صحبت کا اثر یہ تھا کہ اہل معاصی کو حضرت کی صحبت کی برکت سے اپنے معاصی سے خود نفرت ہو جاتی تھی۔

ایک خاص عادت مبارکہ یہ بھی تھی کہ دوسرے مذاہب کا ان مسائل میں خیال رکھتے تھے جن میں اپنے مذہب کی خلافت ورزی نہ ہوتی ہو۔ مثلاً دو سجدوں کے درمیان احناف کے نزدیک کوئی ذکر ثابت نہیں مگر حنابلہ کے نزدیک دو سجدوں کے درمیان اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ پڑھنا فرض ہے۔ آپ بھی سنن ونوافل میں بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح قعدہ اخیرہ میں علمائے ظواہر کے نزدیک دعا: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" پڑھنی فرض ہے۔ حتیٰ کہ اس دعا کے سوا کوئی اور دعا پڑھنے سے علمائے ظواہر کے نزدیک نماز ہی درست نہیں ہوتی' آپ بھی یہ دعا پڑھتے تھے' نیز اہلِ ظواہر کے نزدیک فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان تھوڑی دیر لیٹ جانا ضروری ہے۔ آپ بھی سنتوں اور فرض کے درمیان گھر میں لیٹ جایا کرتے تھے۔[۱۶]

۲۔ ایک اہم ملفوظ اور صحیح تصوف کے فقدان پر تاسف

بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ تصوف کی حقیقت تو مرشد کامل کے بغیر ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتی۔ لیکن اگر کوئی آدمی کتاب عوارف المعارف مؤلفہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ' غنیۃ الطالبین' (شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ) کتاب شرح الحکم مولفہ ابن عطاء اللہ اسکندریؒ' رسالہ' قشیریہ امام ابوالقاسم قشیریؒ' اور مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ زیر مطالعہ رکھے تو علم تصوف صحیح ہو جاتا ہے۔

نیز اس زمانہ میں صحیح تصوف کے فقدان اور غلط تصوف کے رواج پر اکثر متاسف رہتے اور فارسی اور عربی کے درج ذیل اشعار گاہے گاہے بڑی حسرت سے پڑھا کرتے تھے:

بیغما' آنچناں بردند' خوان می پرستاں را
نہ می ماند نہ می خانہ نہ ساقی ماند و نے ساغر

اما الخیام فانها کخیامهم
وارىٰ نساء الحی غیر نساءها [۱۷]

یعنی خیمے تو انہی جیسے ہیں مگر قبیلے کی عورتیں وہ نہیں۔

۳-سالکان طریقت کی تعلیم وتربیت کا صحیح انداز

بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد مبارک سے اس خانقاہ شریف کے متوسلین، خدام اور ارادت مندوں میں علماء وصلحا کی کثیر تعداد شامل رہی ہے اور فاضلان دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) اور دیگر مدارس و جامعات کے فارغ التحصیل حضرات یہاں طالبان حق اور سالکان طریقت کی صف میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم وسلوک کی تربیت پاتے رہے ہیں اور یہاں شروع سے ہی سالکان طریقت کی تعلیم وتربیت اور آموزش و پرورش کتاب وسنت اور شریعت وطریقت کے حقیقی اصولوں کے تحت جاری ہے۔ لہٰذا دو امور بانی خانقاہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک مسلسل جاری ہیں:

(الف)-مکتوبات امام ربانیؒ اور رسائل حضرات نقشبندیہ مجددیہ کی تدریس

اس خانقاہ پر سالکین طریقت کو سلوک نقشبندیہ مجددیہ کا نصاب باقاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔ بانی خانقاہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد مبارک میں نماز عصر کے بعد ختم شریف سے فارغ ہو کر مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ، یا رسائل حضرات (نقشبندیہ) مجددیہ کا درس ہوتا تھا اور یہی سلسلہ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے عہد مبارک میں جاری رہا اور اب ان کے بعد مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی بھی اسی پر عمل فرماتے ہیں۔ [۱۸]

(ب)- رمضان المبارک میں خصوصی عبادات ودعاؤں کا مرکز

بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد مبارک میں متوسلین سلسلہ رمضان المبارک میں خانقاہ شریف پر آ جایا کرتے تھے اور پورا مہینہ عبادات الٰہی میں مصروف رہتے تھے- یہ سلسلہ نائبؒ قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے عہد مبارک میں بھی گزشتہ روش کے مطابق جاری رہا اور الحمدللہ آج مخدوم زماں حضرت خواجہ خان محمد بسطؒ اللہ ظلہم العالی کے عہد مبارک میں بھی زور وشور سے جاری ہے-

ماہ رمضان المبارک میں خانقاہ شریف میں عجیب سماں ہوتا ہے- آخرت کے طالب دور دور سے آئے ہوئے ہوتے ہیں- تمام رات تراویح میں قرآن حکیم کے تین پارے تلاوت ہوتے ہیں- ہر چار رکعت کے بعد حضرت اقدس مدظلہ العالی مراقبہ فرماتے ہیں- اس طرح تین بجے رات کے قریب (اختتام تراویح) پر آپ دعا فرماتے ہیں-

آخری عشرہ ماہ رمضان المبارک سے زائرین کا بہت رش ہوتا ہے- تمام افراد کے لیے افطاری وسحری کا انتظام لنگر شریف سے ہی ہوتا ہے- چائے بھی دونوں وقت سب کو دی جاتی ہے-[۱۹]

یہاں ہر نقش خوشبوئے محبت لیے ہوئے ہے

جناب حافظ لدھیانوی کہتے ہیں:

''حضرت مولانا خان محمد صاحب سے ملاقات کی تمنا نے بیکل کر دیا- آخر ایک روز رختِ سفر باندھا' خانقاہ سراجیہ کی حاضری کے لیے گھر سے نکل پڑا- آخر وہ خطۂ آرزو' وہ وادیٔ پاکیزگی و لطافت' وہ منزلِ آسودگان' وہ قریۂ راحت نظر آیا- خانقاہ سراجیہ میں یہ پہلی حاضری تھی- کسی سے جان نہ پہچان کسی سے ذاتی تعارف نہ تھا' کوئی چہرہ آشنا نہ تھا- اک ان دیکھا ماحول' کئی قسم کے تصورات قلب ونظر پر چھا گئے-

آخر اس وادیٔ برکت میں قدم رکھا- خانقاہ میں قدم رکھتے ہی اجنبیت کا احساس ایک دم غائب ہو گیا- ہر نقش محبت کی خوشبو لیے ہوئے تھا- خانقاہ کے ایک کمرے کا رخ کیا خانقاہ کے ایک خادم نے دریافت کیا کہ کہاں سے آنا ہوا؟ مختصر سا جواب دیا- ''فیصل آباد سے حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں'' اس مختصر سے کلام کے بعد خادم چلا گیا- چند لمحوں بعد طشتری میں چائے لے کر آ گیا- اس کمرے میں چند عقیدت مند اور بھی تھے- میں نے ان سے شرکت کے لیے کہا- انہوں نے کہا کہ وہ چائے نوش کر چکے ہیں- اس پہلے نقش سے حسن میزبانی' ادب و احترام' انداز گفتگو اور جذبہ ء خدمت ابھر کر سامنے آ گیا- معلوم ہوا کہ یہ اس خانقاہ کا معمول ہے' نہ فضا میں تصنع' نہ خدام میں تصنع' ہر شے میں اپنائیت اور محبت کا انداز-''[20]

تزکیہ نفس کے لیے مثالی خانقاہ

یہ مختصر سی خانقاہ ایک دینی مدرسے' ایک خوبصورت مسجد اور حضرت (مولانا خان محمد مدظلہ العالی) کی رہائش گاہ پر مشتمل ہے- اس خانقاہ کا ماحول دوسری خانقاہوں سے یکسر مختلف ہے- اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کے لیے' عبادت و ریاضت کے لیے قلب و نظر کو منزہ کرنے' روح کو مجلا اور جسم و جاں کو مزکی کرنے کے لیے یہ انتہائی موزوں ماحول تھا- نہ شور ہے نہ ہنگامہ- نہ گاڑیوں' کاروں کی آمد و رفت ہے' نہ شہر کی بے ہنگم طرزِ زندگی- اس فضا پر بے پردگی اور گناہ آلودہ ماحول کا کوئی داغ نہ تھا- فضا نورانیت سے صاف اور نکھری ہوئی تھی-

خانقاہ سراجیہ ایک ایسی خانقاہ ہے جہاں کی فضا ہر قسم کی دنیوی دلکشی اور برائی سے پاک صاف ہے- یہ دینی مرکز' یہ رشد و ہدایت کا مقام' یہ ویرانہ ء دل کو آباد کرنے کی جگہ' یہ تزکیہ ء نفس کے لیے مثالی خانقاہ ہے- یوں محسوس ہوتا تھا کہ خانقاہ کا ذرہ ذرہ صبح و شام حمد و ثنا کرتا رہتا ہے- یوں تو کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے' موجودات کا ہر ذرہ اپنے خالق حقیقی کی پاکی

بیان کرتا رہتا ہے اور اس کے قادر مطلق ہونے کا اعلان کرتا رہتا ہے۔ مگر خانقاہ سراجیہ میں یہ احساس متشکل ہو کر سامنے آتا ہے۔ جب علائق دنیا کی گرد دامن دل سے جھڑ جاتی ہے تو ذہن روحانیت کے اثرات قبول کرنے، انہیں اپنے اندر جذب کرنے اور پاکیزہ ماحول سے اکتساب فیض کرنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ یہ روحانی فضا' یہ پاکیزہ ماحول از خود پیدا نہیں ہو جاتا۔ اس کے لیے ایک خدا رسیدہ بزرگ کے مقدس وجود کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب کی ذات بابرکات نے اس فضا' اس ماحول کو پر کشش بنا دیا ہے۔ سینکڑوں میل دور بیٹھے ہوئے لوگ اس مرکز رشد و ہدایت اس مصدر فیوض و برکات کی کشش محسوس کرتے ہیں۔ یہ کشش اینٹ پتھر سے تعمیر شدہ عمارت کی کشش نہیں' یہ کشش دنیوی نوادرات اور عجائبات کی کشش نہیں۔ یہ تو ایک وجودِ گرامی' ایک فقیر خدا مست' ایک درویش حق آگاہ' ایک مرد کامل' ایک برگزیدہ ہستی کی کشش ہے جس کی صحبت میں تپتے ہوئے دلوں کو راحت اور مضطرب روحوں کو آسودگی میسر آتی ہے۔ [۲۱]

خانقاہ شریف' مسجد اور چاندرات

کچھ دیر کے بعد خدام کھانے کی طشتریاں اٹھائے ہوئے آ گئے۔ دستر خوان بچھ گیا۔ قرینے سے کھانا چنا گیا۔ نہایت خاموشی سے زائرین شریک طعام ہو گئے۔ خدام خدمت کے لیے کھڑے رہے۔ ہر چیز مہیا کرتے رہے۔ دستر خوان لپیٹ لیا گیا۔ چند بزرگ مسجد میں ذکر اللہ میں مصروف ہو گئے۔ خدام نے چارپائیاں باہر نکالیں' صاف ستھرے بستر لگا دیے۔ چاند رات اپنی تمام رعنائیوں' جلوہ سامانیوں کے ساتھ طلوع ہوئی۔ خانقاہ چادر نور میں لپٹ گئی' معلوم ہو رہا تھا بارانِ نور ہو رہی ہے۔ جسموں کو راحت نصیب ہوئی۔ اس دودھیا رات میں مسجد کا حسن اور بھی نکھر گیا۔ گنبد و محراب جمال کا آئینہ بن گئے۔ ایسا خوشنما منظر تھا کہ دیدہ و دل سیراب ہو رہے تھے۔ اس دلکش منظر سے نگاہیں ہٹانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ یہ چند گھڑیاں یادگار گھڑیاں بن گئیں۔ اس مجلس کا سرور' اس چاندرات کا کیف اور مسجد کا جمال آج بھی تصور کی دنیا آباد کیے ہوئے ہے۔ [۲۲]

پاکان بارگاہ الٰہی کی آرام گاہیں

مسجد سے ملحق اکابرین کی قبور مبارکہ کا مختصر سا احاطہ ہے- اس خانقاہ سے وابستہ مقدس ہستیاں اس احاطے میں آرام فرما ہیں- ان کی سادہ زندگی کی طرح یہ قبور مبارکہ بھی سادگی کا مرقع ہیں- ان قبروں کو سنگ مرمر کی منقش سلوں سے مزین نہیں کیا گیا- ان پر کتبے بھی نہیں، مٹی کی ڈھیریاں ہیں جو تقویٰ و پرہیزگاری کے خزانے چھپائے ہوئے ہیں- جو ورع و ریاضت کے نشانات ہیں- یہ ان بزرگوں کی، پاکان بارگاہ الٰہی کی آرام گاہیں ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی ترویج و اشاعت، لوگوں کی اصلاح اور رشد و ہدایت میں بسر کیں- ان گنت لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلایا، ان کو ایمان کی حلاوت اور عمل کی لذت سے آشنا کیا- اتباع سنت کی تعلیم دی- احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی- ان کے دلوں کے خلوت کدے روشن کیے- ان کو آخرت کی فکر عطا کی- ان کو جنت الفردوس کے راستے پر چلایا- ان کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال کر دیا- اس خانقاہ سے کتنے چراغ روشن ہوئے، کتنی تاریک بستیوں میں اجالا ہوا-

آج یہ بزرگ فریضہ تبلیغ و تعلیم ادا کر کے آسودۂ خواب ہیں- ان کو ظاہری شان و شوکت کی ضرورت نہیں- انہوں نے جنت میں اپنے اعمال کے خوبصورت محل تعمیر کیے ہیں- انہوں نے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی سے اپنے دامنوں کو مہکایا ہے- انہوں نے اپنی زندگی کے ایسے تابناک نقوش چھوڑے ہیں جن کی رہنمائی میں آنے والے اپنی منزل کو پا سکیں گے- عدم کے راستے کو مہکا سکیں گے- یہ سلسلہ رشد و ہدایت آج بھی جاری ہے- حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا- اپنے اکابرین کی جانشینی کا حق ادا کر دیا-[۲۳]

نظم [۲۴]

در صفت منبع البرکات والفیوض گل ہائے چمن معرفت حضرات ثلاثہ (قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان، صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی، مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب) ادام اللہ برکاتہم والفیوضہم العالیہ:

در ریگ زارِ کندیاں بادِ صبا وزید ۔۔۔ وز خاکِ بے گیاہ، چہ گلہا عجب دمید

گلہا کہ کردہ اند معطر مشام جان ۔۔۔ گلہا کہ از بہار دھند قلب را نوید

گلہا کہ از مقام حقیقت نشان دہند ۔۔۔ زانہا کہ زینت چمن معرفت پدید

گلہا برنگ مثل گل لالہ و سمن ۔۔۔ ہر سہ وحید عصر عزیز جہاں فرید

قیومِ وقت حضرت بوسعدؒ بے مثال ۔۔۔ قطب زماں حضرت عبداللہ ہم وحید

ثالث ولی کامل وجویائے رازِ حق ۔۔۔ والا صفات خان محمد بما رسید

در ہر سہ بہر رشد وہدایت فروغ دین ۔۔۔ آں رب ذوالمنن چہ کمالات آفرید

اسرارِ دین بسینہ، بدل نورِ معرفت ۔۔۔ برلب کلام حق، زنظر قلب را نوید

زیں ہادیان بمنزل مقصود کارواں ۔۔۔ زیں داعیانِ شرع جہانست مستفید

پروانہ وار از سہ نثار سراج دین ۔۔۔ خودسوختہ بعشق از سوزش جہاں تپید

اقبال فیض شاں کہ کم فزونست سوز عشق ۔۔۔ وز آبِ چشم آتش فرقت شود مرید

نتیجہ فکر: جناب اقبال احمد صدیقی

وصل چہارم

شجرۂ طیبہ سلسلہ عالیہ

نقشبندیہ مجددیہ خانقاہ سراجیہ شریف

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

شجرہ شریف پڑھنے کی تاکید

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ) حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہ (م ۱۲۵۰ھ) کے نام اپنے مکتوب شریف میں شجرہ شریف پڑھنے کی تاکید کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

"شجرہ شریف ہر روز پڑھنے کے بعد اکابرین سلسلہ کے واسطہ سے قاضی الحاجات (اللہ کریم) کی بارگاہ میں عرضِ حاجات کو لازم قرار دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے باعث ظاہری و باطنی ترقی رونما ہوتی ہے۔ ان حضرات کے واسطہ سے اپنے مقاصد کے لیے بارگاہِ رب العزت میں دعا کریں ان شاء اللہ تعالیٰ تائید الٰہی میسر ہوگی۔"

(مکتوب شریف نمبر ۱۳۵ از مکتوبات شریف حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ)

شجرہ شریف پڑھنے کا طریقہ

سورج کے طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے کچھ دیر پہلے (دونوں اوقات میں) ایک دفعہ سورۃِ فاتحہ بسم اللہ شریف کے ساتھ اور تین بار سورۃِ اخلاص بسم اللہ شریف کے ساتھ پڑھ کر سلسلہء عالیہ کے پیران کرام کی ارواح مبارک کو اس کا ثواب

ایصال کریں اور پھر شجرہ شریف پڑھیں (نمبر شمار پڑھنے کی ضرورت نہیں)۔

۱- الٰہی بحرمتِ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲- الٰہی بحرمتِ خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳- الٰہی بحرمتِ صاحب رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴- الٰہی بحرمتِ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵- الٰہی بحرمتِ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶- الٰہی بحرمتِ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۸- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

۹- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰- الٰہی بحرمتِ خواجۂ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵- الٰہی بحرمتِ حضرت سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۱۶- الٰہی بحرمتِ خواجۂ خواجگان پیر پیران حضرت سید بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

۱۷- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

۱۸- الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۲۰- الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۲۱- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۲- الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۴- الٰہی بحرمتِ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ-

۲۵- الٰہی بحرمتِ العروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

۲۶- الٰہی بحرمتِ سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۷- الٰہی بحرمتِ حضرت سید نور محمد بدایوانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸- الٰہی بحرمتِ حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

۲۹- الٰہی بحرمتِ مجدد مائۃ الثالث عشر نائب حضرت خیر البشر خلیفہ خدا، مروج شریعت مصطفیٰ حضرت مولانا وسیدنا عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰- الٰہی بحرمتِ حضرت شاہ ابوسعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۱- الٰہی بحرمتِ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۲- الٰہی بحرمتِ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۳- الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴- الٰہی بحرمتِ قیوم زماں حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

۳۵- الٰہی بحرمتِ قیوم زماں قطب دوراں محبوب رب العالمین حضرت مولانا وسیدنا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ

۳۶- الٰہی بحرمتِ نائب قیوم زماں قطب دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۷- الٰہی بحرمتِ مخدومنا وسیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی

فقیر حقیر خاک پائے بزرگان (پڑھنے والا اپنا نام لے) عفی عنہ رحم فرما و محبت و معرفت و جمعیت ظاہری و باطنی و عافیت دارین و بہرۂ کامل از فیوض و برکات این بزرگاں روزی ما کن-

رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ - آمین[۲۵]

اس شجرہ شریف کو حضرت نذیر احمد بیگ عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ستمبر ۱۹۴۷ء) نے اپنے شیخ و

مرشد قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے حکم پر مرتب فرمایا جو "تحفہ سعدیہ" [۲۶] میں طبع ہوا ہے۔ انہوں نے اس کے حواشی میں بزرگوں کے وصال مبارک کی تاریخ وسنین عمر مبارک اور مرقد شریف (جہاں تک دستیاب تھے) تحریر فرمائے جو چند اضافوں اور ترمیمات کے بعد یہاں مذکورہ بالا نمبر شمار کے مطابق پیش ہیں:

۱۔ تاریخ ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول ۵۷۱ء بمقام مکہ مکرمہ۔ وصال مبارک دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ عمر مبارک ۶۳ سال روضہ انور مدینہ منورہ

۲۔ ولادت مبارک دو سال چار ماہ بعد واقعہ فیل' مکہ مکرمہ میں' وصال مبارک ۲۲ جمادی الاول ۱۳ھ عمر مبارک ۶۳ سال مرقد مبارک مدینہ منورہ جوار رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ ولادت مبارک اصفہان' وصال مبارک ۱۰ رجب ۳۶ھ عمر مبارک ۲۵۰ سال مرقد مبارک بمقام مدائن

۴۔ ولادت مبارک ۲۳ شعبان ۲۴ھ مدینہ منورہ وصال مبارک ۲۴ جمادی الاول ۱۰۷ھ مرقد مبارک مثلل (درمیان مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ)

۵۔ ولادت مبارک ۱۳ ربیع الاول ۸۰ھ مدینہ منورہ وصال مبارک ۱۵ رجب ۱۴۸ھ عمر مبارک ۶۸ سال مرقد مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ

۶۔ ولادت مبارک ۱۳۶ھ بسطام' وصال مبارک ۱۴ شعبان ۲۳۴ھ مزار مبارک بسطام

۷۔ ولادت مبارک ۳۵۲ھ خرقان' وصال مبارک ۱۰ محرم الحرام ۴۲۴ھ مزار مبارک خرقان

۸۔ ولادت مبارک ۴۳۴ھ فارمد' وصال مبارک ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ مزار مبارک طوس

۹۔ ولادت مبارک ۴۴۱ھ بوزنجر نزد ہمدان وصال مبارک ۲۷ رجب ۵۳۵ھ عمر مبارک ۹۵ سال' مزار مبارک بامئین (تاجکستان)

۱۰- ولادت مبارک ۲۲ شعبان ۴۳۵ھ غجدوان نزد بخارا، وصال مبارک ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ مزار مبارک غجدوان

۱۱- ولادت مبارک ۲۷ رجب ۵۵۱ھ ریوگر نزد بخارا، وصال مبارک یکم شوال ۶۱۶ھ مزار مبارک ریوگر

۱۲- ولادت مبارک ۱۸ شوال ۶۲۸ھ انجیر فغنہ نزد بخارا، وصال مبارک ۷۱۵ھ مزار مبارک موضع انجیر فغنہ۔

۱۳- ولادت مبارک ۵۹۱ھ موقع رامیتن نزد بخارا، وصال مبارک ۲۸ ذی قعدہ ۷۱۵ھ عمر مبارک ۱۲۴ سال، مزار مبارک شہر خوارزم

۱۴- ولادت مبارک ۲۵ رجب ۵۹۱ھ موضع سماس نزد بخارا، وصال مبارک ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ مزار مبارک موضع سماس

۱۵- ولادت مبارک ۶ ۶۷۶ھ موضع سوخار نزد بخارا وصال مبارک ۱۵ جمادی الاخری ۷۷۴ھ مزار مبارک سوخار۔

۱۶- ولادت مبارک ۷۲۸ھ قصر عارفاں، بخارا وصال مبارک ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ مزار مبارک قصر عارفاں

۱۷- ولادت مبارک بخارا، وصال مبارک ۳۰ رجب ۸۰۲ھ مزار مبارک بخارا

۱۸- ولادت مبارک ۷۶۲ھ قریہء چرخ (غزنی) وصال مبارک ۵ صفر ۸۵۱ء مزار مبارک موضع ہلفتو (آب گلستان) نزد دو شنبہ دار الحکومت تاجکستان

۱۹- ولادت مبارک رمضان ۸۰۶ھ یاغستان از مضافات تاشقند، وصال مبارک ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ، مزار مبارک شہر سمرقند

۲۰- ولادت مبارک ۸۵۲ھ وخش نزد حصار، علاقہ بخارا، وصال مبارک یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ مزار مبارک وخش

۲۱- ولادت مبارک ۱۶ شوال ۸۴۶ھ وصال مبارک ۲۹ محرم ۹۷۰ھ مزار

مبارک اسقرار ملک ماوراء النہر تر کی

۲۲- ولادت مبارک ۹۱۸ھ املنگہ بزد بخارا، وصال مبارک ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ عمر مبارک ۹۰ سال مزار مبارک شہر املنگہ

۲۳- ولادت مبارک ۵ ذوالحجہ ۹۷۱ھ کابل، وصال مبارک ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ عمر مبارک ۴۰ سال مزار مبارک دہلی

۲۴- ولادت مبارک ۱۰ شوال ۹۷۱ھ سرہند شریف، وصال مبارک ۲۷ صفر ۱۰۳۴ھ عمر مبارک ۶۳ سال مزار مبارک سرہند شریف

۲۵- ولادت مبارک ۱۰۰۷ھ سرہند شریف، وصال مبارک ربیع الاول ۱۰۷۹ھ مزار مبارک سرہند شریف۔

۲۶- ولادت مبارک ۱۰۴۹ھ وصال مبارک ۱۰۹۶ھ مزار مبارک سرہند شریف

۲۷- وصال مبارک ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۳۵ھ مزار مبارک دہلی، مزار خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

۲۸- ولادت مبارک ۱۱ رمضان ۱۱۱۱ھ بروز جمعہ، شہادت بیوم عاشورا ۱۱۹۵ھ مزار مبارک بمقام چتلی دہلی۔

۲۹- ولادت مبارک بمقام بٹالہ پنجاب (ہندوستان) وصال مبارک ۲۳ صفر ۱۲۴۰ھ مزار مبارک بمقام چتلی دہلی۔

۳۰- وصال مبارک یوم عید الفطر ۱۲۵۰ھ مزار مبارک بمقام چتلی دہلی، عمر مبارک ۵۴ سال

۳۱- وصال مبارک ربیع الاول ۱۲۷۷ھ مزار مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ عمر مبارک ۶۰ سال۔

۳۲- ولادت مبارک ۱۲۱۶ھ قندھار، وصال مبارک ۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ مزار مبارک خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان۔

۳۳- ولادت مبارک ۱۲۴۴ھ موضع لونی از مضافات کلاچی، وصال مبارک ۲۲

شعبان ۱۳۱۴ھ مزار مبارک خانقاہ احمد یہ سعید یہ موسیٰ زئی شریف

۳۴- ولادت مبارک ۱۵ محرم ۱۲۹۷ھ خانقاہ احمد یہ سعید یہ موسیٰ زئی شریف، وصال مبارک ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ مزار مبارک خانقاہ احمد یہ سعید یہ موسیٰ زئی شریف

۳۵- ولادت مبارک ۱۲۹۷ھ موضع بکھڑا، میانوالی، وصال مبارک ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ مزار مبارک خانقاہ سراجیہ شریف کندیاں ضلع میانوالی

۳۶- ولادت مبارک ۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ موضع سلیم پور سدھواں، تحصیل جگراؤں، ضلع لدھیانہ، وصال مبارک ۲۷ شوال ۱۴۰۵ھ مزار مبارک خانقاہ سراجیہ شریف کندیاں ضلع میانوالی۔

۳۷- ولادت مبارک ۱۹۲۰ء/ ۳۸-۱۳۳۹ھ، موضع ڈنگ ضلع میانوالی

حواشی مقدمہ

۱- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۶۵

۲- ایضاً، ص ۸۰

۳- ایضاً، ص ۱۶۲ (حاشیہ)

۴- صاحبزادہ طارق محمود، میں بھی حاضر تھا وہاں، ہفت روزہ لولاک، فیصل آباد: جلد ۲۳، ش ۳۵، ۵ دسمبر ۱۹۸۵ء، ص ۲۱

۵- ایضاً، ص ۲۲

۶- مشتاق گھمٹالوی، خانقاہ سراجیہ لائبریری، سہیل، ادبی مجلہ گورنمنٹ کالج میانوالی: ۱۹۷۹ء-۱۹۷۸ء، ص ۲۹

۷- ایضاً، ص ۲۹

۸- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۹

۹- ایضاً

۱۰- ایضاً، ص ۳۲

۱۱- ایضاً، ص ۳۳

۱۲- مولانا محبوب الٰہی، تحفۂ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۴

۱۳- شیخ محمد اکرام، رودِ کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء (طبع سیزدھم)، ص ۶۶۴

۱۴- مولانا محبوب الٰہی، دین اسلام کی ترویج واشاعت میں خانقاہی نظام کا

حصہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور: ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۵ء ص ۶۰

۱۵- حافظ نثار احمد الحسینی ایک یادگار تاریخی' روحانی سفر (خانقاہ سراجیہ' کندیاں شریف) الارشاد' اٹک' جامعہ مدنیہ: شوال ۱۴۱۸ھ/ فروری ۱۹۹۸ء ص ۲۱

۱۶- قاضی محمد شمس الدین' خانقاہ سراجیہ کا عظیم دینی کتاب خانہ' چند ضروری توضیحات' فکرونظر (اسلام آباد): ادارہ تحقیقات اسلامی' جلد ۹ شمارہ ۶' ۱۹۷۱ء ص ۴۶۹-۴۷۰

۱۷- ایضاً' ص ۴۷۰-۴۷۱

۱۸- مولانا محبوب الٰہی' تحفہ سعدیہ' کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ' شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء ص ۲۱۰ (حاشیہ ۱)

۱۹- اشفاق احمد واجد مجددی' میرے خلیل' گوجرہ: مدرسہ دارالقرآن سراجیہ (۱۴۲۰ھ) ص ۹۳-۹۴

۲۰- حافظ لدھیانوی' متاع بے بہا' فیصل آباد: بیت الادب' س-ن' ص ۱۲۵-۱۲۶

۲۱- ایضاً' ص ۱۲۶-۱۲۷

۲۲- ایضاً' ص ۱۳۰

۲۳- ایضاً' ۱۳۰-۱۳۱

۲۴- مکتوب گرامی جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف' مؤرخہ ۱۴/ جولائی ۲۰۰۰ء اس میں نظم کا مآخذ درج نہیں۔

۲۵- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی' حضرات کرام نقشبندیہ' کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ' شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء ص ۳۷۱-۳۷۳

۲۶- مولانا محبوب الٰہی' تحفہء سعدیہ' کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء ص ۲۷۱-۲۷۲

باب اول

احوال ومناقب

قیومِ زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ

(۱۲۹۷ھ-۱۲صفر ۱۳۶۰ھ/ ۱۸۸۰ء-۱۴مارچ ۱۹۴۱ء)

پانی بھردی آں ڈولاں دے
اوہ غم کیوں کرے جیندا مرشد کھولاں تے

گڈی چلی اے ملتان کولوں
منگاں دعائیں ہمیشہ حاجی احمد خان کولوں

اس پردیس نوں اساں کر وطن بنایا، تیں دلبر سانگھے
وسن مینہ تے اچھلن ندیاں، تارہوئے سارے لانگھے
تارے سارے تر تروہندے، پئے غافل غوطے کھاندے
آ علی حیدر اساں گل لگ ملیے، متاں مرونجاں ترساندے

لق و دق صحرا میں آ کے آباد ہوئے جنگل میں منگل لگا دیا۔ جہاں انسانی زندگی کے وسائل وضروریات ناپید تھیں۔ انہوں نے وہاں چشمۂ آبِ حیات اور بحر بیکراں جاری وساری فرما دیا جس کے روح پرور اور فرحت بخش آبِ زلال سے تشنگانِ حق نے پیاس بجھائی اور الحمد للہ تا حال بجھا رہے ہیں۔ وسیع وعریض ریگزار میں جب سر چھپانے کے لیے حیوانوں کو بھی سایۂ شجر میسر نہ تھا' انہوں نے یہاں چھتر روحانیت کا وسیع وعریض سایہ پھیلا دیا۔ جس تلے آ کے ستانے اور پھر عمر بھر بیٹھنے کے لیے آج تک ہزاروں خستگانِ راہِ سلوک وطریقت کھچے چلے آ رہے ہیں۔ جو پل بھر میں منازلِ طریقت طے کرنے کے بعد مراتب وصول الی اللہ پر فائز المرام ہو رہے ہیں:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند از رہِ پنہاں بہ حرم قافلہ را

ریت کے ٹیلوں کے درمیان سر چھپانے کے لیے اک خانۂ فقیر کی بنیاد رکھی' جہاں پر عظمت مکاں صرف خانہ خدا یعنی مسجد تھی۔ بعد ازاں تربیت گاہ تشنگان علم ودانش یعنی مدرسۂ عربیہ سعدیہ اور پھر ظاہری ومعنوی شان وشوکت کا حامل عظیم الشان کتب خانہ سعدیہ بنا۔ ذکر ومراقب اور اوراد واشغال روحانی کی خلوت گاہ یعنی تسبیح خانہ تعمیر ہوا اور آشفتگانِ دنیا وآسودگانِ آخرت کی عارضی قرارگاہ یعنی درویش خانہ بھی بنایا گیا۔

جب یہ بستی نو تعمیر باطنی انوار کی آماجگاہ اور انوارِ الٰہی کا مہبط قرار پائی تو اللہ کریم کو اس خطے میں بسنے والی اپنی مخلوق ناتواں پر ترس آ گیا اور اس نے ریگستان کے صدیوں سے پیاسے

ذرات کی سیر یابی کا ظاہری بندوبست فرمادیا اور حکومت وقت کی کوششوں سے یہاں نہر جاری ہوگئی۔ جس کے پانی اور اس بستی کے روحانی فیض نے ایک ساتھ تھل کی زمین کو لہلہاتے کھیتوں، کھلیانوں اور سرسبز و شاداب سایہ دار درختوں اور پھلدار پودوں سے لدا پھدا کر ڈالا اور یوں یہ بستی نورس جو ماہتاب عرفان اور ستارگانِ طریقت کے دم قدم سے نور علیٰ نور تھی۔ آناً فاناً سرسبز و شاداب اور فلک بوس گوناگوں درختوں کے جھنڈ میں پردہ نشین ہوگئی جس سے اس کے فضائل و مناقب مزید سربلند ہوتے گئے۔

راقم الحروف ناکارۂ جہاں کو جب اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں اس خانقاہ معلیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو چند روز کی اقامت کے بعد واپسی پر اس کے روح پرور اور روحانیت افزا نظارے تڑپانے لگے اور عالم بیقراری میں مدتوں یہ بیت زبان پر رہا:

اچیاں لمیاں لال کھجوراں پتر جنہاں دے ساوے
اس دم نال اسانجھ اساڈی جو دم نظر نہ آوے
گلیاں سونجھ اجاڑ دسیون تے ویہڑا کھاون آوے
غلام فرید اوتھے کی وسناں جتھے یار نظر نہ آوے

بس یہی ہے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ) کی بنا کردہ خانقاہ پاک یعنی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی۔

بانی خانقاہ سراجیہ شریف ناز و نعم میں پلے پوسے لیکن مشیت ایزدی سے نانِ جویں کھا کے مدارس عربیہ میں علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل فرمائی اور پھر ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ/مئی ۱۸۹۶ء تک ہندوستان کے مختلف مدارس میں پڑھنے کے بعد فارغ التحصیل ہوئے اور بعد ازاں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۳۳ھ) فرزند گرامی و خلیفہ اعظم حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (۱۲۴۴ھ-۱۳۱۴ھ) خلیفہ حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ (۱۲۱۶ھ-۱۲۸۴ھ) موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے دامن روحانیت سے وابستہ ہوگئے اور گروہ فضلیان یعنی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز طریقت قرار پانے کے بعد اپنے آبائی گاؤں ''کھولہ'' شریف میں ۱۹۱۸ء کے لگ بھگ مسند ارشاد و تربیت پر جلوہ افروز

ہوئے-۱۹۲۰ء-۱۹۲۲ء کے دوران اپنی زمین میں ایک بستی تعمیر فرمائی جو پہلے ''مولوی صاحب داکھوہ'' کہلائی اور پھر آپ کے شیخ ومرشد کے نام نامی کی مناسبت سے ''خانقاہ سراجیہ'' کے نام سے خاص وعام میں مشہور ہوگئی اور بفضل ربی یہ خانقاہ شریف طالبانِ حق اور سالکانِ طریقت کے لیے بقعہءمہبط انوار یزداں ثابت ہوئی-

گو آپ متمول زمین دار خاندان کے چشم وچراغ تھے لیکن بفضل ربی علمی، دینی اور روحانی منازل طے کرنے کے بعد تھل کی زمینیں خریدنے کی بجائے علم ودانش کے جواہر پاروں کی خریداری پر مال وزر صرف کرنا پسند فرماتے تھے-آپ کو علم ودانش اور تحقیق وتدقیق کا اعلیٰ ذوق وشغف رب کریم نے ودیعت فرمایا تھا- لہٰذا لباس وخوراک اور دیگر دنیاوی آسائشوں کی بجائے جمع آوری کتب کا شوق عشق کی حد تک جا پہنچا تھا اور آپ نے اپنی حیات مبارک میں ہی لاکھوں کا کتب خانہ بنا ڈالا تھا- جس کا شہرہ دار العلوم دیو بند (انڈیا) اور دوسرے علمی ودینی مراکز سے ہوتا ہوا برصغیر پاک وہند کے دور دراز علاقوں تک جا پہنچا تھا اور بیسیوں مراجعین یہاں آکر شب وروز مطالعہ کتب واستفادہ علمی میں مستغرق رہتے تھے-

روحانیت کا ایسا بلند وارفع مقام ومرتبہ نصیب ہوا تھا کہ آپ قیومِ زماں اور قطب دوراں کے القاب سے یاد کیے جاتے تھے-پل بھر میں خستگانِ راہِ طریقت کو معرفت وحقیقت آگاہ بنا ڈالتے تھے-تینتیس سالکانِ طریقت کو مجازِ طریقت کی سند سے سرفراز فرمایا اور ہزاروں طالبانِ حق اور اہل ایمان کو بحر روحانیت سے بادہ ہائے آب زلال وجرعہ ہائے ایقان نوش کراتے رہے- جذبہءخادم پروری اور بندہ نوازی میں آپ کا کیا کہنا-

خدام اور ارادتمندوں کو اپنے ہاتھوں کھلانا پلانا آپ کو محبوب تھا-اسی طرح مہمان نوازی اور معارف پروری آپ کو مرغوب تھی اور آنے والوں کی خاطر مدارت بنفس نفیس فرمایا کرتے تھے- اہل علم ودانش اور مراجعین ومحققین کی علمی وتحقیقی اشکالات کے حل کرنے میں کمال مہارت حاصل تھی اور یہ کام بڑی شفقت اور ملاطفت سے فرماتے تھے-

ارشاد وتربیت میں آپ لاثانی تھے- رمز واشارات سے ان مقامات ومعارف سے آگاہ فرمادیتے تھے-جن کی شناسائی کے لیے مدتوں کی محنت وریاضت درکار ہوتی تھی-اس

طرح آپ کی بنا کردہ خانقاہ کی شہرت آپ کی حیات طیبہ میں ہی برصغیر پاک وہند کے ہر سو پھیل گئی اور اسے ملکی اور غیر ملکی علمی وروحانی حلقوں میں مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی۔ زیر نظر باب میں قارئین اس ذی مرتبت و مالک جمال وکمال ہستی کے احوال ومناقب میں گونا گوں خصائل وفضائل سے آگاہ ہوں گے:

حضرت بو سعد احمد خان پیر
جا نہادر قالب ازو مستنیر
ہر کہ شد از دیدارش بہرہ یاب
فائز گردید بہ حسن المآب
وآنکہ زیارت بہ مزارش نمود
منزلِ او جنت فردوس بود

فصل اول

صبحِ ظہور

خاندان وولادت باسعادت

نام ونسب

آپ کا نام نامی ''احمد خان'' کنیت ''ابوالسعد'' اور والد گرامی ملک مستی خان ولد ملک غلام محمد ولد ملک فتح محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین قوم راجپوت تلوکر ہے۔[1]

سرزمین میانوالی کے مردم خیز اور روحانیت افزا خطہ میں ''بکھڑا'' نامی گاؤں میں یہ نجیب وشریف خاندان آباد تھا جس کا پیشہ زمینداری اور منصب سرداری تھا۔

اس خاندان کے ایک معزز زمیندار ملک غلام محمد کا گھرانہ اپنے علاقے میں عمدہ اخلاق اور نیک کردار کی بدولت معروف تھا اور لوگ ان کی بہت زیادہ قدر ومنزلت کرتے تھے۔

ملک غلام محمد کو اللہ کریم نے تین صاحبزادے عطا فرمائے جن کے اسمائے گرامی ملک مستی خان صاحب، ملک ہستی خان اور ملک مرزا خان ہیں۔ ان تینوں معززین نے اپنے علاقے میں اوصاف حمیدہ اور کمالات پسندیدہ کی بنا پر خوب شہرت حاصل کی۔ بعد میں ان صاحبان کی اولادِ امجاد تین معروف قبیلوں کی صورت میں سامنے آئی۔ ملک مستی خان صاحب کی اولاد نے قبیلہء ''مستی خیل'' کا لقب پایا۔ ملک ہستی خان کی اولاد قبیلہء ''ہستی خیل'' سے معروف ہوگئی اور ملک مرزا خان کی اولاد نے ''قبیلہء مرزا خیل'' سے شہرت پائی۔ اس پر اللہ کریم کا مزید احسان یہ ہے کہ قبیلہ مستی خان سے وارث علوم و روحانیت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم قیوم زماں حضرت ابوالسعد احمد خان قدس سرہ اپنے زمانے کے اولیا میں ممتاز ہوئے اور مرزا خیل قبیلہ کی اولاد امجاد میں سے ہمارے سردار اور مخدوم مرشد العلما والصلحا حضرت خواجہ خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی ہیں۔ جو قیوم زماں قدس سرہ کے فرزند نسبتی ہیں۔ زَادَ اللّٰہُ شُرَفًا وَتَعْظِیماً۔

ولادت باسعادت

ملک مستی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۱۲۹۷ھ میں ۱۸۸۰ء ایک[۲] فرزند ارجمند پیدا ہوئے جن کا نام نامی ''احمد خان'' رکھا گیا۔ یہی عالی مقام و بلند مرتبت ''احمد خان'' ہیں جنہیں اللہ کریم نے عارف باللہ، مرشد کامل اور قیوم زماں کے درجے سے سرفراز فرمایا اور ایک زمانے کے روحانی مربی و پیشوا بنے اور آپ نے ہی اپنے دست مبارک سے خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ کندیاں ضلع میانوالی کی بنیاد رکھی جو آپ کے فیض عام کی بدولت آج نہ صرف پاکستان میں بلکہ عالم اسلام میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی ایک عظیم روحانی تربیت گاہ ہے۔

ولادت سے پہلے بشارت

''دبکھڑا'' میں مولانا غلام محمدؒ نام کے ایک عمر رسیدہ بزرگ رہتے تھے جو ضعف پیری کی بنا پر چل نہیں سکتے تھے۔ اللہ کریم نے صوفیانہ فراست و بصیرت عطا فرما رکھی تھی اور علاقے کے لوگ انہیں ان کے باطنی کمالات اور عرفانی فیوضات کی بدولت زمرہ اولیا و صلحا میں شامل کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے خدام سے کہہ رکھا تھا کہ ملک مستی خان جب ہمارے ڈیرے کے قریب سے گزریں تو مجھے پنگھوڑے میں بٹھا کر ان کے راستے میں چھوڑ دیا جائے۔

ملک مستی خان مولانا غلام محمد بکھڑوی کے ڈیرے کے قریب سے گزر کر اپنی زمینوں میں جایا کرتے تھے۔ لہٰذا جب بھی ملک مستی خان اس طرف سے گزرتے تو مولانا غلام محمد بکھڑوی کے خدام حسب ہدایات و حکم انہیں پنگھوڑے میں بٹھا کر سر راہ لے آتے۔ اس طرح ملک مستی خان اور مولانا غلام محمد کی ملاقات ہوتی تو نوبت احوال پرسی تک رہتی اور کبھی اس سے زیادہ بات چیت ہوتی اور ملک مستی خان مولانا غلام محمد بکھڑوی کا احترام کرتے۔ بعد ازاں مولانا غلام محمد بکھڑوی کو خدام اپنے ڈیرہ پر لے جاتے اور ملک مستی خان اپنے کھیتوں میں چلے جاتے۔

مولانا غلام محمد بکھڑوی کے خدام مذکورہ بالا صورت پیش آنے پر ہمیشہ حیران ہوا کرتے تھے لیکن وہ احتراماً مولانا موصوف سے کچھ کہتے نہیں تھے۔ ایک روز حوصلہ کر کے انہوں نے ان سے عرض کیا کہ حضرت مولانا صاحب ملک مستی خان ایک دنیادار زمیندار ہیں آپ باوجود چل

نہ سکنے کے ان کے یہاں سے گزرنے پر ان کے استقبال و احترام کا اس قدر اہتمام کیوں فرماتے ہیں؟ آپ کا یہ مسلسل عمل ہمارے لیے موجب حیرانی و گرانی ہے۔ حضرت مولانا غلام محمد نے کمال شفقت سے ارشاد فرمایا:

"تمہیں خبر نہیں، درحقیقت میں اس ولی کا احترام کرتا ہوں جو ملک مستی خان کی پشت میں موجود ہے۔ جب ملک صاحب یہاں سے گزرتے ہیں تو میں اس ولی کا نور اور اس کی خوشبو محسوس کرتا ہوں اور عالم امکان میں عنقریب ظاہر ہونے والی اس عظیم ہستی کے احترام پر مجبور ہو جاتا ہوں۔" [۳]

مولانا غلام محمد بکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

قیوم زماں قدس سرہ کے والد گرامی ملک مستی خان اپنے گاؤں کے بزرگ مولانا غلام محمد بکھڑویؒ سے عقیدت رکھتے تھے اور ان کی خدمت میں آنا جانا رہتا تھا۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ اک دفعہ والد گرامی آپ کو آپ کے دوسرے بھائی ملک محمد خان کے ہمراہ مولانا غلام محمد بکھڑوی کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا حضرت صاحب میرے ان دونوں بیٹوں کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک و صالح بنائے۔" مولانا غلام محمد بکھڑوی نے دعا فرمانے کے بعد بصیرت عارفہ کے پیش نظر فرمایا:

"ملک صاحب صاحبزادہ احمد خان کو تو علم دین سکھانا کہ یہ دین ہی کے قابل ہیں اور صاحبزادہ محمد خان بڑے ہو کر صاحب جاہ و جلال ہوں گے۔ آغاز کار باعظمت لگتا ہے جو بالآخر رو بہ زوال ہوگا۔ [۴]"

گفتہ او گفتہ اللہ بود

خدا کی کرنی ایسی ہی تھی کہ صاحبزادہ احمد خان صاحب کو اللہ کریم نے دین کی تعلیم میں لگا دیا اور آپ علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل و تکمیل کے بعد جادۂ عرفان و تصوف پر گامزن ہو گئے اور منازل سلوک کو طے کرنے کے بعد خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی مسند ارشاد پر متمکن

ہوئے-اپنے بلند مراتب، عالی درجات اور فیوض و برکات کی بدولت ''قیوم زماں'' اور ''محبوب رب العالمین'' کے القاب سے فائز المرام ہو گئے اور آپ کے دوسرے بھائی محترم جناب ملک محمد خان صاحب نے سکول کی تعلیم حاصل کی-مروجہ نصاب کی تحصیل و تکمیل کے بعد فوج میں ملازم ہو گئے- کچھ عرصہ کے بعد اس ملازمت کو خیر باد کہا اور کوئٹہ میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز ہو گئے-مقدور بھر جاہ و جلال کے دن گزارے اور پھر بوجوہ حسابات مال میں تین روپیہ یا بروایت دیگر صرف ایک پیسہ کی غلطی پائے جانے پر ملازمت سے سبکدوش کر دیے گئے-[۵]
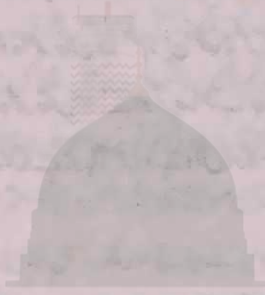
فصل دوم

تعلیم و تربیت

از آغاز تا تکمیل تحصیل علم

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے خاندانی رسم و رواج کے مطابق ابتدائی تربیت انتہائی اعلیٰ اقدار کے حامل گھریلو ماحول میں پائی - اللہ کریم نے آپ کو بچپن سے ہی پسندیدہ اخلاق اور ستودہ صفات عطا فرمائی تھیں-

آپ کا خاندان دنیاوی جاہ و جلال کے ساتھ ساتھ دینداری اور شرافت میں بھی مثالی تھا- آپ کے والد بزرگوار ملک مستی خان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا غلام محمد بکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر آپ کو دینی علوم کے لیے وقف کرنا پسند فرمایا- لہٰذا جب آپ پڑھنے کے قابل ہوئے بچپن میں ہی جامع مسجد کے امام صاحب سے قرآن مجید پڑھنے لگے اور بفضل ربی قرآن کریم مسجد میں پڑھا-

اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم عمیم سے کم عمری میں ہی آپ کو فراست خاصہ اور دینی علوم کی تحصیل کا وافر ذوق و شوق نصیب فرمایا تھا- موضع بکھڑا میں مزید تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں تھا لہٰذا قرآن حکیم کی تعلیم کے مکمل ہونے پر آپ کو مروجہ عربی علوم حاصل کرنے کا شوق دامن گیر ہوا اور پھر اس ذوق سلیم کے ہاتھوں یوں مجبور و معذور ہوئے کہ گھر والوں کو بتائے بغیر موضع سیلوان جا پہنچے[۶]-

ذوقِ سلیم اور جذبہ فرمانبرداری

سیلوان میں ان دنوں حضرت مولانا عطا محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے درس و تدریس کا خاص شہرہ تھا جو تشنگان علوم دینیہ کو اپنے مخصوص و محمود طرزِ تعلیم سے مالا مال فرماتے تھے- جب آپ موضع سیلوان میں حضرت مولانا عطا محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

انہوں نے آپ کی شکل وصورت سے قیافہ لگالیا کہ آپ زمینداروں اور ملکوں کے اس خاندان خاص کے صاحبزادے ہیں جو سرداری کی طرف مائل رہتے ہیں اور وہ اپنے صاحبزادگان کو عربی ودینی علوم میں لگانے کا خیال نہیں کرتے لہٰذا آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے اور کس کے بیٹے ہیں؟ آپ نے مؤدب ہو کر فرمایا ''نام احمد خان ہے اور ملک مستی خان کا بیٹا ہوں۔''

استاد محترم نے جب آپ کے والد گرامی کا نام سنا تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ بچہ گھر سے بھاگ کر آیا ہے۔ لہٰذا ایک ترکیب ان کے دل میں آئی۔ آپ کے سر مبارک پر علاقے اور خاندانی رواج کے مطابق پٹھے (کانوں کی لو تک لمبے بال) تھے اور اس زمانے میں لوگ یہ بال رکھا کرتے تھے اور سر منڈوانا موجب اہانت سمجھتے تھے۔ نیز انگریزی طرز کے بالوں کی بھی سخت مخالفت کی جاتی تھی۔ استادِ محترم نے بطور آزمائش فرمایا: ''احمد خان اگر آپ ہمارے پاس پڑھنا چاہتے ہیں تو پھر سر منڈا آئیں کیونکہ اس مدرسہ میں داخل ہونے کی یہ پہلی شرط ہے۔''[۷]

آپ استاد محترم کا یہ ارشاد سن کر فوراً حجام کے پاس پہنچے اور سر منڈا دیا۔ بعد ازاں واپس مدرسے میں آ گئے۔ جب استاد محترم نے آپ کا یہ ذوق سلیم اور جذبۂ فرمانبرداری ملاحظہ فرمایا تو آپ کو بلاتردد مدرسہ میں داخل کر لیا۔

آپ کو پڑھنے کا اس قدر ذوق وشوق ہو گیا کہ گھر والوں کو بھلا دیا اور گھر والوں کو محض اس وجہ سے اپنے بارے میں کوئی اطلاع نہ دی کہ کہیں وہ آ کر آپ کو مدرسہ سے واپس گھر نہ لے جائیں اور اس طرح دینی تعلیم کے حصول کا یہ سلسلہ منقطع نہ ہو جائے۔ لہٰذا بڑے انہماک کے ساتھ ایک عرصہ تک یہاں مقیم رہے اور عربی صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا عطا محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔[۸]

مدرسہ بندھیال میں تعلیم

بعد ازاں آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے بندھیال ضلع میانوالی میں حضرت مولانا سلطان محمود المعروف مولانا نامی بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ[۹] کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے اور عربی کی متوسطات تک یہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔[۱۰]

فاقہ مستی میں ثابت قدمی

اس زمانے میں دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو بے پناہ مشکلات کا سامنا ہوتا تھا- سردست مدارس کے وسائل آمدن محدود ہونے کی وجہ سے طلباء کو جو کی روٹی تک ہر روز میسر نہیں آتی تھی-- جن دنوں آپ حضرت مولانا عطا محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پڑھا کرتے تھے وہاں بھی گزر اوقات نان جویں پر ہی ہوتی تھی- جب حضرت مولانا نامی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہء درس میں شمولیت فرمائی تو یہاں بھی جو کی روٹی پر ہی گزر ہوتا تھا- لیکن وہ بھی ایک دن کے ناغہ سے میسر آتی تھی- غرباء کی تو مجبوری سہی لیکن امراء کو تو صرف فضل الٰہی ہی ذوق تعلیم میں مستغرق رکھ کر اس ماحول میں ثابت قدم رکھتا ہے:

فقر خیبر گیر بانان شعیر بستہ فتراکِ او سلطان و میر [۱۱]

عظیم قربانی اور اتباعِ اسلاف

جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ جن دنوں آپ ذوق تعلیم کے ہاتھوں مجبور ہو کر سیلوان میں حضرت مولانا عطا محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں تشریف لائے تو گھر والوں کو بتایا نہیں تھا کہ کہیں وہ آ کر واپس نہ لے جائیں- اس طرح جب آپ بندھیال میں حضرت مولانا نامی کے شاگردوں میں شامل رہے تو بھی گھر والوں کو نہیں بتایا اور نہ ہی پیش آنے والی مشکلات خورد ونوش اور رہائش سے گھبرائے- یقیناً اگر آپ گھر والوں کو آگاہ کر دیتے تو وہ آپ کے گزر اوقات کے لیے خرچ تو مہیا کر سکتے تھے لیکن آپ نے اسلاف کی پیروی میں سب طلبا کے ساتھ رہ کر اللہ کریم کے دین کی تعلیم حاصل کرنے کو پسند فرمایا اور رب کریم نے اپنے فضل عمیم سے اس میں کامیاب فرمایا- [۱۲]

حصول تعلیم میں جو چیز سب سے زیادہ کام آتی ہے وہ ذوق سلیم ہے- اگر اس کے ساتھ کتابیں پڑھنے اور سبق یاد کرنے کا بے پناہ لگاؤ بھی نصیب ہو جائے تو طالب علم دنیا اور اس کی ساری چیزوں کو چھوڑ کر صرف اللہ اور صرف پڑھنے میں مستغرق رہتا ہے- آپ کو اللہ کریم نے ایسا ہی ذوق سلیم اور استغراق کامل عطا فرمایا تھا- جب مطالعہ کتب اور درس یاد کرنے میں محو ہوتے

تو پھر دنیا و مافیہا سے کاملاً علیحدہ ہو جاتے۔

جن دنوں بندھیال میں زیر تعلیم تھے اتفاق سے آپ کے گھر والوں کو پتہ چل گیا۔ لہٰذا آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے بھائی ملک محمد خان کو بھیجا کہ وہ آپ کے حالات کی خبر لائیں۔ آپ کے برادر محترم' حضرت نامی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں پہنچے۔ حضرت نامی سے پوچھا: ''احمد خان سے ملنا ہے وہ کہاں ہیں؟'' انہوں نے فرمایا۔ ''باہر جنگل میں دیکھیں کہیں بیٹھا پڑھ رہا ہوگا۔'' آپ کے برادر محترم گھوڑے پر سوار آپ کو تلاش کرتے ہوئے آپ تک پہنچے۔ آپ اس وقت مطالعہ فرما رہے تھے۔ چنانچہ قریب آ کر نصف گھنٹہ تک پاس ادب سے ٹھہرے رہے کہ آپ کتاب سے نگاہ اٹھائیں تو وہ آپ سے مخاطب ہوں لیکن حضرت یوں مطالعہ میں مستغرق تھے کہ آپ کو اس چیز کی خبر تک نہ ہوئی۔ بعد میں جب برادر محترم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ بھائی صاحب میں تو اتنی دیر آپ کے پاس ٹھہرا رہا کہ آپ کو فارغ پاؤں تو بات کروں۔[۱۳]

اس واقعہ سے جہاں آپ کے انہماک' ذوق مطالعہ اور استغراق درس کا پتہ چلتا ہے وہاں آپ کے برادر محترم کے عالی اخلاق سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ جنہوں نے پاس ادب کرتے ہوئے آپ کو دوران مطالعہ آواز دینا پسند نہیں فرمایا۔

تکمیل علم کے لیے سفر ہندوستان

تحصیل و تکمیل علم کا ذوق برابر دامنگیر تھا لہٰذا آپ نے بندھیال سے مروجہ علوم کی تحصیل کے بعد ہندوستان کا رخ کیا۔ علمی تشنگی کو دور کرنے کے لیے شروع میں مدرسہ شاہی' مراد آباد میں داخل ہوئے۔ کچھ عرصہ وہاں پڑھا اور پھر کانپور جا پہنچے۔ یہاں صرف ونحو' منطق و فلسفہ' ادب و معانی اور فقہ و تفسیر کی جملہ کتابیں پڑھیں اور مولانا احمد حسین کانپوریؒ اور مولانا عبید اللہ بکھڑویؒ جیسے ممتاز اساتذہ سے فقہ و حدیث پڑھنے کے ساتھ ساتھ دورۂ حدیث مکمل کیا[۱۴]۔ اس طرح علوم معقول و منقول کی تکمیل فرمائی اور عربی و فارسی کے مروجہ علوم کے علاوہ قرآن و حدیث کے انوار سے بھی اپنے سینہ مبارک کو منور فرمایا اور ماہ ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ (مئی ۱۸۹۶ء) میں فارغ التحصیل ہو کر واپس وطن تشریف لائے۔[۱۵]

فصل سوم

تحصیل و تکمیل سلوک

اللہ کریم جنہیں اپنی محبت عطا کرتا ہے انہیں اپنے راستوں پر چلنے کی توفیق عنایت کر دیتا ہے اور ان کے راستوں میں آنے والی دشواریوں اور رکاوٹوں کو اپنے فضل خاص سے دور فرما دیتا ہے۔ اس کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے اور جب اس کا کرم جوش میں آتا ہے تو معمولی اسباب بہت بڑی کامیابی کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت

جن دنوں آپ بندھیال میں حضرت مولانا نامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھا کرتے تھے، ان دنوں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (۱۲۴۴ھ-۱۳۱۴ھ) کے خلیفۂ مجاز حضرت سید پیر لعل شاہ قدس سرہ [۱۶] کے ہاتھ مبارک پر سلسلہ، نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو گئے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے آپ کو اس سلسلہ عالیہ کے ذکر و شغل قلبی کی تلقین فرمائی اور آپ اس میں محو ہو گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت سید پیر لعل شاہ قدس سرہ نے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ آپ نے حضرت شیخ قدس سرہ کی رحلت کے بعد اپنی وارداتِ قلبی کا حال حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت میں لکھ بھیجا [۱۷]۔ تو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ کو یہ مکتوب تحریر فرمایا:

> ''بے شک مخلص مریدوں کے لیے شیخ کی وفات ایک سانحۂ عظیم ہوا کرتی ہے۔ پیر لعل شاہ صاحب کی وفات بلاشبہ بے حد رنج و الم کا موجب ہے مگر صبر سے کام لینا چاہیے۔ جزع و فزع نہ کریں اور فقیر کو

تحصیل صبر اور تحصیل علم میں اپنا ممد و معاون تصور کریں۔"[۱۸]

بعد ازاں آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت میں تجدید بیعت کی درخواست کی جس پر حضرت خواجہ قدس سرہ نے یہ گرامی نامہ تحریر فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ:

فقیر راشی محمد عثمان عفی عنہ کی طرف سے محبّ و مخلص میاں احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ تسلیمات و دعوات مزید درجات فی الدارین کے بعد مطالعہ فرماویں کہ آپ کا مکتوب شریف جس میں آپ نے تجدید بیعت اور طلب ورد کے متعلق استدعا کی تھی، پہنچا۔ جنابِ من! حضرت لعل شاہؒ کے سب مریدان کے پیر (اشارہ بخود) ہی کے مرید ہیں۔ اس لیے فی الحال تجدید بیعت کی ضرورت نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحصیل علم سے فراغت نصیب فرمائی اور اس کے بعد نسبت باطنی حاصل کرنے کے لیے آپ کا پختہ ارادہ ہوا تو اس وقت تجدید بیعت کی ضرورت ہوگی۔ اس وقت آپ اپنے علمی مشاغل جاری رکھیں اور اوقاتِ فراغت میں جناب شاہ صاحب کے فرمودہ ذکر اسم ذات ہی کا ورد جاری رکھیں۔ ہمارے بزرگوں کی توجہ اسم ذات میں رسوخ حاصل کرنے کی طرف رہتی ہے۔ مقدر بھر کوشش کریں کہ پنجگانہ نمازیں بغیر سستی کے وقت مستحب پر با جماعت ادا ہوں۔ نیز غیر مشروع امور سے بچنے کی پوری کوشش کرتے رہیں۔ والسلام۔"[۱۹]

اس طرح حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ کو حضرت لعل شاہ قدس سرہ کے بتائے ہوئے ذکر و شغل میں محو رہنے کی تلقین فرمائی اور ساتھ ہی اشارہ فرمایا کہ ابھی آپ تمام توجہ تحصیل علم پر مرکوز رکھیں اور نیز یہ کہ اپنے پیر و مرشد کی وفات پر تحصیل صبر اور تحصیل علم میں فقیر کو اپنا ممد و معاون تصور کریں۔ گویا یہ اشارہ غیبی تھا جس کی بنا پر اللہ کریم نے آپ کو علوم ظاہری کے حاصل کرنے میں کمال ذوق عطا فرمایا تھا اور ساتھ ساتھ عرفان و تصوف کی تحصیل کا جذبہ بھی پروان چڑھتا رہا۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے اخذ فیض

لہٰذا جب آپ نے ظاہری علوم سے فراغت پائی تو کمال اشتیاق کے ہاتھوں مجبور ہو کر خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ (موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) پر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے پیر و مرشد حضرت سید لعل شاہ قدس سرہ کے شیخ باکمال حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی قربت میں رہ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی منازل سلوک طے کرنے لگے۔ اللہ کریم کے فضل و کرم سے ولایت صغریٰ تک رسائی نصیب ہو گئی۔ لیکن مشیت ایزدی کو یہی منظور تھا کہ انہی دنوں (۱۳۱۴ھ میں) حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ [۲۰]

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ سے بیعت

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ (موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کی مسند ارشاد پر ان کے فرزند ارجمند و خلیفہ مجاز سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۳۳ھ) جلوہ افروز ہوئے۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے زیر تربیت ولایت صغریٰ تک رسائی حاصل کر لی تھی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے اپنے دامن کو بھر رہے تھے۔ آپ نے اپنے مربی و مرشد کی رحلت کے عظیم سانحہ کو کمال استقامت سے برداشت کیا اور ان کے فرزند ارجمند حضرت سراج الدین قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی اور ان کی رہنمائی میں ولایت کبریٰ کی منازل طے فرمانے لگے۔

ریاضات ومجاہدات

بکھڑا سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف تک پیادہ جانا:

بکھڑا ضلع میانوالی سے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ (موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) سینکڑوں میل کا سفر ہے۔ آپ کو اپنے پیرومرشد سے اس قدر عقیدت تھی کہ یہ سفر پیدل چل کر طے فرماتے۔ بارہا آپ نے پیدل چل کر اپنے پیرومرشد کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ پر آپ کا یوں پیدل چل کر آنا شاق گزرتا تھا۔ لہٰذا ایک بار ارشاد فرمایا:

> ''مولانا آپ پیدل سفر نہ کیا کریں کیونکہ بکھڑے سے یہاں تک جو قدم آپ زمین پر رکھتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے قلب پر پڑتا ہے۔''[۲۱]

اس طرح اس کے بعد آپ سواری پر جانے لگے لیکن پھر بھی ڈیرہ اسماعیل خان سے موسیٰ زئی شریف تک کا سفر پیدل چل کر ہی طے کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں اونٹ کے علاوہ کوئی دوسری سواری نہیں ملتی تھی۔

خدمتِ شیخ

سون سکیسر ضلع خوشاب کا پہاڑی علاقہ گرمیوں میں خاصا سرد ہوتا ہے۔ آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے اس علاقہ میں ایک خانقاہ بنوائی اور گرمیوں میں وہ یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس دوران حضرت خواجہ قدس سرہ کے ہمراہ کافی عقیدت مند اور درویش ہوا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ اس لمبے سفر کو اکثر خوشاب سے بذریعہ اسپ سواری طے فرماتے تھے۔

قیوم زمان حضرت مولانا ابوسعد احمد خان اس ۳۵ یا ۴۰ میل کے سفر میں اپنے پیرومرشد کے گھوڑے کے آگے آگے پیدل دوڑتے رہتے تھے۔ ہاتھ مبارک میں مٹی کے چند ڈھیلے اور

پانی کا کوزہ رکھتے تا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کو جس جگہ حاجت پیش آئے آپ کی خدمت کر سکیں:

خدامے راہمدمے اے دلیل راہ حرم
پیادہ می روم و ہمرہاں سوارانند[۲۲]

عجیب آرزو

آپ جب بھی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ (موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) تشریف لے جاتے تو سردیوں کی راتوں میں ململ کا کرتا پہن کر حضرت خواجہ قدس سرہ کے در دولت کے سامنے کھڑے ذکر وشغل میں مصروف رہتے اور تمنا یہ ہوتی کہ جب میرے پیرومرشد حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ صبح گھر سے باہر تشریف لائیں تو سب سے پہلی نگاہ میرے اوپر پڑے اور اس روز سب سے پہلے حضرت شیخ کی خدمت کرنے کا شرف بھی مجھے ہی نصیب ہو:

از کرم شاید درے بر روئے مسکین وا کنند
بیشتر شبہا دریں درگہ نظیری مائل است[۲۳]

خانقاہ سون سکیسر پر حضرت شیخ اور درویشوں کی خدمت

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی خانقاہ سون سکیسر ضلع خوشاب پہاڑوں میں ایسی جگہ واقع تھی جہاں پانی نہیں تھا اور وہاں سے کافی دور نیچی جگہ ایک چشمہ واقع تھا جہاں سے پانی لایا جاتا تھا۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوسعد احمد خان قدس سرہ کو اللہ کریم نے اپنے پیرومرشد کی خدمت کا جو جذبہ عطا فرمایا تھا وہ مثالی تھا۔ آپ دو ایسے مشکیزے اٹھا لیتے جن میں سے ایک میں سات گھڑے پانی آ جاتا تھا۔ چشمے سے بھرتے، کندھوں پر رکھتے اور ننگے پاؤں پتھریلی پگڈنڈی پر دوڑتے ہوئے خانقاہ پر لے جاتے اور لنگر کی تمام ضرورت کا پانی بھرتے۔ سات گھڑوں کے برابر ایک مشکیزہ اٹھانا ایک آدمی کے بس میں نہیں ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ان دنوں اللہ کریم نے مجھے ایسی جسمانی قوت نصیب فرما رکھی تھی کہ میں پانی کا بھرا ہوا گھڑا

انگوٹھے اور انگلی سے پکڑ کر اٹھاتا اور اسے منہ سے لگا کر پانی پی لیا کرتا تھا۔

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کبھی کبھار دریا خان میں بھی قیام فرمایا کرتے تھے اور حضرت مولانا ابو سعد احمد خان قدس سرہ اس بنگلے پر بھی حضرت شیخ قدس سرہ کی خدمت کرنے میں پیش پیش رہتے۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد کی خدمت گزاری کرنے پر ہمیشہ دلی اور روحانی خوشی نصیب ہوتی تھی۔ [۲۴]

پیر و مرشد کی عنایات

جس طرح آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت بجا لایا کرتے تھے اور ہمہ تن کوشش فرماتے تھے کہ انہیں خوش رکھیں۔ اسی طرح آپ کے پیر و مرشد بھی آپ پر بے پناہ نوازشات و عنایات فرمایا کرتے تھے اور حضرت خواجہ قدس سرہ حضرت قیوم زماں قدس سرہ کے جذبہ تحصیل سلوک سے اس قدر متاثر تھے کہ ایک بار ارشاد فرمایا:

"اس زمانہ میں طالبان صادق کے ناپید ہو جانے کی وجہ سے طبیعت سرد ہو گئی تھی۔ بسا اوقات خیال آتا تھا کہ کاروبارِ مشیخیت ترک کر دیا جائے لیکن اب مولوی احمد خان کے آجانے سے طبیعت میں گرمی آ گئی ہے۔"

اس کے بعد آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

من پیری و مریدی برائے تو می کنم [۲۵]

معنی: یہ سلسلہ پیری و مریدی آپ کے لیے جاری کر رکھا ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اذکار و وظائف کا انمول انداز

آپ اپنے باکمال پیر و مرشد کی نوازشات اور عنایات سے عرفان منازل کو عبور کرنے میں کمال استراحت محسوس فرمایا کرتے تھے اور عبادات و ریاضات میں اس قدر لطف و سکون

میسر آتا تھا کہ فرائض وسنن کی ادائیگی کے بعد ہمیشہ ذکر وفکر الٰہی میں مگن رہتے تھے۔ ذکر کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ تسبیح کا دھاگہ دو چار روز کے بعد بوسیدہ ہو کر ٹوٹ جاتا تھا جسے پھر تبدیل کرنا پڑتا اور بقول حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ذکر الٰہی سے جسم کی اندرونی حرارت اس قدر زیادہ ہو جاتی تھی کہ موسم سرما میں اگر جمے ہوئے گھی کا پیالہ آپ کے سینے مبارک پر رکھا جاتا تو وہ پگھل جاتا تھا۔[۲۶]

حضرت خواجہ قدس سرہ سے کتب تصوف کا پڑھنا

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے صوفیائے کرام شروع سے اپنے شیوخ سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کثرت سے کیا کرتے ہیں۔ اس سے انہیں قلبی واردات میں ایک خاص مقام نصیب ہوتا ہے۔ نیز طالبان حق کو اپنے اسلاف کے روحانی کمالات اور طرزِ عبادات وریاضات سے آگاہی نصیب ہوتی ہے جس کی بدولت تحصیل سلوک میں آسانیاں اور کامرانیاں نصیب ہوتی ہیں۔

آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ قدس سرہ سے تصوف کے متعدد رسائل اور کتب سبقاً پڑھیں اور مکتوب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا دورہ اپنے پیرومرشد سے مکمل کیا۔ آپ کے پیرومرشد خصوصی شفقت ومحبت سے آپ کو مکتوبات شریف سبقاً پڑھاتے رہے۔

ایک بار حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا:

> ''مولوی صاحب! ایک وعدہ میں آپ کے ساتھ کرتا ہوں اور ایک وعدہ آپ میرے ساتھ کریں۔'' آپ نے فوراً عرض کیا: ''حضرت میری طرف سے وعدہ ہے جو آپ ارشاد فرمائیں گے مجھے منظور ہے۔'' حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا: ''آپ مجھ سے یہ وعدہ کریں کہ جب تک مکتوبات امام ربانی کا درس پورا نہ ہو جائے آپ گھر نہیں جائیں گے اور میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ہر مکتوب کے سبق پر توجہ دوں گا۔''

آپ بے حد خوش ہوئے اور اپنے پیر و مرشد کے حضور وعدہ کیا کہ حضرت جب تک میں مکتوبات شریف کا درس مکمل نہیں کروں گا گھر نہیں جاؤں گا اور حضرت خواجہ قدس سرہ نے کمال توجہ سے آپ کو مکتوبات شریف کا دورہ سبقاً مکمل کرایا۔

ایک بار حضرت خواجہ قدس سرہ نے پوچھا۔ ''کیوں مولوی صاحب کچھ فائدہ معلوم ہوتا ہے؟ آپ نے عرض کیا۔ ''حضرت بہت بہت فائدہ محسوس ہوتا ہے۔''

آپ فرمایا کرتے تھے کہ شروع شروع میں اسباق و توجہات کے دوران کوئی خاص عرفانی و وجدانی کیفیات اور مقامات عالیہ کا ادراک و شعور نمایاں طور پر معلوم نہیں ہوتا تھا لیکن میں نے اس خیال سے ''بہت بہت'' فائدہ ہوتا ہے عرض کیا کہ کہیں حضرت (خواجہ قدس سرہ) کی طبیعت مبارک پڑھانے سے تامل نہ کرنے لگے۔ نیز فرماتے تھے کہ حسب وعدہ مکتوبات شریف کا درس مکمل کیا اور آج تیس برس بعد تک حضرت خواجہ قدس سرہ کی توجہات کے اثرات برابر ظاہر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام مقامات مجددیہ اور معارف خاصہ امام ربانی کا ادراک بدیہی طور پر ہوتا جا رہا ہے۔ [۲۷]

مکتوبات امام ربانی قدس سرہ سے آپ کی دلبستگی

حضرت مولانا نذیر احمد عرشیؒ (م ۱۹۴۷ء) تحریر کرتے ہیں:

''حضرت سلمہ (قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کو اصناف علوم پر جو محققانہ نظر ہے اور مطولات کتب پر جو گہرا عبور ہے وہ ایک بین امر ہے۔ مگر ان سب میں ایک خاص کتاب ایسی ہے جس کے ساتھ آپ کی دلبستگی سب سے زیادہ ہے۔ وہ کون سی کتاب؟ مکتوبات امام ربانی قدس سرہ۔ اس کتاب کے تمام مضامین تقریباً حفظ اور اس کے تمام مندرجہ معارف پر آپ پوری طرح حاوی ہیں۔ اکثر مسائل طریقت کے ذکر میں بطور استناد مکتوبات کا حوالہ ارشاد فرمایا کرتے ہیں اور کتاب میں سے بلا تامل وہ مقام نکال کر سنا دیتے ہیں۔

اس خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے مکتوبات شریف کو اپنے شیخ طریقت قدس سرہ

سے بتمام وکمال سبقاً سبقاً کئی بار پڑھا ہے۔ جس کے لیے ایک خاص وقت مقرر اور خلوت متعین تھی اور اس کی تعلیم دیگر کتب کی طرح صرف قال اور تلفظ پر منحصر نہیں تھی بلکہ اس میں حال اور ہمت باطن کا دخل تھا اور حضرت شیخ ہر سبق پر توجہ دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مکتوبات کے صرف حافظ ہی نہیں بلکہ قدرت نے اس کتاب کے ادق اور زہرہ گداز مقامات کے اسرار بھی خاص آپ کے سینہ مبارک میں ودیعت کر دیے ہیں۔ کیوں نہ ہو یہ دفتر عظیم جس مشرب کا قانون اعظم ہے آج آپ اس کے تاجدار اور اس اقلیم کے شہریار ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ایک خلیفہ مولانا محمد باقر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مکاتیب ستہ کا خلاصہ خاص جامعیت کے ساتھ مرتب کیا تھا جس کا نام کنز الہدایات ہے۔ یہ کتاب نقشبندیہ سلسلے میں بطور نصاب تعلیم رائج ہے اور وہ ہمارے حضرت سلمہ کے تحریر کردہ حواشی کے ساتھ امرتسر میں باہتمام مولوی نور احمد صاحب پسروری مرحوم چھپ چکی ہے۔ آپ نے اس کے ہر فقرہ اور ہر مسئلے کا حوالہ حواشی پر دے دیا ہے کہ وہ مکتوبات کی کون سی جلد اور کس مکتوب سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس سے آپ کے حافظ مکتوبات ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور حافظ بھی صاحب استحضار ورنہ ہر حافظ قرآن بھی قرآنی آیات کا پتہ بتانے پر پوری طرح قادر نہیں ہوتا۔ [۲۸]

سچی عقیدت وارادت

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ پر تشریف فرما ہو کر اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں کو فیض یاب فرما رہے تھے اور حضرت قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے لیے چائے بنا رہے تھے اور آپ کا یہ معمول تھا کہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت اور ضیافت کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔

اسی دوران ایک خاتون صاحبہ جو حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ سے بیعت تھیں آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ بڑے پیر صاحب (حضرت

خواجہ سراج الدین قدس سرہ) تشریف فرما ہیں اوران کے حضور لوگوں کا ایک بڑا مجمع لگا ہے۔ وہ اپنے پیرومرشد قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی زیارت کی آرزو لے کر آئی تھیں لہٰذا باہر کھڑے ہوئے چادر اور دیوار کی آڑ لیتے ہوئے دیکھتیں اور جب اپنے پیرو مرشد کو اندر نہ پاتیں تو پیچھے ہٹ جاتیں۔ جب حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے خاتون کو چند باریوں جھانکتے دیکھا تو فرمایا ''اس عورت کا یہاں آنا کیسے ہوا؟'' عرض کیا گیا کہ یہ اپنے پیرومرشد حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب کی زیارت کے لیے آئی ہیں۔ اس خاتون کے دوبارہ جھانکنے پر حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا:

''جائیں آپ کے وہ پیر بیٹھے چائے پکار ہے ہیں''

وہ خاتون گئیں اور حضرت قدس سرہ کی زیارت کر کے واپس چلی گئیں۔ اس موقع پر حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

''سچی عقیدت وارادت اس عورت سے سیکھنی چاہیے۔ جو اپنے پیر کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی۔[۲۹]''

بلندی درجات:

آپ کو اللہ کریم نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ سراج الدین سرہ کی زندگی میں ہی بلند روحانی مقام عطا فرمادیا اور آپ کے پیرومرشد کو اس پر بڑا فخر تھا۔ لہٰذا حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنے باصفا مریدوں سے فرمایا کہ جو میانوالی سے موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) کے طوالانی سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ وہ بلاتکلف موسیٰ زئی شریف آنے کی بجائے حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان کی خدمت میں پہنچ کر روحانی فیض حاصل کریں۔ ان شاء اللہ انہیں میرے پاس آنے سے بھی زیادہ فائدہ ہوگا۔''[۳۰]

آپ کے پیرومرشد کا یوں فرمانا یقیناً آپ کے بلند مرتبہ ہونے کی واضح دلیل ہے جو آپ کو اللہ کریم نے فضل عمیم سے نصیب فرمایا۔

تصدیق مزید:

صوفی محمد نواز خان عرف میاں مواز خانؒ (م۱۹۷۲ء/۱۳۹۲ھ) ساکن ساجری ضلع میانوالی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خاص عقیدتمندوں اور خدمت گزاروں میں شامل تھے اور عمر بھر آپ کی خدمت کرتے رہے۔ اپنی بیعت کا واقعہ یوں بیان کیا کرتے تھے کہ میرے ایک دوست حافظ احمد صاحب تھے جو حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کے مرید تھے۔ وہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہماری مسجد میں قرآن مجید سنا رہے تھے اور میں بھی ان کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھتا تھا۔

ایک رات نماز تراویح کے بعد حافظ احمد صاحب مسجد کے قریب کھلے میدان میں چارپائی ڈال کر سو گئے۔ میں نے بھی ان کے قریب چارپائی ڈالی اور لیٹ رہا۔ کچھ دیر کے بعد محسوس ہوا کہ حافظ احمد صاحب تو سو چکے ہیں اور ان کے قریب کوئی بچہ "اللہ اللہ" کا ذکر کر رہا ہے۔ میں حیران ہو کر اس بچے کو دیکھنے کے لیے اٹھا۔ تلاش کرنے کے باوجود بچہ نام کی تو کوئی شے نہ ملی ہاں یہ راز کھلا کہ "اللہ اللہ" کی آواز مرے دوست حافظ احمد صاحب کے سانس سے پیدا ہو رہی ہے جو ان کے قلب کے ذکر الٰہی میں جاری ہونے کی علامت تھی۔ لہٰذا میرے دل میں بھی اس مقام کو پانے کی خواہش پیدا ہو گئی۔

صبح میں نے حافظ احمد صاحب سے درخواست کی کہ مجھے اپنا پیر بھائی بنائیں۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ ان کے پیرو مرشد حضرت خواجہ سراج الدین صاحب نے فرما رکھا ہے کہ اس علاقے (میانوالی اور قرب و جوار) کے لوگ حضرت مولانا ابوالسعد خان صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لیا کریں۔ ان شاء اللہ انہیں میرے پاس آنے سے بھی زیادہ فائدہ ہوگا۔ یہ سن کر میرے دل میں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب کی طرف خاص کشش پیدا ہوئی اور میں نے موضع کھولہ شریف میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر حلقہ ارادت میں شامل ہونے کی درخواست کی جو آپ نے منظور فرمائی۔[۳۱]

اس وقت صوفی مواز خان کی عمر پچیس چھبیس سال تھی۔ انہوں نے طویل عمر پائی اور ۲۲

جولائی ۱۹۷۲ء/ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ میں فوت ہوئے اور احاطہ قبرستان خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ میں آخری آرام گاہ پائی- تادم آخر قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خادم خاص اور حضرات کرام خانقاہ سراجیہ شریف کے خدمت گزار رہے- رحمۃ اللہ علیہ[۳۲]

عطائے خلافت:

جب رحمت حق جوش میں آئی اور حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اپنے شیخ کامل قدس سرہ کی زیرنگرانی مراحل سلوک وصفا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں طے فرمالیے اور آپ کے پیرومرشد کو آپ کے ظاہری و باطنی مراتب بلند وارفع پر اطمینان حاصل ہوگیا تو آپ کو نہ صرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بلکہ تمام سلاسل ولایت میں مجاز مطلق کی خلعت عطا فرمائی اور طالبان حق کو اپنے فیوض وبرکات عالیہ سے فیض یاب کرنے کی اجازت عام مرحمت فرمائی- لہٰذا ابھی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد نہیں رکھی گئی تھی اور آپ اپنے آبائی مسکن موضع ''بکھڑے'' میں جلوہ افروز تھے کہ مرجع الخلائق قرار پائے اور طالبان حق ہر طرف سے جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے انوار سے اپنے سینوں کو منور کرنے لگے-

خلعت قیومیت

صوفی محمد مواز خان کا بیان ہے کہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے کھولہ شریف میں قیام کے دوران ایک مرتبہ بالہام خداوندی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار اقدس پر بزمان عرس یکایک تشریف لے گئے- چند خادم بھی آپ کے ہمراہ چل دیے-

حضرت اقدس کے تشریف لے جانے کے بعد مولوی عبدالستار صاحب میانہ آپ کی طرف سے امامت پر مامور تھے اتفاقاً کتب خانہ میں گئے تو وہاں چند منتشر کتابوں پر نظر پڑی، ایک کتاب کو اٹھا کر دیکھا تو اس پر حضرت اقدس سرہ نے یہ تحریر فرمایا تھا:

''سرہند شریف کے اس سفر میں جو شخص ہمارے ساتھ حضرت مجدد الف
ثانی قدس سرہ کے مزار پر حاضر ہوگا' وہ اہل اللہ کے زمرہ میں شمار کیا
جائے گا-''

حضرت اقدس قدس سرہ کے دست مبارک کی یہ تحریری بشارت دیکھ کر مولانا عبدالستار صاحب مغلوب الحال ہو گئے اور عالم بے اختیاری میں کھولہ شریف سے سرہند کے لیے عازم سفر ہوئے- ادھر ساجری سے میاں مواز خان صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری کے قصد سے کھولہ شریف سے آرہے تھے- راستہ میں دونوں کی ملاقات ہوگئی- غلبہء حال میں مولانا عبدالستار صاحب صوفی مواز خان سے بغلگیر ہو کر رونے لگے اور بتایا کہ حضرت اقدس سرہند شریف تشریف لے جا چکے ہیں- مولانا نے حضرت اقدس قدس سرہ کی تحریری بشارت بھی سنائی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس بشارت سے فیض یاب ہونے کے لیے میں سرہند شریف جا رہا ہوں:

بشارتے سحر از پردھائے غیب رسید
کہ باب لطف وکرم بر شکستگان باز است

اس پر صوفی مواز خان نے کہا کہ پھر میں کیوں محروم رہوں- اس سفر میں آپ کے ساتھ میں بھی شرکت کروں گا- چنانچہ وہ اپنے گاؤں واپس گئے- رختِ سفر باندھا اور کندیاں سے ٹرین پر سوار ہو کر لاہور پہنچے- پھر یہ دونوں حضرات لاہور سے سرہند شریف کے لیے گاڑی پر سوار ہوئے اور خیر و عافیت کے ساتھ سرہند شریف پہنچ گئے-

حضرت اقدس قدس سرہ نماز ظہر سے فارغ ہو کر وابستگان سلسلہ کے درمیان تشریف فرما تھے- آپ کا قیام مسجد کے بائیں جانب ایک کمرے میں تھا- آپ نے جب ان دونوں کو آتے ہوئے دیکھا تو فرطِ مسرت سے فرمایا:

''الحمدللہ دو ساتھی اور آ گئے-'' تھوڑی دیر بعد اٹھے اور حضرت امام ربانی قدس سرہ کے مزار اقدس کی چہار دیواری کے باہر دو مزاروں پر تشریف لے گئے- وہاں پہنچ کر چند منٹ مراقبہ فرمایا وہاں سے اٹھ کر حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد والد بزرگوار امام ربانی قدس سرہ اسرار ہما

کے مزار پرانوار پر تشریف لے گئے۔ حضرت مخدوم قدس سرہ کا مزار مبارک خانقاہ مجددیہ سے ڈیڑھ دو میل دور بستی کی جانب جھڑی میں واقع ہے۔ وہاں مراقبہ فرمایا اور نماز عصر بھی وہیں ادا فرمائی۔ نماز عصر سے فارغ ہو کر واپس خانقاہ مجددیہ میں نماز مغرب ادا کی۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار اقدس پر خاصی دیر تک مراقبہ فرمایا۔ بارہ تیرہ ساتھی حضرت اقدس قدس سرہ کے ہمراہ تھے جو ان مقامات پر آپ کے ساتھ شریک مراقبہ رہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار مبارک پر مراقبہ کے دوران صوفی محمد مواز خان صاحب نے یہ خصوصی واقعہ دیکھا:

"کچھ کرسیاں اور تخت لا کر لگائے گئے اور ان پر رنگا رنگ ریشمی کپڑے کے تخت پوش جن کے جھالر سبز تھے. بچھائے گئے۔ اس کے بعد امام ربانی قدس سرہ تشریف لائے۔ آپ ہاتھ مبارک میں ایک خوشنما اور اعلیٰ جبہ لیے ہوئے تھے۔ آپ نے وہ جبہ تخت پر لا کر رکھ دیا اور حضرت اقدس قدس سرہ کو پاس بلا کر یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ کو بہت تکلیف دی کہ یہاں بلایا۔ دراصل ہمارے پاس آپ کی یہ امانت تھی جسے آپ کے سپرد کرنا ضروری تھا۔ یہ فرما کر آپ کو کرسی پر کھڑا کیا اور خود حضرت امام ربانی نے وہ خلعت خاصہ آپ کو پہنا دیا جو آپ کے جسم مبارک پر راست آیا اور بے حد حسین وزیبا دکھائی دیا۔ جبہ مبارک کے ساتھ ایک مرصع اور زرنگار تاج تھا جو حضرت مجدد الف ثانی سرہ نے آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا۔" علاوہ ازیں یہ دیکھا کہ تختوں پر کنجیوں کے انبار لگے ہوئے تھے وہ کنجیاں بھی سب کی سب آپ کے حوالے کر دی گئیں۔

صوفی مواز خان نے یہ واقعہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ خلعت نسبت خاصہ مجددیہ اور منصب قیومیت کا ہے جو حضرت اقدس قدس سرہ کو پہنایا گیا ہے۔ اس کے بعد مراقبہ ختم ہو گیا اور

حضرت اقدس قدس سرہ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ صوفی مواز خان کو ارشاد فرمایا کہ پانی کا ایک کوزہ ساتھ لے لو ہمیں باہر جانا ہے۔ چنانچہ مواز خان صاحب پانی کا ایک کوزہ اٹھا کر حضرت اقدس کے ساتھ ہو لیے۔ حدود خانقاہ پاک سے باہر تشریف لے گئے اور واپسی پر مواز خان صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''میاں مواز خان کوئی بات دیکھی ہو تو بتاؤ۔'' انہوں نے مراقبہ کے دوران جو مشاہدہ کیا اسے یوں بیان کیا:

> ''جب ہم سب خدام حضور والا کے ساتھ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مزار پر مراقب تھے تو خادم کو یہ نظر آیا کہ نور کا ایک ستون ہے جس کا اوپر کا سرا آسمان میں پیوست ہے اور نیچے کا سرا حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس میں اترا ہوا ہے۔ پھر جب حضرت امام ربانی قدس سرہ کے مزار مقدس پر مراقبہ ہو رہا تھا تو عطائے خلعت خاصہ کا منظر دیکھا۔'' اور پورا واقعہ تمام جزئیات کے ساتھ عرض کر دیا۔

یہ سن کر حضرت اقدس قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

''میاں مواز تم نے بالکل درست دیکھا ہے۔ بالکل صحیح دیکھا ہے۔''

آپ نے یہ جملے تھوڑے وقفہ کے بعد چلتے چلتے تین بار دہرائے۔

"فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَوَّضَ اِلٰی سَیِّدِنَا وَشَیْخِنَا الْاَعْظَمِ ھٰذَا الْمَقَامَ الْاَفْخَمَ وَخَلَعَ خِلْعَةَ الْقَیُّوْمِیَّةِ وَالنِّسْبَةِ الْخَاصَّةِ الْمُجَدِّدِیَّةِ وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔"[۳۳]

فصل چہارم

محبت علم، شوقِ مطالعہ اور آثار

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) کو اللہ کریم نے علم کی بہت زیادہ محبت نصیب فرمائی تھی۔ حضرت نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ستمبر ۱۹۴۷ء) نے تحفہ سعدیہ میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"پچیس تیس ہزار روپے کا عظیم الشان کتب خانہ خاص اپنی سعی اور اپنے صرف سے فراہم کیا ہے۔" [۳۴]

مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ میں لکھا ہے:

"یہ تخمینہ اس زمانہ کی ازرانی کے پیش نظر بھی کم معلوم ہوتا ہے حکیم عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ "فراق نامہ" منظوم میں فرماتے ہیں کہ:

"لکھ روپیہ حضرت صاحب کتب خانے تے لایا"

اور زمانہ موجودہ کی گرانی کے پیش نظر تو ایسا کتب خانہ کئی لاکھ میں بھی فراہم کرنا مشکل ہے۔" [۳۵]

مولانا عرشیؒ حضرت اقدس قدس سرہ شوق مطالعہ کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

"بعض بعض علماء کو صرف کتابیں جمع کرنے کی دھن ہوتی ہے۔ پڑھنے پڑھانے کا خیال کم ہوتا ہے۔ بعض پڑھتے ہیں تو صرف اس قدر کہ جب کوئی نئی کتاب آئی تو دو چار دن تک زیر نظر رہی۔ کچھ اول سے دیکھی اور کچھ آخر سے۔ کچھ ادھر سے، کچھ ادھر سے اور دل سیر ہو گیا۔ پھر وہ کتاب ہمیشہ کے لیے زینت صندوق ہو گئی اور بس۔ مگر ہمارے حضرت سلمہ ہر نئی کتاب کو اول سے آخر تک مطالعہ کر کے چھوڑتے

ہیں- ایک دن فرمایا تفسیر ابن جریر طبری جب آئی تو اس کی دسوں جلدیں چند ماہ میں پڑھ کر دم لیا- شرح قسنبریہ شیخ الاسلام زکریا کی چاروں جلدوں کا مطالعہ چند ہفتوں میں اول سے آخر تک کیا ہے- اسی طرح تفسیر' حدیث' فقہ' تصوف وغیرہ کی کوئی کتاب بالاستیعاب مطالعہ کیے بغیر نہیں چھوڑی-

اثنائے مطالعہ میں جہاں کہیں کوئی اہم بحث نظر پڑی یا کوئی معرکۃ الآراء مسئلہ سامنے آ گیا تو اس کا نمبر صفحہ پتہ نشان جلد کے سادہ ورق پر درج کر دیا- میں نے دیکھا کہ اس قسم کی یادداشتوں سے ہر کتاب کے سادہ اوراق سیاہ کیے پڑے ہیں- حتیٰ کہ ان حوالہ جات کے ذریعہ بعض خاص مسائل پر ہر پہلو سے اس قدر کافی مسالہ مل سکتا ہے کہ ایک ایک موضوع پر مستقل رسالہ یا کتاب تصنیف ہو سکتی ہے-

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں ماہ ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ (مئی ۱۸۹۶ء) میں فارغ التحصیل ہو کر وطن لوٹا- اس وقت سے برابر مطالعہء کتب جاری ہے اور آج تک اس لطف سے آنکھیں سیر نہیں ہوئیں-

اس وسعت مطالعہ سے آپ کے علمی تبحر کی بے پایانی ظاہر ہے- چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ جب کوئی مسئلہ اتفاقاً چھڑ گیا تو آپ نے اس پر اپنی معلومات کے دریا بہا دیے- صبح وشام کی مجلسوں میں اس قسم کے علمی مسائل پر گفتگو رہتی ہے-"[۳۶]

تصنیف وتالیف

مذکورہ بالا سطور سے واضح ہوتا ہے کہ اگر حضرت کے زیر مطالعہ کتب کے حواشی' یادداشتیں اور سادہ اوراق کے نوٹ جمع کیے جائیں تو متعدد رسائل بن سکتے ہیں- کاش کہ کوئی مرد مجاہد "کتب خانہ سعدیہ" میں پڑے ذخیرہ کتب سے یہ کام سرانجام دے دیتا-

حواشی کنز الہدایات

کنز الہدایات حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ (م ۱۰۷۹ھ) کے ایک خلیفہ مولانا محمد

باقر لاہوریؒ کی تالیف ہے جس میں انہوں نے ''مکاتیب ستہ'' (یعنی امام ربانی قدس سرہ کے مکتوبات کی تین جلدوں اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مکتوبات کی تین جلدوں) کا خلاصہ خاص جامعیت کے ساتھ مرتب فرمایا تھا جو سلسلہ نقشبندیہ کے صوفیاء میں عرفانی نصاب تعلیم میں رائج ہے- قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اس کے حواشی تحریر فرمائے جو مولوی نور محمد پسروری (م ۱۳۴۸ھ) کے اہتمام سے امرتسر سے طبع ہوئی- حضرت نے ہر فقرہ اور ہر مسئلے کا حوالہ حواشی پر دے دیا ہے کہ وہ مکتوبات کی کون سی جلد اور کس مکتوب سے اخذ کیا گیا ہے-[۳۷]

تخریج المبسوط

یہ حنفی فقہ پر گراں قدر کام ہے اور حنفی فقیہوں کی ترجیحات اور صراحتوں کا بھی اس میں بھرپور ذکر ہے- اس ضمن میں سب سے پہلے احناف میں یہ کام امام ذیل رحمۃ اللہ علیہ نے سر انجام دیا ہے- دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ حضرت امام ذیل رحمۃ اللہ علیہ نے کام کو ہی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے آگے بڑھایا ہے- دراصل یہ کام حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے مرشد حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب (موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) نے شروع فرمایا تھا اور تکمیل کے لیے حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے سپرد کیا تھا مگر افسوس کہ حضرت مولانا ابوالسعد خان قدس سرہ کی عمر نے وفا نہ کی اور یہ کام ان کی زندگی میں مکمل نہ ہو سکا-[۳۸]

امام ذیل کی کتاب کا نام ''تخریج الہدایہ'' تھا جبکہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی شروع کردہ کتاب کا نام ''تخریج المبسوط'' ہے- تخریج الہدایہ تین جلدوں پر مشتمل تھی جبکہ ''تخریج المبسوط'' مختصر-[۳۹] راقم الحروف کو اس کا مخطوطہ خانقاہ سراجیہ شریف کے کتب خانہ سعدیہ میں نظر نہیں آیا-

فصل پنجم

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تاسیس

بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) کے چار بھائی تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) ملک غلام محمد (۲) ملک حاکم خان (۳) ملک خان محمد (۴) ملک محمد خان

آپ کے والد بزرگوار ملک مستی خان ایک خوشحال زمیندار تھے اور ان کی اراضی تین ہزار کنال، چاہی، بارانی اور سیلانی قطعات پر مشتمل تھی۔

آپ اہل سلوک ومعرفت کی طرح زمینداری مسائل سے بے نیاز ہو کر درویشانہ زندگی بسر فرما رہے تھے اور آپ کے بھائی صاحبان ہی زمین کی کشت وملکیت کے کارمختار تھے۔وہ آپ کے لیے سال بھر کی کاشت وپیداوار سے ایک بوری چنے بھجواتے تھے اور آپ نے اس سے زیادہ کا کبھی مطالبہ نہیں فرمایا جبکہ آپ اپنے اہل وعیال کے علاوہ خانقاہ شریف پر مستقل مقیم دس بارہ طالبان حق اور خدام کے نان ونفقہ کے بھی کفیل تھے۔ہر روز آنے والے عقیدت مندوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔آپ نے اپنی سواری کے لیے ایک گھوڑا بھی پال رکھا تھا۔ اس طرح آپ کے اخراجات کا تخمینہ مذکورہ ایک بوری چنے سے بیسیوں گنا زیادہ تھا لیکن اللہ کریم پر توکل تھا اور وہ کریم ذات اپنے فضل وکرم سے تمام اخراجات کو پورا فرما رہی تھی۔ جو کام اللہ کریم نے کرنے ہوتے ہیں وہ ان کے لیے حالات واسباب از خود مہیا فرما دیتا ہے۔ لٰہذا خانقاہ سراجیہ کی بنا وتعمیر کا بھی یہ سبب بنا کہ آپ کا آبائی گھر موضع ''بکھڑا'' میں تھا جو دریائے سندھ کے سیلابی علاقہ میں واقعہ تھا۔جب بھی دریا میں سیلاب آتا تو موضع ''بکھڑا'' دریا برد ہو جاتا اور گاؤں کے لوگ پھر سے اسے آباد کرتے۔

جب آپ موضع ''بکھڑا'' میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تو ہر طرف سے طالبان حق گروہ

در گروہ آپ کے روحانی فیض سے بہرہ ور ہونے کے لیے حاضر ہونے لگے۔

انہی دنوں ایک دفعہ سیلاب آیا جس سے موضع بکھڑا دریا برد ہو گیا جس پر آپ نے منشائے ربانی موضع بکھڑا سے نقل مکانی کر کے موضع ''کھولہ'' میں رہائش اختیار فرمائی اور اس وجہ سے آپ کی شہرت ''کھولے والے حضرت'' کے نام سے ہوگئی جبکہ قبل ازیں آپ ''مولوی صاحب'' کے لقب سے معروف تھے۔ موضع ''کھولہ'' میں رونق افروز ہوئے چند ہی سال ہوئے تھے کہ سیلابی دھارا اس موضع میں بھی آ پہنچا۔ یوں آپ کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ سیلاب سے محفوظ جگہ پر ایک نئی بستی بسائی جائے۔ لہٰذا دوسری طرف اللہ کریم نے یہ اسباب پیدا فرمائے کہ آپ نے اپنے خاص مریدوں اور عقیدت مندوں کے مشورہ سے اپنے برادرانِ گرامی سے اپنے والد بزرگوار کی جائیداد سے اپنا حصہ طلب کرنے کا عزم فرمایا اور دو معتبر عقیدت مندوں (میاں اللہ یار صاحب اور میاں مواز خان صاحب) کو اپنے بڑے بھائی جناب ملک غلام محمد صاحب کے پاس بھیجا۔ جنہوں نے انتہائی ادب سے ملک غلام محمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت صاحب کے لنگر اور اہل خانہ کا خرچ کافی بڑھ گیا۔ لہٰذا یہ قرار پایا ہے کہ اگر حضرت اقدس کی زمین کا حصہ الگ کر دیا جائے تو خدام اسے آباد کر لیں گے۔ یہ حضرت کے لیے موجب راحت ہوگا اور اخراجات کی تنگی بھی رفع ہو جائے گی۔

یہ سن کر جناب ملک غلام محمد نے انتہائی خوشی سے اسی وقت چھ سو کنال زمین کی نشاندہی کر کے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے لیے دے دینے کا اظہار فرمایا۔

آپ کے دونوں مرید جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہوا تو انہوں نے عرض کیا ''حضور ہم نے آپ کی کرامت اور تصرف کا مشاہدہ کیا ہے۔ ملک غلام محمد صاحب سے بات ہوئی اور انہوں نے بلا چون و چرا رقبہ تقسیم کر دیا ہے اور ہم حد بندی کرنے کے بعد برجیاں قائم کر کے آ رہے ہیں اور اب زمین کی آبادکاری کے لیے یہ سکیم بنائی ہے کہ میاں مواز خان صاحب اپنے گاؤں سے بارہ جوڑے ہل بیل کے لا کر فصل ربیع کے لیے گندم اور چنا کاشت کر دیں گے۔''اھ

بس کھولہ شریف سے کوئی پانچ میل کے فاصلے پر آپ کو جو زمین حصہ میں ملی اس میں

ایک جگہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں سے مشورہ کرنے کے بعد سب سے پہلے کنویں کی کھدائی کا کام شروع ہوا- آپ نے سب سے پہلے میاں مواز خان صاحب کو فرمایا کہ کنویں کی زمین پر پہلا پھاوڑا آپ ہی ماریں گے- اس کے بعد دوسرے لوگ شروع کریں گے- لہٰذا ایسے ہی ہوا- دو روز کی کھدائی کے بعد اٹھارہ فٹ کی گہرائی کے بعد نہایت میٹھا پانی نکل آیا- جسے تمام حاضرین نے پیا اور خوشی اور شکرانے کے طور پر گڑ بھی حاضرین میں تقسیم کیا گیا [۴۲]

کنویں کی کھدائی مکمل ہونے کے بعد حویلی' مکانات اور مسجد تعمیر کرائے گئے- حضرت اقدس قدس سرہ نے حویلی' گھر' مکانات وغیرہ خام مٹی سے تعمیر کرائے جبکہ مزاج عالی کی لطافت و پاکیزگی اور نفاست کے مطابق ایک انتہائی خوبصورت اور پختہ مسجد تعمیر کرائی- [۴۳]

اس طرح خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعمیر کا آغاز کنویں کی کھدائی (۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء) سے شروع ہو کر تکمیل مسجد (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء) تک اختتام پذیر ہوا اور یہ بستی ''مولوی صاحب دا کھوہ'' کے نام سے مشہور ہوگئی اور پھر اسے قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے پیرومرشد حضرات خواجہ سراج الدین قدس سرہ کے نام نامی کی مناسبت سے ''خانقاہ سراجیہ'' کہا جانے لگا اور طالبان حق کے لیے رشد و ہدایت کے فیوض و برکات سے مالا مال یہ خانقاہ شریف جلد ہی برصغیر پاک و ہند کی صف اول کی نقشبندی مجددی خانقاہوں میں شمار ہونے لگی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان اور مشتاقین دور و نزدیک' ملک اور بیرونی ممالک سے جوق در جوق یہاں آنے لگے اور اپنے قلب واذہان کو اس سلسلہ پاک کے انوار سے منور کرنے لگے اور زمانے بھر کے علماء وصلحاء اس خانقاہ شریف پر آنے لگے- حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ (م ۱۹۶۲ھ) حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ (م ۱۳۵۲ھ) حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ھ) حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ء) حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۰ء) اور حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء) جیسے زعمائے وقت یہاں آتے رہے ہیں-

فصل ششم

سفرِ آخرت

مزارِ انور و قطعات تاریخ وصال مبارک

بیماری:

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کو عمر مبارک کے آخری حصہ میں کئی جسمانی تکالیف پیش آئیں۔ ان میں سب سے زیادہ تشویشناک اور تکلیف دہ "ضیق النفس" تھا۔ آپ کے خدام میں کئی ماہر اور حاذق حکیموں نے علاج کیا۔ بیماری میں کبھی افاقہ اور کبھی شدت پیدا ہوتی رہی۔ مولانا حکیم عبدالرسول صاحبؒ جیسے استاد طب اور حاذق الملک کا علاج بھی کرایا گیا مگر بیماری کا خاتمہ نہ ہوا۔[۴۴]

حکیم عبدالوہاب دہلویؒ کا علاج[۴۵]

اپریل ۱۹۴۰ء میں آپ بعض مخلصین کے اصرار پر علاج کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھیؒ اور کچھ دوسرے خدام اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ دہلی پہنچنے کے بعد حکیم عبدالوہاب صاحب نابینا سے علاج کرانے کا فیصلہ ہوا۔

حضرت اقدس قدس سرہ کی طبیعت مبارک میں اخفا بہت تھا۔ لہٰذا احباب سے فرمادیا کہ کوئی آدمی حکیم صاحب کے سامنے آپ کے بارے میں کوئی بات ظاہر نہ کرے۔ حکیم صاحب حسب معمول مطب میں آ کر مریضوں کو دیکھنے لگے۔ وہ عام طور پر نبض دیکھ کر مریض کے حالات پوچھتے جن میں ایک سوال یہ بھی ہوتا کہ کیا کام کرتے ہو؟ چنانچہ حضرتِ اقدس کی نبض مبارک دیکھنے کے بعد پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں؟ آپ نے اپنے منصب عالی کو پوشیدہ

رکھتے ہوئے فرمایا کہ کھیتی باڑی کا کام کرتا ہوں۔ حکیم صاحب نے کہا:

''ہاں تو ہل چلاتے وقت سانس پھول جاتا ہوگا؟'' حضرت اقدس نے فرمایا ''ہل چلانے کی نوبت مجھے تو نہیں آتی میرے پاس اور لوگ موجود ہیں جو ہل چلاتے ہیں۔'' [۴۶]

حکیم صاحب نے دوا تجویز کردی اور آپ دوا لے کر اپنے خدام کے ہمراہ واپس تشریف فرما ہوئے۔

حکیم صاحب کا ادراک

جب حضرتِ اقدس مطب سے باہر تشریف فرما ہوئے تو حکیم صاحب نے احساس کیا کہ یہ کوئی بزرگ شخصیت ہیں۔ لہٰذا اپنے ایک آدمی کو بھیجا کہ وہ آپ کی اقامت گاہ کا کھوج لگا آئے۔ حضرت اقدس کا قیام حکیم دلبر حسین بھٹی صاحب کے ہاں تھا جن کا گھر جامع مسجد دہلی کے قریب تھا۔

حضرتِ اقدس دوا کے استعمال اور ختم ہو جانے پر مشورہ کی غرض سے دوبارہ حکیم عبدالوہاب صاحب کے مطب میں تشریف فرما ہوئے تو اس مرتبہ حکیم صاحب نے عرض کیا:

> ''میں ویسے تو اندھا ہوں مگر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا ہے جس کی برکت سے دل میں کچھ روشنی ہے۔ جب آپ پہلی دفعہ آئے تو مجھے مطب میں آتے ہی انوار و برکات کا احساس ہوا تھا مگر وجہ سمجھ میں نہ آئی تھی۔ آپ نے اپنے آپ کو ایسا چھپایا تھا کہ قطعاً ظاہر نہ ہونے دیا۔ چنانچہ جب آپ مطب سے باہر تشریف لے گئے تو وہ انوار و برکات بھی ساتھ چلے گئے۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ یہ صاحب کوئی باکمال بزرگ اور مرشد طریقت تھے۔'' [۴۷]

حکیم صاحب کا داخل طریقہ ہونا

حضرت اقدس قدس سرہ نے عجز وانکسار کی بنا پر ارشاد فرمایا کہ میں دیہات کا رہنے والا ہوں۔ ضلع میانوالی میں کندیاں کے قریب رہائش ہے۔ بزرگانِ مجددیہ سے عقیدت ہے۔

حضرت خواجہ سراج الدین نقشبندی مجددی قدس سرہ کا خادم ہوں - انہوں نے جو کچھ بتایا ہے کوئی پوچھنے والا آ جائے تو بتا دیتا ہوں - حکیم صاحب آپ کی اس گفتگو سے بہت متاثر ہوئے - توجہ ودعا کی درخواست کی اور بعد میں داخل طریقہ ہوئے -

حضرتِ اقدس کچھ دن دہلی میں قیام پذیر رہے اور بعد ازاں خانقاہ سراجیہ شریف واپس تشریف لے آئے - حکیم صاحب کی طرف سے ایک مراسلہ آیا جس میں انہوں نے بے حد گرویدگی اور محبت کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا کہ آپ کی ایک صحبت میں جو فائدہ مجھے پہنچا ہے وہ چالیس سال کی ریاضت سے حاصل نہ ہو سکا - فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ - [۴۸]

حکیم عبدالوہاب نابینا صاحب کے علاج سے بھی مرض ختم نہ ہوا - کئی ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج ہوتا رہا - آخر کار کانپور کے احباب کی استدعا پر ۲۱ مارچ ۱۹۴۱ء کو قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کانپور تشریف لے گئے - کانپور میں ڈاکٹر عبدالصمد صاحب جیسے مشہور ومعروف معالج آپ کے عقیدت مندوں اور محبوں میں شامل تھے - ان کا علاج کرایا گیا جس سے بیماری میں آرام آیا اور آپ کافی حد تک روبصحت ہو گئے -

وصال مبارک

اس پر آپ نے کلکتہ تشریف لے جانے کا عزم فرمایا - آپ کے خلیفہ مجاز حضرت سید عبدالسلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے کلکتہ میں قیام کے انتظامات مکمل کرنے کے لیے آپ سے پہلے کلکتہ تشریف لے گئے - روانگی سے ایک روز قبل حضرت اقدس قدس سرہ سحری کے وقت بیدار ہوئے - اہلیہ محترمہ وضو کے لیے پانی لینے گئیں - آپ نے بحالت مراقبہ تکیہ پر سر مبارک رکھا اور تھوڑی دیر بعد اسی حالت میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے - اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن - یہ ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ/ ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء کا واقعہ ہے - [۴۹]

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان کے نامزد جانشین اور خلیفہ اعظم حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ آپ کے وصال مبارک سے پہلے کانپور پہنچ چکے تھے - آپ کے سانحہ ارتحال کے بعد آپ کا جسد مبارک ریل گاڑی کا ایک ڈبہ ریزرو کرا کے کندیاں لایا گیا -

مزارِ انور

آپ کے وصال مبارک کی خبر آناً فاناً وابستگان سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں پھیل گئی تھی۔ لہٰذا راستے سے ہی متعلقین اور عقیدت مند گاڑی میں سوار ہوتے آئے اور خانقاہ سراجیہ شریف پر بھی ہر طرف سے جوق در جوق لوگ آ گئے۔ اس طرح ۱۴ صفر ۱۳۶۰ھ کو آپ کے خلیفۂ اعظم، نامزد جانشین اور خادم خاص صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی امامت میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور خانقاہ سراجیہ شریف کی مسجد کے شمال میں احاطۂ مزارات شریف میں آسودۂ خاک ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک مرجع الخلائق ہے اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان کے لیے ذریعۂ خیر و برکت ہے۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے مطابق ۶۳ برس عمر مبارک پائی اور یوں مشیت ایزدی نے آپ کو اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباعِ کامل کا ایک اور بلند عملی نمونہ نصیب فرما دیا۔

قطعات تاریخ وصال مبارک

جو خلیفۂ مجاز حکیم مولانا عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ ساکن بھکر بار ضلع سرگودھا نے حضرت اقدس قدس سرہ کی وفات حسرت آیات پر پنجابی، اردو، فارسی اور عربی میں نظم کیے۔

قطعہ تاریخ بزبان عربی [۵۰]

رَاحَ مِنْ دَارِ الْبَلَایَا شَیْخُنَا
زِیْنَةُ الْاَسْلَافِ قَیُّوْمُ الْوَرٰی
سَیِّدِیْ بُو السَّعْدِ اَحْمَدُ اَنْوَر
بَحْرُ عِرْفَانٍ وَّعِلْمٍ وَّالتُّقٰی
اَظْلَمَ لْاٰفَاقُ فِیْ اَبْصَارِنَا
فَاتَ شَیْخٌ کَامِلٌ شَمْسُ الْهُدٰی
فِیْ نَعِیْمِ جَنَّةٍ هُوَ دَاخِلٌ

۱۳۶۰ھ
قال للتاریخ عبد بالاسی

قطعہء تاریخ بزبان فارسی

حضرتِ ما بہ حکم خالق خود
چوں ز دنیائے دار محنت رفت
قبلہ بو احمد اکمل
قرب حق یافتہ بہ مکنت رفت
عبد تاریخ فوت با غم دل
گفت ہادی بدارِ جنت رفت
۱۳۶۰ھ

درشانِ قیوم زماں حضرت ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — برہمہ عالم ز عنایت کریم
می چکد از خامہء رمز آشنا — مدحت سرخیل ہمہ اولیاء
حضرت بوسعد احمد خانِ پیر — جانہا در قالب از و مستنیر
ہر کہ شد از دیدارش بہرہ یاب — فائز گردید بہ حسن المآب
وآنکہ زیارت بہ مزارش نمود — منزلِ او جنتِ فردوس بود
مدفون شد در بہ جوارش کسے — یافتہ ز آلائے بہشتی بسے
کرد ہمہ عمر ز صدق و صفا — پیرویٔ سنت خدا الوریٰ
تاجِ سرافرازیٔ حق برسرش — خلعت فیض ابدی در برش
در توحید آمدہ عالی مقام — عارف باللہ، مجدد، امام
مرشد کامل، قیوم زماں — دین نبیؐ یافتہ زو عز و شاں

یارب! تا عالم امکاں بود
مہر سراجیہ درخشاں بود ۵۲ھ

نتیجہء فکر: حافظ محمد افضل فقیر عفی عنہ

فصل ہفتم

ازواجِ واولادِ امجاد وپس ماندگان کرام

جانشین معظم اور وصیت نامہ وخلفائے عظام

ازواج واولاد امجاد [۵۳]

حضرت اقدس قدس سرہ کا پہلا نکاح اپنے چچا مکرم جناب مرزا خان کی صاحبزادی صاحبہ سے ہوا جن کے بطن مبارک سے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد معصوم رحمۃ اللہ پیدا ہوئے۔ ان زوجہ محترمہ سے یہی ایک اولاد ہوئی اور یہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ رحمۃ اللہ علیہا رحمۃ واسعۃ۔

پھر آپ کا دوسرا نکاح انہی چچا بزرگوار جناب مرزا خان کی دوسری صاحبزادی سے ہوا جن سے اللہ کریم نے آپ کو دو صاحبزادے حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد سعید صاحب اور چار صاحبزادیاں نصیب فرمائیں۔

صاحبزادہ محمد صادق رحمۃ اللہ طالب علمی کے دوران وصال فرما گئے۔ صاحبزادہ محمد سعید جوان ہوئے اور علم دین حاصل کیا۔ شادیاں دو ہوئیں۔ ایک زوجہ محترمہ سے صاحبزادہ محمد عارف صاحب اور ان کی ہمشیرہ صاحبہ دام مجدہ ع اور دوسری بیوی صاحبہ سے صاحبزادہ محمد زاہد پیدا ہوئے اور رضائے الٰہی سے صاحبزادہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ بھی والدین کے سامنے وفات پا گئے۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے اپنی اہلیہ محترمہ دام مجدہا (والدہ ماجدہ حضرت صاحبزادہ محمد سعید رحمہا اللہ) کی تحریک اور رضا سے تیسرا عقد فرما لیا۔ پہلی زوجہ محترمہ بڑی مائی صاحبہ اور دوسری اہلیہ محترمہ مائی صاحبہ کلاچی والی کے نام سے موسوم ہوئیں۔ بڑی مائی صاحبہ نے ۱۳۷۶ھ میں وصال فرمایا اور احاطہ مزارات شریف حضرت اقدس قدس سرہ کے ساتھ مدفون ہوئیں۔ [۵۴]

قیوم زمان حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے پس ماندگان کرام:

۱- دو زوجہ مطہرہ، ایک بڑی مائی صاحبہ والدہ حضرت مولانا محمد صادق اور حضرت مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہما اور دوسری چھوٹی مائی صاحبہ کلاچی والی

۲- حضرت مولانا محمد معصوم صاحب مع اولاد-

۳- چار صاحبزادیاں-

۴- دو پوتے، حضرت صاحبزادہ محمد عارف اور حضرت صاحبزادہ محمد زاہد (جو حضرت مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں)

۵- ایک پوتی صاحبہ جو حضرت صاحبزادہ محمد عارف کی ہمشیرہ ہیں-[۵۵]

جانشین معظم[۵۶]

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اپنی حیات مبارک کے آخری دنوں میں نائب قیوم زماں، صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی قدس سرہ کو اپنا جانشین نامزد فرما دیا تھا اور اس ضمن میں اپنا تحریری وصیت نامہ اہل قرابت، خدام اور متوسلین کو پیش فرما دیا تھا- جب ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ کو آپ نے وصال فرمایا تو آپ کی تدفین کے وقت حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۵ء) امیر حزب الانصار بھیرہ۔ بھلوال ضلع سرگودھا) جو آپ کے مخلص خادم و ارادتمند تھے، نے بلند آواز میں یہ وصیت نامہ سب کو پڑھ کر سنایا اور تمام برادران طریقت نے حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جانشین قرار پائے-[۵۷]

وصیت نامہ[۵۷]

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دنوں وصیت نامہ تحریر فرمایا اور اس کا اعلان بھی فرمادیا جو حرف بہ حرف یہاں نقل کیا جاتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

بعد حمد وصلوٰۃ تمام اقارب واحباب کی خدمت میں التماس ہے کہ بفحوائے حدیث متفق علیہ "مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَه، شَيْءٌ يُوصٰى فِيهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَصِيَّتُه، مَكْتُوبَةٌ عِنْدَه"۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ بنظر احتیاط اپنے تمام امور قابل وصیت کو حیطہ تحریر میں رکھے۔ فقیر ابو السعد احمد خان ایسی حالت میں جبکہ اس کے ہوش وحواس بجا اور قوائے عقلیہ وادراکیہ سلامت ہیں اور جبکہ بحکم شرع شریف اقرار مقر صحیح ومعتبر ہے۔ چند وصایا اپنے اقارب ومتعلقین اور احباب ومتوسلین کی اطلاع کے لیے تحریر میں لاتا ہے تاکہ فقیر کے بعد کوئی امر موجب اختلاف اور باعث نزاع باقی نہ رہے۔

تمام اصحاب سے استدعا ہے کہ وہ ان تمام وصایا کے حق بجانب ہونے کے متعلق اپنا اطمینان تام کرتے ہوئے کسی امر کو باعث اختلاف وخصومت نہ ہونے دیں۔ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

۱- فقیر اپنا خلیفہ مجاز اور سجادہ نشین مولوی عبداللہ صاحب لدھیانوی کو مقرر کرتا ہے جن کو فقیر نے پوری توجہ اور دلسوزی سے نقشبندی سلوک طے کرادیا ہے۔ وہ اس خانقاہ میں جس کا نام خانقاہ سراجیہ مجددیہ ہے۔ مقیم رہ کر ترویج سلوک اور توسیع سلسلہ میں ساعی رہیں گے۔ انکی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص خانقاہِ ہذا میں سجادہ نشینی کا مدعی نہیں ہوسکتا

اور نہ اس کا دعویٰ مسموع ہوگا- خانقاہ کے ملحقہ مکانات جن میں کتب خانہ، تسبیح خانہ، مہمان خانہ، غسل خانہ اور باقی پانچ کمرے درویشوں کے قیام کے لیے ہیں، سب مولوی صاحب کی تفویض وتولیت میں رہیں گے- وہ حسب ضرورت ومصلحت ان کو زیر استعمال رکھیں گے، کوئی دوسرا شخص ان کے تصرف واستعمال میں مزاحم ہونے کا مجاز نہ ہوگا-

۲- فقیر کی وفات کے بعد تجہیز وتکفین اور غسل ودفن میں سنت بنویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رعایت لازم سمجھیں- نماز جنازہ جماعت کثیر کے ساتھ مولوی محمد عبداللہ کی اقتداء میں ادا کی جائے- کوئی رسم دنیوی مثل دہم، چہلم وغیرہ اختیار نہ کی جائے- ماتم، رونا چلانا، نوحہ کرنا حرام ہیں- اس سے قطعی پرہیز رہے- ورنہ فقیر بری الذمہ اور اس قسم کی رسوم کے مرتکب مواخذ ہوں گے اور ایک ہفتہ تک فقیر کی قبر پر کلمہ طیبہ، درود شریف، استغفار اور ختم قرآن کے ساتھ ثواب بخشا جائے- اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً خیرات ومبرات کے ساتھ بھی، جس میں نمائش وتفاخر کا شائبہ تک نہ ہو، ایصال ثواب کیا جائے-

۳- خانقاہ کی فتوحات لنگر شریف کے سرمایہ میں داخل کی جائیں گی اور لنگر کا تمام سرمایہ والدہ محمد سعید مرحوم کی تفویض میں رہے گا، وہی اپنی صوابدید سے اس کو مصارفِ متعلقہ میں خرچ کریں گی-

۴- مسجد کے امام مولوی عبداللہ سجادہ نشین ہوں گے- وہی خانقاہ کے متولی ہوں گے دونوں کی حفاظت وعمارت ان کی سپردگی میں ہوگی-

۵- خانقاہ کا کتب خانہ بفضلہٖ تعالیٰ اپنی وسعت اور کتابوں کی کثرت اور نفاست کے لحاظ سے پنجاب کا ایک بے مثال معہد علمی بن گیا ہے- اس کی شانِ رفعت کو برقرار رکھنے کے لیے اس کو اس کی تمام الماریوں اور

کمرے سمیت وقف کیا جاتا ہے۔ اس کے متولی بھی مولوی محمد عبداللہ صاحب مذکور ہوں گے۔ اب اس کتب خانہ اور اس کے متعلقہ سامان اور کتابوں میں توریث اور تملیک اور تقسیم جاری نہ ہوگی۔

۶۔ مولوی محمد عبداللہ خانقاہ شریف کے متعلقہ حجروں میں سے کسی حجرہ میں قیام رکھیں گے۔ اگر ان کو عیال سمیت پردہ دار مکان میں قیام کرنا منظور ہو تو خانقاہ کی سفید زمین پر جہاں چاہیں لنگر کے خرچ سے اپنے رہنے کے لیے حسب ضرورت مکان تعمیر کر سکتے ہیں۔

۷۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب اپنے دیگر مشاغل مفوضہ کے علاوہ ہر دو عزیزان محمد عارف و محمد زاہد پسران محمد سعید مرحوم کی تعلیم و تربیت کی نگرانی بھی اپنا فرض سمجھیں۔ اول تو تعلیم دینے کا بار خود اٹھائیں ورنہ اگر ان کی تعلیم کا کوئی اور انتظام کیا جائے تو اس میں مولوی محمد عبداللہ صاحب کا مشورہ اور استصواب ضروری سمجھا جائے۔ عزیزان کے تمام اولیا اور مربیین پر لازم ہے کہ وہ عزیزان کی تعلیم و تربیت کے معاملہ میں مولوی صاحب کے مشورہ اور استصواب کو مقدم سمجھیں۔

۸۔ مدرسہ تعلیم القرآن جو خانقاہ شریف میں قائم ہے اور اس کے مصارف بعض مخیر اصحاب کی ہمت سے چل رہے ہیں اس کے متولی اور مہتمم بھی مولوی محمد عبداللہ صاحب ہوں گے۔ حتی الوسع اس مدرسہ کے قیام و بقا بلکہ توسیع و ترقی کی کوشش کی جائے۔

۹۔ تمام برادران سلسلہ سے استدعا ہے کہ وہ اشاعت سلسلہ اور ترویج سلوک میں سعی بلیغ کرنا لازمی سمجھیں۔ اتباع سنت کی شاہراہ سے سر مو انحراف نہ کریں اور بدعات سے محترز رہنا اہم واجبات سے تصور کریں۔

۱۰۔ آخر میں خاص مولوی محمد عبداللہ صاحب کے لیے یہ وصیت ہے کہ:

اول: وہ بہ حیثیت سجادہ نشین توسیع سلسلہ اور ترویج سلوک میں پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ ساعی رہیں۔

دوم: طریقت کے آداب وشرائط کا پورا لحاظ رکھیں۔

سوم: اتباعِ سنت اور اجتناب عن البدعۃ کو اپنا فرض سمجھیں۔

چہارم: دنیادار امراء ورؤسا کے دروازے پر جانے سے پرہیز لازم سمجھیں۔

پنجم: اپنے برادرانِ سلسلہ کے ساتھ خلق ومروت، تواضع وانکسار اور اخوت مساوات کا سلوک رکھیں۔ ترفع وتعلّی کے خیال سے مجتنب رہیں۔

ششم: اپنے شیخ کی اولاد کی خدمت وخیر خواہی لازم سمجھیں۔ فقط

(الموصی) فقیر لاشئے ابوالسعد احمد خان

المشتہر بہ مولوی احمد خان کان اللہ لہ

عوضاً عن کل شئی

خلفائے عظام

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ [۵۹]

حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے وصال الی اللہ کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق ۱۴ صفر المظفر ۱۳۶۰ھ کو حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) آپ کے نائب و جانشین قرار پائے۔ ان کے مفصل حالات اس کتاب کے بابِ دوم میں مذکور ہیں۔

حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ احمد پور سیال ضلع ملتان کے رہنے والے تھے۔ شروع میں حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) سجادہ نشین خانقاہ احمد سعیدیہ' موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے بیعت ہوئے۔ پھر انہوں نے آپ کو حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں تربیت کے لیے بھیج دیا۔ نہایت قوی الاستعداد اور پاکیزہ فطرت تھے۔ لہٰذا آپ نے حضرت اقدس سے خلافت پائی اور صاحب کمالات ہوئے۔ [۶۰]

مجازِ طریقت وخلافت پانے کے بعد جب آپ واپس ملتان پہنچے تو اپنے پیرو مرشد حضرت اقدس کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں تحریر فرمایا:

> ''علو والی اسٹیشن پر گاڑی میں بیٹھنے کے بعد راستہ ہی میں لوگ فقیر کی طرف رجوع کرنے لگے۔ حیرت ہے کہ یہ رجوع اس قدر بڑھا کہ ملتان پہنچتے پہنچتے تقریباً آٹھ سو آدمی بندہ کے ہاتھ پر حضور کے مرید ہوگئے۔''

حضرت شاہ صاحب نے چالیس سال کی عمر میں حضرت اقدس کی مبارک زندگی میں ہی وفات پائی۔ حضرت اقدس کو ان کی وفات کا بہت غم تھا اور یہ غم اس وقت تک دور نہ ہوا جب

تک حضرت اقدس کی منشائے مبارک کے مطابق حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی تکمیل سلوک نہ ہوگئی۔

حضرت اقدس کو جب کبھی حضرت شاہ صاحب کا خیال آتا تو بڑے افسوس کے ساتھ فرماتے تھے:

"آہ آج عبداللہ شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مجھے اپنے مرنے کا غم نہ ہوتا۔"[۱۶۱]

آپ کے ہاتھ سے مرقومہ مخطوطہ "تکمعہ نفحات الانس" مولانا عبدالغفورؒ کتب خانہ سعدیہ میں محفوظ ہے۔

حضرت مولانا قاضی صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق ہری پور کے قریب موضع درویش ضلع ایبٹ آباد سے تھا۔ آپ نے شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ/ نومبر ۱۹۰۲ء کو کوٹ نجیب اللہ، ضلع ہزارہ، صوبہ سرحد میں قاضی فیروز الدین صاحب کے گھر ولادت پائی۔ آپ کے دادابزرگوار قاضی وحیدالدین صاحب افغانستان سے ہجرت کر کے ہزارہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

حضرت مولانا قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی پھر مولانا سکندر علی صاحب جو اپنے وقت کے جید اور مایہ ناز عالم تھے ان سے پڑھا بعد ازاں ایک برگزیدہ شخصیت مولانا حمید الدین صاحب سے عربی علوم کی تعلیم و تکمیل حاصل کی۔[۱۶۳]

علوم عقلیہ بشمول منطق، فلسفہ، ریاضی اور ہیئت وغیرہ کی تکمیل کے لیے عازم ہندوستان ہوئے اور اس زمانے کے لحاظ سے ہزار گونہ زحمات وتکالیف برداشت کرتے ہوئے سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ فاقے برداشت کیے مگر خیرات مانگنے اور کھانے سے گریزاں رہے۔ رامپور کے مدرسہء عالیہ میں وارد ہوئے اور اس کے پرنسپل حضرت مولانا فضل حق رام پوری جو اپنے علم و فضل کی بنا پر انتہائی محترم تھے، حضرت قاضی صاحب کی ذہانت اور قابلیت کی بدولت ان پر

نہایت شفیق ومہربان تھے- حضرت قاضی صاحب نے بڑے ذوق وشوق اور انہماک سے تعلیم حاصل کی- حالت یہ تھی کہ گھر سے آنے والے خطوط کو بھی نہ کھولا کرتے بلکہ عالم وارفتگی میں حصول علم و یاد اسباق میں مستغرق رہتے- ایک بار سالانہ تعطیلات کے دوران خطوط کھول کر پڑھے تو ایک خط والد بزرگوار کی رحلت کی اطلاع پر مبنی تھا' جسے آئے ہوئے کئی ماہ گزر چکے تھے- اس مدرسہ عالیہ سے سند فراغت پانے کے بعد آپ دورہ حدیث کے لیے دارالعلوم دیو بند تشریف لے گئے- لیکن بوجوہ وہاں سے چل کر مدرسہ دارالعلوم سلیمانیہ' بھوپال میں داخلہ لے لیا اور یہاں سے علم حدیث کی تکمیل کرنے کے بعد مدرسہ نظامیہ' حیدر آباد دکن میں بطور مدرس کام کرنے لگے-

یہاں سے حج کی نیت سے عازم حرمت شریفین ہو گئے- اس دوران بہت سے علما وصلحا سے واسطہ رہا جو آپ کی قابلیت وذہانت سے متاثر ہوئے- سید آذین کبتی جو ایک عرب عالم دین' اور مصنف کتب کثیرہ اور حامل مقام اعلیٰ تھے- آپ کی شاگردی میں آئے-

بالآخر آپ ہندوستان سے واپس اپنے گھر درویش آ کر' درس وتدریس اور خطابت و افتاء میں مصروف ہو گئے اور ساتھ ساتھ کئی کتابیں تصنیف کر ڈالیں- جب فتوحات مکیہ شیخ ابن عربی کا مطالعہ کیا تو علوم ظاہری سے بےزار ہو گئے- اسی زمانے میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا:

صد کتاب و صد ورق در نار کن
روئے دل را جانب دلدار کن

تو اپنی تصانیف جلا ڈالیں اور کسی مرشد کامل واکمل کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے- کئی جگہ اس جستجو و آرزو میں تشریف لے گئے مگر توفیق ایزدی سے گوہر مقصود خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ- کندیاں ضلع میانوالی سے ہاتھ لگا- جب یہاں تشریف لائے تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے امامِ عارف کامل اور قیوم زماں حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے دست انور پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی- مرشد کامل واکمل نے ایک سال سات ماہ کی قلیل مدت میں کمال شفقت وعنایت سے منازل سلوک طے کرا دیں اور جملہ سلاسل طریقت میں اجازت و

خلافت عطا کرتے ہوئے فرمایا:

"مجھے جو کچھ اپنے شیخ سے ملا وہ سب کچھ آپ کو اسی طرح عطا کر رہا ہوں جس طرح میرے شیخ نے مجھے عطا کیا تھا۔"

پھر مرشد کامل واکمل حضرت قاضی صاحب کو الوداع کہنے کے لیے تقریباً دو میل ان کے ساتھ پیدل چلے اور جب وقت وداع آیا تو حضرت قاضی صاحب کے گلے لگے اور بے اختیار واشک بار ہوئے اور فرمایا:

"قاضی صاحب آج آپ کو جدا کرتے ہوئے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے اپنے دل کا ٹکڑا کاٹ کر جدا کر رہا ہوں۔"

خانقاہ سراجیہ سے واپس تشریف لانے کے بعد حضرت قاضی صاحب نے اپنے آبائی گھر موضع درویش میں ہی بیعت و ذکر اور سلسلہ ارشاد و تلقین کا آغاز فرمایا لیکن بعد ازاں ہری پور ریلوے اسٹیشن کے بالمقابل عید گاہ سے متصل خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ صدریہ قائم فرمائی اور یہاں وسیع مہمان خانہ اور ایک انتہائی نفیس و دیدہ زیب مسجد تعمیر کرائی۔ ساتھ ہی ایک عظیم الشان کتب خانہ جس میں نادر و گراں قدر قلمی مخطوطات ذخیرہ ہیں، قائم فرمایا۔ علاوہ ازیں مدرسہ دار العلوم ربانیہ کی بنیاد رکھی جو جلد ہی ضلع ہزارہ کی ایک معروف دینی درگاہ بن گیا۔[۶۴]

دو بار اپنے اہل خانہ کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے بہرہ ور ہوئے۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سینکڑوں طلبا اور ہزاروں عقیدت مندوں کو ظاہری و باطنی علوم و معارف سے مالا مال فرمانے کے بعد بالآخر بقضائے الٰہی ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۹۸ھ/ ۲۸ مارچ ۱۹۷۸ء، منگل اور بدھ کی درمیانی شب کو واصل الی اللہ ہوئے اور اپنی خانقاہ کی مسجد کے پہلو میں آخری آرام گاہ پائی۔ آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔[۶۵]

حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۳ جون ۱۹۹۱ء) آپ کے بڑے بھائی تھے جو صدیق دوراں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ سے مجازِ طریقت قرار پائے۔

حضرت حاجی میاں جان محمد قدس سرہ

ساکن باگڑ سرگانہ ضلع ملتان - آپ ایک متمول زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر داخل طریقہ ہوئے اور نہایت مخلص اصحاب کے زمرہ میں شامل ہو گئے۔ کامل توجہ اور عالی ہمتی کے ساتھ صحبت شیخ سے استفادہ کیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ بھی نہایت شفقت اور دلسوزی سے آپ کی تربیت اور نگرانی فرماتے رہے۔ مقاماتِ ولایت طے کر لینے کے بعد اجازت طریقہ ءنقشبندیہ سے سرفراز ہوئے اور باگڑ اور ملتان کے علاقہ میں سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کی فیض رسانی کا خوب ذریعہ بنے۔ حضرت اقدس قدس سرہ ''باگڑ'' کو اپنا گھر فرمایا کرتے تھے اور آپ کی اس جگہ اکثر و بیشتر تشریف فرمائی سے فیض عام جاری ہو گیا تھا۔

حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد حضرت میاں صاحب قدس سرہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت فرمائی اور نئے سرے سے سلوک نقشبندیہ اخذ کیا حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے آپ کو چار سلاسل طریقت میں خلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے وصال فرمایا تو حضرت حاجی میاں جان محمد صاحبؒ نے سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بسط اللہ ظلہم العالی سے تجدید بیعت فرمالی۔ جب لوگوں نے اس تجدید بیعت کے بارے میں سوال کیا تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو آزاد چھوڑنے کی بجائے اسے پابند رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ مخدوم زمان مرشد العلماء والصلحا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی سے مریدانہ انداز میں ادب و احترام کے ساتھ پیش آتے اور حلقہء ذکر و مراقبہ میں شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادہ میاں خان محمد صاحب نہایت شریف اور نیک نفس ہیں۔ آپ کی اقتدا میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ ہیں۔ [۶۶]

حضرت مولانا سید عبد السلام احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ [۶۷]

آپ کے والد ماجد سید برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۵ھ) حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ اور حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی طرف سے تمام سلاسل طریقت میں مجاز تھے آپ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان ۱۳۲۷ھ میں کلکتہ میں ہوئی۔ اردو، فارسی اور عربی تعلیم خانقاہ برکتیہ، کالج اسکوائر کلکتہ۔ ہندوستان میں حاصل کی۔

والد بزرگوار کے وصال کے بعد متعدد جگہوں (علی گڑھ وغیرہ) پر تشریف لے گئے اور بالآخر خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ داخل طریقہ ہو کر سلوک مجددیہ کی تکمیل فرمائی۔ کچھ عرصہ دہلی میں قیام کیا۔ مدرسہ عبد الرب کشمیری گیٹ میں تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھا اور فن کتابت میں بھی مہارت تامہ پیدا کی۔ دوبارہ خانقاہ سراجیہ آ کر کئی سال قیام فرمایا۔ مجازِ طریقت قرار پائے۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۵۰ء تک کلکتہ میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج میں مشغول رہے۔[۶۸] بعد ازاں ڈھاکہ میں قیام فرمایا۔ کولہوٹولہ میں چند روز قیام کے بعد محلہ نارندہ میں اپنی خانقاہ بنوائی۔ کلکتہ، جیسور، ڈھاکہ اور اس کے مضافات میں آپ کے بہت زیادہ ارادتمند تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ زندگی میں کوئی مشکل ایسی پیش نہیں آئی جو حضرت اقدس مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی روح مبارک کو گیارہ مرتبہ سورۃ الفاتحہ کے ایصال ثواب کے بعد حل نہ ہو گئی ہو۔ خدمت شیخ میں یوں سرشار تھے کہ خانقاہ سراجیہ پر حضرت اقدس کی بھینس چرایا کرتے تھے۔ ۱۱ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۷ء کو رحلت فرمائی۔[۶۹]

فقیر محمد یونس صاحب کی تالیف سبل السلام میں آپ کے مفصل حالات موجود ہیں۔ آپ کے ہاتھ مبارک سے مرقومہ: آداب المریدین سہروردیؒ (فارسی) التعرف لمذہب اہل التصوف (عربی) اور فتوحات غیبیہ (عربی) مکتوبات مجدد الف ثانی (فارسی) کے مخطوطات کتب خانہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں محفوظ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ

ساکن مالیر کوٹلہ، ہند آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے خلفائے اجلہ میں شامل ہیں۔

درس نظامیہ کے فارغ التحصیل ہونے کے علاوہ فقہ وحدیث میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ مولانا خلیل احمد صاحب مفتی ریاست مالیر کوٹلہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ شروع میں مسجد محلّہ کھڈیاں میں امام وخطیب اور بعد ازاں انٹر کالج مالیر کوٹلہ میں کے عربی کے پروفیسر متعین ہوئے۔ مفتی خلیل احمد صاحب کے انتقال کے بعد منصب افتاء بھی آپ کے سپرد کیا گیا۔

حضرت اقدس قدس سرہ محلّہ معماراں مالیر کوٹلہ میں تشریف لائے تو حضرت مفتی عبد الغنی صاحب نے وہاں آپ کی زیارت کی، حلقہء ارادت میں شامل ہوئے اور پہلی ہی توجہ میں مغلوب الحال ہو گئے۔ پھر خانقاہ سراجیہ شریف پر حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی خصوصی توجہات کی برکت سے ایک ہفتہ میں ولایت علیا تک مدارج سلوک طے فرمائے۔ مجاز طریقت ہوئے اور مالیر کوٹلہ میں جا کر حسب ارشاد شیخ قدس سرہ وہاں درس حدیث میں مشغول رہے۔

بعد ازاں پٹیالہ تشریف لے گئے۔ خطابت وافتاء کے منصب پر فائز رہے۔ درس و تدریس حدیث کے لیے مدرسہ قائم کیا۔ پھر مسجد توکلی میں ایک مدرسہ عربیہ جاری فرمایا۔ ۱۹۴۱ء میں وصال فرمایا اور مالیر کوٹلہ میں آخری آرام گاہ پائی۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع بن قاضی محمد امین بن شیخ حکیم محمود، دریائے جہلم کے مغربی کنارے پر موضع دوآبہ ضلع میانوالی میں ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد علمی حکیم اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔

حضرت مفتی محمد شفیعؒ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے اجلہ خلفاء میں شامل ہیں اور آپ کے ارشاد پر ظاہری علوم کی تکمیل کی اور پھر

آپ سے اخذ طریقہ کیا۔

جوانی میں صرف ۳۴ دن میں قرآن مجید حفظ کر کے تراویح میں سنانا شروع کر دیا تھا۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ نے ایک دفعہ آپ کے والد ماجد قاضی محمد امین سے فرمایا کہ اگر محمد شفیع کو مجھے دے دیتے تو بیٹا بنا کر رکھتا۔ چنانچہ وہ آپ کو اپنے ہمراہ خانقاہ سراجیہ شریف لے گئے اور آپ کی تربیت شروع کر دی۔ آپ انہیں پیار سے ''دوانہ'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ایک دن فرمایا کہ آگے سلوک کی تعلیم علم کے بغیر نہیں چلے گی۔ آپ نے عرض کیا کہ اب پچیس تیس سال کی عمر میں کہاں جا کر پڑھوں گا اور کیسے پڑھوں گا؟ فرمایا: ''تیری پیشانی پر رب العزت نے علم باطنی کے ساتھ علم ظاہری بھی لکھا ہوا ہے۔'' چنانچہ آپ لاہور پہنچے اور مدرسہ رحیمیہ' نیلا گنبد میں پڑھنے لگے۔ مگر وہاں آپ کی تسلی نہ ہوئی۔ وہاں سے مدرسہ نعمانیہ امرتسر پہنچے اور وہاں مولانا محمد نعیم لدھیانوی اور مولانا مفتی محمد حسن محدث انکی سے بعض کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اس دوران حضرت علامہ سید مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے امرتسر میں ملاقات ہوئی اور ان کے کہنے پر مدرسہ امینیہ' دہلی میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی اور بخاری جیسی حدیث کی کتب کی تعلیم حاصل کی۔

دورۂ حدیث دار العلوم دیوبند (ہندوستان) میں حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ ساتھ ہی مدرسہ دیوبند کی مسجد میں نماز کی امامت بھی کرتے تھے۔ فراغت کے بعد ایک سال واں بھچراں اور ایک سال مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ شریف کندیاں ضلع میانوالی میں حضرت شیخ قدس سرہ کے صاحبزادگان کو پڑھاتے رہے اور ساتھ ہی سلوک کی تکمیل بھی کرتے رہے اور خلافت پائی۔

بعد ازاں آپ نے جامع مسجد خوشاب میں درس و تدریس اور وعظ و ارشاد شروع کیا۔ وہاں سے ۱۹۳۴ء میں جامع مسجد' بلاک نمبر ۱۸ سرگودھا میں منتقل ہوئے اور مدرسہ سراج العلوم قائم کیا۔ اس مدرسہ کے شیخ الحدیث اور مفتی تھے۔ ساری عمر تدریس میں گزری اور آپ سے سینکڑوں طلبہ نے پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ آپ بہت اچھے مناظر' ادیب اور عربی کے شاعر بھی تھے۔

آپ کے بارے میں معروف ہے کہ آپ کا حافظہ کمزور تھا-ایک بار قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کا بنیان دھویا اور جوش عقیدت اور فرطِ محبت میں اس کا میل پی لیا-جس کی برکت سے قوتِ حافظہ تیز ہوگئی اور ذہن نے جلا پائی-

اپنے لباس وضع قطع اور نشست و برخاست میں حضرت شیخ قدس سرہ کی پیروی باعث شرف سمجھتے تھے-حضرت شیخ قدس سرہ کے صاحبزادے محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے استفادہ کیا اور بعد میں صاحبزادہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے دورہ حدیث مکمل کیا-

آپ کے چھ فرزند تھے:

(۱) حضرت مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند (۲) قاری عبدالسمیع، فاضل دیوبند (۳) احمد شفیع (۴) مولوی محمد رفیع (۵) قاری عبدالبدیع (۶) حافظ احمد ربیع-

آپ نے ۱۵ جولائی ۱۹۶۷ء کو سرگودھا میں وصال فرمایا اور وہیں آخری آرام گاہ پائی[۲]-رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ-

حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ آپ کے معروف خلفاء میں شامل ہیں اور حضرت مولانا علامہ عبدالکریم کلاچوی آپ کے ممتاز شاگردوں میں ہیں-[۳]

حضرت مولانا حکیم عبدالرسول ابن حکیم قمر الدین رحمہما اللہ[۴]

ساکن بکھر بار، ضلع سرگودھا آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے قدیم متوسلین میں سے تھے-بے شمار اطبا نے آپ سے استفادہ کیا جن میں حضرت حکیم عبدالمجید سیفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۰ء) سرفہرست تھے-فن طب پر متعدد رسائل تصنیف کیے-پنجابی، اردو، فارسی اور عربی چاروں زبانوں کے شاعر تھے-پہلے مولانا غلام مرتضیٰ صاحب سے بیعت ہوئے اور ان کے حالات پر ایک کتاب ''انوارِ مرتضویہ'' تصنیف فرمائی-ان کے وصال کے بعد حضرت اقدس قدس سرہ کے دامن سے وابستہ ہوئے اور خلافت پائی-

حضرت نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بیعت سے کچھ عرصہ پیشتر میں نے مستری

ظہور الدین کی پہلی ملاقات میں ان سے پوچھا کہ حضرت (مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ) ابتدا میں کتنی مرتبہ روزانہ ذکر کرنے کا امر فرماتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ کم از کم پچیس ہزار مرتبہ- حکیم عبد الرسول صاحب نے بتایا کہ اس تعداد میں حکمت یہ ہے کہ انسان رات دن میں چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے- پس اتنی تعداد میں ذکر کرنے کا مفاد یہ ہوا کہ گویا کوئی سانس ذکر سے خالی نہیں- وہذا حق العبودیۃ (تحفہ سعدیہ: ۲۶۲ حاشیہ صفحہ ہذا)۔

حضرت اقدس (مولانا ابو السعد احمد خان) قدس سرہ کے وصال پر درد انگیز اشعار اور متعدد قطعات تاریخ نظم فرمائے- حضرت اقدس کی ضخیم سوانح حیات فارسی زبان میں مرتب فرمائی جو تاحال طبع نہیں ہو سکی-

حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کریم نے یہ سعادتمندی بھی نصیب فرمائی کہ آپ کی صاحبزادی صاحبہ حضرت اقدس قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں تھیں- حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک جامع مسجد بکھر بار کے احاطہ میں واقع ہے-

آپ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے مخطوطات آداب المریدین (فارسی) اور مکتوبات معصومیہ (دفتر سوم) کتاب خانہ سعدیہ میں محفوظ ہے۔

حضرت مولانا سید مغیث الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ فاضل دار العلوم دیو بند تھے اور آپ کا تعلق چاند پور ضلع بجنور (یوپی) ہندوستان سے تھا- آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے ممتاز خلفا میں شامل ہیں-

دورہ حدیث تک دیو بند میں زیر تعلیم رہے- فقہ و ادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۵۵ء) سے تفسیر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۴ھ) سے دورۂ حدیث صدر المدرسین حضرت علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۲ھ)، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۹ء) اور حضرت مولانا اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور فنون عقلیہ فلسفہ و منطق حضرت مولانا رسول خان رحمۃ

اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔

دوران طالب علمی حضرت اقدس قدس سرہ سے بیعت فرمائی۔ فراغت کے بعد حاضر خدمت ہو کر مدارج سلوک نقشبندیہ مجددیہ طے کیے اور مجاز طریقت قرار پائے۔ ایران میں ملازمت اختیار فرمائی اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔

حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں مستقل سکونت کر لی اور اس شہر مقدس کی حدود سے پاؤں باہر نہ رکھا کہ کہیں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مدفون ہونے کی سعادت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ تادم آخر عصر سے مغرب تک مسجد نبوی میں تلاوت کلام پاک کیا کرتے تھے۔ اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ کے حامل تھے۔ سادہ، قانع، متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ مدینہ منورہ میں خانقاہ سراجیہ سے تعلق رکھنے والا کوئی صاحب مل جاتا تو اس کی خدمت کرنا سعادت سمجھتے۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) اور مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی جب حج پر تشریف لے گئے تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ انہیں اپنے ہاں مدعو فرمایا اور عقیدت و محبت کے ساتھ آپ کی خدمت فرمائی۔

ادارہ سعدیہ مجددیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی سے ہمیشہ تعاون فرماتے رہے۔ کتاب ''تحفہ سعدیہ'' کی اشاعت کے لیے زر کثیر عطا فرمایا مگر مشیت ایزدی کے مطابق اس کتاب کی طباعت سے قبل ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ کو وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ کریم آپ پر اپنی ہزاروں مغفرتیں نازل فرمائے۔

حضرت مولانا محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ[۶]

موضع جاگل، تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور علم ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ درس فقہ وحدیث آپ کے خصوصی مشاغل تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ طے کیے۔

عطائے خلافت کے بعد کھوہ ترکھان والا تحصیل بکھر ضلع میانوالی میں مقیم ہو گئے۔ رمضان شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں بسر خدمت کرتے تھے۔ سلسلہ عالیہ کی ترویج و ترقی کے لیے بھرپور کوشش فرمائی۔ صوفی محمد یار صاحب ساکن خانپور، تحصیل بھکر ضلع میانوالی اور مولوی خدا بخش کلال نے اولاً آپ سے ہی بیعت کی تھی۔ مجاز طریقت ہونے کے بعد ایک بار رمضان شریف کے مہینہ میں خانقاہ شریف پر آئے۔ سخت سردی کی وجہ سے چند روز بیمار رہنے کے بعد رحلت فرمائی اور احاطہ مزارات شریف خانقاہ سراجیہ میں آخری آرام گاہ پائی۔

حضرت شیخ محمد مکرانی قدس سرہ ۷۷

مکران سے کسب فیض کے لیے حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بڑے خوش الحان اور بلند آواز تھے۔ خانقاہ شریف میں قیام کے دوران آپ ہی اذان دیا کرتے تھے۔ آواز میں بلا کا سوز و گداز تھا۔ جب اذان دیتے خانقاہ شریف کی فضا وجد میں آ جاتی تھی۔

مدارج سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ طے کرنے کے بعد مجاز طریقت قرار پائے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) کی زیر سرپرستی تمام مقامات مجددیہ طے کیے اور سلاسل اربعہ میں مجاز ہوئے۔ بعد ازاں عازم وطن ہوئے اور پھر ایران اور وہاں سے کویت چلے گئے۔ یہاں محلہ کحیل کی مسجد میں حکومت کی طرف سے خطیب مقرر ہوئے اور یہیں رحلت فرمائی۔

حضرت مولانا نذیر احمد عرشی دھنولوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا نذیر بیگ عرشی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۸۴ء میں قصبہ دھنولہ ریاست نابھہ۔ ہندوستان میں مولانا عبدالکریم صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ مدرسہ نعمانیہ لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے علوم شرقیہ میں مولوی فاضل اور منشی فاضل کی سندات حاصل کیں۔ علم دین اور فن طب میں کمال حاصل کیا۔ فراغت کے بعد اپنے وطن قصبہ

دھنولہ میں قیام فرمایا۔

مطب کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا شغل خاص بھی جاری رکھا اور اپنے والد گرامی کی مناسبت سے مدرسہ کریمیہ دھنولہ قائم کیا اور اس میں تدریس و تعلیم کرنے لگے۔ علاوہ ازیں خطابت میں بھی خاص مہارت تھی اور آپ کا وعظ انتہائی عالمانہ اور موثر ہوتا تھا۔[۷۹]

آپ نہایت علم دوست اور پابند سنت تھے۔ اخلاق عالیہ اور خلوص و وفا ان کی سیرت و کردار کے امتیازی نشان تھے۔ رزق حلال حاصل کرنا اور اسے جائز مصارف میں لانا آپ کی زندگی کا اصول تھا۔ اہل تقویٰ کے شعائر کو ملحوظ رکھتے ہوئے لباس اور وضع قطع میں اس قدر سادگی پسند تھے کہ ان کے بعض ملاقاتی انہیں پہچاننے میں دھوکہ کھا جاتے تھے۔ اکثر احباب کسی اہل مجلس کو مولانا عرشی سمجھتے ہوئے اس سے مصافحہ کر کے بیٹھ جایا کرتے تھے یا پوچھا کرتے تھے کہ آپ میں عرشی صاحب کون سے ہیں؟ خلق خدا سے معاملات میں آداب شرعی کا لحاظ رکھنا ان کی فطرت ثانیہ بن چکا تھا۔

نہایت نیک نفس، خوش خلق، متواضع اور دیانت دار انسان تھے۔ شدید احتیاج کے وقت بھی قریبی احباب میں سے کسی کا دست نگر ہونا عار سمجھتے تھے اور اپنی شانِ استغنا ہمیشہ برقرار رکھتے تھے۔ ذکر و شغل اور مراقبہ کی پابندی ہر حال میں پیش نظر رہتی تھی۔[۸۰]

آپ قیومِ زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے دامن فیض پرور سے کیسے وابستہ ہوئے۔ تحفۂ سعدیہ میں زیر عنوان ''خوش قسمتی کا پہلا دن'' تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ وہ دن تھا جب برادر طریقت مستری ظہور الدین احمد صاحب کا ایک خط بدیں مضمون مجھے ملا کہ عالی حضور (حضرت اقدس قدس سرہ) دامت برکاتہم کوٹلہ تشریف فرما ہیں۔ تمہیں حاضر ہو کر ضرور بہرہ اندوز سعادت ہونا چاہیے۔''[۸۱]

مستری صاحب کے اس خط نے آپ کے قلب مضطرب میں ایک تحریک پیدا کر دی اور آپ اگلے ہی روز مالیر کوٹلہ کی طرف چل پڑے۔ حضرت اقدس سرہ کی طرف سے غائبانہ توجہ

اور فیضان کا احساس ہونے لگا- فرماتے ہیں:

''دھنولہ' برنالہ کی وہی پامال سڑک جہاں روز آنا جانا رہتا تھا' آج نہ معلوم اس کا اتصال کس جنت النعیم سے تھا کہ عطر بیز ہوائیں برابر میرے مشام روح کو معطر کر رہی تھیں-''

نسیم کوئے تو از لطف می برد ہر دم
غمے کہ بر دل ایں جاں فگار می گزرد[۸۲]

حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

''دل نے باور کر لیا کہ جس نادیدہ و ناشنیدہ منزل مقصود کے لیے میں برسوں سے سرگرم سعی تھا وہ یہی تھی-''

یہ حاضری آپ کے لیے داخل طریقہ ہونے کا ذریعہ بن گئی اور دوسرے روز حضرت اقدس قدس سرہ کی بیعت کا شرف نصیب ہو گیا- حضرت اقدس کی پہلی نگاہِ التفات نے کتنا کام کیا- آپ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت المرشد کی پہلی نگاہِ التفات نے قلب ہائم (سرگرداں) کو اطمینان دائم بخش دیا- میرے یہ دو شعر اسی ساعت کی یادگار ہیں:

بہ شہر کوٹلہ مردے بدیدہ ام کہ مپرس
بجانِ خوش کسے برگزیدہ ام کہ مپرس
چند روز ہا بسر آمد مرا بہ تشنہ لبی
کنوں بآب حیاتے رسیدہ ام کہ مپرس

اس طرح مستری ظہور الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر حضرت اقدس قدس سرہ کی بیعت کے پاکیزہ ثمرات سے فیض یاب ہونے کے بعد حضرت عرشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن قصبہ دھنولہ واپس تشریف لے گئے اور بعد ازاں حضرت اقدس سے خط و کتابت جاری رکھی- آپ اپنے قصبہ میں تعمیر مسجد کے کام میں لگے تھے جو خانقاہ شریف پر حاضری دینے میں

رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ اسی دوران مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت اقدس قدس سرہ کا ایک مکتوب گرامی ملا جس میں لکھا تھا:

''اگرچہ تعمیر مسجد ایک بڑی فضیلت ہے مگر تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس جو بہ حقیقت تعمیر باطن ہے اس سے بمدارج افضل اور مقدم تر ہے۔''

مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''یہ ارشاد پا کر مجھے تاب نہ رہی اور بعجلت تمام عازم خانقاہ شریف ہوا۔''

۲۳ شوال ۱۳۵۰ھ چہار شنبہ کا دن تھا کہ خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس غریب الوطن کو اپنے مرشد کامل کے متبرک وطن کی خاک پاک پر سجدۂ شکر بجالانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا:

بقعۂ مہبط انور ز یزداں دیدم
خطۂ موردِ الطاف ز رحماں دیدم

چہ مقامیکہ برو سدرہ وہم طوبیٰ را
سایہ دار از کرمِ غیب وگل افشاں دیدم

چہ مقامیکہ ز انوارِ کمالات اورا
چوں نگیں زیب دہِ خاتمِ گیہاں دیدم

از بہارِ چمن شرع و ریاحین سلوک
لوحش اللہ چہ شاداب گلستاں دیدم

شرع با عشق چناں یافتہ پیوند اینجا
بازیٔ شیشہ مینائی و سنداں دیدم

بسکہ پیوستہ رود بحث ز قرآن و خبر
فی المثل درس گہ مالکؒ ونعمانؒ دیدم

تازہ اینجا چناں مجلس ارباب حکم
گرد خجلت برخ حکمت یوناں دیدم

فیض گیراں کہ ز اکناف در ینجا جمع اند
متحد جملہ بہم صورتِ اخواں دیدم

ہندی و سندی و پنجابی و بنگالی را
از سر صدق بہم یک دل ویکجاں دیدم

علما را کہ نجوم اند ز افلاک علوم
بہرہ اندوز ازیں مکتب ''احساں'' دیدم

عامیاں را کہ نخوانند الف با تا نیز
واقف و کاشف ہر نکتۂ پنہاں دیدم

از مساوات چہ گسترده بساط است اینجا
درکیے شاہ نشیں مور وسلیماں دیدم

بسکہ ہر قلب ودماغ ست پر از ذکر خدا
قصۂ غیر خدا عرضۂ نسیاں دیدم

نازکانرا کہ نسازند بہ بستانِ نعیم
شاد ومسرور دریں خشک بیاباں دیدم

عقدہ ہائیکہ ازو ناخن دانش کند ست
بغتۃً منحل و آساں تراز آساں دیدم

توسن نفس کہ ناورد گہے رو بسداد — زار ہمچوں خر مسکیں تہ پالاں دیدم
ہر دلے را کہ بود پارۂ سنگ و آجر — اندریں رشتہ یکے مہرۂ رقصاں دیدم
اندریں ریگ رواں رودِ معارف جاری ست — الحق ایں خطہ تھل رایم عرفاں دیدم

تاکجا خوبی. ایں بقعہ شمارد عرشی
زاں کہ آید بگماں نیز فراواں دیدم

کرامت شیخ:

حضرت مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض دوستوں سے ذکر فرمایا کہ سلوک کے ابتدائی دور میں اک بار خانقاہ شریف جاتے ہوئے لالہ موسیٰ پر مجھے ایک نفسانی خیال آیا کہ لطف کی بات جب ہے کہ خانقاہ شریف پہنچنے پر حضرت صاحب مجھے زردہ اور پلاؤ کھلائیں۔

جس وقت (خانقاہ شریف پر) پہنچا دستر خوان بچھا ہوا تھا اور لنگر سے کھانا تقسیم ہو رہا تھا اور عام کھانا روٹی سالن میرے سامنے بھی آ گیا۔ ابھی کھانا شروع نہ کیا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ (مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ) بعجلت تمام تشریف لے آئے اور میرے پاس کھڑے ہو کر خادم سے فرمایا کہ عرشی صاحب کے سامنے سے یہ کھانا اٹھا لو اور اندر سے زردہ پلاؤ جو تیار ہے لا کر ان کو کھلاؤ۔ آج ان کا جی زردہ پلاؤ کھانے کو چاہتا ہے۔ میں یہ سن کر شرمندگی سے زمین میں گڑ گیا۔ چنانچہ زردہ پلاؤ آ گیا اور کھا بھی لیا۔ مگر عرصہ دراز تک شرمسار رہا۔ شیخ کے کشف و کرامت کا یہ منظر دیکھ کر ایسی ہیبت اور رعب طاری رہا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس کے سلسلہ میں میری مدد فرمائی۔[۸۵]

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور تقسیم ہند کے خونیں واقعات رونما ہوئے۔ نقل مکانی کے مرحلے میں جب کفار نے بے دریغ مسلمان مردوں، عورتوں اور معصوم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا تو اس وقت مولانا عرشیؒ اپنے ساتھیوں کی ہمت بڑھاتے رہے۔ آپ نے برملا یہ تلقین شروع فرمائی کہ اگر دشمن تم پر ہتھیار اٹھائے تو تم بھی دلاوری اور پامردی سے اس کا مقابلہ کرو اور اسے کیفر کردار تک پہنچاؤ۔ اگر اللہ کی راہ میں گردن کٹ جائے تو اسے سرخروئی کی دلیل سمجھو اور کسی صورت اپنے آپ کو بے دین قوم کے حوالے نہ کرو غرض آپ

اپنے ساتھیوں سمیت کفار سے دست بدست لڑتے رہے تا آنکہ بمقام تلونڈی ہڈانوالی' علاقہ ریاست نابھہ (ہندوستان) میں ستمبر ۱۹۴۷ء میں جامِ شہادت نوش فرمایا:

بنا کردند خوش رسمے بہ خون وخاک غلطیدن — خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

آپ کی شہادت پر ایک صاحب نے کہا ہے:

نذیر عرشی عارف بہ علم و فضل وحید
برید ہ زاہل جہاں کسوت ابد پوشید
بہ فیض صحبت پیر طریقت احمد خانؒ
زخاکِ تیرہ سر عرشِ کبریا برسید [۸۶]

مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف وتالیف میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کی مطبوعات میں مثنوی معنوی مولانا روم کی اردو زبان میں شرح مفتاح العلوم (۲۱ جلدوں میں) زندہ شاہکار ہے۔ اپنے مرشد کامل واکمل قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے احوال و مناقب میں "تحفہ سعدیہ" عرفانی ادب میں ان کی یادگار کتاب ہے۔ اس میں جس عقیدت و محبت سے انہوں نے اپنے مرشد پاک کے احوال وآثار پر قلم اٹھایا ہے۔ اس کی مثال اردو ادب کے زمرۂ نوادرات میں آتی ہے۔ یہ پہلی بار ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوئی اور بعد ازاں تحفۂ سعدیہ مؤلفہ مولانا محبوب الٰہی میں (۱۶۱-۲۲۷۰) بارہا طبع ہو چکی ہے۔

علاوہ ازیں ان کی مطبوعات میں تعلیم البنات (۸ حصے) رسالہ مواعظ عرشی' خطبات عرشی' کلید مطب' بیاض کریمی' مفردات عرشی' انمول علاج' کلید عطاری' در مختوم (حاشیہ مثنوی مولانا روم) اور کنز الآثار (فن حدیث میں) شامل ہیں۔ ایک روایت کے مطابق ان کی تصنیف و تالیفات کی تعداد ۲۷ تک پہنچتی ہے۔ [۸۷]

حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ [۸۸]

آپ نے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت اقدس میں خانقاہ سراجیہ میں ظاہری اور باطنی علوم کی تکمیل فرمائی۔ مجاز طریقت ہوئے اور خانقاہ حسینیہ'

کانپور (ہندوستان) کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔آپ صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) کے رفقائے سلوک میں سے ہیں۔

قیوم زمان قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد نائب قیوم زماں قدس سرہ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے اور ہندوستان میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج وترقی میں کوشاں رہے ہیں۔

حضرت سید مختار احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ [۸۹]

آپ اترولی ضلع علی گڑھ۔ ہندوستان کے رہنے والے تھے اور علی گڑھ کالج کے انڈر گریجوایٹ تھے۔تحصیل سلوک کے بعد مجازِ طریقت ہوئے۔مقامات عالیہ کے حصول میں سرگرم رہے۔ زمانہ درویشی میں نہایت متوکل اور صاحب تمکین تھے۔ کپڑوں کے ایک دو جوڑے ساتھ لاتے اور طویل مدت تک خانقاہ سراجیہ شریف میں قیام فرماتے۔انوار و برکات طریقہ سے معمور اور صاحب حضور تھے۔عنفوان شباب میں رحلت فرما گئے۔رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

حضرت مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ [۹۰]

آپ فاضل دار العلوم دیوبند اور عالی جناب میر محمد یامین صاحب وزیر اعظم ریاست مالیر کوٹلہ (ہندوستان) کے فرزند ارجمند تھے۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہاولپور آ گئے۔ اولاً مدرسہ ثانویہ میں معلم عربی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔پھر مدرس عربیہ کے انسپکٹر مقرر ہوئے۔ ابھی معلم عربی کی حیثیت سے کام کر رہے تھے کہ حسن اتفاق اور توفیق خداداد سے حضرت اقدس قدس سرہ کی بیعت سے مشرف ہوئے اور چند روز ہی میں بے حد متاثر اور مغلوب الحال ہو گئے۔اپنے اقارب اور متعارفین کی کثیر تعداد کو داخل طریقہ کرایا۔مجاز طریقت ہوئے مگر اپنی افتادِ طبع اور دید قصور کی وجہ سے سلسلہ بیعت جاری نہیں کیا۔

فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اقدس (مولانا ابو السعد احمد خان) قدس سرہ نے مجھے

طریقہء پاک کے مبلغ کا خطاب دیا تھا-حضرت اقدس قدس سرہ کے فضائل وکمالات کے بیان کرنے میں نہایت شگفتہ گفتار اور خوب باغ و بہار انسان تھے- رسائل ومکتوبات امام ربانی قدس سرہ (م۱۰۳۴ھ) پر کامل عبور تھا-اکابر نقشبندیہ کے اسرار و معارف اور علمائے دیوبند کے احوال وآثار کے گویا حافظ تھے-محکمہء تعلیم سے پنشن پائی-حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وساطت سے نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م۱۳۷۵ھ) کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی-آپ دارالعلوم دیوبند (انڈیا) میں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے ہم درس تھے- ہم عصری اور ہم پیری کے باعث آپ سے بہت بے تکلف تھے-اسی بناپر حضرت اقدس بھی حضرت مولانا سے خاص شفقت ومودت کا سلوک فرمایا کرتے تھے-

جناب سید محمد ازہر شاہ قیصر نے ان کے بارے میں لکھا:

> "فاضل گرامی جناب مولانا سید جمیل الدین صاحب میرٹھی انسپکٹر دینیات' ریاست بہاولپور' دارالعلوم (دیوبند' ہندوستان) کے مخلص قدیم ہیں-انسانی اعضاء کا باہم جو قریبی تعلق ہوسکتا ہے وہی تعلق مولانا کا دارالعلوم سے ہے-وہ دارالعلوم کی کامیابی سے خوش ہوتے ہیں اور اس کی ہر تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں-مولانا نے مدیر رسالہ کو ایک مشفقانہ خط لکھا ہے اور وسیع پیمانہ پر رسالہ کی توسیع اشاعت کے لیے وعدہ فرمایا ہے-سردست بھی کئی خریدار مولانا کی سعی سے حاصل ہوئے ہیں اور آئندہ کے لیے اس کا یقین ہے کہ مولانا رسالہ دارالعلوم کو فراموش نہیں فرمائیں گے-"[۹۱]

حضرت مولانا پیر سید لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق جنڈیر نیازی والا ضلع جھنگ سے تھا-حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ سے مجاز طریقت ہونے کے بعد فیوضات سلسلہ سے اپنے خطہ کو سیراب کیا-عالم ظاہر وباطن تھے-رحمۃ اللہ علیہ[۹۲]

حضرت مولانا احمد دین کیلوی رحمۃ اللہ علیہ (ضلع سرگودھا)

حضرت مولانا احمد دین بن شیخ حکیم محمود موضع دوآبہ ضلع میانوالی کے رہنے والے تھے۔ جامع معقول ومنقول تھے۔ بہت بڑے فقیہ اور علوم متداولہ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بانی سراج العلوم سرگودھا کے چچا تھے۔ آپ حضرت اقدس کے ممتاز خلفاء میں شامل تھے۔[۹۳]

آپ صاحب تصنیف تھے۔ آپ کے ہاتھ سے مرقومہ دو کتابیں (۱) البراہین القاطعہ بکراہیتہ جماعت الثانیہ (عربی) اور (۲) اتفاق البررۃ النقی (عربی) کتاب خانہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں محفوظ ہیں۔

حضرت حکیم حافظ چن پیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق خوشاب ضلع سرگودھا سے تھا۔ ماہر فن حکیم اور صاحب دل درویش تھے۔ نہایت وجیہ، خوش گفتار وخوش کردار۔ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے مجاز طریقت ہوئے اور مقاماتِ عالیہ حاصل کیے۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) اور مخدوم زماں سیدنا ومخدومنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بسط اللہ ظلہم العالی سے بھی روحانی رابطہ برقرار رہا۔ حکمت ظاہری وباطنی سے خلق خدا کو فیض یاب کر کے رہسپار عالم بقا ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ[۹۴]

حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ کے قدیم ترین خدام میں سے تھے۔ ۱۸ سال حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں رہے اور دو مرتبہ کامل سلوک طے کیا۔ حضرت اقدس سے بیعت ہوتے ہی ملاءِ اعلیٰ، بہشت اور حور وغلمان کا مشاہدہ کیا۔ اس کے بعد روح میں اس قدر لطافت آ گئی کہ مشتبہ کھانا کھا لیتے تو وہ شکم میں نہ ٹھہرتا تھا۔ حضرت اقدس

قدس سرہ نے جب انہیں دیکھا تو توجہ سے اس کیفیت کو قدرے کم فرما دیا۔ تحفہ سعدیہ صفحہ ۱۲۵ کے ایک حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ (شاید آخری بار) ۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو خانقاہ سراجیہ تشریف لائے تھے۔ عالم شباب میں چیچک کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ جب تمام اطباء علاج معالجہ سے عاجز آ گئے تو آپ کی والدہ صاحبہ آپ کو حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں لے آئیں اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے ان کی والدہ ماجدہ سے فرمایا:

"مت گھبراؤ! عبدالستار ابھی نہیں مرے گا۔ میرے پاس اس کی امانت ہے جو اس کے سپرد کرنی ہے اور اسے ولایت کے مقامات طے کرانے کے بعد مجازِ طریقت بنانا ہے۔"

آپ میں ذوق وشوق، صداقت طلب اور جذبۂ خدمت سب بدرجۂ اتم موجود تھے۔ ایک مرتبہ کھولا شریف میں قیام کے دوران حضرت اقدس قدس سرہ نے مولانا سے عشاء کی نماز کے بعد فرمایا:

"عبدالستار ذرا میانوالی جانا ہے"

بعد ازاں حضرت اقدس قدس سرہ خاموش ہو گئے۔ ارشاد کا مفہوم یہ تھا کہ کل تمہیں میانوالی کسی کام کے لیے بھیجیں گے۔ آپ موسم سرما کی شدت سے بے نیاز ہو کر رات کی تاریکی میں کھولہ شریف سے میانوالی گئے۔ وہاں ایک مسجد میں نوافل پڑھے اور واپس تشریف لے آئے۔ صبح حضرتِ اقدس سے فرمایا کہ میں آج رات میانوالی ہو کر آ گیا ہوں۔ حضرت اقدس قدس سرہ روئے مبارک کو رومال سے ڈھانپ کر کافی دیر تک ہنستے رہے۔ اس کے بعد فرمایا:

"بھولے فقیر! کچھ پوچھ تو لیا ہوتا کہ آخر وہاں کیا کام ہے؟"

جذبہ بے اختیار شوق دیکھا چاہیے
سینہ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

مجازِ طریقت ہونے کے بعد موضع کچھی والا ضلع میانوالی تشریف لے گئے اور وہیں رہائش اختیار کی۔ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ان ایام کا ایک واقعہ قارئین کی ایمان افروزی کا موجب ہوگا:

آپ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ حجر اسود کا بوسہ لینے میں عالم پیری کی ناتوانی حائل تھی۔ اسی کشمکش میں آپ کا ایک خوبصورت رومال بھی گر گیا۔ یکا یک ایک دراز قد وجیہ بزرگ تشریف لائے اور حجر اسود کو بوسہ دینے میں آپ کی مدد فرمائی۔ استفسار پر جواب دیا کہ میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں اور رخصت ہو گئے۔ اسی رات سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آپ کو اپنی زیارت سے مشرف کرنے کے بعد فرمایا:

"آپ کا وہ رومال جو طواف کرتے وقت گر گیا تھا اس وقت حطیم پر رکھا ہوا ہے۔"

چنانچہ آپ نے اپنے معلم کے ایک خادم کو بھیج کر حطیم سے اس رومال کو منگوا لیا۔ [۹۵]

حضرت مولانا سراج الدین رانجھا رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق چاوہ، تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا سے تھا۔ ظاہری اور باطنی علوم میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ اپنے شیخ و مرشد سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔ خانقاہ سراجیہ کے مخلصین اور وارفتگان میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے علاقے میں بڑی عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ اخلاق عظیمہ اور مراتب عالیہ کے مالک تھے۔ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی طرف سے مجاز طریقت قرار پائے۔ [۹۶]

آپ کے صاحبزادے مولانا حکیم عبید اللہ رانجھا زاد مجدہ بھی خانقاہ سراجیہ شریف سے اخلاص ومحبت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ [۹۷]

آپ کی ولادت ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ آپ کا تعلق معروف دینی و علمی بگوی خاندان سے تھا جو عرصہ دراز سے بھیرہ (ضلع سرگودھا) میں مقیم ہے۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ حضرت قاضی احمد الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۶ھ) نے ۱۸۴۲ء/ ۱۲۵۸ھ میں بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ کی بنیاد رکھی جس کو باضابطہ اور منظم صورت حضرت مولانا ظہور احمد

بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۵ء) کے وقت حاصل ہوئی اور جس کی بدولت سینکڑوں اہل ایمان کو دینی علوم حاصل کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ بعد ازاں دار العلوم عزیزیہ (بگویہ) بھیرہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد بدست مبارک قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ بروز بدھ/ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ بمطابق ستمبر ۱۹۳۶ء رکھا گیا۔

حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ نہایت جید عالم تھے اور شغل درس و تدریس تھا۔ ابتدائی کتب والد ماجد حضرت مولانا عبد العزیز بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ) سے پڑھنے کے بعد سیال شریف میں کئی سال رہ کر استاذ العلماء مولانا غلام محمدؒ سے علوم معقول و منقول میں سند حاصل کی۔ بعد ازاں صوبہ بہار (ہند) گئے جہاں مختلف فنون کے ماہر اساتذہ کرام سے استفادہ کیا۔ ۱۹۳۲ء میں مکہ معظمہ میں صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کی سند حضرت مولانا شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ بسلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ سے بیعت اور مجاز تھے۔ حدیث، تفسیر اور تصوف میں حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۱۶ء) سے کتب پڑھیں اور حضرت اقدس قدس سرہ کی توجہ سے سلوک میں باطنی مقامات طے کیے۔ درس و تدریس میں آپ جہاں بھی رہے وہاں کے مسلمانوں میں عظیم الشان دینی حمیت اور مذہبی بیداری پیدا کی۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ مسلمانوں اور اسلام کی خدمت کے لیے وقف تھا۔ ضلع فیصل آباد آپ کی تبلیغی، تعلیمی اور روحانی اور اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ ویران مساجد آباد ہوئیں۔ ہزار ہا افراد آپ کی توجہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور کئی ایک نے اپنی زندگی کی اصلاح پائی۔ آپ نہایت دل نشیں اور موثر خطیب تھے۔

۲۱ فروری ۱۹۳۴ء کو موٹر کے حادثہ میں اہلیہ محترمہ اور چھوٹے بچوں سمیت شہید ہوئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کو آپ کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا تھا۔ آپ نے پسماندگان میں مولانا حاجی افتخار احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲ دسمبر ۱۹۷۵ء) اور مولانا حکیم برکات احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴ جنوری ۱۹۹۸ء) چھوڑے۔[۹۸]

حضرت مولانا نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دونوں صاحبزادوں (مولانا افتخار احمد

بگوی اور مولانا برکات بگوی) کو اوائل عمر میں خانقاہ سراجیہ۔ کندیاں ضلع میانوالی کے طویل، دور دراز اور تھکا دینے والے سفر میں (زمانہ قدیم کے لحاظ سے) اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ کسی نے بچوں کے اس طرح سفر میں ساتھ لانے پر بات کی تو فرمایا:

''میں چاہتا ہوں کہ میرے بعد میرے بچے اسی راستہ پر چلیں، اس لیے میں انہیں خانقاہ لاتا ہوں۔''

آپ کے صاحبزادے مولانا افتخار احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ سراجیہ سے اپنے تعلق کو آخر تک نبھایا۔ البتہ ان کے برادرِ اصغر حضرت مولانا حکیم برکات احمد بگویؒ کم کم تشریف لے جاتے رہے۔ جس کی وجہ شاید بعض خانگی مجبوریاں تھیں۔ اس وقت حضرت مولانا افتخار احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابرار احمد بگوی، مدظلہ دارالعلوم عزیزیہ۔ بھیرہ ضلع سرگودھا کے مہتمم ہیں۔

حضرت میاں اللہ دتہ صاحب سرگانہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق باگڑ سرگانہ ضلع ملتان سے تھا۔ بہت نیک نفس اور صاحب کمالات روحانیہ تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور تحصیل سلوک نقشبندیہ مجددیہ میں سرگرم رہے۔ اجازت طریقہ سے ممتاز ہوئے۔

حضرت فقیر سلطان سرگانہ رحمۃ اللہ علیہ [۱۰۱]

آپ کا تعلق باگڑ سرگانہ ضلع ملتان سے تھا۔ آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے با اخلاص متوسلین میں سے تھے۔ کسب سلوک اور ذکر وفکر میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی طرف سے اجازت طریقہ کی نسبت غیر مترقبہ نصیب ہوئی۔ عمر بھر استقامت کی راہ پر گامزن رہے۔

حضرت مولانا مفتی سید محمد عمیم الاحسان البرکتی المجددی رحمۃ اللہ علیہ [۱۰۲]

حضرت مفتی سید محمد عمیم الاحسان محمد بن حکیم سید ابو العظیم عبدالمنان ۲۲/محرم الحرام ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں موضع پچنہ ضلع مونگیر بہار، ہندوستان میں سادات زیدیہ حسینیہ کے ایک خاندان میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد کلکتہ شہر میں منتقل ہو گئے تھے اور آپ کی تربیت بھی وہیں ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ پڑھ کر ختم کیا۔ تصوف و اخلاق اور فارسی کی ابتدائی کتب حضرت مولانا سید ابو محمد برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (کلکتہ) خلیفہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی مجددی قدس سرہ (خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) سے پڑھیں اور اولاً انہیں سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مولانا سید ابو محمد برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خسر بھی تھے۔ ان کے وصال کے بعد قیوم زمان حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ سے وابستہ ہوئے اور خلیفہ مجاز کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ بحمد للہ صوری و معنوی کمالات کے جامع اور مراتب عالیہ پر فائز تھے۔

فطرت الٰہی نے آپ کو بلا کی ذہانت اور جودت طبع عطا کی تھی۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ (ہندوستان) میں تحصیل علم کے دوران ہر امتحان میں امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوئے تھے اور طلائی و نقرئی تمغے حاصل کیے تھے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد استاذ العلماء مولانا مشتاق احمد کانپوری سے معقولات، ریاضی، ہندسہ، علم المواقیت اور ہیئت کی انتہائی کتب پڑھیں اور ہندوستان و عرب کے مشاہیر علماء سے اکتساب فیض کیا۔ ۱۹۳۴ء میں جامع مسجد ناخدا، کلکتہ (ہندوستان) کے صدر مدرس ہوئے۔ ایک سال بعد یہاں کا دارالافتاء بھی آپ کے سپرد ہوا۔ چنانچہ آپ نے ایک لاکھ سے زائد فتاویٰ لکھے۔ تقریباً چار ہزار سے زائد غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ ۱۹۴۳ء میں زیارت حرمین شریفین کے لیے عازم حجاز مقدس ہوئے۔ حج بیت اللہ کے بعد مراجعت فرمائے وطن ہوئے تو حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ملازمت سے سبکدوش ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ کو اس

اسامی پر مدرسہ عالیہ کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔

دینی افتاء کے علاوہ عربی، فارسی اور اردو میں تقریباً سو سے زیادہ تصنیفات آپ کی یادگار ہیں۔ ان کتب ورسائل کے موضوعات تفسیر، حدیث، فقہ، اصول حدیث، اسماء الرجال، علم الکلام اور تصوف ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) اصول الامام الکرخی (۲) اصول المسائل خلافیۃ (۳) القواعد الفقہیۃ
(۵) ادب المفتی

یہ ۱۹۸۶ء میں ۵۸۴ صفحات کے ایک مجموعہ بنام "قواعد الفقہیۃ" میں الصدف پبلشرز کراچی کی جانب سے طبع ہو چکی ہیں۔

آپ مدرسہ عالیہ ڈھاکہ (بنگلہ دیش) کے پرنسپل اور بیت المکرّم کے خطیب بھی رہے ہیں۔ علاوہ ازیں "رئیس الاساتذہ بالمدرسہ العالیہ" ڈھاکہ "المفتی لجامعہ ناخدا" اور "المدرس بمدرسہ کلکتہ" کے نام سے بھی مشہور رہے ہیں۔ [۱۰۳]

آپ کے ہاتھ کا مرقومہ مخطوطہ "مزید الغفلہ عن سمت القبلہ" کتاب خانہ سعدیہ میں محفوظ ہے۔

حضرت مولانا مہر دین احمد رحمۃ اللہ علیہ [۱۰۴]

آپ کا تعلق ڈھاکہ (بنگلہ دیش) سے تھا۔ آپ بھی مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچ کر مجاز طریقت ہوئے اور اپنے حلقہ اثر میں ترویج طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فرما کر فیض اکابر جاری فرمایا۔

حضرت علی بہادر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق بلہنگ بالا متصل مانسہرہ سے تھا۔ ابتدائی ایام رہزنوں کے ساتھ بسر ہوئے۔ مگر وہ جوہر فطرت جو قاسم ازل نے انہیں ودیعت کیا تھا آخر کار چمکا اور حضرتِ اقدس قدس سرہ کے دست حق پرست پر سابقہ زندگی کے رذائل سے تائب ہوئے اور بیعت کی۔ قدیم ترین ارادت مندوں میں سے تھے جس کے باعث آپ ان سے بہت زیادہ مانوس تھے۔ اجازت

طریقہ سے مشرف ہوئے۔

حضرت نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

''ہزارہ کے یہ پٹھان نوجوان اوائل عمر سے سرقہ و رہزنی کے عادی تھے اور کئی کئی مسلح جوان ان کے ''زیر کمان'' رہتے تھے۔ایک مرتبہ اس شغل ''صید افگنی'' کے سلسلے میں ان کا گزر خانقاہ سراجیہ کے پاس سے ہوا۔ اس وقت اتفاق سے ان کو بخار عارض ہو گیا اور خانقاہ میں ہی آ پڑے۔ خدام آستانہ نان و نمک سے تواضع کرتے رہے۔ایک دن حضرت نے انہیں دیکھ کر نام و مقام پوچھا اور فرمایا علی بہادر خان تم تو درویش بننے کے لائق ہو۔علی بہادر کا بیان ہے کہ میں اس وقت درویش کے معنی تک نہیں سمجھتا تھا کہ یہ کس چیز کا نام ہے۔مگر خانقاہ سے جانے کو جی بھی نہیں چاہتا تھا۔آخر بعض مبشرات منامیہ سے ان کی شرح صدر ہوئی۔ دل بیعت پر مائل ہوا اور مرشد کامل کی توجہ سے ان کا حال ماضی کا کفارہ بن گیا اور مستقبل نے دولت سعادت کے دروازے کھول دیے۔اب چند سال سے خاص خدمت گزار متوسلین میں داخل ہیں۔''

حضرت ڈاکٹر محمد شریف قدس سرہ [۱۰۶]

آپ کا تعلق ضلع بنوں سے تھا۔آپ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے ممتاز متوسلین اور خلفاء میں سے تھے۔محکمہ صحت میں ملازم رہے۔پھر ملازمت چھوڑ کر خاکسار تحریک میں شامل ہوئے۔اس کے بمقابل بھیرہ میں علماء کی تحریک فوج محمدیؐ شروع ہوئی تو وہاں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے پہنچے۔مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۹۴۵ء) سے ملاقات ہوئی۔ان کی وساطت سے داخل طریقہ ہوئے اور خلافت پائی۔حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م۱۳۷۵ھ) سے تجدید بیعت کی اور ان کے بعد مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد

صاحب۔بسط اللہ ظلہم العالی کے حلقہء ارادت میں شامل رہے۔کندیاں میں رہائش پذیر تھے۔ مرض الموت میں خانقاہ شریف آ کر حضرت شیخ کی خدمت میں اقامت گزیں ہوئے اور یہیں رحمت الٰہی نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔احاطہ مزارات متبرکہ میں مدفون ہوئے۔رحمہ اللہ تعالیٰ ونور مرقدہ۔تحفہ سعدیہ کی اشاعت اوّل میں فراہمی چندہ کی مہم زیادہ تر انہی کی کوشش کی ممنون ہے۔

حضرت مستری ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ [۱۰۷]

آپ کا تعلق مالیر کوٹلہ ہندوستان سے تھا۔آپ حضرت اقدس قدس سرہ کے مخلص اور پاکباز مریدوں میں سے تھے۔پیشہ معماری تھا۔

تعمیر مسجد خانقاہ سراجیہ میں آپ نے بڑے ایثار اور خلوص کے ساتھ بھرپور حصہ لیا۔آپ کے شریک کار نیاز محمد، یوسف اور علم دین تھے۔ان حضرات نے مسجد اور خانقاہ کے دیگر مکانات نہایت خوبی وعمدگی کے ساتھ تعمیر کیے۔خصوصاً سقف مسجد اور محراب میں حضرت ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شاہکار بڑے بڑے ماہرین فن کو داد دینے پر مجبور کرتا ہے۔خود حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ ان لوگوں نے ڈیڑھ سال اس قدر خدمت کی ہے کہ اگر یہی کام دہاڑی داروں سے کرایا جاتا تو ہمارے تخمینہ میں پورے پانچ ہزار روپے خرچ آتے۔

آپ مجاز طریقت ہوئے۔آپ کی وساطت سے حضرت مفتی عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۱ء) اور حضرت نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) کو بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ

شہر سرگودھا میں حضرت مستری ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ تعمیر کا کام کرتے تھے۔ان کے ساتھ کام کرنے والا ایک معمار وہابیانہ خیالات رکھتا تھا۔ایک روز وہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بارے میں کچھ ایسے خیالات کا اظہار کرنے لگا جو آپ کی شان عالی کے لیے زیبا نہ تھے۔مستری صاحب اس کی تردید کرتے جاتے تھے۔اثنائے گفتگو میں باہر سے ایک گھوڑا

دوڑتا ہوا آیا اور اس مجمع میں آن گھسا اور لوگ ادھر ادھر سرک گئے مگر اس گستاخ معمار کے پاؤں کو گھوڑے نے اپنی ٹاپ سے کچل ڈالا جس سے وہ سخت زخمی ہو گیا۔

آپ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کھانا کھاتے رک گئے۔ فرمایا اس سے کچھ کدورت محسوس ہوتی ہے۔ سب متعجب تھے کہ کدورت کی وجہ کیا ہوگی۔ حالانکہ آٹا بڑی احتیاط سے پس کر آتا ہے۔ دال ترکاری حلال وطیب ذرائع سے مہیا ہوتی ہے۔ آٹا گوندھنے اور پکانے میں باوضو ہونے کا التزام ہے۔ آخر تحقیق سے معلوم ہوا کہ کسی قدر آٹا پڑوس سے آیا تھا۔ وہ لوگ کچھ آٹا ادھار لے گئے تھے۔ یہ آٹا اس کے عوض بھیجا تھا اور انہوں نے یہ آٹا ایک ایسے گھر سے لیا تھا جس میں اراضی مرہونہ کی پیداوار آتی تھی۔

آپ کا بیان ہے کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی معیت میں حج کیا تھا۔ طواف کے وقت حجر اسود پر بوسہ دینے والوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ حجر اسود کو لکڑی سے چھو کر بوسہ دینا بھی ممکن نہ تھا۔ ادھر حضرت خواجہ کو تقبیل حجر اسود کی بڑی آرزو تھی مگر اس کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے ہمت کی اور لوگوں کے اژدحام کو چیر کر آگے پہنچے۔ پیچھے پیچھے حضرت خواجہ تھے پس حجر اسود کے سامنے دونوں بازو پھیلا کر اس طرح ڈٹ گئے کہ آپ کی اوٹ میں حضرت خواجہ نے بآسانی بوسہ دے لیا اور جتنی دیر چاہتے بوسہ دیتے۔ اہل ہجوم میں سے کسی ترک، افغان، مصری، ہندی، جاوی، چینی، روسی جوان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اس مضبوط حصار کو توڑ سکتا۔

حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۸

آپ کا تعلق وتہ ضلع میانوالی سے تھا۔ آپ جید علمائے کرام میں سے تھے۔ حضرت اقدس (مولانا السعد احمد خان) قدس سرہ کی خدمت میں تفصیلی سلوک طے فرمایا اور شرف اجازت سے ممتاز ہوئے۔ نہایت سادہ مزاج اور باکمال بزرگ تھے۔ کچھ عرصہ مدرسہ عربیہ سعدیہ میں درس بھی دیتے رہے۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے وصال (۱۳۶۰ھ) کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) مخدوم

زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی سے رابطہء روحانی استوار رکھا۔ صبر و قناعت اور توکل کا مجسمہ تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ [۱۰۹]

آپ کلکتہ (ہند) کے ایک دولت مند تاجر چرم تھے اور کانپور میں بھی کاروبار کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالسلام ڈھاکوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۷ء) کے حسن ارشاد سے متوجہ خانقاہ سراجیہ ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ کچھ عرصہ بعد کاروبار بھائیوں کے سپرد کر کے تحصیل سلوک کے لیے خانقاہ سراجیہ شریف میں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گئے اور نہایت استقامت و اخلاص کے ساتھ منازل سلوک طے کیں۔ حاجی صاحب ممدوح کی عالی ہمتی سے خانقاہ سراجیہ کی قدیم مسجد نے موجودہ وسیع اور شاندار مسجد کی صورت اختیار کی۔ بیرونی فرش، پلاستر اور نقش نگاری کا کام باقی رہ گیا تھا کہ قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کا ۱۳۶۰ھ میں وصال ہو گیا اور مزید تعمیر رک گئی تھی۔ حضرت حاجی صاحب اجازتِ طریقہ سے سرفراز ہوئے۔

حضرت میاں محمد قریشی صاحب لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ [۱۱۰]

آپ نہایت سادگی پسند اور منکسر المزاج تھے۔ حضرت اقدس (حضرت مولانا ابو السعد احمد خاں) قدس سرہ کی خدمت میں کامل سلوک طے کیا۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) فرمایا کرتے تھے کہ جب قریشی صاحب خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے تو انہیں منازلِ سلوک پر عبور حاصل تھا اور مقامات نقشبندیہ مجددیہ کے مزید فیوض و برکات حاصل کرنے کے آرزومند تھے۔

حضرت ملک اللہ یار رحمۃ اللہ علیہ [۱۱۱]

آپ کا تعلق دوآبہ ضلع میانوالی سے تھا- اپنے علاقہ کے بہت بڑے رئیس تھے اور حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے قدیم متوسلین میں سے تھے- سلوک مجددیہ میں پایۂ کمال وتکمیل کو پہنچے اور اجازت سے سرفراز ہوئے- اپنے معمولات اور مشاغل پر ہمیشہ سختی سے کاربند رہتے- خانقاہ سراجیہ شریف سے تعلق پیدا کرنے کے سلسلہ میں اکثر حضرات کی رہنمائی کی- رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مستری نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ [۱۱۲]

آپ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے جانثار مخلص ارادتمندوں میں سے تھے- پیشۂ ظاہری معماری تھا- حضرت اقدس قدس سرہ کی صحبت کے فیض سے تعمیر ظاہر کے ساتھ تعمیر باطن کا کمال بھی حاصل کیا- خانقاہ سراجیہ شریف کی پہلی چھوٹی مسجد کی تعمیر میں مستری ظہور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہنرمندانہ کام کیا- بعد ازاں موجودہ بڑی مسجد کی تعمیر میں بھی قابل قدر حصہ لیا- بلکہ ۱۹۶۵ء کی پاکستان و بھارت کی جنگ کے وقت آپ خانقاہ سراجیہ تشریف لائے ہوئے تھے اور مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی سرپرستی اور نگرانی میں مسجد کے پلاستر اور زینت کاری کا کام ہو رہا تھا- اس میں بھی آپ نے حصہ لیا- قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی طرف سے مجاز طریقت ہوئے اور مالیر کوٹلہ (ہندوستان) اور اس کے اطراف و جوانب میں اشاعت طریقہ کی خدمت کو وسیع پیمانے پر انجام دیتے رہے ہیں-

فصل ہشتم
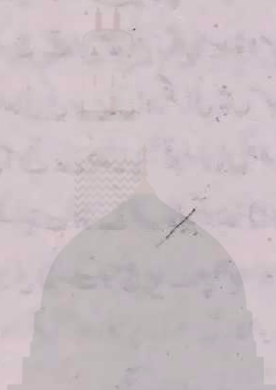
مناقب ومراتب عالیہ

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امام اور عارف کامل تھے۔ اپنے عہد مبارک میں سرخیل اولیا واتقیا اور سلف صالحین کا عملی نمونہ تھے۔ تمام مقامات مجددیہ پر کامل عبور، ان کی تفصیلی سیر کے ساتھ رسوخ تام اور سالکین کو ان پر فائز کرنے کی قدرت کے حامل وکامل تھے۔ حافظ محمد افضل فقیر صاحب نے حضرت اقدس قدس سرہ کی شان میں کہا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— برہمہ عالم زعنایت کریم
می چکد از خامۂ رمز آشنا ——— مدحت سرخیل ہمہ اولیا
حضرت بوسعد احمد خان پیر ——— جانہا در قالب از و مستنیر
ہرکہ شداز دیدارش بہرہ یاب ——— فائز گردید بہ حسن المآب
وآنکہ زیارت بہ مزارش نمود ——— منزل او جنت فردوس بود
مدفوں شد در بہ جوارش کسی ——— یافتہ زآلائے بہشتی بسے
کرد ہمہ عمر ز صدق و صفا ——— پیروئ سنت خیر الوریٰ ﷺ
تاجِ سرافرازئ حق برسرش ——— خلعتِ فیض ابدی دربرش
در توحید آمدہ عالی مقام ——— عارف باللہ، مجدد، امام
مرشد کامل، قیوم زماں ——— دین نبیؐ یافتہ زوعز وشاں

یارب! تا عالمِ امکاں بود
مہر سراجیہ درخشاں بود[۱۱۳]

خلعت قیومیت سے سرفرازی

سفر سرہند شریف کے دوران حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کے مزار مبارک پر آپ نے مراقبہ فرمایا تو آپ کے خدام اور عقیدت مندوں نے انوار الٰہی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت عالیہ کے انوار کو ملاحظہ کیا۔ نیز صوفی محمد مواز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عطائے خلعت نسبت خاصہ مجددیہ اور منصب قیومیت کا خصوصی منظر آنکھوں سے دیکھا جو تمام جزئیات کے ساتھ حضرتِ اقدس قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''میاں مواز تم نے بالکل درست دیکھا ہے' بالکل صحیح دیکھا ہے۔''[۱۱۴]

(واقعہ کی تفصیل باب اول کی فصل سوم میں ملاحظہ فرمائیں)

آپ قطب جہاں اور مجددِ دوراں تھے

اللہ کریم نے آپ کو ''قطب جہاں'' کے منصب پر فائز فرمایا اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ضمنیت کبریٰ نصیب ہوئی۔ جس کی سند آپ کے ہاتھ مبارک سے تحریر شدہ وہ الہامی عبارات ہیں جو ''مقامات مظہری'' کے آخری صفحہ پر موجود ہیں:

الہامی عبارات

مَن جَآءَکَ زَآئِراً فَھُوَ مَغۡفُوۡرٌ اَنۡتَ مَغۡفُوۡرٌ وَمَنۡ یُصَافِحکَ مَغۡفُوۡرٌ مَنۡ دَفَنَ حوَلَکَ مَغۡفُوۡرٌ اَنۡتَ مُجَدِّدُ ھٰذِہِ الۡمِائَۃِ اَنۡتَ خَلِیۡفَتُنَا فِی الۡاَرۡضِ۔

تو قطب جمیع دیار ہستی

خَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ لِاَجۡلِکَ مَنۡ اَھَانَکَ فَقَدۡ اَھَانَ اللّٰہَ۔

این فقیر را بہ سیر مرادی مبشر ساختند وشرک از عبادت او برداشتند و ندا دردادند کہ ''اَنۡتَ مِنَ الۡمُخۡلَصِیۡنَ بِفَتۡحِ اللَّامِ'' واز حضرت سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بایں بشارت مبشر شد: "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی" وارشاد کردند کہ از نسبت خاصہ من تراحظ وافرست

ترجمہ:

جو تیری زیارت کے لیے آیا' بخشا گیا' تو بخشا ہوا ہے۔ جو تجھ سے مصافحہ کرے گا' بخشا جائے گا۔ جو تیرے پاس مدفون ہوا اس کی مغفرت ہوئی ۔تو اس صدی کا مجدد ہے تو زمین میں ہمارا خلیفہ ہے۔

تو سارے عالم کا قطب ہے

میں نے مخلوض کو تیرے لیے پیدا کیا جس نے تیری توہین کی ۔اس نے اللہ کی توہین کی۔ اس فقیر کو سیر مرادی سے سرفراز فرمایا گیا اور شرک اس کی عبادت سے رفع کر دیا گیا اور غیب سے ندا آئی کہ تو مخلصین (بفتح لام) میں سے ہے اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ بشارت دی گئی کہ تیرا رابطہ مجھ سے ایسا ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کا اور یہ فرمایا کہ تجھے میری نسبت خاص سے بہرہ کامل نصیب ہے۔[115]

آپ کی زیارت کرنے والا نجاتِ اخروی سے سرفراز ہوگا

علوم عربیہ و دینیہ کے جید عالم' محدث اور فقیہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ) (ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی) جنہوں نے علم حدیث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ (م ۱۳۲۳ھ) اور حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۲ھ) سے اخذ کیا۔ مراحل سلوک کو طے کرنے کا آغاز حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (م ۱۳۱۴ھ) سے کیا اور تکمیل اسباق روحانی کے بعد حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) سے تمام سلاسل طریقت میں مجاز قرار پائے۔ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے "مجموعہ فوائد عثمانی" کی تصحیح کا فریضہ ادا کیا اور اس پر حواشی بھی تحریر

فرمائے۔ مطبوعہ ''مجموعہ فوائد عثمانی'' کے حواشی میں جہاں (ح) کا اشارہ ہے اس سے مراد ''حسین علیؒ'' ہے۔ بہت سے مردانِ حق نے آپ سے طریقۂ نقشبندیہ میں فیض پایا۔ درس قرآن وحدیث میں خاص ملکہ تھا۔ بدعت کے ردو ترویج سنت اور تبلیغ توحید کے لیے عمر بھر کوشاں رہے۔ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء) آپ کے مرید تھے۔

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد خان قدس سرہ کی زیارت کے لیے ''کھولہ شریف'' میں حاضر ہوئے اور اس وقت حضرت اقدس قدس سرہ اپنے بڑے بھائی ملک حاکم خان صاحب کے پاس جانے کے لیے حویلی سے باہر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کو تشریف لاتے دیکھا تو پر تپاک طریقے سے پیش آئے اور فرمایا:

''اچھا ہوتا اطلاع فرما دیتے تو علو والی اسٹیشن پر سواری کے لیے گھوڑا بھیج دیا جاتا۔ آپ پا پیادہ تشریف لائے بہت زحمت اٹھائی۔''

حضرت مولانا حسین علیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میں اس وقت محض اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی زیارت میرے لیے موجب نجات ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے مجھے القاء فرمایا ہے کہ جو شخص مولانا احمد خان صاحب کی زیارت کرے گا وہ نجاتِ اخروی سے سرفراز ہوگا اور آتش جہنم اس پر حرام ہوگی۔''

برائے تاکید آپ نے یہ جملے تین بار دہرائے۔

اس پر قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ نے انکساری اور تواضع سے فرمایا:

''مولانا آپ ہمارے بڑے ہیں۔ فقیر کے لیے آپ کی زیارت کے واسطے جانا باعث عز وشرف ہے۔''

حضرتِ اقدس قدس سرہ جس قدر تواضع فرماتے جاتے تھے۔ حضرت مولانا حسین علی

رحمۃ اللہ علیہ اسی قدر قسم کھا کر اس بشارت کا ذکر کرتے جاتے اور عقیدت سے پیش آ رہے تھے۔ اس واقعہ، بشارت کو سن کر تمام حاضرین وعقیدت مندوں پر ایک عجیب حالت طاری تھی اور دیر تک پوری مجلس کیف ومستی کے عالم میں مستغرق رہی۔ [۱۱۶]

حضرات خواجگان قدس اسرارہم کی روحانی زیارت کا شرف

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے خلیفہ، مجاز حضرت مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جن دنوں آپ سرہند شریف تشریف فرما تھے' ایک روز حضرت اقدس قدس سرہ عقیدت مندوں کی ایک کافی تعداد کے ہمراہ صبح سویرے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور مراقبہ فرما کر جب اپنے حجرہ شریف میں واپس تشریف لائے تو یہاں کئی دوسرے عقیدت مند آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ چائے تیار تھی لہٰذا حضرتِ اقدس قدس سرہ اور حاضرین مجلس کو پیش کی گئی۔

حضرت مولانا عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے چائے کو ہاتھ لگایا تو دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی' حضرت خواجہ محمد معصوم (م ۱۰۷۹ھ) حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی (م ۱۱۱۴ھ) خواجہ سیف الدین (م ۱۰۹۶ھ) اور خواجہ محمد زبیر (م ۱۱۵۳ھ) قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم روحانی طور پر تشریف فرما ہیں اور حضرت خواجہ محمد زبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدرے پیچھے ہٹ کر رونق افروز ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر اچانک احتراماً کھڑا ہوا تو چائے کی پیالی میرے ہاتھ سے گر کر قالین پر جا پڑی۔ اسی دوران حضرت اقدس قدس سرہ اور دوسرے عقیدت مند بھی حضرات خواجگان قدس اسرارہم کی روحانی تشریف آوری سے آگاہ ہوئے اور فوراً تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد یہ انفاس قدسیہ وہاں سے تشریف لے گئے۔ میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"حضور معافی کا خواستگار ہوں کہ میں نے اکابر مجددیہ کے احترام کی بجا آوری میں آپ پر سبقت کی۔"

حضرت اقدس قدس سرہ نے کمال لطف سے فرمایا:

''بھولے فقیر تو نے بالکل درست کیا ہے۔ اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔''[۱۱۷]

جن خوش قسمت صاحبان نے حضرت مولانا ابو السعد احمد خان کی زیارت کا شرف حاصل کیا وہ اس حقیقت کے معترف ہو جاتے تھے کہ آپ کی زیارت بابرکات سے اسلاف کرام کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ اللہ کریم نے آپ کو مقامات قطب الارشاد، قطب المدار اور قیوم زماں بارگاہِ ربانی سے سرفراز فرمایا تھا اور اصحاب خدمت آپ کے زیر امارت و سیادت عرفانی منازل طے کرتے تھے۔

مجاذیب کی امارت کا شرف

حضرت مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ جو ریاست بہاولپور میں مدارس عربیہ کے انسپکٹر رہے اور دوران ملازمت ہی حضرت اقدس قدس سرہ کی بیعت کا شرف حاصل کر چکے تھے اور کئی فوائد و انعاماتِ خداوندی انہیں نصیب ہو رہے تھے۔ انہوں نے ایک مجذوب کے صاحب تصرف و کمالات ہونے کا سنا اور اتفاقاً اس سے ملاقات ہونے پر سوال کیا کہ اس وقت سب سے بڑے بزرگ کون ہیں؟

مجذوب ان کا یہ سوال سن کر کچھ دیر مجذوبانہ انداز میں بولتا رہا اور اس نے کہا ''ہن ہن'' (یعنی موجود ہیں موجود ہیں) نیز یہ کہتے ہوئے اتنا کہہ گیا:

''جو بزرگ اس وقت سب سے بڑے ہیں تو انہیں جانتا ہے اور ان کے پاس تیری آمد و رفت بھی ہے۔''

حضرت مولانا سید جمیل الدین صاحب کہتے ہیں کہ اس مجذوب نے میرے پیر و مرشد قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کا نام تو نہیں لیا مگر حضرت قبلہ گاہی کی رفعت و شان کے بارے میں میرے خیال کہ ''اس وقت میرے شیخ تمام اولیائے عصر پر فضیلت رکھتے ہیں۔'' کی تصدیق ہو گئی اور اس سے مجھے بے حد مسرت ہوئی۔

اتفاق سے اس واقعہ کے بعد میں خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ سارا معاملہ عرض کیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے اسے سنا اور خاموشی اختیار فرمائی۔

کچھ عرصہ بعد میں خانقاہ سراجیہ شریف حاضر ہوا اور کسی کام کی وجہ سے میانوالی شہر جانا ہوا تو وہاں اس مجذوب کو دیکھا۔ میں جلدی سے اس مجذوب کے پاس گیا۔ اس مجذوب نے جونہی مجھے دیکھا تو یہ کہتے ہوئے بھاگ پڑا:

"ہن ہن" تو یہاں بھی میرے پیچھے آ گیا۔ وہاں (بہاولپور) سے تو نے مجھے نکلوا دیا تھا۔ کیا اب یہاں سے بھی نکلوانا چاہتا ہے؟"

میں میانوالی شہر میں متعلقہ کام سے فراغت کے بعد حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ شریف پر حاضر ہوا تو حضرت اقدس نے از خود دریافت فرمایا:

"شاہ صاحب! وہ مجذوب جو آپ کو بہاولپور ملا تھا۔ اس سے پھر کبھی ملاقات ہوئی؟"

میں نے حیرت زدہ ہو کر عرض کی کہ حضرت! آج وہ مجھے میانوالی (شہر) میں نظر آیا تھا۔ میں اس سے کوئی بات کرنا چاہتا تھا مگر وہ یہ کہتے ہوئے بھاگ گیا کہ تو یہاں بھی میرے پیچھے پڑ گیا ہے تو نے مجھے بہاولپور سے نکلوایا تھا' اب یہاں سے بھی نکلوانے آیا ہے۔

حضرت اقدس قدس سرہ یہ سن کر مسکرائے اور غالباً یہ فرمایا کہ ہاں اب اسے ہوش آ گیا ہے۔[118]

اہل خدمت کی سیادت کا منصب عالی

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب برادر محترم ملک محمد خان صاحب کوئٹہ میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز تھے۔ ان سے محکمۂ مال کے حسابات میں تین روپے اور بروایت بعضے ایک پیسے کی کمی پائی گئی۔ حکومت وقت نے اس جرم کو قابل تعزیر سمجھا اور آپ پر ایک مقدمہ بنا کر پانچ سال قید کا حکم سنا دیا۔

حضرت اقدس قدس سرہ کو اس کا علم ہوا تو آپ خانقاہ سراجیہ شریف سے کوئٹہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت مولانا غلام محمد دین پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م۱۹۳۶ء) کے ہاں قیام کیا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اپنی باطنی نسبت کو اس شدت کے ساتھ مستور کیا کہ حضرت مولانا باوجود کمالات، حضرت اقدس قدس سرہ کے احوال باطنی سے آگاہ نہ ہو سکے۔ چنانچہ ایک عام زائر کی حیثیت سے جو کی روٹی اور سالن کھانے کے لیے دیا گیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے رات وہاں بسر کی اور صبح کوئٹہ تشریف فرما ہوئے۔

کوئٹہ میں تشریف فرما ہونے کے بعد حضرت اقدس قدس سرہ کو روحانی طور پر معلوم ہوا کہ امور تکوینیہ کی انجام دہی کے لیے یہاں ایک صاحب مرتبہ خاتون مامور ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس خاتون صاحبہ کو طلب فرمایا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئیں تو حضرت اقدس قدس سرہ نے دریافت فرمایا "آپ نے میرے بھائی کی قید کے احکامات کیوں جاری کیے؟" اس پر اس خاتون صاحبہ نے معذرت کی کہ حضور! مجھے اس وقت خیال نہ آیا کہ وہ آپ کے بھائی ہیں۔ ان کے کاغذات میرے سامنے پیش ہوئے تھے اور میں نے ان کے حکم نامہ پر دستخط کر دیے۔ اب ان کی رہائی کے لیے کوشش کروں گی۔ چنانچہ اپیل دائر کی گئی اور ملک محمد خان صاحب کوئی آٹھ نو ماہ بعد رہا ہو گئے:

مبیں حقیر گدایانِ عشق را کایں قوم
شہانِ بے کمر و خسروانِ بے کلہ اند [119]

حضرت مولانا خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا
حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے بارے میں ارشاد

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ (م۱۹۷۸ء) سے منقول ہے کہ میری حیدر آباد دکن میں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو حضرت مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اپنے پیر و مرشد کے وصال مبارک کے بعد ایک عرصہ تک عالم سرگردانی میں مستغرق رہے۔ یہاں تک کہ حرمین

شریفین کی زیارت کے لیے عازم حجاز ہوئے تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہء انور کی زیارت سے مشرف ہوکر کشائش باطن حاصل کریں۔لیکن خیال آیا کہ تر دامنی میں اس مبارک ومقدس بارگاہ کی زیارت کو جانا نامناسب ہوگا لٰہذا وہ اس عقدہ کشائی کے لیے کئی بزرگوں کے پاس حاضر ہوئے لیکن خیال موصوف زائل نہ ہوا۔یہاں تک کہ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور المعروف خواجہ غریب نواز قدس سرہ (م ۶۳۳ھ) کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت نے ان صاحب کو خطاب فرمایا:

''فلاں دریا کے کنارے موضع کھولہ (ضلع میانوالی) میں فلاں بزرگ ہیں۔تمہارا حصہ ان کے پاس ہے''اور راستہ کی نشاندہی بھی فرمادی۔وہاں (کھولہ شریف) حاضر ہوئے تو حضرت اقدس مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کو مسند ارشاد پر متمکن پایا اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے بموجب شرفِ بیعت حاصل کر کے وہ کمالات ومقامات مشاہدہ کیے جو حیطہء تحریر میں نہیں آسکتے۔

حضرت قاضی صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی یہ واقعہ سننے کے بعد حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔[۱۲۰]

فصل نہم

اکابرین کی حضرت اقدس قدس سرہ سے محبت وعقیدت

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی آپ سے عقیدت

جب حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ (۱۸۸۵ء-۱۹۴۹ء) کی تفسیر عثمانی، حاشیہ قرآن مجید بر ترجمہ شیخ الہند حضرت محمود الحسن قدس سرہ (م ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) مدینہ پریس بجنور (ہندوستان) سے طبع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں آئی تو قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ نے بھی اس کا مطالعہ فرمایا- آپ نے بعد از مطالعہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک مکتوب گرامی تحریر فرمایا جس میں لکھا:

> ''آپ نے یہ تفسیر لکھ کر اہل اسلام پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے- میں تہجد کی نماز پڑھ کر روزانہ آپ کی درازی عمر کی دعا کرتا ہوں کہ یہ علمی فیضان آپ کی ذات سے برابر جاری رہے-''[۱۲۱]

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے وصال مبارک (۱۳۶۰ھ) کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) مخدوم زماں خواجہ خواجگان سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی، حضرت جان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (باگڑ والے) اور ڈاکٹر محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیو بند تشریف لے گئے تو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جو ان دنوں صاحب فراش تھے- انہوں نے کمال محبت سے مذکورہ بالا چاروں معزز مہمانوں کو اپنے دولت خانہ کے اندر بلوایا اور آغاز کلام یوں فرمایا:

> ''میرے خصوصی معالج مجھے زیادہ گفتگو سے منع کرتے ہیں لیکن میری لطافت اور فکری صلاحیتیں حالت مرض میں عام لوگوں کے برعکس زیادہ

ابھرتی ہیں اور جلا پاتی ہیں۔'' آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ''بعض لوگ ظاہری علوم پڑھتے ہیں اور کسی شیخ طریقت کی صحبت سے مستفید نہیں ہوتے جس کے باعث وہ خشک ملا رہ جاتے ہیں امور شرعیہ میں ایسے لوگوں کی تائید وتوثیق کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ کچھ لوگ علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں ان کی تائید و تصدیق بھی درخورِ اعتنا نہیں۔''

پھر آپ نے نائب قیومِ زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ کے شیخ راسخ فی العلم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علوم شرعیہ سے کما حقہ نوازا تھا اور انہوں نے شیخ کامل کی صحبت میں تمام منازلِ عرفاں کو بھی طے کیا تھا۔ میری تفسیر کے مطالعہ کے بعد جو گرامی نامہ انہوں نے مجھے لکھا ہے۔ اسے میں نے حرزِ جاں سمجھ کر محفوظ کر رکھا ہے اور اپنے اعزہ واقارب کو وصیت کی ہے کہ میری وفات کے بعد اسے میری قبر میں رکھ دیا جائے تاکہ میرے لیے نجات اخروی کا وسیلہ بن سکے۔''
[۱۳۲]

اہل طریقت کی ایمان افروزی کے لیے ہم حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کا جواب جو انہوں نے حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا تھا' یہاں زیب قرطاس کرتے ہیں:

''از بندہ شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ

بخدمت گرامی مکرم ومعظم جناب مولانا صاحب دامت برکاتہم

بعد سلام مسنون آنکہ۔ مدت ہوئی والا نامہ پہنچا تھا' میں مشغول بہت رہا پھر علیل ہو گیا۔ آنکھوں میں تکلیف تھی' جس سے نوشت وخواند کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ اب الحمدللہ افاقہ ہے۔

آپ جیسے بزرگ کی نظر عنایت اور دعوات صالحہ کا امیدوار ہوں۔ اگر میری کتاب اور

فوائد قرآن سے جناب کو دلچسپی ہوئی اور آپ کی نگاہ میں پسندیدہ ٹھہری تو میں اس کو اپنے لیے اور کتاب کے حق میں فال نیک سمجھتا ہوں۔ شاید وہاں بھی حق عالیٰ توشہ ءِ آخرت بنا دے۔ حسن خاتمہ کے لیے دعا فرما کر بندے کو ممنون فرمائیں۔

ازڈابھیل ضلع سورت

یوم عاشورا ۱۳۵۶ھ/ مطابق دسمبر ۱۹۳۸ء" [۱۲۳]

حضرت علامہ محمد سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی نظر میں حضرت اقدس قدس سرہ کا مقام ومرتبہ

حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ (م ۱۳۵۲ھ) قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی بہت قدر ومنزلت فرماتے تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ ایک بار حضرت علامہ قدس سرہ سے ملاقات کرنے کی غرض سے دیو بند تشریف لے گئے۔ دوران ملاقات حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ نے حضرت اقدس قدس سرہ سے فرمایا:

> "مولانا حدیث شریف کا درس دیتے ہوئے مجھے کبھی کبھی حلقہ ءِ درس میں عفونت کا احساس ہوتا ہے جبکہ پیشتر درس کی فضا لطافت و پاکیزگی سے معمور ہوا کرتی تھی۔"

جب دوسرے روز قیومِ زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ سے ملے تو حلقہ ءِ درس میں عفونت کے احساس کا تذکرہ کرتے ہوئے ان سے فرمایا:

> "آپ کے درس میں بعض طلبا کا بے وضو اور ناپاک حالت میں شریک ہونا آپ کے اس احساس اور ناگواری کا باعث ہے۔"

لہٰذا حضرت علامہ کشمیری نے جب تحقیق احوال فرمائی تو قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کا ارشاد صحیح ثابت ہوا۔ اس پر انہوں نے اپنے ہم عصر علماء کے سامنے حضرت اقدس قدس سرہ کی بے حد تعریف فرمائی اور فرمایا:

''حضرت مولانا احمد خان صاحب اس وقت سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے امام اور عارف کامل ہیں۔''

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی خانقاہ سراجیہ تشریف آوری

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ (م ۱۳۵۲ھ) حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ) کی دعوت پر میانوالی تشریف لائے۔ تشریف آوری کا مقصد بعض فروعی مسائل شرعیہ پر تصفیہ وتحقیق تھی۔ اس اجتماع میں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی (م ۱۹۶۵ء) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (م ۱۹۵۶ء) حضرت مولانا مرتضیٰ حسنؒ (م ۱۹۵۱ء) حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (م ۱۹۶۱ء) رحمہم اللہ اور دیگر اکابر علماء شریک تھے۔

حضرت اقدس قدس سرہ مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی ملاقات کے لیے میانوالی تشریف لے گئے اور آپ کو خانقاہ سراجیہ آنے کی دعوت دی جسے حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمایا۔

حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت احمد خان صاحب میرے پیر بھائی اور ہم مسلک ہیں مگر بدعات کی تردید میں شدت نہیں کرتے حالانکہ قرآن عزیز میں وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ کی نص قطعی ہے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ آیہء مبارکہ جہاد سے متعلق ہے اور اس کا مصداق کفار ہیں جس پر شدت کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر دین کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا کا ارشاد ہے۔ علامہ کشمیری قدس سرہ نے حضرت اقدس قدس سرہ کی رائے مبارک سے اتفاق فرمایا۔

حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے تو حضرت اقدس قدس سراہ نے خضاب بالسواد کے جواز میں جو عمدہ تحقیق کی تھی اسے اپنے تحقیقی مآخذ اور تفصیلات کے ساتھ حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا جس پر حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں ہر چند علمائے دیوبند کا اختلاف ہے تاہم اتنی گراں بہا تحقیق کے پیش نظر آپ کے لیے گنجائش کی صورت نکل سکتی ہے۔

حضرت اقدس قدس سرہ کی تحقیق کا ماحصل یہ ہے:

''مسلم شریف ''کتاب اللباس و الزینتہ ''میں حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: غَیِّرُوا ھٰذَا بِشَیٍٔ وَّاجْتَنِبُوا السَّوَاد ''(بالوں کی اس سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو) میں وَاجْتَنِبُوا السَّوَاد کی زیادتی تنقید رجال کے بعد ثابت نہیں۔ خلاصہء بحث یہ ہے کہ اس حدیث کے چار راوی ہیں جن میں دو ثقہ اور دو مدلس ہیں۔ مدلس راویوں کی روایت میں وَاجْتَنِبُوا السَّوَاد مروی ہے۔ جب دو ثقہ راویوں سے پوچھا گیا کہ ہل روی جابر واجتنبو االسواد تو انہوں نے کہا ''لا'' یعنی حضرت جابر نے واجتنبو االسواد کا جملہ نہیں کہا۔ پس غَیِّرُوا ھٰذَا بِشَیٔ کی روایت صحیحہ کہ سفید بالوں کا رنگ بدل لیا کرو ایک حکم عام ہے۔ خواہ سفیدی پر سیاہ رنگ کا خضاب کیا جائے یا اسے مہندی و وسمہ وغیرہ سے بدل دیا جائے۔[۱۲۵]

سب سے بڑے عارف کامل

حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے صفر ۱۳۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔ مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ علیہ (م ۱۹۴۱ء) ساکن مالیر کوٹلہ (ہندوستان) فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے ایک شاگرد اور مرید بیان کرتے ہیں کہ آپ کی وفات سے چند روز پہلے میں نے عرض کیا کہ حضرت اس زمانے میں سب سے بڑے شیخ طریقت کون ہیں؟ تو فرمایا:

''آج سب سے بڑے عارف کامل مولانا ابوالسعد احمد خان کندیاں والے ہیں۔''[۱۲۶]

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی
حضرتِ اقدس قدس سرہ سے محبت وعقیدت

تحریک ختم نبوت میں حضرات کرام خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بہت زیادہ خدمات ہیں۔ حضرت سید عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ھ) حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) اور حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۰ء) جو اس تحریک کے روح رواں رہے ہیں، ان سب حضرات کو حضرات کرام خانقاہ سراجیہ شریف سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ لدھا رام والے مشہور کیس میں راولپنڈی کی جیل میں قید تھے۔ حضرت مولانا ظہور احمد بگوی بھیروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۵ء) حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے جیل آئے تو حضرت شاہؒ نے حضرت مولانا بگویؒ کے ذریعے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے لیے یہ پیغام بھجوایا:

> ''آپ زندہ ہوں اور میں جیل کی کال کوٹھڑی میں بند رہوں، یہ بات مناسب نظر نہیں آتی۔''

ان دنوں مخدوم زماں خواجہ خواجگاں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی حضرات بگویہ کے مدرسہ عزیزیہ، بھیرہ۔ ضلع سرگودھا میں زیر تعلیم تھے۔ حضرت مولانا ظہور الدین بگویؒ نے حضرت سید عطاء اللہ کا یہ پیغام آپ کے ذریعے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں بھجوایا۔ جب حضرت اقدس کے پاس یہ پیغام پہنچا تو فرمایا:

> ''اگر علالت طبعی مائل نہ ہوتی تو میں شاہ جی کو ایک دن بھی جیل میں نہ رہنے دیتا۔'' اور پھر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا فرمائی۔

کچھ عرصہ بعد لدھا رام والے کیس کی سماعت شروع ہوگئی اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقدمہ سے رہائی پائی۔ [۱۲۷]

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیوم زماں قدس سرہ سے عقیدت

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۷ء) نے ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۶ء میں حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا صاحب مدظلہ (خانقاہ احمدیہ سراجیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کے نام اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا:

''حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو مجازین اور خلفاء کی زیارت کی سعادت اس عاجز کو حاصل ہوئی ہے۔ ایک کندیاں والے حضرت مولانا ابو السعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ حضرت اس سال دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے جب یہ عاجز ۱۳۴۵ھ میں وہاں دورۂ حدیث کا طالب علم تھا۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی جو بعد میں حضرت کے خلیفہ اور جانشین ہوئے، میرے ہم سبق تھے اور دوسرے حضرت مولانا حسین علی شاہ صاحب (واں بھچراں والے) حضرت مولانا (ابو السعد احمد خان صاحب) سے اس عاجز کو کچھ برائے نام استفادہ کی بھی سعادت حاصل ہوئی اور حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کا ذکر خیر انہی سے سنا۔ اس عاجز پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام یہ بھی ہے کہ مختلف سلسلوں سے تعلق رکھنے والے جن مقبولین کو پایا، سبھی کی زیارت اور محبت و عقیدت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' کے قانونِ رحمت کے تحت ان حضرات کے زمرہ میں شامل فرمائے۔''[۱۲۸]

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کا مراقبہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ (م ۱۹۶۲ء) نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) کی دعوت پر خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے۔ نمازِ عصر کے بعد حضرت قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے مزار مبارک پر تادیر مراقب رہے یہاں تک کہ مغرب کا وقت قریب آ گیا۔

مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت رائے پوری قدس سرہ نے حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ سے یہ ارشاد فرمایا:

''مولانا نماز کا وقت ہو گیا تھا ورنہ اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔''[۱۲۹]

دارالعلوم دیوبند میں حضرت اقدس قدس سرہ کا احترام

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) رقمطراز ہیں:

''ایک بار ہمیں معلوم ہوا کہ پنجاب کے ایک بہت بڑے پیر صاحب دارالعلوم تشریف لانے والے ہیں اور وہ رہنے والے ہیں میانوالی کے۔ ہم نے اپنے طالب علمی کے غرورِ فضول میں انہیں محض پیر ہی سمجھا اور ان کی زیارت کے لیے جانے کا کوئی اہتمام نہ کیا۔ جب وہ تشریف لا چکے تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب (سید محمد انور شاہ کشمیری) قدس سرہ العزیز بھی ان کی جائے قیام پر تشریف لے گئے تھے اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور پھر معلوم ہوا کہ حضرت نے انہیں خصوصی طور پر دعوتِ چائے بھی دی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب نے کتب خانے کو خصوصیت سے دیکھا پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب کا اپنا بھی بہت بڑا کتب خانہ ہے۔ جب پے در پے اتنی باتیں ہمارے ذہن میں در آئیں تو تعصب کم ہوا اور خیال آیا کہ وہ محض پیر نہیں بلکہ بہت بڑے عالم بھی ہیں۔ اس لیے ان کی زیارت ضرور کرنی چاہیے۔ یہ بات اب تک نقش بر سنگ ہے کہ ہمیں بڑا تعجب ہوا۔ جب ہم نے اپنے دوست مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کو وہاں بھی دو زانو سر جھکائے بیٹھے ہوئے دیکھا اور دیر تک ہم یہ سوچتے رہے کہ جب یہ اس طرح بیٹھے ہیں تو ضرور پیر صاحب کوئی بہت بڑے ولی اللہ ہوں گے۔''[۱۳۰]

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''ایک بار ملتان میں ورود ہوا تو برادرم حافظ محمد نصر اللہ خاکوانی کے ہاں
قیام کا اتفاق ہوا- حافظ صاحب دیوبند میں ہمارے ساتھ تھے اور اسی
زمانے سے ان کے ساتھ اخلاص چلا آتا تھا- ایک دن معلوم ہوا کہ
حافظ صاحب کے پیر صاحب آنے والے ہیں- حافظ صاحب کی
مروت سے ہمیں بھی ان کی زیارت کا موقع ملا-شرف زیارت کے بعد
معلوم ہوا کہ یہ تو وہی دیوبند والے پیر ہیں- حضرت مولانا احمد خان
صاحب ان کا اسم گرامی ہے- بہت بڑے عالم اور بہت بڑے کتب
خانہ کے مالک ہیں- خود زمیندار ہیں اور عام پیروں کی طرح محض
مسخرات پر گزارہ نہیں رکھتے-''[۱۳۱]

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ کا اظہارِ عقیدت

''چنانچہ حضرت شاہ صاحب (سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ العزیز کی عزت افزائی
اور ان معلومات (مذکورہ بالا) نے مل جل کر ان کی وقعت دل کی گہرائیوں میں اتار دی اور ہم
بدعقیدگی کے جراثیم سے صاف ہو کر دو چار باران (حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ)
کی خدمت میں بیٹھے-اس وقت اگرچہ مولانا عبداللہ صاحب لدھیانوی (قدس سرہ) ان کے
ساتھ نہیں تھے-مگر یہ معلوم ہو گیا کہ انہوں نے دیوبند سے واپسی کے وقت حضرت کی خدمت
میں سلوک وتصوف کے مراحل طے کرنے کے لیے قیام کیا ہوا ہے- پھر...... معلوم ہوا کہ
حضرت مولانا احمد خان صاحب قدس سرہ العزیز وفات پا چکے ہیں اور ان کی وصیت کے مطابق
حضرت مولانا عبداللہ صاحب ان کے جانشین مقرر ہوئے ہیں اور سب لوگوں نے ان کے
ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی ہے...... پوچھا ''کیا حضرت مولانا مرحوم کی کوئی اولاد نہیں تھی؟''
جواب ملا ''اولاد تو موجود تھی اور اتنی نااہل بھی نہیں تھی لیکن چونکہ مولانا محمد عبداللہ صاحب نیابت
وخلافت کے زیادہ اہل تھے اس لیے سجادہ نشینی ان کے سپرد کی گئی-''

یہ بات سنتے ہی حضرت مولانا احمد خان قدس سرہ العزیز کی حقیقی للہیت کا مقام منکشف

ہوااور اپنی محرومی پر حد سے زیادہ افسوس ہوا کہ ایسے بزرگ کی صحبت سے اپنے آپ کو محروم رکھا حالانکہ اگر مواقع نکالے جاتے تو ضرور نکل سکتے تھے اور میانوالی کچھ زیادہ دور بھی نہیں تھا اور ساتھ ہی یہ شوق دامنگیر ہوا کہ اب اپنے پرانے دوست اور ہم جماعت کی خدمت میں حاضری دی جائے اور یہ سوچا کہ حضرت مولانا احمد خان مرحوم جیسے بزرگوں کی نظر انتخاب جس پر پڑی ہے آخر وہ بھی کیا کیا کچھ نہیں ہوگا۔'' [۱۳۲]

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہارِ عقیدت

حضرت مولانا محبوب الٰہیؒ لکھتے ہیں:

''قیومِ زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے کمالات وفضائل، حسن تلقین و موعظت، تربیت سالکین میں کمال دل سوزی، اتباعِ شریعت میں کامل رسوخ، بدعات سے اجتناب کی ترغیب، فرقہ بندی سے بیزاری، علوم دینیہ خصوصاً تفسیر وقرآن سے انتہائی شغف، تحقیق وتدقیق مسائل میں بغایت جانفشانی، درویشوں کی ہمہ جہت نگرانی، ان کی ظاہری وباطنی اصلاح میں پوری تندہی، کتابوں سے عشق، ان کی آرائش کا شوق، استغنائے تام اور اخفائے کمال، یہ اور دوسرے بے شمار اوصافِ حسنہ اور ان سے متعلق واقعات اس قدر ہیں کہ انہیں حیطۂ تحریر میں لانا زبانِ قلم کے بس کی بات نہیں۔'' [۱۳۳]

فصل دہم

کشف وکرامات

اللہ کریم نے دین حق کی تبلیغ وترویج کے لیے اپنے پیارے انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معجزات سے نوازا اور اولیائے کرام کو کشف وکرامات سے سرفراز فرمایا۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰/۱۹۴۱ء) اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی مرید کو محروم نہیں رکھا ہر شخص کو حسب استعداد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض وبرکات سے بہرہ ور کیا ہے۔ تعلیم وتربیت کا یہ دور مکمل ہو چکا ہے اور اب آرزو ہے کہ اگر ذات باری تعالیٰ فرصت عطا فرمائے تو ایک نئے دور کا آغاز ہو۔ پہلے کی طرح طالبانِ حق کو داخل طریقہ کروں اور انہیں وصول الی اللہ کی تمام منازل طے کراؤں۔ جس مجلس میں حضرت اقدس قدس سرہ نے یہ ارشاد فرمایا اس میں جس قدر متوسلین سلسلہ موجود تھے' تمام کو بیک وقت ترویج طریقہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سرخیل اولیا واتقیا تھے اور آپ کو اللہ کریم نے طریقۂ عالیۂ نقشبندیۂ مجددیہ میں قیوم زمانِ بارگاہ ربانی اور قطب الارشاد اور قطب المدار کا مقام نصیب فرمایا تھا۔ آپ کی ذات والا صفات سے ایک زمانے کے طالبین و سالکین مستفید ہوئے۔ تلقین وتربیت' مذاکراتِ علمیہ' توضیح ارشاداتِ احوال اور بیان اسرار و رموز عرفانی کرتے وقت آپ سے سینکڑوں کشف وکرامات کے واقعات ظہور پذیر ہوئے جن میں سے چند بطور تبرک یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

مرید صادق کے خیال سے مرشد کامل کی آگاہی

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) نے بعض دوستوں سے ذکر فرمایا کہ سلوک

کے ابتدائی دور میں ایک بار خانقاہ شریف جاتے ہوئے لالہ موسیٰ کے اسٹیشن پر مجھے ایک نفسانی خیال آیا کہ لطف کی بات جب ہے کہ خانقاہ شریف پہنچنے پر حضرت صاحب (حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ) مجھے زردہ اور پلاؤ کھلائیں۔

جس وقت (خانقاہ شریف) پہنچا دستر خوان بچھا ہوا تھا اور لنگر سے کھانا تقسیم ہو رہا تھا اور عام کھانا روٹی سالن میرے سامنے بھی آ گیا۔ ابھی کھانا شروع نہ کیا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ بعجلت تمام تشریف لے آئے اور میرے پاس کھڑے ہو کر خادم سے فرمایا کہ عرشی صاحب کے سامنے سے یہ کھانا اٹھا لو اور اندر سے زردہ پلاؤ جو تیار ہے لا کر ان کو کھلاؤ' آج ان کا جی زردہ پلاؤ کھانے کو چاہتا ہے۔ میں یہ سن کر شرمندگی سے زمین میں گڑ گیا۔

چنانچہ زردہ پلاؤ آ گیا اور کھا بھی لیا مگر عرصہ ء دراز تک شرمسار رہا۔ شیخ کے کشف و کرامت کا یہ منظر دیکھ کر ایسی ہیبت اور رعب طاری رہا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تزکیہ ء نفس کے سلسلہ میں میری مدد فرمائی۔ [۱۳۴]

توجہ شیخ سے حل اشکال

قیومِ زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے والد بزرگوار ملک مستی خان رحمۃ اللہ علیہ کی قابل کاشت زمین تین چار ہزار کنال تھی جو آپ کے چار بھائیوں کے زیر انتظام کاشت ہوتی تھی۔ آپ کھولہ شریف میں گنج فقر کے امین تھے اور دوسرے بھائی مالک و متصرف زمین تھے۔ آپ کسی فصل پر بھی اپنے حصہ کا مطالبہ نہ کرتے تھے بھائیوں کا خود ہی دل چاہتا تو فصل پر ایک بوری چنا زمین کی پیداوار کے طور پر بھیج دیا کرتے تھے۔ جبکہ زمین میں آپ کا حصہ چھ سو کنال (چاہی' بارانی اور سیلابی ہر قسم کے قطعات کے مطابق) بحساب علاقہ تھل چھ مربع بنتا تھا مگر آپ اسی ایک بوری چنا پر راضی تھے اور کچھ مطالبہ نہ تھا۔

جب خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کے زائرین' مریدین' عقیدت مندوں اور سالکین طریقت کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہونے لگا تو بعض دردمند اور مخلص احباب و خدام کے

مشورہ سے آپ نے اہل وعیال اور خدام کے لیے ایک مستقل قیام گاہ اور خانقاہ کی تعمیر کا فیصلہ فرمایا۔ طے پایا کہ خانقاہ کے لیے موزوں جگہ کا انتخاب کرنے سے قبل حضرتِ اقدس خدام کو تقسیم جائیداد کے مسئلہ پر اپنے برادران گرامی المرتبت سے بات چیت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

لہٰذا آپ کی اجازت سے میاں اللہ یار صاحب اور میاں مواز خان صاحب آپ کے برادرِ بزرگ جناب ملک غلام محمد صاحب سے بات کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ دونوں صاحبان کو یہ تشویش لاحق تھی کہ کہیں تقسیم جائداد کا نام سن کر حضرت اقدس کے برادرانِ گرامی برہم نہ ہو جائیں۔ لہٰذا دونوں صاحبان نے حضرتِ اقدس کی طرف متوجہ رہتے ہوئے ادب و احترام کے ساتھ ملک غلام محمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا:

''حضرت صاحب کے لنگر اور اہلِ خانہ کا خرچ کافی بڑھ گیا ہے۔ لہٰذا یہ قرار پایا ہے کہ اگر حضرت کی زمین کا حصہ الگ کر دیا جائے تو خدام اسے آباد کر لیں گے۔ یہ حضرت کے لیے موجب راحت ہوگا' اور اخراجات کی تنگی بھی رفع ہو جائے گی۔''

یہ سن کر ملک غلام محمد صاحب حیران کن خندہ پیشانی کے ساتھ فوراً اٹھے اور کہا:

''بہت اچھا' آپ دونوں میرے ساتھ چلیں' میں ابھی زمین کی پیمائش کر کے نشاندہی کیے دیتا ہوں۔'' چنانچہ تقریباً پانچ سو کنال رقبہ تھل اور سو کنال سیلابی قطعات پیمائش کر کے زمین پر برجیاں نصب کر دیں۔ زمین کی تقسیم کے بعد جب میاں اللہ یار صاحب اور میاں مواز خان صاحب کھولہ شریف میں حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں واپس پہنچے تو عرض کیا

''حضور ہم نے آپ کی کرامت اور تصرف کا مشاہدہ کیا ہے۔ ملک غلام محمد صاحب سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے بلا چون و چرا رقبہ تقسیم کر دیا ہے اور ہم حد بندی کرنے کے بعد برجیاں قائم کر کے آ رہے ہیں۔''[۱۳۵]

زیارت مرشد کامل ذریعہ نجاتِ اخروی ہے

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ) (واں بھچراں والے) ایک دفعہ ریل گاڑی سے (علووالی اسٹیشن پر) اتر کر پاپیادہ کھولہ شریف میں قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے پاس تشریف لائے۔۔ جس وقت وہ کھولہ شریف میں داخل ہو رہے تھے حضرت اقدس قدس سرہ نے اپنے برادر محترم جناب حاکم خان صاحب کے پاس جانے کے لیے حویلی سے باہر تشریف لا رہے تھے۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ عیلہ کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور فرمایا:

> ''اچھا ہوتا آپ اطلاع فرما دیتے تو علووالی اسٹیشن پر سواری کے لیے گھوڑا بھیج دیا جاتا۔ آپ پاپیادہ تشریف لائے بہت زحمت اٹھائی۔''

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''میں اس وقت محض اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی زیارت میرے لیے موجب نجات ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ خاص سے مجھے القاء فرمایا ہے کہ جو شخص مولانا احمد خان صاحب کی زیارت کرے گا' وہ نجات اخروی سے سرفراز ہوگا اور آتش دوزخ اس پر حرام ہوگی۔''

برائے تاکید آپ نے یہ جملے تین بار دہرائے۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے از روئے انکسار و تواضع فرمایا کہ مولانا آپ ہمارے بڑے ہیں۔ فقیر کے لیے آپ کی زیارت کے واسطے جانا باعثِ عزوشرف ہے۔ حضرتِ اقدس قدس سرہ جس قدر تواضع کا اظہار فرماتے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اسی قدر قسم کھا کر اس بشارت کا ذکر کرتے اور بے حد محبت وعقیدت سے پیش آتے۔ اس واقعہ بشارت کو سن کر تمام حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

عجیب فرمائش کی تکمیل

بعد ازاں حضرت اقدس قدس سرہ اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ ملک حاکم خان صاحب کے ڈیرہ پر تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے تشریف فرما ہوئے- دوران گفتگو فقر و درویشی کا ذکر ہوا تو باتوں باتوں میں ملک حاکم خان صاحب کہنے لگے کہ آپ لوگ خود کو پیر فقیر کہتے ہیں آج ہمیں بھی کوئی کرامت دکھائیں کہ ہم آپ کی فقیری کے قائل ہوں-

حضرت اقدس قدس سرہ کی غیرت فقر میں جوش آ گیا اور فرمایا:

''بھائی صاحب! آپ کس قسم کی کرامت دیکھنا چاہتے ہیں؟''

ملک حاکم خان صاحب کو اور تو کچھ نہ سوجھی بس یہ کہہ بیٹھے کہ آپ ہمیں جنات دکھا دیں-

آپ نے فرمایا: ''اچھا اپنی آنکھیں بند کر لیں-'' آنکھیں بند کرتے ہی ملک حاکم خان صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے والے درخت کی شاخوں کو پکڑے ہوئے بے شمار جنات زمین تک لٹک رہے ہیں اور وہ اپنے پاؤں کو ایک دوسرے کے ساتھ چمٹائے ہوئے ہیں- پھر آپ نے فرمایا کہ آنکھیں کھول دو-

اب تمام حاضرین کو کھلی آنکھوں سے جنات نظر آنے لگے- بھیانک شکلیں، سر بڑے بڑے، قد درخت کی شاخوں سے زمین تک دراز- البتہ آنکھیں لمبی لمبی اور انسانی آنکھوں کے برعکس ان کا طول اوپر نیچے تھا- سب پر دہشت اور خوف طاری ہو گیا- فرمائش کرنے والے ملک حاکم خان صاحب اور دیگر اہل قریہ کا یہ حال ہوا کہ تمام حواس باختہ ہو گئے- یہ نظارہ سب نے دیکھا- حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان میں شامل تھے-[۱۳۷]

مژدۂ بارانِ رحمت

ایک دفعہ سخت خشک سالی پیش آئی- بارش نہ ہونے سے خلق خدا بے حد پریشان تھی- لوگوں نے حضرت اقدس قدس سرہ سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کی- حضرت پیر

عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت مسجد میں سو رہے تھے- حضرت اقدس قدس سرہ نے میاں مواز خان اوران کے دوسرے دو ساتھیوں کو جو اس وقت وہاں موجود تھے فرمایا:

''تم تینوں میں سے کوئی پانی کے گھڑے بھر بھر کر عبداللہ شاہ صاحب پر جو مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں ڈالے- انہیں ٹھنڈا کرنے سے امید ہے کہ انشاء اللہ خوب بارش ہوگی-''

مواز خان صاحب نے عرض کیا- ''حضرت! میں ابھی یہ خدمت انجام دیتا ہوں-''

حضرت اقدس قدس سرہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ خیال رکھنا کہ اگر پانی سر کی طرف ڈالو تو سر کی طرف ہی ڈالتے رہنا اور پاؤں کی طرف ڈالو تو پاؤں کی طرف ڈالتے رہنا-'' حسب ہدایت مواز خان صاحب نے پانی کے بارہ گھڑے بھرے اور یکے بعد دیگرے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں کی طرف ڈالنا شروع کر دیے- پہلی مرتبہ جل پانی ڈالا گیا تو شاہ صاحب نے رخ سے چادر ہٹا کر دیکھا اور پھر منہ ڈھانپ کر بڑے سکون کے ساتھ لیٹے رہے- نہ کروٹ بدلی اور نہ ہی کچھ استفسار کیا کہ کیا ہو رہا ہے؟ کون پانی ڈال رہا ہے اور کیوں ڈال رہا ہے؟ غالباً اپنے کشف وجدانی سے اس امر کا مقصد سمجھ گئے اور لیٹے لیٹے بارش کی دعا کرتے رہے-

تھوڑی دیر بعد شمالی جانب سے ایک زوردار آندھی آئی اور آناً فاناً بادلوں کی شکل اختیار کر گئی- چنانچہ اس قدر بارش ہوئی کہ تقریباً سو امیل کا علاقہ جل تھل ہو گیا اور بفضل خداوندی خشک سالی کا اثر جاتا رہا اور خلق خدا کی جان میں جان آئی-

''وما کان ھٰذا الا من فضل اللہ ببرکۃ دعاء اولیائہ'' [۱۳۸]

جنات کی ارادت

مولانا جمیل الدین احمد میرٹھیؒ نے فرمایا کہ بعض واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مسلمان جن بھی آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے کیونکہ بارہا دیکھنے اور سننے میں آیا کہ اگر حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جاتا جو حضرت اقدس قدس سرہ کے

خلاف مزاج ہوتا تو جنات حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو پریشان کرنا شروع کر دیتے تھے اور وہ اس طرح کہ مثلاً انہوں نے آلو کاٹنے کے لیے رکھے اور چھری لینے اندر تشریف لے گئیں۔ چھری لائیں تو دیکھا کہ آلو غائب ہیں۔ پھر کسی کام سے کمرے میں تشریف لے گئیں اور کوئی بکس کھولا تو دیکھا کہ وہ آلو وہاں رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح جنات بار بار چیزوں کو الٹ پلٹ کرنے لگ جاتے تھے۔ پھر جب وہ بات رفع ہو جاتی تو جنات بھی اپنی حرکات سے باز آ جاتے تھے۔[۱۳۹]

تاثیر توجہ

ایک مرتبہ حضرت اقدس قدس سرہ نے بہ سلسلہ مطائبات مولانا جمیل الدین احمد میرٹھی سے فرمایا کہ جب ہمارا عقد ثانی ہوا تو ایک روز ہماری خوش دامن صاحبہ نے فرمائش کی کہ آپ اپنی خصوصی توجہ میری بیٹی پر بھی مبذول فرمائیں۔ ہم نے جو توجہ کی، تو ذرا تیز پڑ گئی اور بیگم صاحبہ کی چیخ نکل گئی۔ یہ دیکھ کر خوش دامن صاحبہ ہمارے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگیں کہ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اسے آج ہی ولیہ بنا دو۔ رفتہ رفتہ بناؤ' کچھ آج بناؤ' کچھ کل بناؤ۔ ان کی یہ بات سن کر سب گھر والے ہنسنے لگے اور ہم بھی ہنس پڑے۔[۱۴۰]

فیضانِ نظر

سردار علی خان بھٹی (ساکن کوٹلہ' ضلع گجرات) نے حضرتِ اقدس قدس سرہ کے ایک مرید عبدالجلیل صاحب سے یہ واقعہ سنا کہ آپ دورانِ سفر ایک جگہ قیام پذیر ہوئے۔ اس قصبہ میں ایک سید صاحب نے فرمایا کہ آج کل پیروں فقیروں نے دکانداری چلا رکھی ہے اور خلق خدا کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ حضرت اقدس قدس سرہ کے گوش گزار کیے گئے۔ آپ نے اگلے روز انہیں دس بجے ملاقات کی دعوت دی۔ شاہ صاحب جونہی حضرتِ اقدس قدس سرہ کے کمرے میں داخل ہوئے آپ نے ان پر توجہ فرمائی اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو شاہ صاحب نے حضرت اقدس قدس سرہ کے قدموں

پر سر رکھ دیا اور بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا ''ابھی تمہیں بیعت نہیں کریں گے۔ پہلے یہ دیکھو کہ کونسا سودا اس دکان میں موجود نہیں ہے۔'' اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دورانِ سفر تمہیں بیعت نہیں کریں گے البتہ اگر خانقاہ سراجیہ آ جاؤ تو وہاں داخل طریقہ کر لیں گے۔'' چنانچہ وہ خانقاہ سراجیہ تشریف لا کر داخل طریقہ ہوئے۔ ایک ماہ قیام کیا اور ان مقاماتِ عالیہ پر فائز ہوئے جو سالہا سال کی ریاضت کے بعد نصیب ہوتے ہیں۔[۱۴۱]

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب

حضرت سید مغیث الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۱ھ) نے فرمایا کہ حضرت اقدس قدس سرہ نے حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہء اطہر کی زیارت کی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہء اقدس پر اس وقت حاضر ہوئے جب مواجہ شریف کے پاس کوئی فرد موجود نہ تھا۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کیا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب مبارک اپنے کانوں سے سنا۔[۱۴۲]

عذابِ قبر سے نجات

حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ (زندہ ۱۹۷۲ء) جو قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے خلیفہء مجاز تھے' کا بیان ہے کہ ہم حضرت غلام محمد صاحب قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ لے کر ان کی ذاتی زمین میں تدفین کے لیے پہنچے' قبرستان بھی پاس ہی تھا۔ قبر ابھی کھودی جا رہی تھی' لہٰذا جنازہ وہاں رکھ کر ہم سب بیٹھ گئے۔ میں نے ایک قبر کے پاس بیٹھ کر مراقبہ کیا اور دیکھا کہ قبر میں مدفون شخص آگ میں جل رہا ہے' یہ دیکھ کر مجھے پسینہ آ گیا اور میرے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ قریب ہی تشریف فرما تھے چنانچہ کسی نے میرے اس مشاہدے کو آپ تک پہنچا دیا۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے بنفس نفیس وہاں مراقبہ کیا' خصوصی توجہ مبذول فرمائی اور

یوں لب کشا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا نصف عذاب دور کر دیا ہے اب اس کے پسماندگان سے کہو کہ وہ اسے ختم قرآن شریف کا ایصالِ ثواب کریں جس سے باقی عذاب بھی ٹل جائے گا۔[۱۴۳]

ختم قرآن شریف کے ایصال ثواب کی برکت

چنانچہ انہوں نے حضرت اقدس قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق عمل کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا عبدالستار صاحب دوبارہ اس شخص کی قبر پر گئے اور مراقبہ کیا۔ دیکھا کہ اس سے عذابِ الٰہی دور ہو گیا اور وہ جنت میں مقیم ہے۔[۱۴۴]

کشف بے کیف

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی قوت کشفیہ کے بارے میں آپ کے جانشین نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ ایک زمانہ میں فقیر کا کشف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ جو شخص سامنے آتا اس کا تمام حال الم نشرح ہو جاتا تھا۔ فقیر نے بارگاہِ الٰہی میں بالحاح وزاری دعا کی کہ مجھ سے یہ حالت اٹھالی جائے۔ دعا بحمدہ تعالیٰ قبول ہوئی مگر اب بھی اتنی باقی ہے کہ جس کے حال پر میں خود توجہ کرتا ہوں۔ اس کی پوری حالت منکشف ہو جاتی ہے۔ حضرت سیدنا و مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو کشف بے کیف سے نوازا تھا جس کی حقیقت بفرمان خواجہ محمد معصوم قدس سرہ یہ ہے: ''اشیا ہم چنانکہ باشند بر عارف منکشف می شوند'' (دفتر اول مکتوبات)[۱۴۵]

متشدد کے برگشتہ دین ہونے کا کشف

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ آپ نے کسی متشدد مولوی کے متعلق (نام اچھی طرح میں

سن نہیں سکا) فرمایا کہ وہ عنقریب مرزائی یا چکڑالوی ہو جائے گا اور یہ بات میں قرائن کی بنا پر قیاساً نہیں کہتا بلکہ میں ایسا دیکھ رہا ہوں۔"[۱۴۶]

بیماری سے شفا نصیب ہوگئی

مستری ظہور الدین صاحب کا بیان ہے کہ وہ مسجد خانقاہ کی چھت کے نیچے پلستر کر رہے تھے۔ ناگاہ اوپر سے بہت سا گیلا مسالہ جو چھٹا تو ان کے منہ پر آ کر گرا۔ تر بتر چونا قلعی بہت سی مقدار میں آنکھ کے اندر اتر گیا اور وہ درد کی شدت سے بے تاب ہو گئے۔ لوگوں نے ان کو پکڑ کر چارپائی پر لٹا دیا۔ حضرت تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آنکھ تو جاتی رہی، اگر نہیں گئی تو یقیناً جاتی رہے گی مگر کسی طرح یہ درد تھم جائے تو غنیمت ہے۔ مستری صاحب کا بیان ہے کہ اس وقت میرے سر میں درد کی یہ کیفیت تھی کہ گویا کسی اوزار سے کھوپڑی کو توڑا جا رہا ہے۔ حضرت سلمہ نے فرمایا جلدی ان کو کسی ہسپتال میں لے جاؤ اور خواہ کچھ ہی خرچ ہو جائے، بلا تامل علاج کراؤ مگر مستری صاحب نے عرض کیا: حضرت درد اور تکلیف سب منظور ہے، الا حضور کے قدموں سے دور جانا گوارا نہیں۔ اس کے بعد حضرت کئی بار حال پوچھنے کے لیے تشریف لائے۔ پھر ایک مرتبہ کسی خادم کے ذریعہ دریافت فرمایا۔ مستری صاحب نے عرض کیا کہ مجھے درد سے جو تکلیف ہے، سو ہے مگر اس سے زیادہ تکلیف حضور کے بار بار قدم رنجہ فرمانے کی ہے۔

اس پیغام کا پہنچنا تھا کہ جذبۂ شفقت جوش میں آ گیا اور وہ وقت خوش رونما ہو گیا جس کا وقت مقرر نہیں۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اس شان کے ساتھ اٹھے کہ بلا اجابت لوٹنے والے نہ تھے۔ مولانا مغیث الدین صاحب مستری صاحب کی طرف دوڑتے گئے اور بشارت دی کہ حضرت دعا فرما رہے ہیں اور میں آپ کی انگلیوں میں سے اجابت کا نزول مشاہدہ کر رہا ہوں۔ تم کہو کیا حال ہے؟ مستری صاحب نے کہا "الحمد للہ بالکل اچھا ہوں۔ درد کا نام ونشان نہیں رہا اور آنکھ بھی صحیح وسلامت ہے۔" دوسرے لمحہ میں مستری جی اسی طرح پاڑ پر بیٹھے کام کرتے نظر آتے تھے۔[۱۴۷]

وسعتِ روحانیت

حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان کے خلیفہء مجاز حضرت قاضی صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) آپ کے وجودِ روحانی کا مشاہدہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''مجھے اوائل سلوک میں بعض اوقات دنیا کی طرف رغبت ہوتی تھی مگر چاہتا تھا کہ یہ بھی زائل ہو جائے اور اپنے خیال ناقص میں یہ سمجھتا تھا کہ حضرت اقدس قدس سرہ کی خانقاہ شریف میں عمدہ قسم کی زیب وزینت اور بیش قیمت ساز وسامان موجود ہے- لہٰذا شیخ کو اسبابِ دنیوی کی طرف کسی مصلحت سے رغبت ہے اور میری یہ رغبت اسی کا عکس ہے- چنانچہ رغبت دنیوی کے ازالہ کی نیت سے ایک مجذوب کے پاس گیا جو پہاڑ کی ڈھلوان چوٹی پر بیٹھا رہتا تھا- ہر چند وہ ایک مجذوب تھا اور علم سے ناآشنا بھی مگر اس نے نہایت عارفانہ گفتگو کی- دریں اثنا حضرت اقدس قدس سرہ روحانی طور پر ایسے عظیم ووسیع وجود کے ساتھ جلوہ گر ہوئے کہ سر آسمان تک پہنچا ہوا تھا- ایک ہاتھ جنوب اور دوسرا شمال کو محیط تھا جس کے آگے اس مجذوب کی ہستی لاشئی ہوگئی- میں وہاں سے واپس آیا اور اپنے خیال سے تائب ہوا- پھر مولا کریم نے مجھے رابطہ ومحبت شیخ میں رسوخِ کامل عطا کیا-'' [۱۴۸]

تمام امراض کا یک دم زائل ہو جانا

حضرت قاضی صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) نے ایک بار خانقاہ شریف میں قیام فرمایا اور بیمار ہو گئے- اطبا نے ان کی نبض وغیرہ دیکھ کر عرض کیا کہ یہاں کی گرمی کی وجہ سے ان کے ارواح طبعی جل چکے ہیں- لہٰذا یہ ایبٹ آباد رہ کر اپنا علاج معالجہ کرائیں- حضرتِ اقدس قدس سرہ نے انہیں ایبٹ آباد جانے کی اجازت مرحمت فرمائی- قاضی صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کو یہ خیال گزرا کہ اب خانقاہ شریف میں مزید قیام ممکن نہیں۔ نیز یہاں کی حاضری اور تحصیل کمالات سے بھی محروم رہ جائیں گے۔ چنانچہ طبیعت میں سخت افسردگی پیدا ہوئی۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کے تاثرات کو پڑھنے کے بعد ان پر ایک نگاہ التفات ڈالی جس سے تمام امراض کا ازالہ ہو گیا۔ اطبا نے دیکھا تو حیران رہ گئے کہ چشم زدن میں تمام امراض کیسے زائل ہو گئے۔ [۱۴۹]

مکمل صحت وتوانائی کا نصیب ہونا

حضرت قاضی صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کو دردسر کی مسلسل تکلیف رہتی تھی جو کسی طرح دور نہ ہوتی تھی۔ اس دوران حضرت اقدس قدس سرہ نے کرم فرما کر آپ کو طریقہء پاک کی اجازت ان الفاظ کے ساتھ عطا کی کہ جس طرح میرے شیخ نے مجھے اجازت دی ہے اسی طرح میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت کے ساتھ کہا کہ حضور! میں مختلف عوارض جسمانی دردسر وغیرہ میں مدتِ مدید سے مبتلا ہوں۔ لہٰذا اس بارِ امانت کے اٹھانے کی تاب نہ لا سکوں گا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے یہ سن کر فرمایا: ''فکر نہ کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل صحت وتوانائی عطا فرمائے گا۔'' چنانچہ آپ کے اس فرمان کے بعد قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام عوارضِ جسمانی دردِسر وغیرہ کافور ہو گئے اور بحمدہ تعالیٰ طاقت و صحت بھی کمال ہو گئی۔ [۱۵۰]

قبر مبارک سے ندا آنا

حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خلیفہء مجاز حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے سوانح حیات مرتب کرنے کے سلسلہ میں ۷/ جولائی ۱۹۷۲ء کو خانقاہ سراجیہ شریف بلایا گیا۔ آپ نے رات خانقاہ میں قیام کیا۔ سحری کے وقت اٹھے اور حضرت اقدس قدس سرہ کے مزار پر انوار کی جانب چل دیے۔ جب احاطہء مزارات شریف میں داخل ہوئے تو مدتِ مدید کے بعد حاضر ہونے کا احساس دامنگیر ہوا جس کی ندامت کے باعث وہیں

ٹھہر گئے۔ چنانچہ حضرت اقدس قدس سرہ کی قبر مبارک سے یہ ندا آئی:

اے دوست بیا کہ ما تر ائیم
بیگانہ مشو کہ آشنائیم

"یعنی اے دوست آ جا کہ ہم تیرے ہیں۔ بیگانگی اختیار نہ کر کہ ہم تیرے آشنا ہیں۔"

اس ارشاد سے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو تسلی ہوئی۔ انہوں نے مزار کے قریب بیٹھ کر سوا گھنٹہ مراقبہ کیا اور بعد ازاں فرمایا کہ آج حضرت اقدس قدس سرہ کے مزار پر میں نے اللہ تعالیٰ کے ان انوار و تجلیات کا بعینہ مشاہدہ کیا ہے جو حرمین شریفین میں قیام کے دوران دیکھے تھے۔ [۱۵۱]

عقیدت شیخ اور مرید نوازی کا انمول واقعہ

کھولہ شریف میں قیام کے دوران حضرت اقدس قدس سرہ نے مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ (زندہ ۱۹۷۲ء) کو "گل میری" اور "نانگی" سے مرغیاں لانے کے لیے بھیجا۔ ان ہر دو مقامات کا فاصلہ کھولہ شریف سے بارہ تیرہ میل تھا۔ چنانچہ حضرت مولاناؒ کمر بستہ ہو گئے اور منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ اس ریگ زار کو آپ دوڑتے ہوئے طے کر رہے تھے۔ اثنائے سفر ایک نورانی چہرہ والے سفید ریش بزرگ ملے۔ انہوں نے سلام مسنون کے بعد حضرت مولاناؒ سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔ کچھ دیر میرے پاس ٹھہر جاؤ حضرت مولانا نے جواب دیا:

"میرا خضر کھولہ شریف میں پیچھے بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے مجھے "گل میری" اور "نانگی" سے مرغیاں لانے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا اجازت دیجیے میں ٹھہر نہیں سکتا"

اس پر سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا: "مبارک ہو مبارک ہو۔"

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو قصبوں سے مرغیاں لے کر ایک ٹوکرے میں ڈالیں جسے وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اور تیز رفتاری سے واپسی کا سفر شروع کیا۔ نمازِ مغرب موضع

ٹبی کی مسجد میں ادا کی - مگر مرغیوں کا ٹوکرا ذہن سے اتر گیا - جب حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''عبدالستار! تم آ گئے، ہماری مرغیاں کہاں ہیں؟'' اس پر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو یاد آیا کہ مرغیوں کا ٹوکرا مسجد میں چھوڑ آئے ہیں - چنانچہ اسی وقت دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے - ٹوکرے کو اٹھایا اور حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں لے آئے - حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ اپنے سفر کی کیفیت بیان کرو - چنانچہ انہوں نے سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات کا واقعہ من وعن بیان کر دیا - حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا: ''تمہیں خضر علیہ السلام کو اس انداز سے جواب دینے کا طریقہ کس نے سکھایا؟'' مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کی بدولت'' اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے آپ کو گلے لگا لیا اور فرمایا: ''مرحبا! مرحبا''۔ [۱۵۲]

کشف صدور اور انوار الٰہیہ کی بارش کا واقعۂ عجیب

حضرت مولانا ظہور الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۵ء) اپنے بھائی حضرت مولانا نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۴ء) کو لے کر حضرت اقدس مولانا ابو السعد احمد خان کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ شریف حاضر ہوئے - حضرت اقدس قدس سرہ اس وقت تسبیح خانہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے دست مبارک میں ایک تسبیح تھی - حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ بزرگ ہیں تو انہیں تسبیح کی کیا حاجت ہے؟ آپ نے اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''مولانا! یہ تو یاری لگانے کی نشانی ہے۔''

پھر مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے خیال کیا کہ اگر یاری لگانا مقصود ہے تو پھر تعداد کی کیا ضرورت؟ حضرت اقدس قدس سرہ نے ایک دانہ پکڑا اور اسے نیچے گرا کر فرمایا:

''حضرت! چوبیس ہزار ہو گیا - یہاں تھکاوٹ اور گنتی نہیں ہے۔''

مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے انوار الٰہیہ کی اس بارش کو جو حضرتِ اقدس قدس سرہ پر ہو رہی تھی، مشاہدہ کیا اور طریقۂ پاک میں داخل ہو گئے۔'' [۱۵۳]

مہاجن کے قرض سے غریب کی خلاصی

میاں نامدار خان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس قدس سرہ میرے پھوپھی زاد بھائی محمد بخش کی دعوت پر ''گل میری'' تشریف لے گئے- محمد بخش ایک ساہوکار بھانو کا مقروض تھا جو اسے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں بار بار تنگ کیا کرتا تھا- وہ یہاں حضرت اقدس قدس سرہ کی موجودگی میں بھی آ دھمکا اور حساب بے باق کرنے کا مطالبہ کیا- حضرت اقدس نے اسے اپنے بہی کھاتے لانے کے لیے کہا- جونہی وہ گھر پہنچا تو درد اعصاب میں مبتلا ہو گیا اور جب بہی کھاتے لایا تو ان میں محمد بخش کا حساب کتاب سرے سے مفقود تھا- وہ تمام حسابات جن کا اندراج اس نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا صفحات سے یکسر محو ہو چکے تھے- حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک اونٹ لے لو اور اس کا حساب بے باق کر دو- مگر وہ برابر یہی کہتا چلا جا رہا تھا کہ حضور! میری جان بخشی فرمائی جائے- میں اس سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کرتا- آخر الامر محمد بخش نے حضرت اقدس قدس سرہ کی دعا و برکت سے مہاجن کے اس طویل سلسلہ حسابات سے نجات پائی-[۱۵۴]

جامع کمالات ہستی

میاں نامدار کا بیان ہے کہ ہم حضرت اقدس قدس سرہ کی زمین میں ہل چلا رہے تھے' سخت گرمی کا موسم تھا- اتنے میں آپ گھر سے باہر تشریف لائے اور مجھ سے مخاطب ہوئے کہ احمد لانگری کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا کیا ہے- اگر مولا کریم تمہیں بھی کوئی فرزند عطا فرمائے تو کس قدر مقامِ مسرت ہو- میاں صاحب موصوف نے جواب دیا کہ یہ حضور کی دعا اور کرم نوازی ہو گی- دریں اثنا حضرتِ اقدس کا ایک مرید لنگر کے لیے سر پر اچار کا ایک بڑا برتن رکھے کندیاں کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا- آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''ہمارے ساتھیوں کو سفر میں سخت تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے-'' اس کے بعد آپ نے مغرب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''درویشو اور دوستو! دعا کرو یہاں کوئی ریلوے سٹیشن بن جائے جس سے آمد ورفت میں سہولت ہو۔''

میاں نامدار صاحب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت اقدس قدس سرہ کی تین کرامتوں کا بہ چشم خود مشاہدہ کیا:

ریلوے سٹیشن بن گیا

جس سمت آپ نے اشارہ کیا تھا' خانقاہ سراجیہ ریلوے اسٹیشن وہیں بنا۔

اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا

اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا کیا۔

بیمار بیٹے نے صحت کاملہ پائی

فرزند مسعود ولادت کے چند روز بعد سخت بیمار ہوا اور اس نے آپ کی دعا سے صحت کاملہ پائی۔ بحمد للہ حیات ہے اور صاحب اہل وعیال ہے۔

میاں نامدار صاحب کا کہنا ہے کہ ہم سالہا سال حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں رہے۔ آپ نے کسی معاملے میں کبھی تعلی یا تمکنت کا اظہار نہیں فرمایا۔ ہمیشہ تواضع وانکسار ہی کو شعار بنایا۔ البتہ جب کسی کام کے بارے میں حضرتِ اقدس قدس سرہ یہ فرما دیتے تھے کہ اگر اس طرح ہو جائے تو بہت اچھا ہو۔ اس وقت ہمارا دل گواہی دیتا تھا کہ آپ کا یہ ارشاد اب تقدیر الٰہی کی صورت وارد ہونے والا ہے اور کائنات کی کوئی چیز اسے رد نہ کر سکے گی۔ [۱۵۵]

صفائے باطن

حضرت اقدس قدس سرہ کی فراست' حدس اور صفائے باطن کا ایک واقعہ حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ مستری ظہور الدین احمد مسجد خانقاہ سراجیہ کی تعمیر کیا کرتے تھے اور بعض اوقات حضرت اقدس قدس سرہ مسجد کے صحن میں اس طرح بیٹھے ہوتے

تھے کہ مستری صاحب کی طرف آپ کی پشت مبارک ہوتی تھی- اسی حالت میں اگر مستری صاحب کوئی اینٹ ذرا بھی ترچھی یا آگے پیچھے لگا دیتے تو حضرت اقدس قدس سرہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے بغیر رخ پھیرے فرما دیا کرتے تھے کہ مستری صاحب یہ اینٹ ذرا ترچھی لگ گئی ہے- یہ منظر دیکھ کر ہم حیران ہوتے تھے- نہ رہا گیا' دریافت کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ غلط اینٹ کے لگتے ہی میری طبیعت میں خلجان سا ہونے لگتا ہے (تحفۂ سعدیہ: ۲۰۶' حاشیہ ۳)-

تزکیہ وتصرف

مولانا عرشیؒ اپنے رسالہ تحفہ سعدیہ (ص ۲۴۳) میں لکھتے ہیں:

ناچیز نے بیعت کے بعد تنہائی کا موقع پا کر حضرت (مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات کچھ ایسے وسوسے دل میں اٹھتے ہیں جن سے میں لرز جاتا ہوں- آج تک مطالعہ کتب سے' غور وفکر سے' اعتبار واستبصار سے دل کو مطمئن کرنے کی بہتیری کوشش کرتا رہا ہوں لیکن شکوک وشبہات کا جو مرض عارض ہو چکا ہے' وہ دور نہیں ہوتا- اس کا کیا علاج؟ آپ نے فرمایا- یہ مرض مطالعہ کتب وغیرہ سے نہیں جایا کرتا- اس کا واحد علاج صحبت شیخ ہے- اس کے بعد ایک مرتبہ سید عبدالسلام صاحب نے مجھ سے کہا کہ شیخ کے حضور میں صرف بیٹھ جانا بھی اصلاح باطن اور تزکیۂ خیالات کا اثر رکھتا ہے- خواہ اس صحبت میں کچھ گفت وشنید نہ ہو- افہام وتفہیم نہ ہو' پند ووعظ نہ ہو- آفتاب پھلوں اور میووں پر صرف اپنی روشنی ڈال دیتا ہے اور کچھ نہیں کرتا بس اتنی سی بات سے وہ پک کر رسیلے بن جاتے ہیں اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں- چاند کا نورانی مکھڑا پھولوں کے صرف سامنے آجاتا ہے تو اس کا دیدار ہی ان میں گونا گوں رنگ پیدا کر دیتا ہے اور ان کو خوشبودار بنا دیتا ہے- اسی طرح شیخ کی صرف صحبت کے انوار اور اس کے دیدار کی برکت مرید کو کچھ سے کچھ بنا دیتی ہے:

در صحبت ما قطرہ شود گوہر شہوار
از دل صدفِ پاک دہانیم جہاں را

سید صاحب کی اس تقریر کی صداقت مجھے واقعات سے معلوم ہوئی۔ حضرت کے بیعت ہونے والوں میں ڈاڑھی منڈے، بے نماز، مبتدع، مرتکب منہیات وغیرہ ہر قسم کے لوگ دیکھے مگر جہاں تک میرا مشاہدہ ہے۔ آپ نے نہ کبھی کسی کو اس کے غیر مستحسن طور وطریق پر ٹوکا اور نہ احکام شرع کی پابندی کا سختی سے حکم دیا۔ بلکہ صرف توجہ باطن سے کام لیا اور وہ بشرطیکہ پوری عقیدت کے ساتھ کچھ صحبت سے مستفید رہا ہو آخر کسی غیر محسوس تصرف سے پابند شریعت اور متقی و پارسا بن گیا:

نگاہ مست تو آنرا کہ مستفید کند
ہزار پیر خرابات را مرید کند

فصل یازدہم

فرمودات ومعمولات

رعب ووقار اور تواضع وانکساری

آپ لوگوں میں تشریف فرما ہوتے تو عام انداز رعب ووقار کا مظہر ہوتا۔ آپ خاموش ہوتے تو تمام مجلس سکوت اختیار کرتی اور مجالس حضرات نقشبندیہ کے مطابق آپ کی یہ خاموشی بھی اہل مجلس کے لیے روحانی فیض کا ذریعہ ہوتی۔ جب حاضرین سے خطاب فرماتے تو مرید و عقیدت مند آپ کے ارشادات مبارک کے متوالے بن جاتے اور جب سنجیدہ تقریر فرماتے تو سامعین پیکر ادب ہوتے تھے اور جب کبھی کبھار کوئی لطیفہ سناتے تو مجلس کشت زعفران بن جاتی۔ [۱۵۶]

ایک روز آپ تسبیح خانے میں کسی کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ اور چند دیگر اشخاص حلقہ بستہ پاس بیٹھے تھے۔ ابر چھایا ہوا تھا۔ ناگہاں بارش ہونے لگی تو آپ باہر سے اپنی جوتی اٹھالانے کے لیے خود ہی اٹھے اور اس عجلت کے ساتھ اٹھ کر باہر نکلے کہ کسی خادم کو اس کام کے لیے مسابقت کا موقع نہ مل سکے۔ [۱۵۷]

نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) اور مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) خانقاہ سراجیہ شریف کے کتب خانہ سعدیہ کی فہرست مرتب کرنے میں مشغول تھے کہ حضرت اقدس قدس سرہ ادھر تشریف فرما ہوئے۔ قبل اس کے دونوں صاحبان چٹائی پر آپ کے تشریف فرما ہونے کے لیے جگہ خالی کرتے حضرت اقدس قدس سرہ چٹائی سے نیچے ہی جلوہ افروز ہو گئے۔ [۱۵۸]

روحانی عظمت و وجاہت کے باوجود اپنی تعظیم اور بزرگانہ نمائش کا خیال مطلق نہیں فرماتے تھے بلکہ اس سے نفرت تھی اور آپ کے کمالات کی سربلندی کی ایک شان یہ بھی تھی کہ

تواضع وانکسار کا سر خدام کے سامنے بھی بلندی نہ چاہتا تھا۔ ۱۵۹

آپ کی خاص نشست گاہ کا خوشنما کمرہ تسبیح خانہ کہلاتا تھا۔ جس میں قالین کا فرش بچھا تھا۔ اس کے اگلے پہلو میں درویش خانہ کا وسیع کمرہ تھا جو اس وقت کچی عمارت تھی۔ اس میں ایک چٹائی بچھی تھی اور دیواروں سے لگی ہوئی چارپائیاں پڑی رہتی تھیں۔ آپ خدام وذاکرین کی خاطر نوازی ودل افزائی کے لیے کبھی کبھی اس کمرے میں تشریف لاتے تھے اور اسی شکستہ و گرد آلود چٹائی پر بلا تکلف بیٹھ کر حاضرین کو اپنے ارشادات سے مستفیض فرماتے تھے۔ ۱۶۰

اتباع کتاب وسنت

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ کا ہر فعل وعمل سنت کے سانچہ میں ڈھلا ہوا ہے۔ لباس وپوشش، خورد ونوش، نشست وبرخاست، سلام وکلام وغیرہ ہر امر میں شرعی آداب اس طرح ملحوظ رہتے ہیں جو ایک فقیہ و محدث کی شان کے لائق ہیں اور متوسلین ومعتقدین کو بھی اتباع سنت کی تاکید رہتی ہے۔

چنیوٹ میں عزیزی مرزا محمد شریف شرقی کے نومتولد بچے کے لیے تعویذ آپ نے لکھ کر عطا فرمایا تو ارشاد کیا کہ چمڑے میں منڈھوا کر پہنانا چاہیے۔ چاندی کا تعویذ لڑکوں کے لیے جائز نہیں۔ ۱۶۱

نفاست پسندی

لباس وپوشاک میں صفائی میں نفاست مرغوب ہے۔ کوئی ناگوار بو فوراً طبیعت کو مکدر کر دیتی ہے اور نزلہ وزکام یا متلی کی شکایت ہونے لگتی ہے۔

قصبہ سمندری میں ایک مرتبہ حقے کے متعلق ارشاد فرمایا: ''اس کو شرعاً مکروہ قرار دینا محض تکلف ہے۔ بلکہ اس میں کراہت طبعی ہے۔'' پھر فرمایا: ''علاقہ سوات کے علماء اس کو حرام کہتے ہیں اور اس کی حرمت کے حکم میں ان کو یہاں تک غلو ہے کہ جس کھیت میں تمبا کو بویا جائے تاوقتیکہ متواتر دو چار فصلیں کسی اور جنس کی اس زمین میں کاشت نہ کی جائیں وہ پاک نہیں ہوتی۔''

اتفاق سے اگلے روز ایک سوداگر تمبا کو کے ہاں دعوت ہوگئی۔ میزبان نے تمبا کو کے گودام ہی میں دسترخوان بچھایا۔ حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے تو تمبا کو کی دھانس سے سب کا دم گھٹنے لگا۔ آپ نے رومال ناک پر رکھ لیا۔ دوسرے لوگ بھی چھینک پر چھینک لینے لگے۔ بعض لوگ سرگوشیاں کرنے لگے کہ جگہ بدلوائی جائے۔ مگر آپ نے اشارہ فرمایا کہ میزبان کو یہ تکلیف ہرگز نہ دی جائے۔ پھر آپ نے طبیعت کو ضبط کرنے کی بہت کوشش کی۔ آخر مجبور ہو کر اٹھے اور دوسرے اصحاب سے فرمایا: ”سب بیٹھے رہیں میں اکیلا واپس چلا جاتا ہوں۔“ اس ارشاد کے موافق سب بیٹھے رہے۔ صرف نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نعلین مبارک لے کر ساتھ اٹھے۔ قیام گاہ پر پہنچے تو طبیعت اس قدر خراب تھی کہ پھر اگلے وقت تک کھانا تناول نہیں فرما سکے اور ہنس کر فرمایا کہ علمائے سوات کے فتوے کی حقیقت آج معلوم ہوئی۔[۱۶۲]

تلاوت وتدبر قرآن مجید

ایک روز فرمایا: ”میں روزانہ قرآن مجید کی ایک منزل پڑھتا ہوں جس پر تقریباً چالیس منٹ صرف ہوتے ہیں۔ پہلی منزل ذرا بڑی ہے اس پر پانچ چھ منٹ زیادہ لگتے ہوں گے۔ یا ہر منزل قریباً چالیس منٹ میں ختم ہو جاتی ہے۔ تلاوت کے کسی سلسلے میں قرآن کے معانی و مطالب پر غور وتدبر کرنے کا موقع بھی پیش آتا رہتا ہے اور بعض اوقات کسی مشکل مقام کے متعلق کوئی ایسی تاویل سوجھ جاتی ہے جو کسی متداول تفسیر میں نظر سے نہیں گزری۔“

تصورِ شیخ سے خواطر بند ہو سکتے ہیں

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) فرماتے ہیں:

بیعت کے بعد پہلی مرتبہ (جب حضرت اقدس قدس سرہ نے) جو مجھے ذکر خفی کا طریقہ بتایا تو میں نے عرض کیا، اس وقت کوئی تصور بھی چاہیے۔ تو معاً آپ نے فرمایا: ”نہیں نہیں تصور کوئی نہیں۔“ کئی روز کے بعد میں نے عرض کیا کہ ذکر میں خطور خواطر سے پناہ نہیں ملتی تو آہستہ

سے فرمایا: ''اگر اس وقت یہ خیال کر لیا جائے کہ گویا شیخ کے سامنے بیٹھا ہوں تو خواطر بند ہو سکتے ہیں۔'' پھر خاکسار کی حاضری خانقاہ کے ایام میں صاف فرما دیا کہ شیخ کا تصور ہی حصولِ کمال کے لیے سب سے زیادہ موثر ذریعہ ہے۔

ناظرین بے خبر نہیں کہ تصور شیخ کا معاملہ ہر چند ایک اصح و احسن امر ہے مگر موردِ اعتراضات ضرور ہے۔ پس اوپر کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ ایک نو مرید کو اس نازک تعلیم کے ساتھ مانوس کرنے کے لیے جو تدریجِ عمل اختیار فرمائی گئی وہ کس قدر حکیمانہ اور پر احتیاط تھی۔

رابطہ شیخ حصولِ قرب کے لیے مفید تر واسلم تر ہے

موضع سمندری کی ایک مسجد میں ایک شخص کو بیعت کرنے کے بعد (حضرت اقدس قدس سرہ نے) حاضرین سے فرمایا:

حصولِ مراتب کے تین طریقے ہیں۔ (۱) ذکر اسم ذات' (۲) ذکر نفی و اثبات (۳) رابطۂ شیخ

رابطہ صحبت اور تصور سے حاصل ہوتا ہے مگر ہمارے مشائخ اس کا حکم کم فرماتے ہیں۔ مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ''کیا یہ خطرناک ہے؟'' حضرتِ اقدس قدس سرہ نے فرمایا ''نہیں بلکہ معترضین و متشککین کے فتنے سے بچنے کے لیے ورنہ یہ طریقہ حصول قرب کے لیے مفید تر اور اسلم تر ہے۔''

اتباع شریعت اور رابطہ شیخ پر خاتمہ بالخیر نصیب ہونے کی امید ہے

ہمارے مشائخ نے اس (کی اہمیت) پر بڑا زور دیا ہے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر اتباع شریعت اور رابطۂ شیخ حاصل ہے تو انشاء اللہ خاتمہ بالخیر ہونے کی امید ہے۔

رابطہ شیخ کے مشروع و مستحسن ہونے کی اقویٰ دلیل

رابطۂ شیخ کے مشروع و مستحسن ہونے کی اس سے اقویٰ دلیل اور کیا ہوگی کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت کے تمام لوگ اس کے قائل ہیں- مولوی خلیل احمد صاحب انبہیٹوی مرحوم نے شرح ابی داؤد (جلد پنجم، صفحہ ۵۸) میں باب: ''ماجاء فی خاتم الحدید'' کے حاشیہ پر بذیل حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ، تصورِ شیخ کے مشروع ہونے کے دلائل پیش کیے ہیں- یہ مثال ان علماء کی ہے جو اپنی غایت احتیاط کی وجہ سے اہل نمو کے نزدیک بدنام اور وہابیت سے منسوب ہیں- ورنہ صوفیا کے دفاتر اس کی تائید سے لبریز ہیں-

محبت شیخ تمام کمالات کی اصل ہے

'پھر فرمایا: شیخ کی محبت تمام کمالات کی اصل ہے- اگر یہ ہے تو پھر کسی چیز کی ضرورت نہیں- اس سے خود شیخ کے کمالات کا عکس مرید پر پڑ جاتا ہے- پھر توجہ کی بھی ضرورت نہیں لیکن اگر ہو فبہا ورنہ بلا توجہ بھی کمالات حاصل ہو سکتے ہیں-

رسالۂ قشیریہ کے مؤلف (امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیریؒ، م ۴۶۵ھ) پر اپنے پیر کی عظمت کا اس قدر غلبہ تھا کہ ان کی مجلس میں جاتے وقت سوءِ ادب کے خیال سے خائف ہوتے، غسل کرتے، روزہ رکھتے، پھر ڈرتے ڈرتے جاتے اور فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے جسم میں سوئی چبھوئی جائے تو مجھے خبر نہ ہوتی-

حضرت مرزا جانجاناں مظہر الشہید علیہ الرحمۃ (م ۱۱۹۵ھ) کے ایک مرید پر اپنے پیر کی اطاعت کا جذبہ اس قدر غالب تھا کہ ہر کام پوچھ کر کرتے- حتیٰ کہ اگر قے آنے لگتی تو بھی اپنا گلا پکڑے ہوئے مرزا صاحب کے حضور میں آتے اور پوچھتے: حضرت قے کروں یا نہ کروں؟

حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا بھی یہی حال تھا کہ کوئی کام پیر سے پوچھے بغیر نہ کرتے- تنور میں روٹی لگانے کی خدمت ان کے سپرد تھی- ایک دن حسب عادت پوچھنے آئے- حضرت تنور میں روٹی لگاؤں؟ ابوحفصؒ اس وقت کسی کے ساتھ گفتگو میں مشغول

تھے، ملتفت نہ ہوئے۔ انہوں نے پھر وہی سوال کیا مگر جواب نہ پایا۔ تیسری مرتبہ پھر وہی سوال دہرایا۔ ابوحفصؒ نے دق ہو کر کہا: "تم خود کیوں نہیں تنور میں جا پڑے۔" یہاں تعمیل میں کیا دیر تھی، گئے اور فوراً تنور میں کود پڑے:

عاشقانرا گر در آتش مے پسند لطفِ دوست
تنگ چشمم گر نظر بر چشمۂ کوثر کنم

(حافظ)

آں گرم رو بعشق سزد کمالِ شوق
پروانہ وش بآتشِ سوزاں دروں رود

(جامیؒ)

تھوڑی دیر کے بعد حضرت ابوحفص کو خیال آیا کہ وہ حکم تعمیل سے ٹلنے والا نہیں۔ مبادا تنور میں کود پڑے۔ فوراً مریدوں کو لنگر خانہ کی طرف دوڑایا۔ مرید وہاں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تنور میں پڑے ہیں اور بال بیکا نہیں ہوا:

کسے کہ سوخت بداغِ خلیل می داند
کہ آتشِ دگراں است، عشق دباغ من است [۱۶۴]

وہابیت کی رو، اعتقاد، محبت اور ادب کا اٹھ جانا

پھر فرمایا: آج کل ایسی وہابیت کی رو چل گئی ہے کہ اعتقاد، محبت اور ادب یکسر اٹھ گیا۔ بیعت بھی ہے، انتساب سلسلہ بھی، ورد و وظائف بھی، مگر محبت و اعتقاد نہیں اور مراسم ادب کی پابندی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فیوض بھی کم پہنچتے ہیں۔ حضرت حاجی دوست محمد صاحب مرحوم اپنے مرشد حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہ کی خدمت میں تھے تو ان کے بیت الخلاء کا قدمچہ خود اپنے ہاتھ سے صاف کرتے:

تا ابد رنگ کمالات نگیرد ہرگز
ہر کہ خاکِ درِ مے خانہ برخسار نرفت

حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جو کچھ پایا ہے۔ شیخ کی محبت سے پایا ہے اور حضرت شاہ سعید صاحب حاجی صاحب سے معانقہ کر کے ان کے حق میں فرماتے:

''انہوں نے جو کچھ پایا ہے ہماری محبت سے پایا ہے اور ہم کو بھی ان کے ساتھ جو محبت ہے وہ رفقاء میں سے کسی کے ساتھ نہیں۔ وہ ان میں سے خاص درجہ رکھتے ہیں۔'' [۱۶۵]

دشمن کے ساتھ مناسب سلوک

ایک مرتبہ مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ (م ۱۹۴۷ء) نے حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا: ''اگر کوئی شخص علماء کی توہین وتضحیک کا عادی ہو، امورِ دین مثل تعمیر مسجد و اصلاح میں حارج اور رسوم جاہلیت اور بدعات کا حامی اور مروج ہو۔ کیا اس کے حق میں بددعا کرنا اور اس کی تخریب وتباہی کے لیے کوئی عمل کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔'' پھر کسی قدر وقفہ کے ساتھ فرمایا: اگر ایسی ہی قبولیت دعا کی امید ہے تو کیوں نہ یہ دعا کی جائے کہ وہ نیک بن جائے۔ علماء کی تعظیم کرے اور امورِ دین کا حامی ہو:

گڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دو [۱۶۶]

فرقہ بندی سے کوسوں دوری

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دیوبندی اور بریلوی علماء کے اختلافات مشہور ہیں۔ علاقہ تھل میں خود ایک خانوادے کی دو صوفی جماعتوں میں وہ شدید اختلاف برپا ہے کہ مذکورہ اختلافات بھی اس کے آگے ہیچ ہیں۔ ایک روز حضرت اقدس (قدس سرہ) کے نام ایک فریق کے کسی مولوی صاحب کا خط آیا۔ اصل عبارت تو مجھے یاد نہیں، مگر خلاصہ مطلب یہ تھا کہ فلاں مولوی صاحب کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور بالاستقلال حاجت روا و مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ آپ ان کے اس عقیدے کی تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب؟ حضرت نے خط پڑھ کر فرمایا:

''دیکھو یہ لوگ خواہ مخواہ ہم کو بھی اپنے فتنہ وفساد میں حصہ دار بنانا چاہتے ہیں- اگر ہم اس خط کا جواب دیں تو لامحالہ ہم کو ایک فریق کا ساتھ دینا پڑے گا اور فرقہ بندی سے ہم کوسوں دور بھاگتے ہیں-''

میں نے عرض کیا: ''حضرت! اس کا بہتر علاج یہ ہے کہ خط کا جواب ہی نہ دیا جائے-''

فرمایا: ''ہاں بے شک یہی بہتر علاج ہے-''[۱۶۷]

سجدے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا

مولانا غلام محی الدین ساکن مجوکہ مضافات سرگودھا میں مشہور اہل حدیث عالم تھے- ان کا ایک کتب خانہ بھی تھا- ہمیشہ تقویٰ اور اعتدال کی راہ پر گامزن رہتے- حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے اور چار پانچ روز قیام کے دوران اپنا تعارف تک نہ کرایا- رخصت ہوتے وقت اتنا کہا کہ آپ کا باطنی معاملہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے' اسے تو آپ ہی بہتر جانتے ہوں گے- میں نے تو یہ دیکھا کہ نماز اور اس کے واجبات کی ادائیگی میں آپ کا عمل کامل طور پر سنت مطہرہ کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی ذات مجدد کی حیثیت رکھتی ہے- البتہ آپ کا سجدے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا کتب احادیث سے ثابت نہیں- حضرت اقدس قدس سرہ نے فوراً بیہقی شریف منگوا کر متعلقہ حدیث پیش کی جس سے وہ مطمئن ہو گئے-

ترجمہ حدیث شریف

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا- حالانکہ آپ پاس ہی لیٹے ہوئے تھے- پس میں نے آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپ سجدے میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ایک دوسری کے ساتھ مضبوطی سے ملی ہوئی تھیں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف تھا- پس میں نے سنا کہ آپ یہ فرما رہے تھے: اے اللہ میں تیری ناراضی سے

تیری رضا کی' تیرے عذاب سے تیری عفو کی اور تجھ سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں- تیری حمد وثنا کرتا ہوں اور تیرے اوصاف کا احاطہ نہیں کرسکتا (تا آخر حدیث) (السنن الکبریٰ مع الجوہر النقی' امام بیہقیؒ -طبع: حیدرآباد دکن' کتاب الصلوٰۃ' جلد۲ صفحہ ۱۱۶)۔

فروعی مسائل میں تشدد کرنے والے پر عذابِ قبر

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ کتب خانہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ شریف میں ایک رسالہ نظر سے گزرا- جس میں ہندوستان کے اندر نماز جمعہ کی فرضیت ثابت کی گئی تھی- حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

> "اس مسئلے پر علماء میں بہت اختلاف ہے اور افسوس ہے کہ وہ باہم نہایت تعصب وتشدد سے کام لیتے ہیں- اس میں شک نہیں کہ جمعہ کی فرضیت قطعی ہے اور اس کے شرائط ظنی ہیں- پس مجوزین اور مانعین دونوں اپنی اپنی جگہ دلائل سے تمسک رکھتے ہیں- کسی فریق کو تشدد نہیں کرنا چاہیے- حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں کہ "دریں مسئلہ دست بگریباں نباید شد۔"

پھر فرمایا: "ایک مرتبہ میں حضرت مرحوم (یعنی حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ) کی معیت میں تھا- ایبٹ آباد سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں ایک مقام پر ایک مولوی صاحب نے حضرت مرحوم کی خدمت میں عرض کیا کہ یہاں قریب ہی میرے استاد صاحب مرحوم کی قبر ہے- اگر حضور فاتحہ پڑھتے جائیں تو بڑی خادم پروری ہو- حضرت مع خدام وہاں تشریف لے گئے- فاتحہ پڑھی- ہمارے حضرت سلمہ (حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ اس وقت صاحب قبر کی حالت منکشف ہوگئی اور معلوم ہوا کہ مسئلہ جمعہ کے بارے میں تشدد کرنا ان کا شیوہ تھا اور اس بنا پر انہیں عذاب ہو رہا تھا- [۱۶۹]

طلب شہرت موجب فتنہ ہے

ایک مرتبہ خوشاب کے قیام میں حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ نے فرمایا:

''اس تحصیل کے ایک گاؤں میں ایک مولوی صاحب فرعون کے بہت معتقد تھے اور اس کو حضرت فرعون علیہ الرحمۃ کہا کرتے اور فتوحات مکیہ سے اس کے ایمان پر مرنے کی دلیل پیش کیا کرتے تھے- حالانکہ قرآن مجید اس کے کفر پر ناطق ہے اور قرآن وحدیث کے فیصلے قطعی ہیں- فتوحاتِ مکیہ وغیرہ کتابوں کی بہت سی باتیں مکاشفات کی قبیل ہیں اور کشف میں غلطی کا امکان ہے- لوگ قرآن مجید اور حدیث شریف سے تو مناسبت پیدا کرتے نہیں- تصوف میں منہمک رہتے ہیں اور صوفیہ کے اقوال سے متمسک ہو کر قرآن کی تاویل کرنے لگتے ہیں اور فتنہ برپا کر دیتے ہیں-''

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا- ''اس فتنہ پردازی سے شہرت تو ہو جاتی ہے- اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا: ''ہاں بے شک شہرت ہو جاتی ہے-''

پھر فرمایا: ''ہمارے نواح میں ایک مولوی صاحب علم کی تحصیل کر کے آئے اور آتے ہی یہ فتویٰ دے دیا کہ خانگی گدھا حلال ہے- اس فتوے پر لوگوں میں ایک شور مچ گیا- ایک مولوی صاحب بحث کے لیے آئے- قرب وجوار کے دیہات سے بہت سی مخلوق جمع ہو گئی- گدھے کو حلال کرنے والے مولوی صاحب بولے- بھلا میرے فتوے سے کوئی گدھے کا گوشت کھانے لگا تھا- میں تو صرف اپنی شہرت چاہتا تھا- سو دیکھیے اللہ کے فضل سے یہ تدبیر کارگر ہوئی- بیس بیس کوس تک نام ہو گیا- ایک مخلوق میرے دیکھنے کو چلی آئی اور گدھا وہی حرام کا حرام رہا اور نہ مجھے کوئی نہیں پوچھتا تھا-'' ۷۰

کتمانِ حال واخفائے کمال

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

کتمانِ حلال واخفائے کمال حضرت اقدس قدس سرہ کا خاصہ ہے ظاہر بین آپ کو صرف ایک سفید پوش بزرگ سمجھے گا اور اگر کسی کو ذرا علمی ادراک ہوا تو وہ آپ کو زیادہ سے زیادہ ایک عالم دین اور واقف مسائل سمجھ لے گا اور بس- باقی نہ ہوحق کے نعرے ہیں' نہ سکر ومحویت کی باتیں' نہ لباس تقویٰ کی آرائش ہے' نہ سجادہ وتسبیح کی نمائش- بظاہر جو کچھ ہے وہ شرعی آداب کے موافق عام مسلمانوں کے سے حالات ہیں- اچھی پوشاک بھی ہے- مناسب خوردونوش بھی ہے- دنیاوی مہمات میں غور وفکر بھی ہے اور عام معاملات میں گفت وشنید بھی- خرید وفروخت میں جرح واصرار بھی ہے اور اختلافات میں (عالمانہ وعادلانہ) بحث وتکرار بھی-

ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے صوفیانہ ظاہر آرائی سے شرم آتی ہے- حتیٰ کہ تسبیح ہاتھ میں لے کر بازار میں چلنا بھی گوارا نہیں اور فرمایا ہمارے اکابر مشائخ کا شیوہ بھی یہ ہے کہ وہ عوام سے کم ممتاز ہوتے ہیں- [۱۷۱]

غنائے قلب اور سیر چشمی

عالم اسباب میں تمام دینی ودنیوی امور اسباب وعلل کے سلسلے میں مربوط ہیں- جن بزرگ ہستیوں کو فی الواقع ''خاک را بنظر کیمیا کنند'' کا درجہ حاصل ہوتا ہے- انہیں بھی جب مہمات معیشت میں مال کی ضرورت ہوتی تو اس طاقت خارق عادت سے کام نہیں لیتے- حضرت اقدس قدس سرہ بھی اگر سنت قدیمہ کے مطابق اپنے معتقدین ومتوسلین کے بطیب خاطر پیش کیے ہوئے ہدایا قبول فرماتے تھے تو یہ بات چنداں قابل ذکر نہ تھی- البتہ قابل ذکر آپ کی وہ قناعت اور سیر چشمی تھی جو اس باب میں آپ کا دستور العمل تھی- کوئی معتقد تھوڑا بہت جو کچھ بھی ہدیہ پیش کرتا' قبول فرما لیتے تھے- کمی وبیشی کا مطلق خیال نہ فرماتے تھے- اگر کچھ بھی پیش نہ کرتا' تو بھی کسی قسم کا ملال نہ فرماتے- غرض نہ کسی سے کچھ توقع ہوتی' نہ کسی کے بازوئے ہمت کا انتظار ہوتا- [۱۷۲]

ناموسِ اسلام کی پاسداری

عربی میں ایک بہت بڑی کتاب کئی جلدوں میں چھپ رہی تھی۔ حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد) قدس سرہ نے ان جلدوں کی خرید کے لیے مطلوبہ رقم ارسال کردی۔ ہر جلد چھپنے کے بعد آپ کی خدمت میں پہنچ جاتی تو آپ اس کا مطالعہ فرما لیتے۔ ایک ایسی جلد موصول ہوئی کہ اس میں اسلام کے کچھ خلاف تھا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے تمام جلدیں واپس کر دیں اور تحریر کیا کہ آپ ساری جلدیں واپس لے لیں اور میں رقم کا مطالبہ بھی نہیں کرتا۔ [۱۷۳]

ایک تفسیری نکتہ اور عظمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

ماسٹر خوشی محمد زار صاحب کا بیان ہے کہ خانقاہ میں مجلس منعقد تھی اور مختلف مسائل پر بحث ہورہی تھی کہ حضرت اقدس قدس سرہ نے "یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ" (سورہ بقرہ: ۱۴۶) کی آیت مبارکہ پڑھی اور فرمایا کہ اس جگہ "ہو" کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اسی اثناء میں یہ بھی فرمایا کہ یہ توجہ اور عدم توجہ کا مسئلہ ہے۔ [۱۷۴]

شفائے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کی ترغیب

حضرت اقدس قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے سلسلہ میں قاضی عیاض کی کتاب "شفا" کا مطالعہ ضروری ہے۔ یہ کتاب حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ اس کتاب کو اکثر زیر مطالعہ رکھیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت جیسے پاکیزہ موضوع پر تقریر کرتے وقت مستند، جامع اور صحیح آثار وروایات کو افراد امت کے سامنے پیش کر سکیں۔ [۱۷۵]

فتنہ مرزائیت کی نشاندہی

اکابرین امت میں سے جنہوں نے بھی فتنہء مرزائیت کو اپنی دور بین نگاہوں سے بھانپ لیا انہوں نے فوراً امت کے سرگرم وفعال حضرات کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے متوجہ کیا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۵۶ء) حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۶۱ء) اور دیگر اکابر احرار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ہمیں صحیح مشورے دیے اور ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

جن ایام میں مسجد شہید گنج کی تحریک زوروں پر تھی اور اہلِ اسلام میں ہر فرد ولولہ و جوش کا مرقع تھا حضرت اقدس قدس سرہ نے مجلس احرار کو ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں لکھا:

> ''مسجد شہید گنج اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے چلی جا رہی ہے تو اس کا غم نہ کریں، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مساجد پھر بھی تعمیر کی جا سکیں گی۔ ان کی حیثیت ہر حال میں ثانوی ہے۔ اسلام کے تحفظ و بقا کو اولین اہمیت حاصل ہے اور اصل فتنہ موجودہ دور میں مرزائیت کا ہے جو وجودِ اسلام کو مٹانا چاہتا ہے۔ اس کے خلاف جہاد جاری رکھنا چاہیے۔ اگر اسلام محفوظ رہا تو مساجد کی کمی نہ رہے گی۔ لہٰذا ابقائے اسلام کی خاطر اپنی تمام کوشش وہمت کو مبذول کرنا چاہیے۔'' [۱۷۶]

الحمد للہ حضرت اقدس قدس سرہ کے مبارک زمانے سے لے کر آج تک خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کے حضرات کرام برکاتہم العالیہ فتنہء مرزائیت کی سرکوبی کے لیے سرگرم عمل ہیں اور یہ عمل وسرگرمی اس خانقاہ شریف کا ایک اور امتیازی نشان ہے۔

تربیت سالکان کا نرالا انداز

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سالکانِ حق کی تربیت اس انداز میں فرماتے تھے کہ وہ آناً فاناً کامل طریقت بن جاتے تھے اور بعض اوقات یوں توجہ ء خاص فرماتے کہ سالکان طریقت فیوض و برکات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے مالا مال ہو جاتے۔

حضرت پیر عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید جلال الدین بخاری اچی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد میں سے تھے اور حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کے (م ۱۳۳۳ھ) کے مرید تھے۔ حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے اپنے وصال مبارک سے پہلے حضرت شاہ صاحب کو حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے سپرد فرمایا تاکہ ''کھولہ شریف'' میں آپ کے پاس رہ کر باقی منازل سلوک طے فرمائیں۔ حضرت شاہ صاحب استعداد عالی کے حامل تھے اور منازل سلوک تیز رفتاری سے اخذ کرنے کا خاصہ رکھتے تھے۔ بفضلِ ربی جلد ہی حضرت اقدس قدس سرہ کی زیر نگرانی خلافت مطلقہ کے حامل قرار پائے اور آپ کی اجازت سے اپنے وطن مالوف (احمد پور سیال ملتان) جا کر طالبانِ حق کی تربیت پر مامور ہوئے۔ وہاں سے انہوں نے حضرتِ اقدس قدس سرہ کو عریضہ لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

> ''علووالی'' اسٹیشن پر گاڑی میں بیٹھنے کے بعد راستہ ہی میں لوگ فقیر کی طرف رجوع کرنے لگے۔ حیرت ہے کہ یہ رجوع اس قدر بڑھا کہ ملتان پہنچتے پہنچتے تقریباً آٹھ سو آدمی بندہ کے ہاتھ پر حضور کے مرید ہو گئے۔'' [۱۷۷]

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فیوض و برکات سلسلہ ء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت اقدس قدس سرہ کی شفقت خاصہ اور توجہ ء عالی کی بدولت نصیب ہوئی تھیں۔ حضرت اقدس انہیں اپنی جانشینی کا اہل تصور فرماتے تھے۔

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت وعقیدت

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت وعقیدت ایمان کا خاصہ ہے اور الحمد للہ ہمارے اسلاف کو اللہ کریم نے اس محبت وعقیدت سے بہت ہی زیادہ نوازا ہے۔

ایک جمعۃ المبارک کو حضرتِ مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ بمقام باگڑ سرگانہ (ضلع ملتان) قیام فرما تھے۔ کسی مصلحت یا ضرورتِ وقتی کے تحت آپ نے جامع مسجد باگڑ کے خطیب مولانا نور الحق صاحب سے خطبۂ جمعۃ المبارک کو مختصر کرنے کا فرمایا۔ مولانا نور الحق صاحب نے خطبہ کا اختصار کرتے ہوئے خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی کو بھی حذف کر دیا۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ کے مزاج مبارک میں جلال آ گیا۔ آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"خلفائے راشدین کا ذکر شعائر اہلِ سنت و جماعت میں سے ہے، اسے خطبہ جمعہ کے دوران کسی صورت میں بھی چھوڑنا نہیں چاہیے۔" [۱۷۸]

خوش مزاجی

مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) حضرت مولانا ابو السعد احمد خان کے خصائل میں فرماتے ہیں:

"خوش اخلاقی اور شگفتہ مزاجی طبع مبارک کا جوہر خاص ہے۔ سنجیدہ باتوں اور علمی تقریروں کو چھوڑ کر باقی ہر قسم کی گفتگو ہمیشہ تبسم کے ساتھ فرماتے ہیں جس میں کوئی نہ کوئی لطف و لطائف کا پہلو ملحوظ ہوتا ہے۔" [۱۷۹]

حلم وتحمل

پہاڑ کا وقار اور اس کی استقامت ضرب المثل ہے لیکن جب وہ انسان کے دست تصرف کے آگے پاش پاش اور ریزہ ریزہ ہونے سے بچ نہیں سکتا تو ہمارے حضرت کی خودداری و عالی وقاری کی کیا ریس کر سکتا ہے جو نہ کسی انسان کی نادانی و بے تمیزی سے برہم ہوں اور نہ کسی کا

جہل وسوءِ ادب ان کے مزاج کو آشفتہ کرے:

زبرد باری ما خوار و زار شد عالم

زکوہِ طاقت ما سنگسار شد عالم [۱۸۰]

میں نے اپنے مقصد وقائع نگاری کو ملحوظ رکھ کر کئی دیرینہ خادموں سے الگ الگ پوچھا کہ حضرت نے کبھی کسی پر علانیہ اظہار ناراضگی بھی کیا ہے؟ تو اس کا جواب مجھے نفی میں ملا۔ صرف آپ کے ایک رشتہ دار کے متعلق سب کا جواب متفق علیہ تھا کہ بس اسی پر ایک مرتبہ ناراض ہوتے دیکھا ہے کیونکہ اس نے ہتک شریعت کی تھی۔ [۱۸۱]

مہمان نوازی وخادم پروری

حضرت اقدس قدس سرہ کو اپنے مہمانوں کے آرام وراحت کا بڑا خیال رہتا ہے۔ ان کے قیام وطعام اور دیگر ضروریات کا انتظام بڑا باقاعدہ ہوتا ہے۔ سب کے لیے تہیہ مایحتاج اور تفقد احوال مدنظر رہتا ہے۔

آپ کے معتقدین خاص اور مریدان مجاز بھی استفاضہءِ صحبت کے لیے شرف حاضری حاصل کرتے رہتے ہیں۔ آپ سب کو اعزاز واکرام کے ساتھ ملتے اور کمال شفقت سے پرسشِ احوال فرماتے ہیں۔ رخصت کے وقت علیٰ قدرِ مراتب کسی کو کھڑے ہو کر مصافحہ و معانقہ کے ساتھ کسی کو بیرونِ خانقاہ تک اور کسی کو آگے دور تک مشایعت کے ساتھ وداع فرماتے ہیں۔ [۱۸۲]

خوشاب میں ایک شب قیام رہا۔ چائے کا وقت آیا تو نائب قیوم زماں حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ جو اس قسم کی خدمات کے متولی تھے موجود نہ تھے۔ حضرتِ اقدس نے خود اپنے دست مبارک سے چائے پکائی۔ پہلے خدام اور دیگر حاضرین کو پلائی، پھر خود نوش فرمائی۔ خدام و حاضرین نے اس کام میں ہاتھ بٹانے کی بہتیری التجا کی مگر سارا کام خود ہی انجام دیا اور فرمایا مجھے چائے پکانے کی بڑی مہارت ہے۔ حضرت صاحب (خواجہ سراج الدین قدس سرہ) کے لیے میں ہی چائے پکاتا تھا۔ [۱۸۳]

صبر ورضا کی تلقین

حضرت اقدس قدس سرہ سرہند شریف تشریف فرما ہوئے اور آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے صاحبزادے محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ جب حضرت اقدس قدس سرہ واپس گھر تشریف لائے تو سب سے پہلے صاحبزادہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے پھر گھر جا کر غم میں مبتلا خواتین کو آہ و بکا سے منع فرمایا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ کے سب عقیدت مند و متعلقین مولانا احمد دین صاحب کیلے والے کے ساتھ الٹی چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر مولانا احمد دین صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت! آپ نے عالم فاضل ہو کر اظہارِ غم کا یہ کون سا طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ ''حضور ان لوگوں کے رسم و رواج ہیں۔'' آپ نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور احکام دینیہ کی پیروی ہر حال میں مقدم ہونے چاہئیں اور اس قسم کے رسم و رواج سے کامل اجتناب کرنا چاہیے۔'' پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ''ہر شخص کو موت کا مزا چکھنا ہے' لقائے دوام اسی ذات برتر و اعلیٰ کو زیبا ہے۔ اسی کی رضا کا اختیار کرنا عین عبادت ہے اور اس کی عظمت کے سامنے دم مارنے کی کسی کو جرات نہیں:''

کسے ز چون و چرا دم نمی تواند زد
کہ نقشبند حوادث ورائے چون و چراست [۱۸۴]

ذوق سخن

حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ اپنے مکتوبات گرامی میں اردو فارسی اشعار تحریر فرماتے تھے اور گاہ بگاہ محفل میں بھی شعر پڑھا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت اقدس قدس سرہ جالندھر تشریف لے گئے وہاں قیام کے دوران ایک ادبی محفل میں اعلیٰ پایہ کے علمی موضوعات پر بحث ہونے لگی۔ اسی دوران حضرت اقدس حالت استغراق میں چلے گئے۔ کچھ دیر بعد یہ حالت ختم ہوئی تو فرمایا:

''صاحب! وحدت الوجود کا تعلق دل سے ہے' کتنا ہی بڑا مولوی کیوں

نہ ہو، مسئلے کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ آئمہ دین تمام اہلِ کشف تھے۔ اپنی قوت مکاشفہ سے دریافت مسئلہ کر لیتے تھے۔"

مذکورہ ادبی محفل کے اختتام پر جب احباب چلے گئے تو ماسٹر خوشی محمد زار صاحب نے دیکھا کہ حضرت اقدس چارپائی پر لیٹے ہوئے دلآویز انداز میں فرما رہے ہیں:

سرمد غم عشق بو الہوس را ندھند
سوزِ دل پروانہ مگس را ندھند
عمرے باید کہ یار آید بہ کنار
این دولت سرمد ہمہ کس را ندھند [۱۸۵]

ایک دفعہ حضرت اقدس قدس سرہ کسی سفر میں ریلوے وزیٹنگ روم میں تشریف فرما ہوئے۔ عقیدت مند اور متعلقین آپ کے ہمراہ تھے۔ اسی دوران ایک عورت جس کا ظاہر ناپسندیدہ تھا آپ کی زیارت کو آئی۔ خدام نے اس کی حالت دیکھ کر آگے جانے سے روکا۔ مگر حضرتِ اقدس نے اسے آگے آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس عورت نے آپ کے قریب پہنچ کر دردانگیز لہجے میں یہ شعر پڑھا:

ما و تو از یک گلستانیم از ما رو متاب
آنکہ از قدرت ترا گل کرد، مارا خار ساخت

یہ شعر سن کر حضرتِ اقدس پر رقت طاری ہو گئی اور آپ رونے لگے۔ گاڑی میں سوار ہونے کے بعد بھی آپ کی مبارک آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب جاری رہا۔ [۱۸۶]

آپ پنجابی کے صوفی شاعر علی حیدر کا کلام اکثر سنایا کرتے تھے اور اس شاعر کا یہ بند تو اکثر و بیشتر سامعین و حاضرین آپ کی مبارک زبان سے سنا کرتے تھے:

اس پردیس نوں اساں کر وطن بنایا، تیں دلبر دے سانگھے
وں مینہ تے اچھلن ندیاں، تار ہوئے سارے لانگھے
تارے سارے تر تر وہندے، پئے غافل غوطے کھاندے
آعلی حیدر اساں گل لگ ملیے، متاں مر ونجاں ترساندے [۱۸۷]

حضرت اقدس قدس سرہ کو اپنے صاحبزادے حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے خاص قلبی لگاؤ تھا۔ ان کے وصال مبارک کا آپ کو سخت صدمہ ہوا جس کے بعد اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام و سبو، پھر ہم کو کیا
آسماں سے بادۂ گلگوں اگر برسا کرے [۱۸۸]

شبا روزی معمولات اور تقسیم اوقات [۱۸۹]

حضرت مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت بالالتزام روزانہ نماز تہجد کے وقت بیدار ہو کر گھر ہی میں نوافل ادا کرتے ہیں اور پھر باتباع سنت قدرے آرام فرماتے ہیں۔ (حضرت اقدس کا سونا بہت ہی کم برائے نام ہوتا ہے۔ نماز عشاء سے فراغت عموماً قریب بارہ بجے شب ہوتی ہے، پھر تھوڑا ہی آرام فرما کر بیدار ہو جاتے ہیں، نماز تہجد میں کئی دفعہ آپ کی پچاس بار سورہ یٰسین پڑھنے تک نوبت پہنچ گئی ہے، رمضان شریف میں تمام شب مع خدام مشغول قیام اللیل رہتے ہیں۔ آپ اس وقت زمرۂ ''كَانُوْ قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ'' اور ''تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ'' کے برگزیدہ فرد اور مضمون آیات مذکورہ کے کامل مصداق ہیں۔ [۱۹۰] پو پھٹے مسجد میں فجر کی اذان ہوتی ہے۔ ذاکرین و متوسلین نماز فجر کے لیے مسجد میں جمع ہو کر ذکر و شغل میں لگ جاتے ہیں۔ ادھر آپ تجدید وضو فرما کر سنتوں کے بعد ٹھیک ایسے وقت مسجد میں تشریف لاتے ہیں کہ حنفی مسلک کے موافق ہر دو رکعت میں سورہ طٰہٰ یا سورہ والصّٰفّٰت کے برابر کوئی سورت طلوع آفتاب سے پیشتر تک پڑھی جا سکے۔

نماز فجر کے بعد مصلائے نماز پر بیٹھے بیٹھے آپ ختم خواجگان خاص متوسلین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد حلقہ ہوتا ہے جس میں آپ اہلِ حلقہ کو توجہ دیتے ہیں۔ یہ روحانی صحبت کم و بیش ایک گھنٹہ تک جاری رہتی ہے اور سورج اچھا خاصا بلند ہو جاتا ہے۔ پھر آپ چائے نوش فرمانے کے لیے اندر تشریف لے جاتے ہیں۔

مسجد سے متصل جانب شمال کتب خانہ ہے۔ اس کے متصل ایک خوبصورت کمرہ خاص حضرت کی نشست گاہ ہے جس کا نام تسبیح خانہ ہے۔ نو ساڑھے نو بجے آپ تسبیح خانہ میں تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت اکثر متوسلین خصوصاً جو روحانی تربیت پا رہے ہوں۔ آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں کیونکہ صحبت شیخ ان کے وظائف خصوصیہ میں داخل ہے' ان کا فرض ہوتا ہے کہ اپنے ظاہر و باطن کو بجمع ہمت متوجہ بمرشد رکھیں۔ اس وقت ذکر و شغل یا از خود مطالعہء کتاب یا کسی نو وارد کی طرف توجہ اور اس سے مصافحہ و معانقہ بھی آداب صحبت کے خلاف ہے:

بردوختہ ام دیدہ چو باز از ہمہ عالم
تا دیدۂ من بر رخِ زیبائے تو باز ست

اس صحبت میں آپ مختلف علمی مباحث اور دینی مسائل کا ذکر فرمایا کرتے ہیں۔ علمی ذوق رکھنے والے اس گفتگو میں حصہ لیتے ہیں اور دوسرے اصحاب خاموش سنتے ہیں۔ بعض صرف استفاضہ حضوری پر اکتفا رکھتے ہیں اور ان پر بعض مرتبہ ایک سکر و استغراق کی حالت طاری ہو جاتی ہے:

شد ز بیداریٔ من صبح قیامت نومید
برداز بسکہ تماشائے تو از ہوش مرا

گیارہ بجے کے قریب گھر میں تشریف لے جاتے ہیں اور کھانا تناول فرماتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کے قیلولہ کا وقت ہے۔ گرمی کی شدت میں ظہر کی اذان قریباً دو بجے ہوتی ہے اور جماعت تین بجنے سے پہلے ہو جاتی ہے اور اس کے علاوہ (یعنی موسم سرما میں) بمجرد زوال اذان ہوتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد جماعت قائم ہو جاتی ہے۔ نماز کے بعد آپ روبقبلہ اور دو زانو بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں جس کی مقدار ایک منزل (مطابق فمی بشوق کے) ہوتی ہے۔ پھر بعض وظائف مقررہ پڑھتے ہیں۔ بعض خاص متوسلین زیر تربیت اس وقت بھی حصولِ فیوض کے لیے آپ کے ارد گرد بیٹھے رہتے ہیں:

ز دیدنت نتوانم کہ دیدہ بر بندم
گر از مقابلہ بینم کہ تیرے آید

اس کے بعد آپ گھر میں چائے نوش فرما کر تسبیح خانہ میں یا اس کے برآمدہ میں (حسب تقاضائے موسم) تشریف رکھتے ہیں اور متوسلین بھی حاضر ہوتے ہیں- یہ صحبت بھی علمی گفتگو اور روحانی افاضہ پر مشتمل ہوتی ہے- چار بجے یا پانچ بجے کے بعد حسب اختلاف موسم نماز عصر سے فارغ ہو کر اسی مجلس میں ختم خواجگان پڑھتے ہیں- جس کے بعد اسی جگہ یا تسبیح خانہ میں یا اور جگہ تشریف فرما ہوتے ہیں اور علمی صحبت کا وہی رنگ جم جاتا ہے۔ عموماً بعد عصر ختم شریف سے فارغ ہونے کے بعد مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ یا رسائل حضرات مجددیہ رحمہم اللہ کا درس ہوتا تھا اور یہی سلسلہ حضرت سیدنا مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے عہد مبارک میں جاری رہا اور اب ان کے بعد مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی بھی بیشتر اس پر عمل فرماتے ہیں-[۱۹۱]

مغرب کی نماز کے بعد سب اصحاب کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں تو آپ کسی قدر توقف کے ساتھ تسبیح خانہ میں تشریف فرما ہو جاتے ہیں- متوسلین بھی یکے بعد دیگرے حاضر ہوتے اور حلقہ بستہ بیٹھتے جاتے ہیں- اس وقت حضور بعض کتب کا مطالعہ فرماتے ہیں- متوسلین دوزانو دست برناف بستہ بصورت حلقہ خاموش بیٹھے رہتے ہیں- بعض اہلِ حال پر اس وقت سکر و بے خودی طاری ہو جاتی ہے- کبھی آپ بعض خاص علمی مباحث اور اختلافی مسائل پر گفتگو فرماتے ہیں اور اس سلسلہ میں تفسیر' حدیث' اسماء الرجال' لغت کی کتابوں کی دیکھ بھال (یعنی ورق گردانی) بڑی سرگرمی اور توجہ سے جاری رہتی ہے- یہ صحبت خصوصیت کے ساتھ زیادہ گرما گرم ہوتی ہے- جس میں عموماً رات کے گیارہ بج جاتے ہیں- اس لیے نمازِ عشاء کی قرأت میں آپ سورۃ التین اور سورۃ القدر یا انہی کے برابر چھوٹی سورتوں پر اکتفا فرماتے ہیں-

"فَضْلٌ فِيْ عِلْمٍ خَيْرٌ مِنْ فَضْلٍ فِيْ عِبَادَةٍ" یعنی علم میں افضل ہونا' عبادت میں افضل ہونے سے بہتر ہے- (مشکوٰۃ' باب العلم عن عائشہؓ مرفوعاً)[۱۹۲]

حواشی بابِ اول

۱- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۸۱
۲- ایضاً، ص ۸۳
۳- ایضاً، ص ۸۱، ۸۳
۴- ایضاً، ص ۸۳
۵- ایضاً
۶- ایضاً، ص ۸۴
۷- ایضاً
۸- ایضاً
۹- مکتوب گرامی راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف
۱۰- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۸۴
۱۱- ایضاً، ص ۸۵
۱۲- ایضاً، ص ۸۴
۱۳- ایضاً، ص ۸۵
۱۴- ایضاً، ص ۸۵-۸۶
۱۵- ایضاً، ص ۱۷۷
۱۶- حضرت مولانا خواجہ سید لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دندہ شاہ بلاول تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب مشہور مبلغ اسلام وروحانی بزرگ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م۷۸۶ھ) سے ملتا ہے۔ آپ کے اجداد میں سے حضرت سید بلاول ہمدانیؒ ہجرت کر کے تلہ گنگ کے اس علاقہ میں آباد ہوئے اور ان ہی کے نام سے یہ موضع آباد ہے۔ ان کی قبر یہیں زیارت گاہ عوام ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل کی بعد ازاں معقولات ومنقولات کی تعلیم حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ' موسیٰ زئی شریف کے شاگرد وخلیفہ حضرت مولانا احمد دین انگوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دس سال رہ کر حاصل کی۔ فراغت کے بعد حضرت مولانا احمد دین انگوی نے اپنے تمام طلباء آپ کے حوالے کر دیے۔ چنانچہ آپ پندرہ سال تک اپنے استاد کی جگہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تدریس کرتے رہے۔ جب آپ کے استاد اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے تو آپ اپنے استاد کے شیخ واستاد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان حاضر ہو کر ان سے بیعت ہو گئے۔ ان کے وصال ۱۲۸۴ھ کے بعد ان کے خلیفہ وجانشین حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے تجدید بیعت کی اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ مصنف فوائد عثمانی نے آپ کا ذکر ان القابات سے کیا ہے۔ ''عالم فاضل، صالح متقی، دائم الذکر والفکر، صاحب استغراق وصاحب حلم وخلق وصاحب سخاوت وصاحب توکل۔'' ۱۳۰۸ھ میں آپ حج بیت اللہ اور زیارات مقدسہ کے لیے حجاز مقدس گئے اور حج بیت اللہ اور روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ تیس برس تک دندہ شاہ بلاول میں مسند فیض وارشاد پر متمکن رہے۔ ۷ شعبان ۱۳۱۳ھ بمطابق ۲۳ جون ۱۸۹۶ء کو آپ نے اپنے آبائی گاؤں دندہ شاہ بلاول میں رحلت فرمائی اور یہیں مدفون ہوئے۔ (ان کے حالات کے لیے دیکھیے: (۱) تاریخ چکوال، ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، چکوال، انجمن توقیر ادب ۱۹۹۲ء، ص ۳۷۷ (۲) حیات صدریہ، قاضی عبدالدائم، ہری پوری ہزارہ، خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، ۱۹۹۹ء، ص ۹۸-۹۹ (۳) تذکرہ علمائے پنجاب، اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر) لاہور: مکتبہ رحمانیہ ۱۹۸۱ء۔

۱۷- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،
شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۸۶
۱۸- ایضاً، ص ۵۸
۱۹- ایضاً، ص ۵۸-۵۹
۲۰- ایضاً، ص ۸۶
۲۱- ایضاً، ص ۸۸
۲۲- ایضاً، ص ۸۹
۲۳- ایضاً
۲۴- ایضاً، ص ۸۹-۹۰
۲۵- ایضاً، ص ۸۸
۲۶- ایضاً
۲۷- ایضاً
۲۸- ایضاً، ص ۱۸۰-۱۸۱
۲۹- ایضاً، ص ۹۱
۳۰- ایضاً، ص ۹۲
۳۱- ایضاً، ص ۹۳
۳۲- ایضاً، ص ۹۲ (حاشیہ)
۳۳- ایضاً، ص ۱۰۳-۱۰۷، ۲۰۲ (حاشیہ)
۳۴- ایضاً، ص ۱۷۳
۳۵- ایضاً (حاشیہ ۳)
۳۶- ایضاً، ص ۱۷۷
۳۷- ایضاً، ص ۱۸۱
۳۸- قاضی محمد شمس الدین، خانقاہ سراجیہ کا عظیم کتب خانہ، فکر ونظر، اسلام آباد:
جلد ۹ ش ۶، ۱۹۷۱ء، ص ۴۶۶-۴۶۷
۳۹- اہل علم کی جنت خانقاہ سراجیہ اسلامی لائبریری، ماہنامہ کتاب لاہور:

ستمبر ۱۹۷۵ء، ص ۳۰۔ پروفیسر محمد رفیع اللہ خان' ایک عظیم دینی کتب خانہ' فکر ونظر (ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد): اپریل ۱۹۷۰ء

۴۰۔ مولانا محبوب الٰہی' تحفہ سعدیہ' کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ' شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء' ص ۹۴۔

۴۱۔ ایضاً' ص ۹۶۔/ Muhammad umar Kirmani (Lt.Col.R) Biographical Encyclopedia of Pakistan, Lahore, B.E.P 1996-97,P.880.

۴۲۔ ایضاً' ص ۹۸

۴۳۔ ایضاً' ص ۹۹

۴۴۔ ایضاً' ص ۱۳۵

۴۵۔ حضرت مولانا حکیم عبدالوہاب المعروف حکیم نابینا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حکیم عبدالوہاب بن جان محمد المعروف عبدالرحمٰن انصاری مشرقی یوپی کے ضلع غازی پور میں قصبہ یوسف پور میں رہتے تھے۔متحدہ ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے آپ بڑے بھائی تھے۔بچپن میں بینائی جاتی رہی۔دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ابتدائی صرف ونحو کی تعلیم وطن میں پائی۔اعلیٰ تعلیم دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ذوالفقار علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔۱۳۰۱ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے اور دہلی چلے گئے۔دہلی میں تدریس کے ساتھ علم طب کی تعلیم حکیم اجمل خان دہلوی کے والد حکیم محمود خان بن حکیم صادق الشریفی سے حاصل کی۔فراغت کے بعد حیدرآباد دکن' بمبئی' شولہ پور اور دہلی میں مطب کرتے رہے۔معقول ومنقول کے ممتاز علماء میں سے تھے۔اکثر ذکر وعبادت میں مصروف رہتے تھے۔نابینائی کی حالت میں تحصیل علم کی اور مہارت تامہ پیدا کی۔انہی کی طالب علمی کے زمانہ میں یورپ کا ایک سیاح دارالعلوم دیوبند دیکھنے آیا تو اس نے واپس جا کر یورپ کے اخبارات میں دارالعلوم دیوبند کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ دارالعلوم میں

پہنچ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ ایک نابینا طالب علم اپنے ساتھیوں کو اقلیدس کا تکرار کروا رہا تھا اور اقلیدس کی مشکل شکلیں سامنے کے طالب علم کی کمر پر انگلی سے کھینچ کھینچ کر اسے سمجھا رہا تھا۔ یہ طالب علم یہی حکیم عبدالوہاب المعروف حکیم نابینا تھے۔ زمانہ طالب علمی سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے مرید عاشق تھے۔ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ میں فوت ہوئے اور قصبہ گنگوہ میں حضرت رشید احمد گنگوہیؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ان کے حالات کے لیے دیکھیے: (۱) نزہۃ الخواطر (عربی)، مولانا عبدالحئی لکھنوی کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۳۹۶ھ جلد ۸، ص ۳۱۸ (۲) تاریخ دارالعلوم دیوبند مولانا قاری محمد طیب کراچی، دارالاشاعت ۱۹۷۳ء، ص ۶۲ (۳) ماہنامہ الرشید، تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، ساہیوال ۱۹۸۰ء، ص ۱۹۵ (۴) تحریک شیخ الہند، مولانا محمد میاں لاہور، مکتبہ رشیدیہ ۱۹۷۵ء، ص ۴۱۳

۴۶۔ مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۳۵

۴۷۔ ایضاً، ص ۱۳۶

۴۸۔ ایضاً،

۴۹۔ ایضاً، ص ۱۳۷

۵۰۔ ایضاً، ص ۱۳۹

۵۱۔ ایضاً

۵۲۔ ایضاً، ص ۸۰

۵۳۔ ایضاً، ص ۸۷۔ ملاحظہ فرمائیں شجرہ اولاد واحفاد کرام

۵۴۔ ایضاً، ص ۱۰۰-۱۰۱

۵۵۔ ایضاً، ص ۱۴۸

۵۶۔ ایضاً، ص ۱۴۴-۱۴۵، ۱۴۸

۵۷۔ ایضاً، ص ۲۹۲-۲۹۳

۵۸۔ ایضاً، ص ۱۴۵-۱۴۸

۵۹۔ ایضاً، ص ۱۴۸

٦٠- ایضاً

٦١- ایضاً' ص۱۰۳(حاشیہ)

٦٢- ایضاً' ص۱۴۹

٦٣- مولانا محمد اسرائیل' صدر الکلام' پشاور: ۱۳۹۵ھ' ص۹ (تعارف)/محمد خواص خان' تذکرہ علمائے ہزارہ' ۱۹۸۹ء' ص ۲۵۹/محمد شفیع صابر' شخصیات سرحد' پشاور: ۱۹۷۸ء' ص ۱۳۷/ قاضی عبدالدائم' حیات صدریہ' ہری پور ہزارہ: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ' ۱۹۹۹ء

٦٤- پروفیسر ڈاکٹر محمد طارق مسعود' صدر الاولیاء حضرت معظم قاضی محمد صدر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ' روزنامہ نوائے وقت' راولپنڈی: ۱۶ جولائی ۲۰۰۰ء

٦٥- ایضاً' ص روزنامہ جنگ' راولپنڈی: ۲۱ جولائی ۲۰۰۰ء

٦٦- مولانا محبوب الٰہی' تحفہ سعدیہ' کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء' ص۱۴۹-۱۵۰

٦٧- ایضاً' ص۱۵۰' ۱۹۵۱ (حاشیہ) ۲۴۰' ۲۴۳' ۲۶۰' ۲۶۹-۲۷۰

٦٨- خانقاہ سراجیہ' وظیفہ سعدیہ' مطبوعہ لاہور' س-ن-ص ۵-۶

٦٩- مولانا محبوب الٰہی' تحفہ سعدیہ' کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء' ص ۱۵۰ خانقاہ سراجیہ' وظیفہ سعدیہ' مطبوعہ لاہور' س-ن-ص ۵-۶

٧٠- ایضاً' ص۱۵۰-۱۵۱

٧١- ایضاً' ص۱۵۱-۱۵۲' ۲۴۷-۲۴۸

٧٢- ڈاکٹر فیوض الرحمٰن' مشاہیر علماء لاہور: طیب اکیڈمی' جلد دوم' ص ۵۷-۵۹/اختر راہی' تذکرہ علمائے پنجاب لاہور: مکتبہ رحمانیہ' ۱۹۸۱ء جلد دوم ص ۶۸۸

٧٣- مولانا عبدالکریم کلاچوی' مہ کامل نہفتہ در تہہ خاک' ماہنامہ الرشید ساہیوال: جلد۱۳' ستمبر ۱۹۸۵ء' ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ' ش۱۲' ص۵' ۷' ۱۱

۷۴- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۵۲

۷۵- ایضاً، ص ۱۵۲-۱۵۳، ۱۹۰ (حاشیہ ۲)

۷۶- ایضاً، ص ۱۵۳-۱۵۴

۷۷- ایضاً، ص ۱۵۴

۷۸- ایضاً

۷۹- ایضاً، ص ۲۸

۸۰- ایضاً، ص ۳۰

۸۱- ایضاً، ص ۱۶۳

۸۲- ایضاً، ص ۱۶۴

۸۳- ایضاً

۸۴- ایضاً، ص ۱۶۵

۸۵- ایضاً، ص ۳۳-۳۴

۸۶- ایضاً، ص ۳۵

۸۷- ایضاً، ص ۲۸-۲۹

۸۸- ایضاً، ص ۱۵۴

۸۹- ایضاً، ص ۱۵۴، ۲۴۰

۹۰- ایضاً، ص ۱۵۵، ۲۹۵ (حاشیہ)

۹۱- سید محمد اظہر شاہ قیصر، ہمارے معاونین (ادارتی شذرہ) ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند (ہندوستان): جنوری ۱۹۵۲ء، ص ۳

۹۲- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۵۵

۹۳- ایضاً، ص ۱۵۵

۹۴- ایضاً، ۱۵۵

۹۵- ایضاً، ص ۱۵۵-۱۵۷

۹۶- ایضاً، ص ۱۵۷

۹۷- ایضاً ۰/ صاحبزادہ ابرار احمد بگوی، نصیر الدین احمد بگویؒ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ: امیر محترم نمبر، جلد ۵، شمارہ ۴، اپریل ۱۹۷۶ء، ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ، ص ۷۰

۹۸- صاحبزادہ ابرار احمد بگوی، علماء ومشائخ بگویہ، بھیرہ: مجلس مرکزیہ حزب الانصار (س-ن) ص ۱۶-۱۹، ۲۲، ۲۴، ۲۵ ۰/ اختر راہی، تذکرہ علماء پنجاب، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۸۱ء، جلد دوم، ص ۴۷۷ ۰/ علامہ اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت، لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۷ء، ص ۱۴۵-۱۴۸ ۰/ محمد رمضان علوی، مولانا ابو سعید، تعلیم و تربیت: مولانا الحاج افتخار احمد بگوی، ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ: امیر محترم نمبر، اپریل ۱۹۷۲ء، ص ۳۶-۳۹

۹۹- مکتوب گرامی حضرت مولانا صاحبزادہ ابرار احمد بگوی، بنام مؤلف، بھیرہ: مؤرخہ ۲۶ جون ۲۰۰۰ء

۱۰۰- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۵۷

۱۰۱- ایضاً، ص ۱۵۷

۱۰۲- ایضاً، ص ۱۵۷

۱۰۳- مفتی سید محمد عمیم الاحسان المجددی البرکتی، قواعد الفقہیہ، کراچی: الصدف پبلشرز، ۱۹۸۶ء، ص ا-ب (کلمۃ) ۰/ خانقاہ سراجیہ، وظیفہ سعدیہ، مطبوعہ لاہور، س-ن، ص ۵-۶

۱۰۴- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۵۷

۱۰۵- ایضاً، ص ۱۵۷-۱۵۸، ۲۴۴

۱۰۶- ایضاً، ص ۱۵۸، ۲۴۹ (حاشیہ ۱)

۱۰۷- ایضاً، ص ۱۵۸، ۲۴۱، ۲۴۶-۲۴۷، ۲۵۳، ۲۶۲، ۲۶۸

۱۰۸- ایضاً

۱۰۹- ایضاً، ص ۱۵۸-۱۵۹

۱۱۰- ایضاً، ص ۱۵۹

۱۱۱- ایضاً

۱۱۲- ایضاً

۱۱۳- ایضاً، ص ۸۰

۱۱۴- ایضاً، ص ۱۰۷

۱۱۵- ایضاً، ص ۱۹۸٬۹۷-۱۹۹ (حاشیہ)

۱۱۶- ایضاً، ص ۱۰۱-۱۰۲

۱۱۷- ایضاً، ص ۱۲۳-۱۲۴

۱۱۸- ایضاً، ص ۱۱۰-۱۱۲

۱۱۹- ایضاً، ص ۱۱۲

۱۲۰- ایضاً، ص ۱۲۹-۱۳۰

۱۲۱- ایضاً، ص ۱۱۴

۱۲۲- ایضاً، ص ۱۱۴-۱۱۵/ پروفیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی، انوار عثمانی (مکتوبات علامہ شبیر احمد عثمانی) کراچی: مکتبہ اسلامیہ، س-ن

۱۲۳- ایضاً، ص ۱۱۵، ایضاً

۱۲۴- ایضاً، ص ۱۱۷

۱۲۵- ایضاً، ص ۱۱۵-۱۱۶

۱۲۶- ایضاً، ص ۱۷۵ (حاشیہ)

۱۲۷- ایضاً، ص ۱۱۷

۱۲۸- عکس مکتوب مؤلف کے پاس محفوظ ہے۔

۱۲۹- ایضاً، ص ۳۱۴

۱۳۰- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ، ص ۲۸

۱۳۱- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸-۲۹

۱۳۲- ایضاً، ص ۲۹

۱۳۳- ایضاً، ص ۱۳۴

۱۳۴- ایضاً، ص ۳۳-۳۴

۱۳۵- ایضاً، ص ۹۵-۹۶

۱۳۶- ایضاً، ص ۱۰۱-۱۰۲

۱۳۷- ایضاً، ص ۱۰۲-۱۰۳

۱۳۸- ایضاً، ص ۱۰۳-۱۰۴

۱۳۹- ایضاً، ص ۱۱۳

۱۴۰- ایضاً، ص ۱۱۴

۱۴۱- ایضاً، ص ۱۲۱

۱۴۲- ایضاً، ص ۱۲۱

۱۴۳- ایضاً، ص ۱۲۴

۱۴۴- ایضاً

۱۴۵- ایضاً، ص ۲۳۵ (حاشیہ)

۱۴۶- ایضاً، ص ۱۴۵-۱۴۶

۱۴۷- ایضاً، ص ۱۹۰-۱۹۱

۱۴۸- ایضاً، ص ۱۳۰

۱۴۹- ایضاً، ص ۱۳۱

۱۵۰- ایضاً، ص ۱۳۱

۱۵۱- ایضاً، ص ۱۲۵

۱۵۲- ایضاً، ص ۱۲۴-۱۲۵

۱۵۳- ایضاً، ص ۱۳۲-۱۳۳

۱۵۴- ایضاً، ص ۱۲۰-۱۲۱

۱۵۵- ایضاً ،ص۱۲۲-۱۲۳

۱۵۶- ایضاً ،ص۱۶۷

۱۵۷- ایضاً ،ص۱۶۸-۱۶۹

۱۵۸- ایضاً ،ص۱۶۸

۱۵۹- ایضاً ،ص۱۶۷

۱۶۰- ایضاً ،ص۱۶۸

۱۶۱- ایضاً ،ص۱۷۰

۱۶۲- ایضاً ،ص۱۷۲-۱۷۳

۱۶۳- ایضاً ،ص۲۱۲

۱۶۴- ایضاً ،ص۲۵۷-۲۵۹

۱۶۵- ایضاً ،ص۲۵۹

۱۶۶- ایضاً ،ص۲۶۷

۱۶۷- ایضاً ،ص۱۹۶

۱۶۸- ایضاً ،ص۱۳۳

۱۶۹- ایضاً ،ص۲۳۱-۲۳۲

۱۷۰- ایضاً ،ص۲۳۳

۱۷۱- ایضاً ،ص۱۹۶-۱۹۷

۱۷۲- ایضاً ،ص۲۰۴-۲۰۵

۱۷۳- ایضاً ،ص۱۳۲

۱۷۴- ایضاً

۱۷۵- ایضاً ،ص۱۲۹-۱۳۰

۱۷۶- ایضاً ،ص۱۱۸

۱۷۷- ایضاً ،ص۱۰۳

۱۷۸- ایضاً ،ص۱۳۴

۱۷۹- ایضاً ،ص۱۸۲

۱۸۰- ایضاً ،ص۱۸۳
۱۸۱- ایضاً ،ص۱۸۴
۱۸۲- ایضاً ،ص۱۸۹
۱۸۳- ایضاً ،ص۱۹۱-۱۹۲
۱۸۴- ایضاً ،ص۱۲۰
۱۸۵- ایضاً ،ص۱۲۷
۱۸۶- ایضاً ،ص۱۲۸
۱۸۷- ایضاً ،ص۱۲۹
۱۸۸- ایضاً ،ص۱۲۸
۱۸۹- ایضاً ،ص۲۰۸-۲۱۰
۱۹۰- ایضاً ،ص۲۰۸(حاشیہ)
۱۹۱- ایضاً ،ص۲۱۰(حاشیہ)
۱۹۲- ایضاً ، ۲۱۰(حاشیہ۲)

باب دوم

احوال ومناقب نائب قیومِ زماں صدیق دوراں
حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ

(۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ - ۲۷ شوال ۱۳۷۵ھ / ۵ - اکتوبر ۱۹۰۴ء - ۷ جون ۱۹۵۶ء)

چند خوانی حکمتِ یونانیاں
حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں

باز گواز نجد واز یارانِ نجد
تا در و دیوار را آری بوجد

مرے بابل جدوں دی جائیاں میں
خدا جانے تیرے لڑ لائیاں میں

عالم روحانیت کے تمام باسیوں کا مقصود و ماحصل وصولِ الی اللہ ہے- ان میں ناجی طبقہ ایسے نفوس قدسیہ اور پاک باز ہستیوں پر مشتمل ہے جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر پوری طرح عمل پیرا ہے اور کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام کر احکامِ الٰہی کی بجا آوری کرنا ان کا اوڑھنا بچھونا ہے- کیونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فائز المرام گروہ کی نشانی ''هُمْ عَلٰى مَا اَنَا وَاَصْحَابِی'' بتلائی ہے- یہ قدسی صفات ہستیاں جبہ ودستار کی زیبائش ونمائش سے بیزار ہوتی ہیں وہ خلوت گزیں ہوں یا جلوت نشیں، بوریا و خاک پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن ملاءِ اعلیٰ کے ہم نشیں ومقرب درگاہ حق ہوتے ہیں اور ہمہ تن اپنے رب سے مصروفِ کار رہتے ہیں- شب وروز کمانا، کھانا اور خوب کھانا، سونا اور غافل ہونا ان کا شغل نہیں ہوتا بلکہ انہیں بود و باش کے لیے تنکوں کی کٹیا پہننے کے لیے چیتھڑوں کی گدڑی، کھانے کے لیے نانِ جویں کا لقمۂ خشک اور پینے کے لیے جرعۂ آب کافی ہوتا ہے اور وہ رات بھر جاگ کر الحاح وزاری کے ساتھ اپنے اور مخلوقِ خدا کے لیے خیر اور بھلائی کے طالب ہوتے ہیں اور ان کی زندگی کے تمام لمحات رشد وہدایت کے لیے وقف ہوتے ہیں اور وہ ایسے افراد بنانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں جو صورت وسیرت اور ظاہر وباطن کے لحاظ سے کامل ایماندار اور متقی ہوں-

وہ دنیا میں مسافر بن کر رہنا پسند کرتے ہیں- یہاں سونے اور چاندی کے ڈھیر لگانا ان کا شیوہ نہیں ہوتا بلکہ وہ آخرت کی کھیتی کو سرسبز وشاداب دیکھنا پسند کرتے ہیں- دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی انہیں محبوب ہوتی ہے- غریبوں، مسکینوں کا ملجا و ماویٰ بننا، بھوکوں کو کھلانا، پیاسوں کو پلانا، ننگوں کو پہنانا، سوالیوں کو دینا، اپنوں اور غیروں کے کام آنا اور دشمن نوازی انہیں مرغوب ہوتی ہے-

اپنے پاس آنے والوں کے ظاہر و باطن شریعت مطہرہ کے مطابق آراستہ و پیراستہ کرنا' انہیں اخلاق رذیلہ سے ہٹا کر صفاتِ حمیدہ کا خوگر بنانا انہیں عزیز ہوتا ہے-وہ خود سراپا ہدایت ہوتے ہیں اور سب کو ہدایت یافتہ دیکھنا پسند فرماتے ہیں-ان کی جملہ ریاضتوں اور عبادتوں کا منشا و مقصود ذات باری تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا حصول ہوتا ہے-لہٰذا ان کی مخلوقِ خدا سے محبت و دشمنی بھی للہ ہی ہوتی ہے- وہ خود حیات ابدی کے مشتاق و والہ ہوتے ہیں- لہٰذا وہ اپنے متوسلین و وابستگان کو بھی طالب دنیا کی بجائے طالب آخرت دیکھنا پسند کرتے ہیں- تاکہ وہ لقائے الٰہی کے مستحق بن جائیں-وہ خود حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع و فرمانبردار اور محبّ و متوالے ہوتے ہیں لہٰذا سب کو آپ کا حقیقی شیفتہ و والہ اور غلام بنانا چاہتے ہیں-

اور سب سے سوا یہ کہ وہ طالبانِ حق اور سالکانِ طریقت کو کشاں کشاں منزلِ مقصود یعنی بارگاہِ رب العالمین میں پہنچا دیتے ہیں:

مرشد مہربان چنیں باید
تا در فیض زود بکشاید

آپ اس باب میں نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۴-۱۹۵۶ء) کے احوال و مناقب پڑھ کر انہیں مذکورہ بالا صفاتِ ستودہ و خصائلِ عالیہ کا مظہر پائیں گے:

آن امامِ ہمام عبداللہ
از مقاماتِ معرفت آگاہ
دلش آئینہ دارِ جلوۂ ذات
پیروِ راہِ فخر موجوداتؐ
نفتاد از کمال استغنا
نگہش بر زخارف دنیا

فصل اول

ابتدائی حالات اور تعلیم و تربیت

خاندانی حالات

ضلع لدھیانہ، مشرقی پنجاب (ہندوستان) کی تحصیل جگراؤں کے گاؤں سلیم پور میں متوسط درجے کا ارائیں خاندان آباد تھا جو اپنی دینداری، نیکی اور اخلاقی خوبیوں کی بنا پر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس خاندان کے لوگ سیدھے سادے کاشتکار تھے جو اپنے بازوؤں کی حلال کمائی سے اپنا پیٹ بھرتے اور تن ڈھانپتے تھے اور وہ اپنی خالص عن الریاء نیکی کی بدولت خاص و عام میں محترم و ہردلعزیز تھے[1]۔

اس خاندان میں ایک بزرگ میاں نور محمد صاحب ولد میاں قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے جو انتہائی دیندار، پاک طینت، سادہ مزاج اور صاحبِ دل آدمی تھے۔ جو خود صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور اہلِ بستی کو شرعی احکام کی بجا آوری کے لیے آمادہ کرتے تھے۔ خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار تھے۔ انہیں بعض امراض کے موثر دم بھی یاد تھے۔ جس کی بنا پر علاقہ کے لوگ دن رات ان کے ہاں آیا جایا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہہ رکھا تھا کہ اگر کوئی مریض یا ضرورت مند پچھلی رات بھی دم کرانے کی غرض سے آئے تو مجھے جگایا جائے اور آنے والے ضرورت مند کی یوں دیر سے آمد کو بھی اپنے لیے بار محسوس نہ فرماتے تھے۔ کسی ضرورت کے لیے جب کسی دوسرے گاؤں یا قصبہ میں جاتے، جہاں ان کے گاؤں یا علاقے کی کوئی لڑکی بیاہی ہوتی تو اسے اپنی بیٹی تصور کرتے ہوئے اس کی خیر و عافیت ضرور پوچھا کرتے تھے۔ ان عمدہ خصائل و فضائل کی بنا پر ہر آدمی ان کا احترام کرتا تھا[2]۔

ولادت باسعادت:

اس نیک سیرت خاندان کی پاک طینت شخصیت جناب نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۵-اکتوبر ۱۹۰۴ء/ ۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ کو نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ پیدا ہوئے- بوقت پیدائش آپ کی ہیئت سے دکھائی دیا کہ جیسے آپ اللہ رب العزت کے حضور سجدہ ریز ہیں-[۳]

ابتدائی تعلیم:

جب آپ کی عمر مبارک چھ برس ہوئی والد ماجد نے آپ کو قریبی مسجد میں تعلیم قرآن کے حصول کے لیے بھیج دیا-- بفضل ربی آپ نے جلد ہی قاعدہ پارہ عم کی ناظرہ تعلیم' چھ کلمے' نماز کی تراکیب' نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں اور دعائیں حفظ فرمالیں- اس کے ساتھ ۱۹۱۱ء میں سلیم پور کے پرائمری سکول میں پہلی جماعت میں داخل کرا دیے گئے- ۱۹۱۶ء تک اسی سکول میں پڑھتے رہے-[۴]

بچپن کی سادہ لوحی اور سلیم الفطرتی

جب سکول میں داخل ہوئے تو استاد صاحب نے نام درج کرنے کے بعد آپ کو کلاس میں بیٹھنے کے لیے یوں کہا کہ تشریف کا ٹوکرا رکھیے' آپ فرمایا کرتے تھے-''میں سکول کے صحن میں ادھر ادھر ٹوکرا تلاش کرنے لگا مگر وہاں ٹوکرا مجھے کہاں ملتا- بعد میں اس محاورہ کے معنی معلوم ہوئے تو اپنی لاعلمی پر بڑی ہنسی آئی-''

آپ فطرت سلیم کے حامل تھے- مشیت ایزدی جو کام آپ سے لینا چاہتی تھی اس کے سارے سامان از خود پیدا ہوتے گئے- بزرگوں کا ادب واحترام کرنا اور ہر ایک کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا آپ کو اس چھوٹی عمر میں ہی نصیب ہو گیا- علمی ذوق وشوق اور ذہانت و فطانت کا ذخیرہ وافرہ ایام طفولیت میں نصیب ہو گیا- سونے پہ سہاگہ یہ کہ قادرِ مطلق نے بچپن ہی سے آپ کو بلا کا حافظہ ودیعت فرما دیا- سلیم پور کا کوئی بڑا یا بزرگ سرراہ مل جاتا تو اس سلیم

الطبع، بھولے بھالے اور ہونہار بچے سے گنتی سنانے کی فرمائش کرتا اور آپ اچھا جی کہہ کر رکتے اور پھر گنتی سنانا شروع فرما دیتے۔[۶]

مڈل اسکول میں داخلہ:

آپ نے پرائمری سکول سے وظیفہ حاصل کر کے فراغت پائی اور ہر سال امتیازی نمبروں سے امتحان پاس کیا۔ اپنے والد ماجد اور تایا گرامی کی خواہش پر ڈی بی مڈل اسکول سودی، تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ میں ۴/ اپریل ۱۹۱۶ء کو داخل ہوئے اور ۲۶ فروری ۱۹۱۹ء تک اسی سکول میں زیر تعلیم رہ کر مڈل کی سند امتیازی نمبروں کے ساتھ حاصل کی۔ محکمہ تعلیم نے اس دوران آپ کو سکول کی ملازمت کی پیشکش بھی کی لیکن آپ نے دینی تعلیم کے ذوق وطلب کی خاطر اسے قبول نہ فرمایا۔[۷]

آہِ سرد کی تاثیر

آپ مڈل پاس کرنے کے بعد دھرم کوٹ، ضلع فیروز پور میں مولانا محمد ابراہیم سلیم پوری کے پاس تشریف لے گئے اور دینی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ یہاں تک پہنچنے میں نصرتِ الٰہی نے غیبی معاونت فرمائی۔ اس بارے میں دو واقعات کتب تذکرہ میں آتے ہیں جن کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ پہلا واقعہ حضرت اقدس قدس سرہ خود بیان فرماتے ہیں:

ہمارے گاؤں میں ایک بزرگ صورت عالم دین (مولانا قمر الدین صاحب) کبھی کبھی آیا کرتے تھے۔ جن دنوں میں پرائمری سکول سے وظیفہ یاب ہو کر فارغ ہوا، وہ تشریف لائے۔ مسجد گیا تو انہوں نے مجھے محبت اور پیار سے اپنے پاس بلایا اور مجھ سے مسائل نماز پوچھنے لگے۔ میں اپنی یادداشت سے جواب دیتا اور صحیح بتاتا رہا۔ ایک مسئلہ انہوں نے ایسا پوچھا جو مجھے نہ آتا تھا مگر تھوڑا سا تامل کر کے اس کا جواب دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جواب گو صحیح تھا مگر اپنے اندازہ اور قیاس سے دیا تھا۔ مولانا نے یہ بات بھانپ لی اور فرمایا کہ تم نے جواب صحیح دیا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تمہیں یہ جواب معلوم تھا یا اپنے اندازے سے بتایا ہے۔ میں نے کہا کہ اندازے ہی سے جواب دیا ہے۔ اس پر مولانا نے مجھے آفرین کہا اور ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کر دی

کہ دیکھو دین کا مسئلہ جب اچھی طرح معلوم نہ ہو بتانا نہیں چاہیے- اگر اندازے سے جواب صحیح بھی دیا جائے تو آدمی پھر بھی گنہگار ہو جاتا ہے- آئندہ اس کا خیال رکھنا- پھر انہوں نے مجھے علم دین حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا کہ اسکول کی تعلیم ختم کرنے کے بعد کسی عربی مدرسہ میں داخل ہو کر علم دین پڑھنا- ان سے گفتگو جاری تھی کہ اتنے میں میرے والد ماجد آ گئے- مولانا موصوف نے والد محترم سے فرمایا: ''ماشاء اللہ آپ کا بچہ بڑا ہونہار اور ذہین ہے-'' یہ سن کر والد صاحب بول اٹھے کہ جی ہاں! ماشاء اللہ اسکول میں نمایاں کامیابی پر اس کا وظیفہ بھی مقرر ہو گیا ہے-'' یہ سنتے ہی مولانا کی حالت متغیر ہو گئی اور آہ سرد بھر کر فرمایا:

''میاں صاحب! آپ نے یہ بہت بری خبر سنائی- اسے ابھی سے اگر فرنگی کا پیسہ کھانے کا چسکہ پڑ گیا تو پھر یہ دین کہاں پڑھے گا؟ بس یہ تو کسی اسکول کا ماسٹر بن جائے گا-''

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا موصوف کی سرد آہ اور اس جملے نے مجھ پر ایسا اثر کیا کہ دینی تعلیم کی اہمیت اور دنیوی تعلیم سے نفرت میری طبیعت میں راسخ ہو گئی جس کی بدولت اسکول کے ماحول سے نکل کر عربی مدرسہ میں آنا نصیب ہوا-[۸]

مزید نصرتِ الٰہی نصیب ہونا

دوسرا واقعہ حضرت مولانا عبد العزیز میلسیانوی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) کے حالات میں مولانا عبد الرشید نے لکھا ہے:

آپ کی بات کی سحر انگیزی اور اثر پذیری میں ایک واقعہ عجیب وغریب ہے جو میں نے خود ان کی زبان مبارک سے سنا- میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ نے بیشمار وعظ فرمائے اور لاکھوں لوگ اس سے مستفید ہوئے' یہ بہت بڑا کام ہے- اس سلسلے میں کوئی خاص واقعہ سنائیے- فرمانے لگے کہ میں کیا اور میرا وعظ کیا- اگر اللہ تعالیٰ قبول فرما دیں تو ان کی کرم نوازی ہے- ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں جو کچھ بن پڑتا ہے کہتا رہتا ہوں- لیکن ایک واقعہ ایسا ہے کہ جس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بنیاد پر میری نجات فرما دیں گے- میں نے سراپا اشتیاق بن کر پوچھا وہ کیسا واقعہ ہے؟ فرمانے لگے:

تم جانتے ہو کہ تمہارے گاؤں ہری پور کے نزدیک ایک قصبہ کوٹ بادل خان تھا۔ میں ایک بارات کے ساتھ وہاں گیا ہوا تھا۔

مسجد میں نماز پڑھنے جاتا تو ایک نوعمر لڑکا جس کے چہرے سے شرافت ونجابت کے آثار ہویدا تھے۔ وہ بھی باقاعدہ جماعت سے نماز پڑھنے آتا۔ مجھے اس کے ذوقِ عبادت کو دیکھ کر خیال ہوا کہ اس سے گفتگو کروں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ برخوردار تمہارا نام کیا ہے؟ جواب دیا کہ عبداللہ۔ میں نے پوچھا کہ یہیں کے رہنے والے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ سلیم پور تحصیل جگراؤں سے اس شادی میں شرکت کے لیے آیا ہوں۔ مجھے اس پر خوشی ہوئی کہ یہ میرے استاذ محترم مولانا محمد ابراہیم کے گاؤں کا تھا۔ میں نے پوچھا کیا پڑھتے ہو؟ عبداللہ نے جواب دیا کہ مڈل کر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ پڑھ کر کیا کرو گے؟ تو نہایت بھولپن سے کہنے لگا کہ میرے والد صاحب کا خیال ہے کہ مجھے پٹواری بنایا جائے۔ میں نے کہا کہ عبداللہ تم تو بہت نیک آدمی اور ذہین ہو، تمہیں دین کا علم پڑھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں گے۔ اس نے کہا کہ بہت اچھا اور پوچھا کہ کہاں پڑھوں۔ میں نے کہا کہ تمہارے گاؤں کے ایک بزرگ حضرت مولانا ابراہیم ہیں ان سے پڑھو۔

اس کے بعد اس لڑکے نے بضد ہو کر اپنے والد صاحب سے کہا کہ میں دین کا علم پڑھوں گا اور حضرت مولانا ابراہیم کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد وہ دیوبند چلا گیا اور اسی دوران میں اس کے باپ (صاحب) نے شادی کر دی اور مولوی عبداللہ صاحب نے اسی عرصہ میں حضرت مولانا احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ سراجیہ شریف) کندیاں شریف (ضلع میانوالی) والوں سے بیعت کر لی اور اپنے وقت کا زیادہ حصہ اپنے شیخ کے پاس گزارنے لگا۔

مولانا (مزید) فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سلیم پور کے کھیتوں میں سے گزر کر کہیں آگے جا رہا تھا کہ ایک کنوئیں سے بیلوں کو ہانکتے ہوئے میاں نور محمد صاحب (مولانا محمد عبداللہ صاحب کے والد بزرگوار) میری طرف غصے سے آئے اور ہاتھ میں "پرین" (بیلوں کو ہانکنے والی چھڑی) تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس سے میری مرمت کریں گے۔ خیر ایسا تو نہ کیا لیکن بڑے غصے کے عالم میں کہا: "مولوی تم نے میرے لڑکے کو خراب کر دیا ہے۔ میں اسے پٹواری بنانا

چاہتا تھا تو نے اسے ملاں بنا دیا- اب کسی مسجد کا امام بن جائے گا اور سارے خاندان کی عزت خاک میں ملا دے گا-'' میں نے کہا کہ میاں صاحب نہیں ایسا نہ کہو- اس نے اللہ کے دین کو حاصل کیا ہے- وہ تمہارے خاندان کے نام کو بلند کرے گا- اس پر میاں صاحب مجھے برا بھلا کہتے ہوئے واپس ہو گئے-

اس کے بعد خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے شیخ کے پاس رہ کر ان کی وہ خدمت کی اور ایسا فیض حاصل کیا کہ اپنے شیخ کے وصال کے بعد ان کے جانشین بنے اور خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میں متمکن ہو گئے- اس کے بعد ان کے والد صاحب ایک دفعہ کندیاں گئے اور اپنے بیٹے کا اقبال دیکھا اور واپس آئے اور ایک دفعہ مجھ سے ملاقات ہوئی تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور مجھے کہنے لگے:

''مجھے معاف کر دو، تم نے میرے بیٹے کو بہت اچھا راستہ دکھایا- میں کندیاں میں اس کو دیکھ کر آ رہا ہوں- میرے بیٹے کا رتبہ تو بادشاہوں سے سوا ہے-''

حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات جب ختم کی تو ان کی آنکھیں آبدیدہ تھیں اور وہ فرما رہے تھے کہ میرا خیال ہے کہ میری عبداللہ کو دین کی طرف راغب کرنے کی تحریک میری نجات کا باعث ہوگی-''[9]

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مڈل پاس کرنے کے بعد اس خیال کے تحت کہ کہیں اہلِ خانہ کسی ملازمت کے لیے مجبور نہ کر دیں- چپکے سے مولانا محمد ابراہیم صاحب سلیم پوریؒ کے پاس دھرم کوٹ ضلع فیروز پور چلے آئے- ان کی خدمت میں جانے کا مقصد یہ تھا کہ دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا- مزید برآں حضرتِ اقدس کے والد ماجد کے ساتھ ان کے دیرینہ مراسم بھی تھے جن کے باعث وہ دینی تعلیم کے سلسلہ میں معاونت کر سکتے تھے اور آپ کے والد ماجد کو بھی مطمئن کر سکتے تھے- چنانچہ آپ مولانا محمد ابراہیمؒ کے زیر تربیت رہے-''[10]

بعد ازاں دو برس تک مدرسہ عزیزیہ لدھیانہ میں اور پھر کچھ مدت مدرسہ عربیہ امرتسر

میں دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور فارغ التحصیلی

پھر ۱۳۴۲ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور درسِ نظامی کے متوسطات سے دورۂ حدیث تک کے جملہ علوم (۱۳۴۵ھ تک) چار سال میں حاصل کیے۔ یہاں کے عظیم الشان دینی ماحول، یگانہ روزگار اساتذہ کی تربیت عالی اور اخلاق حمیدہ ومحاسن پسندیدہ سے بھرپور استفادہ کیا[11]

درالعلوم دیوبند کے ایک ہم جماعت علامہ طالوت صاحب آپ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

حضرت اقدس قدس سرہ کی جوانی

بہرحال یہ اجنبیت اس وقت جا کر کم ہوئی جب لدھیانہ کا ایک نوعمر پتلا دبلا سبزہ آغاز نوجوان ہماری جماعت میں آ کر داخل ہوا جس کا نام عبداللہ لدھیانوی تھا۔

یہ نوجوان اتنا کم گو تھا کہ بڑے بڑے باتونی بھی اس کے سامنے آ کر باتیں بنانا بھول جاتے اور اس قدر متین تھا کہ بڑے بڑے ہزل گو اس کے سامنے سنجیدہ بن جانے پر مجبور ہو جاتے۔"

تہجد گزاری اور خشوع نماز

مشہور تھا کہ کم عمری کے باوجود تہجد کے وقت اٹھنے کا عادی ہے اور نماز اور دوسرے فرائض ونوافل اس کی طبیعت ثانیہ بن چکے ہیں۔ خود اگرچہ آج تک نماز پڑھنے کا طریقہ ہمیں نہیں آیا مگر اچھے لوگوں کو خشوع اور خضوع سے نماز پڑھتے دیکھا ضرور ہے۔ اس نوجوان کی نمازوں کا خشوع اچھے لوگوں کی نمازوں جیسا ہی ہمیں نظر آتا ہے۔

نیکی وتقویٰ میں بلند مقام

مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی گو ہمارے ہم جماعت تھے۔مگر ان کی نیکی اور تقویٰ کی بنا پر ان کا ادب ہم لوگ ہر طرح ملحوظ رکھتے ۔۔ بہت سے لوگوں سے وہ عمر میں چھوٹے تھے۔مگر میں نے بڑی عمر والوں کو ان کی نیکی کے سامنے اس طرح جھکتے دیکھا ہے کہ تعجب ہوتا تھا۔ بلکہ بہت سے وہ لوگ بھی جو ہر طرح اور ہر جگہ اپنی اقتدا پسندی اور خودنمائی کا مظاہرہ کرتے رہتے جب ان کے سامنے آتے تو اپنا آپ وہ بھول جاتے۔

ہمارے ساتھیوں میں اکثریت نیک لوگوں کی تھی کیونکہ وہ ماحول ہی ایسا تھا کہ ہمارے جیسے لوگوں کو بھی وہاں بظاہر نیک منش بن کر رہنا ضروری تھا اور بہت سے نیک لوگ تو واقعی نیک اور نیک منش ہی تھے۔مگر اب جب اس سارے ماحول پر نظر کرتا ہوں اور اپنے آپ کو مکرر ماضی کے تخیلات میں لے جاتا ہوں تو مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ العزیز سب نیک لوگوں میں نمایاں اور الگ ایک خصوصی شخصیت محسوس ہوتے ہیں۔ پھر ان کی نیکی کچھ ایسی نیکی جس میں نہ ریا وسمعت کا گمان تھا اور نہ خودنمائی وخودنگری کا شائبہ۔ گرد وپیش للّٰہیت ہی للّٰہیت برستی معلوم ہوتی تھی،،[۱۲]

فصل دوم

تحصیل وتکمیل سلوک

شروع سے میلانِ طبع تصوف کی طرف تھا

دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ میں اس وقت ایسے نادرۂ روزگار حضرات جمع تھے جو اپنے وقت کے امام کہلائے جانے کے مستحق تھے۔ جو لوگ تصوف سے شغف رکھتے وہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ العزیز (م ۱۳۴۴ھ) کی خدمت میں جاتے جو تصوف کے ساتھ ساتھ عملیات کا بھی شوق رکھتے وہ حضرت میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے۔ درس وتکرار سے جو وقت بچتا حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز صرف حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ العزیز کی خدمت میں گزارتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع سے ہی حصول علم کے ساتھ بے ریا اور مخلصانہ تصوف کی طرف آپ کا رجحان تھا۔[۱۳]

پہلی بیعت

دارالعلوم دیوبند کے زمانہ طالب علمی میں حضرت اقدس قدس سرہ نے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کر لی تھی اس ضمن میں فرمایا:

> ''میں رفتہ رفتہ ان بزرگوں (اساتذہ دارالعلوم دیوبند) کی صحبت میں عصر کے بعد حاضر ہوا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی کشش پیدا ہوئی اور ان سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت مفتی صاحب نے پہلے تو میرے طالب علم ہونے کی بنا پر بیعت کرنے میں تامل کیا مگر کئی بار عرض کرنے کے بعد بالآخر طریقہ نقشبندیہ

مجددیہ میں داخل کرلیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ کوئی ایک نماز اس چھوٹی مسجد میں پڑھ لیا کرو۔ حضرت فرماتے تھے کہ بیعت کے بعد پانچوں وقت اسی مسجد میں نماز پڑھنا میرا معمول بن گیا تھا اور حضرت مفتی صاحب نے نسبت مجددیہ کی جس لذت سے قلب و روح کو آشنا کیا تھا وہی بالآخر مجھے قیوم زمان حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ کشاں کشاں لے آئی۔'' [۱۴]

بزرگوں کی خدمت کا جذبہ

حضرتِ اقدس قدس سرہ کو اللہ کریم نے بزرگوں کی خدمت کا جذبہ شروع سے ہی عنایت فرمایا تھا۔ آپ اپنے مرشد اول حضرت مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ (م ۱۳۴۴ھ) سے کس طرح اخذ نسبت فرماتے رہے اور ان کا کس قدر احترام کرتے رہے۔ آپ کے ہم سبق علامہ طالوتؒ فرماتے ہیں:

''مجھے مفتی صاحب (حضرت عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں متواتر حاضر ہونے کی ضرورت ہوتی اور جب بھی جاتا' والد صاحب مرحوم مغفور کی وجہ سے خصوصی توجہ اور احترام کا مستحق گردانا جاتا اور جب بھی جاتا حضرت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ العزیز کو ایک کونے میں گھٹنے بچھائے سر جھکائے بیٹھے دیکھتا اور جب مفتی صاحب مرحوم کہیں جاتے تو وہی ان کا جوتا اٹھا کر ان کے سامنے جوڑتے اور پھر سر جھکائے ساتھ ساتھ ہو لیتے۔ میں تو اپنا مطلب پورا کر کے واپس آ جاتا مگر مولانا سارا فالتو وقت انہیں کی خدمت میں رہتے' فقہ کے مسائل حل کرنے والا محروم رہا اور سر جھکا کر چپ چپ بیٹھنے والا کامیاب وفائز ہوا۔'' [۱۵]

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن نقشبندی مجددی قدس سرہ چاروں سلاسل (نقشبندیہ' قادریہ'

سہروردیہ، چشتیہ) میں مجاز طریقت تھے مگر ان کا رجحان طبع نقشبندیت کی طرف زیادہ تھا لہٰذا انہوں نے حضرت اقدس قدس سرہ کی تربیت بھی نقشبندی سلسلہ میں شروع فرمائی۔ گویا اللہ کریم نے آپ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت کا کام لینا تھا لہٰذا شروع سے ہی اسی سلسلہء پاک کی تربیت کا انتظام وانصرام فرما دیا تھا۔

شادی

جب شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ فروری ۱۹۲۷ء میں حضرت اقدس قدس سرہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر اپنے گھر واپس تشریف لائے تو والد محترم نے آپ کی شادی کر دی۔ [۱۲]

زمانہ طالب علمی میں حضرت شیخ سے عقیدت

حضرت اقدس قدس سرہ کو دارالعلوم دیوبند کے زمانہ طالب علمی میں ہی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) سے بھی عقیدت ہو گئی تھی۔ حضرت مولانا طالوت (عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ، م ۱۹۶۳ء) تحریر فرماتے ہیں:

ایک بار معلوم ہوا کہ پنجاب کے ایک بہت بڑے پیر صاحب (حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) دارالعلوم تشریف لانے والے ہیں اور وہ رہنے والے ہیں، میانوالی کے۔ ہم نے اپنے طالب علمی کے غرور فضول میں انہیں محض پیر ہی سمجھا اور ان کی زیارت کے لیے جانے کا کوئی اہتمام نہ کیا۔ جب وہ تشریف لا چکے تو معلوم ہوا کہ حضرت (مولانا محمد انور) شاہ صاحب قدس سرہ العزیز بھی ان کی جائے قیام پر تشریف لے گئے تھے اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور پھر معلوم ہوا کہ حضرت نے انہیں خصوصی طور پر دعوت چائے بھی دی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب نے کتب خانے کو خصوصیت سے دیکھا پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب کا اپنا بہت بڑا کتب خانہ ہے۔ جب پے در پے اتنی باتیں ہمارے ذہن میں در آئیں تو تعصب کم ہوا اور خیال ہوا کہ وہ محض پیر نہیں بلکہ بہت بڑے عالم بھی ہیں اس لیے ان کی زیارت ضرور کرنی چاہیے۔ چنانچہ ان کی خدمت میں گویا بادل نخواستہ جانا ہوا۔ پیر صاحب کی غیر معمولی شخصیت کا کوئی خاص اثر اس وقت یاد نہیں۔ البتہ یہ بات اب تک نقش بر سنگ ہے کہ

ہمیں بڑا تعجب ہوا جب ہم نے اپنے دوست مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کو وہاں بھی دوزانو سر جھکائے بیٹھے ہوئے دیکھا اور دیر تک ہم یہ سوچتے رہے کہ جب یہ اس طرح بیٹھے ہیں تو ضرور پیر صاحب کوئی بہت بڑے ولی اللہ ہوں گے۔ گویا ان کی اس وقت کی نیکی محض ذاتی نیکی نہیں تھی بلکہ نیک نما بھی تھی۔ [۱۷]

حکمت وطبابت سیکھنے کا عزم

حضرتِ اقدس قدس سرہ کو رشتہء ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد اہل وعیال اور والدین کے لیے کسبِ معاش کی فکر لگی دارالعلوم دیوبند میں زیرِ تعلیم ہونے کے دوران آپ کو اپنے ہم سبق حضرت مولانا سید مغیث الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۱ھ) کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ سرگودھا میں مولانا حکیم عبدالرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ معروف وحاذق طبیب ہیں جو اس فن کی درس وتدریس بھی کرتے ہیں لہٰذا حضرتِ اقدس قدس سرہ نے طبابت کو ذریعہء معاش بنانے کا خیال فرمایا اور حکمت سیکھنے کی غرض سے عازم سرگودھا ہوئے۔ حکیم صاحب کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ کی طلب واشتیاق کے پیشِ نظر حلقہء درس میں شامل کرلیا۔

دوسری بیعت اور خانقاہ سراجیہ پر تشریف آوری

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ بانی خانقاہ سراجیہ کے ارادتمندوں میں سے تھے اور حضرت اقدس حکیم صاحب کے ہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ حسبِ معمول ایک بار تشریف فرما ہوئے اور مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کو پہلی بار دیکھا تو حکیم صاحب سے ان کے بارے میں دریافت فرمایا۔ حکیم صاحب نے عرض کیا کہ ان کا نام مولوی محمد عبداللہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں اور طب سیکھنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

> ”یہ طبیب بنتے تو نظر نہیں آتے البتہ آپ انہیں پڑھاتے رہیں تاکہ ان کا شوق پورا ہوجائے۔“

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا عبداللہ صاحب قدس سرہ حکیم صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کے ہمراہ (۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں) خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرتِ اقدسؒ نے حکیم صاحب سے فرمایا:

"آپ مولانا محمد عبداللہ صاحب کو اپنی حکمت جلد پڑھا دیں کیونکہ اس کے بعد مجھے ان کو اپنی حکمت بھی پڑھانی ہے۔"

بعدازاں حضرتِ اقدسؒ نے فرمایا:

چند خوانی حکمتِ یونیاں
حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں

حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے جب حضرت اقدس قدس سرہ کی زبان مبارک سے یہ شعر سنا تو ذوقِ طب آموزی سرد پڑ گیا۔ واپس سرگودھا پہنچ کر حضرت اقدس کو اپنے حالِ دل سے بذریعہ خط آگاہ فرمایا۔ اس پر حضرتِ اقدس قدس سرہ نے حکیم صاحب کو لکھا کہ مولانا محمد عبداللہ صاحب کی طبی تعلیم جہاں تک ہوگئی ہے کافی ہے۔ انہیں خانقاہ پر بھیج دیجیے۔

پھر آپ خانقاہ سراجیہ شریف پر آگئے اور آئے بھی یوں کہ پھر ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ پندرہ برس تک اپنے پیرومرشد سے روحانی فیض حاصل کیا اور اس عرصہ میں سفر و حضر میں آپ کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ جملہ باطنی کمالات کو حاصل کرنے کے بعد مجاز طریقت ہوگئے:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عطائے خلافت

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعدؒ احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) نے اپنی حیات مبارک میں ہی حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس کو اپنا جانشین نامزد فرما دیا تھا اور اپنے جامع وصیت نامہ میں (جو حضرت اقدس کے حالات میں پہلے باب میں شامل ہے) آپ کو خانقاہ سراجیہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کی اجازت مرحمت فرمانے کے علاوہ خانقاہ شریف کی

جملہ املاک کے حقوق وراثت بھی آپ کو عطا فرما دیے تھے- علامہ طالوت تحریر فرماتے ہیں:

''چونکہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے سلسلہ ءنقشبندیہ میں کام لینا تھا اس لیے اول ہی سے سلسلہ نقشبندیہ میں تربیت کا انتظام ہو گیا- تحصیل علم ہی کے زمانہ سے وہ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے بھی معتقد ہو گئے تھے اور ۱۹۲۶ء میں تحصیل علم سے فراغت کے بعد ہی حضرت کی خدمت میں حاضری دے دی- اگر چہ اس اثنا میں ان کی شادی وغیرہ بھی ہو گئی اور والدین کے علائق بھی تھے- مگر یہ سب باتیں اور تعلقات آپ کو سلوک طے کرنے سے روک نہ سکے اور پہلے تو تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد خانقاہ شریف حاضر ہوتے رہے مگر پھر مستقل طور پر حضرت کی خدمت میں مقیم ہو گئے اور سفر و حضر میں حضرت کی خدمت و ملازمت میں رہے- مسلسل چودہ سال کی محنت شاقہ کے بعد اگر چہ وہ ہر طرح مکمل تھے اور لوگوں کے رشد کی خاطر انہیں اجازت دی جا سکتی تھی مگر حضرت مولانا مرحوم کی نظر اقدس میں ان کا مقام محض ارشاد و ہدایت کی اجازت سے بہت ارفع تھا- چنانچہ آپ کو پھر بھی خانقاہ کے قیام چھوڑنے کی اجازت نہ ملی- حضرت مولانا کے دو فرزند ارجمند تھے- ایک صاحبزادہ محمد معصوم صاحب اور دوسرے صاحبزادہ محمد سعید صاحب' صاحبزادہ محمد سعید صاحب جوانی ہی میں دو چھوٹے بچے (صاحبزادہ محمد عارف اور صاحبزادہ محمد زاہد) نشانی چھوڑ کر والدین کو داغ مفارقت دے گئے اور بڑے صاحبزادے محمد معصوم صاحب اگر چہ نیک' صالح اور ذی علم تھے مگر سلوک میں ان کا درجہ اتنا بلند نہیں تھا جتنا مولانا محمد عبداللہ صاحب کا تھا- چنانچہ حضرت مولانا احمد خان صاحب قدس سرہ نے جوہر قابل کو نسل فاخر پر ترجیح دی اور خانقاہ شریف کی تولیت آخر وقت میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب (قدس سرہ) کے سپرد فرمائی اور کتب خانہ اور چھوٹے پوتوں کی تربیت کا بھی انہیں ولی مقرر فرمایا-''[19]

فرض منصبی کی ادائیگی

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) نے آپ کو اپنا نائب اور خلیفہ ءاعظم مقرر فرمایا- اس مسند ارشاد اور منصب عالیہ کی آپ نے ہمیشہ پاسداری فرمائی-

آپ نے ضمنیت شیخ کے مقتضا اور نیابت قیوم زماں کے منشا کو ایک اہم فریضہ سمجھ کر پورا فرمایا۔ حالات و واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے دل و دماغ کو ہر قسم کے تردد و انتشار سے محفوظ رکھا اور بفضل ربی طالبانِ حق کی رہنمائی فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو توجہ ءعنایت کی بے پناہ قوت عطا فرمائی تھی۔ آپ کی ایک معمولی سی نظر طالب حق کے قلب و روح کو کیف و سرور سے معمور فرما دیتی تھی۔

آپ کے شیخ و مربی نے منصب شیخی کی امانت الٰہیہ وراثت کی بجائے اہلیت کی بنیاد پر آپ کو عطا فرمائی تھی۔ لہٰذا آپ نے بھی بفضل ربی اس مسند عالیہ کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی آسائشوں کے لیے استعمال نہ فرمایا۔ اپنے پیرو مرشد کے آستانہ مبارک کی عزت وحرمت کو مقدم سمجھا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت کو اپنی زندگی کا شعار بنائے رکھا۔ [۲۰]

حرمتِ شیخ کی پاسداری

حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کندیاں میں ایک مولوی صاحب تھے جو حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) سے عناد رکھتے تھے اور نامناسب تنقید سے بھی نہ چوکتے تھے۔ ایک دفعہ کسی مسئلہ کی تحقیق کے سلسلہ میں کتب خانہ خانقاہ سراجیہ میں کتابیں دیکھنے آئے۔ فقیر نے حضرت اقدس (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کو اطلاع دی۔ کہ فلاں صاحب کتابیں دیکھنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کتب خانہ ان کے لیے کھول دو۔ چنانچہ کتب خانہ کھول دیا گیا۔ انہوں نے مطلوبہ کتب دیکھیں۔ اس کے بعد حضرت اقدس کی خدمت میں آ بیٹھے اور ادھر ادھر کی زمانہ سازی کی سی باتیں کرنے لگے۔ ان کی باتیں سننے کے بعد حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ) کے چہرے پر غیرت وجلال کے آثار نمایاں ہو گئے۔ فرمایا:

> ”بس مولوی صاحب زیادہ باتیں نہ کریں۔ آپ ہمارے شیخ حضرت قبلہ ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زبان درازی کرتے رہے ہیں اور ہمارے اکابر رحمہم اللہ کا فرمان ہے ”ہر کہ با پیر تو بد باشد

وتو باوے بدنباشی، سگ از تو بہتر۔''

یہ فرماتے ہوئے حضرت اقدس قدس سرہ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ وہ مولوی صاحب چپکے سے اٹھے اور اپنا سامنہ لے کر چلے گئے۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِيْم''

رشد وہدایت کے چشمے جاری فرمائے

حضرت علامہ طالوت نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروزی کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''اور اس طرح آپ کا قیام مستقل طور پر خانقاہ سراجیہ، نزد کندیاں ضلع میانوالی میں ہو گیا اور آپ نے وہاں بیٹھ کر رشد وہدایت اور علم وعرفان کے ان چشموں کو جاری رکھا جن میں آقائے دو جہاں (بآبائنا ہو امہاتنا) نے جاری فرمایا تھا اور جنہیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ایک ہزار سال کے بعد دوبارہ کفر والحاد کی گندگیوں سے صاف فرما کر قرونِ اولیٰ کی طرح مجلّا اور مصفا فرمایا تھا۔ آپ کا کام اس قدر اہمیت کے باوجود اتنا بے معلوم تھا کہ اگر کوئی صاحب بصیرت نہ ہوتو اسے کچھ نظر ہی نہیں آ سکتا تھا کیونکہ اس میں نہ کسی قسم کی تشہیر تھی اور نہ کسی قسم کا ریا، نہ مخلوق کی جواب دہی کا اس میں کچھ سلسلہ تھا اور نہ مخلوق کے لیے کوئی نمائش کا اس میں سامان۔ وہ ایک چھوٹا سا مدرسۂ فکر تھا جو آبادی کے ہنگاموں سے دور کندیاں سٹیشن سے تین میل بعید تھل کی سرزمین میں یوں موجود تھا جیسے ''وَادِیْ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ'' میں وہ عمارت نظر آتی تھی جسے ابراہیم واسماعیل (علی نبینا وعلیہما السلام) نے بنایا تھا۔''[۲۲]

محبت شیخ ومربی

حضرتِ اقدس قدس سرہ نے چودہ برس کا طویل عرصہ اپنے شیخ ومرشد کے پاس گزارا۔ حلقہء ارادت میں آ جانے کے بعد مستقل طور پر حضرت کی خدمت میں مقیم ہو گئے۔ سفر وحضر میں ساتھ رہا۔ یوں فنافی الشیخ ہوئے کہ اتنے طویل عرصہ میں صرف چند بار اپنے وطن مالوف (سلیم پور۔ لدھیانہ) والدین اور اہل وعیال سے ملنے تشریف لے گئے۔ جب آپ کے شیخ و مربی قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان نے وصال فرمایا تو آپ پر ایک کوہ گراں آ گرا۔ جب کبھی ہجر شیخ میں مستغرق ہوتے تو اپنے مخصوص پر درد، مترنم اور پر تاثیر اسلوب میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے آپ کی مبارک آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں:

باز گو از نجد و از یارانِ نجد
تا در و دیوار را آری بو جد

مرے بابل جدوں دی جائیاں میں
خدا جانے ترے لڑ لائیں میں

وَكَيْفَ تَرىٰ لَيْلٰى بِعَيْنٍ تَرىٰ بِهَا
سِوَاهَا وَمَا طَهَّرْتَهَا بِالْمَدَامِعِ

وَتَسْمَعُ بِالْاُذْنِ الْكَلَامَ وَقَدْ جَرىٰ
حَلِيْثُ سِوَاهَا فِىْ خُرُوْقِ الْمَسَامِعِ

ترجمہ: (۱) اپنے محبوب کو تو اس آنکھ سے کیسے دیکھ سکتا ہے جس سے تو دوسرے کو دیکھ رہا ہے۔ اس حال میں کہ تو نے اسے آنسوؤں سے دھو کر پاک بھی نہیں کیا۔ (۲) اور اپنے کانوں سے محبوب کا کلام تو کیسے سن سکتا ہے جبکہ تیرے کان کے سوراخ غیروں کے قصوں سے بھرے ہوئے ہیں۔

سامعین وحاضرین پر آپ کی زبان مبارک سے یہ اشعار سن کر حزن وغم کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ کیوں نہیں درد دل کو اہلِ دل ہی سمجھتے ہیں۔

فصل سوم

سفرِ آخرت

پس ماندگانِ کرام اور خلفائے عظام

سفرِ آخرت

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانو قدس سرہ کے وصال مبارک کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے:

''حضرت اقدس نے دو بار حج بیت اللہ شریف فرمایا- دوسرے حج کے بعد عالم فانی سے روگردانی کے آثار کچھ زیادہ نمودار ہونے لگے تھے- حافظ سید عبدالحمید بہاولپوری راوی ہیں کہ دوسرے حج سے واپسی کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ حضرت اعلیٰ (مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) نے جو باتیں بتائی تھیں وہ سب کی سب اس حج کے موقعہ پر حل ہوگئیں- بس ایک عقدہ باقی رہ گیا ہے- ان شاءاللہ وہ بھی عنقریب حل ہو جائے گا- یہ اشارہ اس طرف تھا کہ مقامات عالیہ مجددیہ کے تمام اسرار و معارف اور سلسلہ ارشاد کے تمام مقاصد پورے ہو چکے ہیں- اب رفیق اعلیٰ سے ملنے کا معاملہ باقی ہے- آپ کی گفتگو اطوار و احوال سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ آپ کا دل عالم آب و گل سے سیر ہو چکا ہے، مزاج مبارک میں طبعی حرارت کے علاوہ محبت الٰہی کے سوز دروں نے بھی ایک آگ سی لگا رکھی تھی، سرد آہیں کثرت سے بھرا کرتے تھے-''

اسی دوران دردِ قولنج کی شکایت ہوگئی جس سے اضمحلال بہت بڑھ گیا۔ مقامی علاج سے جب کچھ افاقہ ہوا تو حکیم عبدالمجید صاحب سیفی نے اپنے ہاں مستقل علاج کے لیے لاہور تشریف لانے کی دعوت دی۔ آخر ماہ رجب ۱۳۷۵ھ (مارچ ۱۹۵۶ء) راقم الحروف (مولانا محبوب الٰہی) کی دختر کی شادی لاہور میں تھی۔ اس پر حضرت اقدس مدعو تھے چنانچہ شادی کی تاریخ سے پہلے ہی لاہور تشریف لے آئے۔ سیفی صاحب مرحوم نے اپنے مخصوص معمولات کے مطابق علاج کیا۔ الحمدللہ طبیعت بحال ہوگئی۔ تقریباً بیس یوم قیام فرمایا۔'' [۲۴]

وصالِ مبارک

آپ نے شعبان ۱۳۷۵ھ مارچ ۱۹۵۶ء میں سرہند شریف کا آخری سفر فرمایا اور ایک ہفتہ بھر وہاں قیام فرما رہے۔ بعد ازاں لاہور کے راستے خانقاہ سراجیہ شریف واپس تشریف لائے۔ آپ کا معمول تھا کہ رمضان المبارک مانسہرہ میں بسر فرمایا کرتے تھے۔ اس سال رمضان المبارک اپریل مئی میں پڑ رہا تھا اور موسم بھی قدرے معتدل تھا۔ لہٰذا خانقاہ سراجیہ شریف ہی بسر فرمایا۔ حسبِ معمول اس مبارک ماہ کی راتیں سحر تک تراویح و مراقبات میں بسر فرمائیں۔ بفضلِ ربی طبیعت بہت ہشاش بشاش رہی۔ وسط شوال میں موسم زیادہ گرم ہوگیا۔ مانسہرہ تشریف لے جانے کا عزم فرمایا کہ بوجہ غلبۂ صفرا علیل ہوگئے۔ ماہرین و حاذق اطبا مولانا حکیم چن پیر اور حکیم محمد زبیر خانقاہ شریف پر حاضر خدمت ہوئے۔ علاج و معالجہ جاری رہا مگر افاقہ نہ ہوا۔

عقیدت مند اور متوسلین غم واندوہ میں ڈوبے ہوئے تھے لیکن آپ سب کو ہمت و حوصلہ کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ روزِ وصال دریافت فرمایا کہ آج کون سا دن ہے؟ عرض کیا گیا جمعرات کی رات ہے۔ اطمینان کا سانس لیا۔ حکیم عبدالمجید احمد سیفی نے نبض دیکھی۔ حضرت اقدس نے پوچھا کہ نبض کا کیا حال ہے؟ عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے نبض بہت کمزور ہے۔ یہ سن کر فرمایا ''ماشاء اللہ'' اور پھر خاموشی اختیار فرمائی۔ اتفاق سے حضرت اقدس کی اہلیہ محترمہ اپنے بھائی کے ہاں ''بوٹے والا'' تشریف لے گئی ہوئی تھیں اور گھر میں صرف آپ کی

صاحبزادی صاحبہ تشریف فرما تھیں- جو اپنے واجب الاحترام اور پیارے والد گرامی کی اس بیماری وحالت سے بے حد آزردہ خاطر تھیں- حضرتِ اقدس باہر تشریف فرما تھے اور صاحبزادی صاحبہ اندر تشریف فرما تھیں- حضرتِ اقدس انہیں حوصلہ دیتے رہے- بالآخر رضائے الٰہی کا وقت مقرر آ پہنچا- اب آپ نے اپنا رخ انور اور توجہ سب سے موڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ کی جانب کر لیا اور یوں چار روز علیل رہنے کے بعد بروز جمعرات رات ساڑھے بارہ بجے ۲۷ شوال المکرّم ۱۳۷۵ھ بمطابق ۷/ جون ۱۹۵۶ء رفیق اعلیٰ سے جا ملے- اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن [۲۵]

جمعرات کی صبح نو بجے اطراف واکناف سے آئے ہوئے مجمع کثیر نے مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہ العالی کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی اور آپ کو قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی قبر مبارک سے مغربی جانب ذرا جنوب کی طرف لحد مبارک میں آسودۂ خاک کیا گیا- مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی نے تین احباب کی مدد سے حضرت اقدس کو لحد مبارک میں اتارا اور کئی بار پردہ چہرۂ مبارک سے ہٹا کر با چشم پرنم یہ شعر پڑھتے ہوئے الوداع کیا:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد [۲۶]

قطعہ تاریخ وصال ومدحت نائب قیوم زماں صدیق دوراں

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ

پیشوائے طریقت احمد خاں — عصر خودرا مجددِ ذیشاں

بود قیوم امت احمدؐ — قلب او سلسبیل فیض ابد

ثانیش ہر کراہمی خوانی — بود اندر زمانہ لاثانی

آں امامِ ہمام عبداللہ — از مقاماتِ معرفت آگاہ

دلش آئینہ دار جلوۂ ذات — پیروِ رہِ فخر موجودات

قدمش در طریق عرفاں تیز — جاں زسوز وگداز طوفاں خیز

نفتاد از کمال استغنا — نگہش بر زخارف دنیا

بہ جبیں سر بلندیٔ ازلش — محکم از شرعِ مصطفیٰ عملش

فانی از خویش و با خدا باقی — آمِنَّا یَوْمَ قِیْلَ مَنْ رَّاق

نظرش کیمیا اثر بودہ — بہ حرم گاہِ قدس آسودہ

فضلِ سبحانہ تعالیٰ شد

صاحب فضل ہادیٔ ماشد

۱۳۷۵ھ

نتیجہ فکر: حافظ محمد اقبال فکر

حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی عقیدت ومحبت میں نکلنے والے آنسو

جناب پروفیسر محمد انورالحسن انور شیرکوٹی لکھتے ہیں:

''مولانا ابوالسعد صاحب خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی (پاکستان) کے بہت عظیم المرتبہ شیخ طریقت اور اہل اللہ حضرات میں سے تھے ان کے بہت سے خلفا اور مریدین کا حلقہ ہے جو اپنی اپنی جگہ شمع ہدایت روشن کررہا ہے۔ ان کے بعد ان کے خلیفہ مولانا عبداللہ صاحب فاضل دیوبند خانقاہ میں جانشین ہوئے جو میرے ہمدرس رہے ہیں۔ میں نے بھی مولانا محبوب الٰہی صاحب منگلوری کی معیت میں ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۰ جولائی ۱۹۶۵ء کو پیر کے دن صبح سات بجے یہ خانقاہ دیکھی۔ اس وقت خانقاہ کے سجادہ نشین اور خلیفہ مولانا ابوالسعد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے داماد مولانا خان محمد صاحب فاضل دیوبند ہیں جو نہایت خوش اخلاق اور صحیح جانشین ہیں۔ دوپہر کا کھانا ان کے ساتھ کھایا اور بعد ازاں آموں سے لطف اندوزی کا موقع ملا لیکن وہ چیز جس نے میری روح کو تازہ کردیا وہ یہاں کا کتب خانہ ہے جس میں تفسیر و حدیث کا بالخصوص اور دیگر علوم وفنون کی کتابوں کا بالعموم نایاب ذخیرہ یہاں موجود ہے۔

خانقاہ میں آکر مولانا ابوالسعد صاحب اور مولانا عبداللہ صاحب رحمہما اللہ کے مزارات پر فاتحہ خوانی کی۔ مولانا عبداللہ صاحب کی یاد میں دل بھر آیا۔ وہ لاہور آئے تھے تو غریب خانے پر بھی انہوں نے چائے تناول فرمائی تھی۔ ہم سبق ہونے کے باعث جہاں لاہور میں ان کے مریدین دور دور حلقہ بنائے بیٹھتے وہاں مولانا مجھے اپنے برابر میں بٹھاتے اور فرماتے یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہم نے سیدنا ومولانا محمد انور شاہ صاحب سے بخاری پڑھی ہے۔ غرضیکہ مولانا عبداللہ صاحب کی یاد میں آنکھوں میں آنسو آگئے اور حسب ذیل فی البدیہ اشعار ان کی یاد میں بے ساختہ قلم سے نکل گئے:

مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

ان ہی کے جلووں کا ہے سب نظارا ان ہی کی الفت نے ہے مجھ کو مارا

ہائے وہ خورشید انور کہاں ہے
ہائے کہاں ہے وہ چاند پیارا

آنکھوں سے اپنی اوجھل ہوا ہے
تھا جو ہماری آنکھوں کا تارا

جاتی رہی ہے تسکین دل کی
جاتا رہا ہے دل کا سہارا

مدت ہوئی جب دیکھا تھا میں نے
لاہور میں اپنا وہ چاند تارا

آیا تھا میں خانقہ میں تمہاری
جلوہ نہ آیا نظر پر تمہارا

روضے پہ حاضر ہوا ہوں تمہارے
مرقد پہ آیا ہے انورؔ تمہارا

روضے سے اٹھیے انور سے ملیے
مہماں سے اچھا نہیں ہے کنارا

بے صبر ہے دل بے تاب ہے دل
اب تو دکھا دو صورت خدارا

روئے منور کا جلوہ دکھا دو
اٹھ کر کرا دو اپنا نظارا

اٹھ کر کرا دو اپنا نظارا
چل کر بہا دو رحمت کا دھارا

محبوب بھی تو ہے ساتھ آج آیا
وہ بھی تو عاشق ہے آخر تمہارا

انورؔ کے دل پر جو ہے آج گزری
اس کو نہ پوچھیں مجھ سے خدارا

(انوار عثمانی: مکتوبات شبیر احمد عثمانی' مکتبہء اسلامیہ' کراچی' س-ن' ص ۲۸۷)

ازواج واولادِ امجاد وپس ماندگان کرام

اولاد میں ایک صاحبزادی صاحبہ دام مجدہا اور ایک صاحبزادہ مولانا حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۹ء) ان کی والدہ ماجدہ دام مجدہا' دو چھوٹے بھائی جناب ماسٹر بدر الدین اور جناب میاں محمد ابراہیم اور علاوہ ازیں ہزاروں وابستگان سلسلہء پاک آپ کے پس ماندگان میں شامل تھے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کے برادران گرامی اور دیگر اعزہ کرام سلیم پور لدھیانہ سے منتقل ہو کر بستی سراجیہ متصل خانیوال میں آباد ہو گئے تھے اور وہیں مقیم ہیں۔[۲۷]

خط

بعد الحمد والصلوة وارسال التسلیمات از فقیر محمد عبد الله عفی عنه [illegible] مکرمی مولانا محبوب الٰہی صاحب سلمہ الرحمن

معلوم فرمایند که گرامی نامه رسیده خوشوقت ساخت لله الحمد تشریف آوردن طالبان ذکر مرقوم فرموده اند

فقیر نیز در انتظار است امید که از تشریف آوردن ایشان [illegible] خوانده در حالت کیفیات

که تحریر فرموده اند بسیار خوب اند او تعالیٰ شانه مزید ترقیات نصیب گرداناد و نسبت حقیقی

رساناد درباره تبدیل سیئات که نوشته اند آن صحیح و درست [illegible] این عطا [illegible]

در حکم فرموده الله [illegible] معصیت [illegible] ذلّه و استغفار [illegible] خیر من طاعة [illegible]

نیز در حدیث شریف است لو لم تذنبوا لجاء الله تعالیٰ بقوم یذنبون فیستغفرون [illegible]

[illegible] چون سبب ندامت گردد مغفور شود نیز یک معنی تبدیل حضرت امام ربانی قدس سره

در مکتوب دو صد و شصتم از جلد اول تحریر فرموده اند آنرا نیز مطالعه فرمایند

در باب کفاره بودن امراض که نوشته آن نیز اصل است الله تعالیٰ برای [illegible]

روزی کناد [illegible] محمد صاحب [illegible] مولوی خان محمد صاحب سلام علیکم [illegible]

[illegible] برادران [illegible] تسلیمات و دعوات برسند

والسلام

۱۹ ذی قعده سنه [illegible]

مکتوب گرامی حضرت ثانی مولانا محمد عبد اللہ صاحب قدس سرہ

بنام مولانا محبوب الٰہی صاحب

خلفائے عظام

مخدوم زماں خواجہ خواجگان مرشد الصلحا والعلما سیدنا ومرشدنا
حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی

آپ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ العزیز کے وصال مبارک کے بعد خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور حضرت قدس سرہ کی تدفین کے بعد خانقاہ شریف کے متوسلین اور پہلے دونوں شیخین قدس اللہ اسرار ہما کے خلفائے عظام نے آپ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی اور آپ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے خلیفہء اعظم اور جانشین قرار پائے۔ خانقاہ شریف سے وابستہ جملہ مریدین وعقیدت مند، بزرگوں اور اکابرین نے متفقہ طور پر آپ کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کر لی۔ آپ تا حال فیضانِ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار بن کر اس سلسلہ پاک کے فیوض برکات سے تمام طالبان حق کو مشرف فرما رہے ہیں۔ آپ کے مفصل حالات باب سوم میں مذکور ہیں۔

۲۔ حضرت حاجی میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے مجاز تھے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے سلاسل اربعہ میں مجاز قرار پائے۔ آپ کے حالات باب اول میں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خلفاء میں بیان ہو چکے ہیں۔ [۲۹]

۳- حضرت مولانا سید پیر عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ
ساکن احمد پور سیال، ضلع جھنگ

حضرت اقدس نے اپنے عہد جانشینی میں سب سے پہلے آپ کو خلافت عطا کی- آپ حضرت سید مخدوم جہانیاں جہان گشت الرحمۃ اللہ علیہ (۷۰۷-۷۸۵)- اوچ شریف کی اولاد امجاد میں سے ہیں- حضرت پیر سید عبد اللہ شاہ صاحب آپ کے چچا تھے جو حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے جلیل القدر خلیفہ مجاز اور بہت با کمال بزرگ تھے-

آپ نے عربی وفارسی کی ابتدائی تعلیم پنجاب کے مختلف مدارس میں حاصل کی اور تکمیل حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت میں کی- سلوک نقشبندیہ مجددیہ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں طے کرنا شروع کیا اور تکمیل آپ کے جانشین حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ سے کی- اولاً طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز ہوئے پھر دیگر سلاسل کی نسبتوں سے فیض یاب ہو کر تمام سلاسل میں اجازت مطلقہ سے مشرف ہوئے- بحمدہ تعالیٰ عرصہ تک سلسلہ پاک کی اشاعت میں مشغول ومنہمک رہے- دید قصور کا غلبہ آپ پر بہت زیادہ تھا- مخدوم زماں حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی خدمت میں ایک مرید با اخلاص کی حیثیت سے حاضر ہوتے تھے- خاص طور پر رمضان المبارک کا پورا مہینہ خانقاہ شریف میں ارادتمندوں کے ساتھ گزارتے تھے- زہد واتقاء اور فقر وقناعت کا ایک مثالی نمونہ تھے- رحمۃ اللہ علیہ واسعۃ[۳۰]

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین بن مولانا قاضی فیروز الدین بن قاضی عمر الدین بن قاضی عالم الدین بن قاضی وحید الدین ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں کوٹ نجیب اللہ ضلع ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے- ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا قاضی محمد صدر الدین ہزارویؒ

سے پائی اور پھر بھوئی گاڑ ضلع اٹک میں حضرت مولانا مفتی حکیم عبدالحی قریشی (جو مہر محمد کے بہنوئی تھے) سے ۲ سال پڑھتے رہے۔ بعد ازاں جامعہ فتحیہ 'اچھرہ لاہور میں مولانا حافظ محمد' موضع شاہ محمد نواح ھری پور میں مولانا سکندر علی' موضع انہی ضلع گجرات میں حضرت استاذ العلماء مولانا غلام رسول سے پڑھتے رہے' دورہ حدیث حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی سے مدرسہ امینیہ دہلی میں کیا۔ ۱۹۳۶ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ کچھ عرصہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ دوران تعلیم' بھوئی گاڑ' مارچ ۱۹۳۱ء میں مولانا محب النبی قریشی کی معیت میں گولڑہ شریف حاضر ہو کر سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تھے۔ ان کے وصال ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۷ء کے بعد ۱۳۶۰ھ میں حضرت مولانا مفتی حکیم عبدالحی قریشی ساکن بھوئی گاڑ کی معیت میں خانقاہ سراجیہ' کندیاں ضلع میانوالی حاضر ہو کر حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے اور سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کے بعد مجاز طریقت قرار پائے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد چار سال تک تدریسی خدمات اپنے آبائی گاؤں موضع درویش میں انجام دیں۔ بعد میں تصنیف و تالیف میں لگ گئے۔ آپ کی چند تصانیف حسب ذیل ہیں:

(۱) تاریخ مزار شریف (قلمی) (۲) ڈاڑھی کی اسلامی حیثیت (مطبوعہ) (۳) سیرۃ خلفائے راشدینؓ (مطبوعہ) (۴) حضرت مولانا خواجہ مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (حالات زندگی) (قلمی) (۵) بے باک محاسبہ (مطبوعہ) (۶) مسئلہ رویت ہلال (مطبوعہ) (۷) مصنوعی آواز کی کہانی (مطبوعہ) (۸) عیسائی تبلیغ کے خفیہ گوشے (مطبوعہ) علاوہ ازیں چند رسائل بھی مطبوعہ ہیں۔

آپ نے مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ کندیاں ضلع میانوالی) کے ارشاد عالی پر "رسالہ تحفہ سعدیہ" مصنفہ حضرت نذیر احمد عرشی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے شروع میں ایک "مقدمہ" (جس میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ' حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ' حضرت

خواجہ سراج الدین قدس سرہ اور بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے ابتدائی احوال و معارف شامل ہیں) اور اس کے آخر میں بطورِ ''تتمہ'' نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے حوال میں مختصر مسودات تیار کر کے حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو دیے جن پر نظر ثانی' اضافہ اور ضروری ترمیمات کرنے کے بعد آن محترم نے ''تحفۂ سعدیہ'' کی موجودہ مطبوعہ صورت میں انہیں مرتب کیا (تحفۂ سعدیہ:۱۲)۔

راقم الحروف نا کارہ روزگار (محمد نذیر رانجھا) کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا اور وہ یوں کہ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء کو اپنے انتہائی شفیق و مہربان حضرت مولانا محمد رمضان علوی رحمۃ اللہ علیہ (خطیب جامع مسجد گلشن آباد' راولپنڈی) کی معیت میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر موضع درویش' ہری پور جانا نصیب ہوا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درِ دولت پر پہنچے تو آپ کے صاحبزادے تشریف لائے۔ ہمیں لے کر بیٹھک میں داخل ہوئے۔ کمرے کے درمیان میں ایک دری بچھی تھی' مشرق کی جانب تھری پیس صوفہ اور شمال مغرب مین ایک پلنگ رکھا تھا۔ قاضی صاحب کے صاحبزادے نے ہمیں بیٹھنے کے لیے کہا۔ لیکن مشفقی جناب مولانا محمد رمضان کھڑے رہے اور کہا کہ قاضی صاحب کو تشریف لانے دیں۔ یہ پاس ادب ہی تھا کہ کسی بزرگ اور ولی اللہ کی آمد سے قبل ان کے گھر میں مدعو ہونے کی صورت میں اور ان کی اجازت کے باوجود بھی' ان کی آمد سے قبل بیٹھا نہ جائے۔ بندہ نے جوتا نکالا تھا کہ دری پر بیٹھ جائے لیکن حضرت مولانا محمد رمضان مرحوم و مغفور کی مؤدبانہ کیفیت کو دیکھ کر فوراً جوتا پہن لیا اور مؤدب ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اسی دوران حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے۔ سفید ریش' نورانی چہرہ اور ہلکا پھلکا بدن' مسکراتے ہوئے حضرت قاضی صاحب' مولانا محمد رمضان صاحب سے بغلگیر ہوئے اور بعد ازاں احقر کو گلے لگالیا۔

حضرت مولانا محمد رمضان علوی' حضرت قاضی صاحب کے پیر بھائی اور پرانے احباب میں سے تھے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کا ارشاد

ہے کہ مہمان سے سب سے پہلے یہ پوچھنا چاہیے کہ قضائے حاجت کی ضرورت ہے یا نہیں؟
عرض کیا کہ حضرت ابھی تو ضرورت نہیں ہمیں بیٹھنے کے لیے فرمایا- عرض کیا کہ حضرت اول آپ تشریف فرما ہوں- تھوڑی دیر بعد چائے اور بسکٹ آ گئے اور ساتھ ساتھ دینی، علمی اور عرفانی باتیں ہوتی رہیں- حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اکابر کے واقعات سناتے رہے جو بہت ہی موثر اور قابل شنید تھے- خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں کے بزرگوں میں قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ اور مخدوم زماں حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے احوال ومحاسن بیان فرماتے رہے اور مولانا محمد رمضان علوی صاحب کے ساتھ بعض پرانی یادیں بھی تازہ فرماتے رہے-

بعد ازاں اپنی چند تالیفات احقر راقم الحروف کو عنایت فرمائیں- احقر نے حضرت مولانا محمد رمضان علوی کے اشارے پر اپنی کتب (تصحیحات وتحقیقات وتراجم) ابدالیہ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (فارسی) ابدالیہ (اردو)، انسیہ حضرت مولانا یعقوب حرف قدس سرہ (فارسی اردو) اور شرح مثنوی معنوی شاہ داعی الی اللہ شیرازی (دو جلدیں) حضرت قاضی صاحب کو عاجزانہ انداز میں پیش کیں- بڑے خوش ہوئے اور دعائیں دیں-

کھانے سے قبل احقر نے اپنا مدعا عرض کیا (جو قبل ازیں مولانا محمد رمضان علوی صاحب نے بذریعہ خط حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجا تھا اور اسی سلسلے میں حضرت قاضی صاحب نے ہمیں اپنے ہاں دعوت دی تھی) کہ حضرت وہ چاہتا ہے کہ خانقاہ سراجیہ سے فیض یافتہ صوفیا، علما اور دوسرے معروف حضرات کا ایک تذکرہ اردو فارسی میں مرتب کرے اور پھر عربی اور انگریزی ترجمہ بھی کسی نہ کسی طرح شائع کرائے- آپ کی نیک آرا اور اس سلسلے میں مواد کی فراہمی میں مدد ویاری اور دعاؤں کی ضرورت ہے- حضرت قاضی صاحب نے کمال شفقت سے وعدہ فرمایا کہ ان شاء اللہ ہر حال میں تعاون کیا جائے گا اور پھر دعائیں دیں-

ایک بات کے ضمن میں معلوم ہوا کہ حضرت قاضی صاحبؒ کی چار صاحبزادیاں ہیں بڑے داماد جو قریبی مدرسہ کے مہتمم تھے۔ ہمارے ساتھ شریک تناول وطعام ہوئے۔ (کھانے بڑے پر تکلف تھے جن کے بارے میں حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ محمد رمضان صاحب کے گرامی نامہ کے مطابق ''لحم وفواکہات'' کا اہتمام کیا گیا ہے) نیز حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ دوسری صاحبزادی حضرت مفتی زین العابدین (جو تبلیغی جماعت کے مرکز رائے ونڈ میں ہوتے ہیں) کے صاحبزادے کے گھر ہیں اور ان کا ایک (چار سالہ) صاحبزادہ وہیں موجود تھا جس کی طرف اشارہ فرما کر بتلایا۔ (ملخص از ڈائری ۱۰-۱۱ فروری ۱۹۸۹ء مرقومہ مؤلف)۔

آپ نے بروز پیر ۹ ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ بمطابق ۳ جون ۱۹۹۱ء انتقال فرمایا۔ عصر کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی، نماز جنازہ کی امامت آپ کے فرزند حضرت مولانا قاضی سیف الدین نے کرائی اور موضع درویش میں مدفون ہوئے۔[۳۲]

آپ عظیم عالم دین، فقیہ، مدرس، محقق، جامع الصفات والکمالات، صاحب علم وتصوف، نفیس مزاج، شاندار رقد، عمدہ طرز بیان، حیران کن طرز استدلال، سینکڑوں ارادتمندوں کے مرشد تھے۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَۃً وَاسِعَۃً۔

آپ کا ایک گرامی نامہ ناچیز راقم الحروف کے نام ملاحظہ فرمائیں:

بعد الحمد للہ والصلوٰۃ و ارسال التسلیمات

از فقیر محمد شمس الدین عفی عنہ محبّ مکرم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب دام لطفہ مطالعہ فرماویں۔ والا نامہ ملا۔ خیریت معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ بحمد للہ فقیر بھی بخیریت ہے۔

فقیر کی جتنی مطبوعات بھی چھپی ہیں کسی کا معاوضہ کبھی نہیں لیا۔ صرف دس فیصدی نسخ اپنے ذوق کے مطابق احباب میں مفت تقسیم کرنے کے لیے ناشرین دے دیتے ہیں۔

یہاں ہری پور سے مشرق میں ایک گاؤں شاہ محمد ہے۔ اس میں ایک کاتب الٰہی بخش مطیع جو نفیس صاحب لاہوری کے شاگرد ہیں رہتے ہیں۔ وہ اگر آمادہ ہو گئے تو ان سے غلطیاں لگوا کر مسودہ آپ کو پہنچا دیا جائے گا ورنہ پھر پنڈی میں کوئی کاتب تلاش کرنا پڑے گا۔ واللہ سبحانہ

هُوَ آسِرُ لِکُلِّ عَسِیْرٍ' آپ بھی خیال رکھیں۔

حسن ابدال میں ایک مولوی صاحب قاضی شمس الدین کے نام سے مشہور تھے جو چند دن قبل فوت ہو گئے۔ قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی سفر رحیم یار خان سے واپس خانقاہ شریف پہنچے تو کسی نے بتایا کہ درویش والا قاضی شمس الدین فوت ہو گیا ہے۔ قبلہ حضرت صاحب علی الصباح اپنی جماعت سے نماز پڑھ کر دوسرے صاحبزادگان سمیت دس بجے صبح ہری پور آ پہنچے۔ یہاں آ کر صحیح صورت حال کا علم ہوا تو خوش ہو گئے۔ ان سے آپ کی فرمائش (یعنی تالیف تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ) کا ذکر کیا تو انہوں نے بخوشی اجازت فرما دی کہ تحفہ سعدیہ میں سب اکابر کے حالات موجود ہیں۔ اپنی صوابدید کے مطابق جس طرح مناسب سمجھیں' اجازت ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ نظر کمزور ہے اور نقطے شوشے اکثر رہ جاتے ہیں۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔ والسلام

از درویش ڈاک خانہ ہری پور' ہزارہ' صوبہ سرحد

۱۲-۳-۱۹۸۹ء

حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم کبیر والا' ضلع ملتان [۳۳]

حضرت مولانا عبدالخالق بن مولانا احمد بن مولانا امین بن محمد اسلام ۵/مئی ۱۸۹۶ء بمطابق ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ کو بستی والی محمد جھنڈیر تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد بھی علمائے دین تھے۔ آپ کے دادا مولانا محمد امین موضع منکیرہ ضلع میانوالی سے ترکِ سکونت کر کے موضع ولی جھنڈیر آ گئے تھے۔

آپ نے درس نظامی کی اکثر کتب کی تعلیم اپنے والد ماجد اور بڑے بھائی مولانا نور الحق سے موضع باگڑ سرگانہ ضلع ملتان میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند ہندوستان چلے گئے۔ ۱۳۴۱ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۴۳ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ اساتذہ میں حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری' حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن' مولانا محمد حسن' مولانا احمد شبیر ہزاروی اور حضرت مولانا محمد رسول خان ہزاروی رحمہم اللہ خاص طور پر قابل

ذکر ہیں۔

فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں عربی کے مدرس مقرر ہوئے۔ بعدازاں وطن واپس تشریف لے آئے اور مختلف مدارس دینیہ سے وابستہ رہے جن میں کٹھال عبدالحکیم، تحصیل کبیر والا ضلع ملتان سے درس وتدریس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد تین سال جامعہ عباسیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث رہے، پھر پانچ برس مدرسہ نعمانیہ ملتان، بارہ سال مدرسہ محمدیہ نڑھال، چھ سال مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں بھی شیخ الحدیث رہے۔ ۱۳۷۴ھ میں دارالعلوم کبیر والا کی بنیاد رکھی جس نے چند سالوں میں ملک بھر میں مرکزی مقام حاصل کر لیا۔

حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ طالب علمی میں بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی۔ ابھی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اوراد و اشغال مکمل نہیں ہوئے تھے کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کا وصال ہو گیا۔ ان کے جانشین نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے تجدید بیعت کی اور ان کے خلیفہء مجاز ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالخالق اچھے منتظم، خوش پوش اور ہنس مکھ انسان تھے۔ پوری زندگی تجرد میں گزاری۔ ۱۵ نومبر ۱۹۶۶ء بمطابق یکم شعبان ۱۳۸۶ھ بروز منگل نماز فجر کے بعد مراقبے کی حالت میں وصال فرمایا۔ نماز جنازہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ، کندیاں ضلع میانوالی نے پڑھائی اور احاطہء دارالعلوم کبیر والا۔ ضلع خانیوال میں آخری آرام گاہ پائی۔

قطعہء تاریخ وصال یہ ہے:

بجھی شمع محفل جہاں دم بخود ہے
ہے تاریخ دیں کے نگیں فخر دین کی
ہوا آہ رخصت وہ نور النجوم
نوید خدا، شیخ دارالعلوم[۳۴]

حضرت مولانا حافظ محمد امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ باگڑ سرگانہ ضلع ملتان کے رہنے والے تھے- ابتدائی تعلیم پنجاب کے دینی مدارس میں حاصل کی اور دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) سے کیا- آپ کا شمار حضرت اقدس قدس سرہ کے ممتاز خلفاء میں ہوتا ہے- حضرت اقدس کے مبارک زمانے میں عرصہء دراز تک مدرسہ سعدیہ' خانقاہ سراجیہ' کندیاں ضلع میانوالی میں درس قرآن مجید اور تعلیم کتب عربی کی خدمات سرانجام دیتے رہے- حضرت صاحبزادہ محمد زاہد نے آپ سے ہی قرآن مجید حفظ کیا اور حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عابد بھی آپ کے شاگرد تھے-

آپ موضع جھلار مدینہ' متصل باگڑ سرگانہ' ضلع ملتان میں درس' مطب اور امامت و خطابت مسجد کے ساتھ ساتھ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف رہے- [۳۵]

حضرت مولانا مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ چودھواں' ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا عطاء محمد بن میاں غلام محمد بن مولوی صالح محمد بن مولوی فتح محمد ۱۳۲۸ھ میں موضع چودھواں' تحصیل کلاچی' ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک مشہور علمی خاندان میں پیدا ہوئے-

قرآن مجید اپنے چچا حافظ حبیب اللہ سے پڑھا- ابتدائی کتب مولانا اللہ داد موضع کوٹ موسیٰ اور مولانا فضل حق کڑی شموزئی' ضلع ڈیرہ اسماعیل سے پڑھیں- اعلیٰ کتب کی تعلیم ملتان میں مولانا فیض محمد شاہجہانی سے حاصل کی-

۱۳۴۹ھ میں فراغت کے بعد اپنے گاؤں میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا- اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی- فنون میں خصوصاً میراث' فقہ اور نحو زیر شغل رہے-

۱۳۶۳ھ کے اواخر میں استخارہ کے بعد خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت اقدس کے ارشاد مبارک پر مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ شریف میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے- خاص کر نبیرگان قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ: صاحبزادہ محمد

عارف رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت فرماتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے اکتساب فیض کرتے رہے اور اجازت طریقہ مرحمت ہوئی اور آپ کا شمار حضرت اقدس کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے مکتوبات شریف اور رسائل نقشبندیہ سبقاً پڑھے۔ طریقت کی بجائے فقہ طریقت پر زیادہ زور دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بہت کامیابی ہوئی اور دوران حج و زیارت مدینہ طیبہ ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۹ھ) سے خراج تحسین حاصل کیا۔

آپ نے حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے غسل اور تکفین کی خدمات سرانجام دیں[۳۶]۔ "تحفہ سعدیہ" (از مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ) پر نظر ثانی فرمائی اور اس پر مفید حواشی تحریر فرمائے۔ آپ کے ہاتھ مبارک سے مرقومہ دو مخطوطات: (۱) سواء السبیل (عربی) اور (۲) لمعات عراقیؒ (فارسی) (تاریخ کتابت ۱۳۶۴ھ) کتب خانہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں میں محفوظ ہیں۔

آپ نے حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیری محدث دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ میراث انوار الفرائض کی شرح لکھی۔ اسکے علاوہ بھی اور بہت سے رسائل لکھے۔[۳۷]

اکتیس مکتوبات (فارسی) حضرت حاجی دوست محمد قندھار رحمۃ اللہ علیہ (جس میں تلقین و ذکر اور تعلیم طریقہ کے مضامین شامل ہیں اور جو آپ نے اپنے شیخ، دیگر اعزہ و اقارب اور مریدین و مخلصین کی طرف تحریر فرمائے) کا ایک مجموعہ حضرت مفتی صاحب کو کہیں سے دستیاب ہوا جسے آپ نے حافظ نصر اللہ خان خاکوانی کی اعانت سے طبع کرا دیا۔ (تحفہ سعدیہ: ۴۶-۴۷)

جامع مسجد چودھواں میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ خطیب بھی تھے۔ یہاں دینی مدرسہ قائم کیا اور اپنے صاحبزادے حضرت مولانا قطب الدین کے ساتھ خدمات انجام دیتے رہے۔ اپنے علاقہ میں مفتی اور فقیہ کے نام سے معروف تھے۔

آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخطوطہ "لمعات" (فارسی) کتاب خانہ سعدیہ میں محفوظ ہے۔

حضرت مولانا محمد مکرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ سے (م ۱۳۶۰ھ) سے مجاز طریقت قرار پائے اور آپ کے وصال مبارک کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ کی خدمت میں انتہائی مقامات کی تکمیل فرمانے کے بعد دوسرے سلاسل میں بھی مجاز طریقت ہوئے- آپ کا ذکر قبلاً قیوم زماں قدس سرہ کے خلفا میں آچکا ہے-

حضرت حافظ محمد سعد اللہ خان خاکوانی - دامت برکاتہم العالیہ [۳۹]

آغاز سلوک قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعید احمد خان قدس سرہ کی خدمت میں کیا- آپ کی بیعت اول قیوم زماں قدس سرہ سے ہے- مگر آپ کو تلقین ذکر اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازت حضرت اقدس مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ نے عنایت فرمائی- آپ دار العلوم دیوبند سے کتب حدیث کے فارغ التحصیل ہیں- ملتان کے علاقہ کے بڑے زمینداروں میں شامل ہیں- آپ کا سارا خاندان خانقاہ سراجیہ شریف سے وابستہ ہو کر حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات حاصل کر رہا ہے-

وَمَا اَحْسَنَ الدِّیْنَ وَالدُّنْیَا اِذَا جْتَمَعَا

حضرت حکیم عبد المجید احمد سیفی رحمۃ اللہ علیہ [۴۰] ساکن بیڈن روڈ، لاہور

آپ صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ کے آخری خلیفہ ہیں- حضرت اقدس نے دوسری بار حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد خانقاہ شریف میں ۳ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ کو انہیں مجاز طریقت قرار دیا- آپ کا تعلق موضع ''سدا کمبوہ''، ضلع سرگودھا ہے- یہ قصبہ حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری قدس سرہ کے گاؤں ''ڈھڈیاں''، ضلع

سرگودھا سے متصل ہے۔ پہلے نکلسن روڈ لاہور اور پھر بیڈن روڈ لاہور قیام پذیر رہے اور یہیں ۲۴ اگست ۱۹۶۰ء میں رحلت فرمائی۔ علی گڑھ سے ایف اے تک تعلیم حاصل کی تھی اور تحریک آزادی میں مولانا محمد علی جوہرؒ کے ہمراہ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے کچھ عرصہ قومی خدمات سرانجام دیں۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) کے دست مبارک پر سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد جائیداد بیچ ڈالی۔ سالہا سال قیوم زماں قدس سرہ کی خدمت اقدس میں رہ کر اخذ فیض کیا۔ حضرت اقدس آپ کی دلجوئی کا خیال رکھتے تھے چونکہ اخبار بینی کے عادی تھے لہٰذا حضرت اقدس انہیں اخبار منگوا کر دیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس کے وصال کے بعد حکیم صاحب نے حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے رابطہء باطن استوار رکھا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ جب لاہور تشریف لاتے تو حکیم صاحب کے مکان ہی پر قیام فرمایا کرتے تھے۔ آپ دل و جان سے حضرت اقدس کی خدمت بجالاتے اور ہر طرح آلام و آسائش کا خیال رکھتے تھے۔ حکیم صاحب کے مکان پر ہمہ وقت ارادتمندوں کا اجتماع رہتا تھا۔ مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔ محترم حبیب اللہ صاحب، ٹیلر ماسٹر اور دیگر وابستگان سلسلہ ختم خواجگان اور مجالس ذکر میں ان کے ہاں شریک ہوا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں وسعت رزق عطا فرمائی تھی۔ کسب معاش کی غرض سے حکیم عبدالرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے طبابت سیکھی۔ فن ادویہ سازی میں نام پیدا کیا۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی خدمت بجالانے میں فخر محسوس فرماتے تھے۔ انتہائی متوکل، فیاض اور نفیس مزاج کے حامل تھے اور حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ ان کی استقامت کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

سلوکِ نقشبندیہ کی خدمات میں سرگرم عمل رہے۔ مکاتیب شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ) رسالہء ایضاح الطریقہ، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کے رسائل مبداء و معاد، معارف لدنیہ، قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ) کی ارشاد الطالبین، کنز الہدایات مولانا محمد باقر لاہوری طبع کرائیں۔ وصال سے پہلے رسالہ فضائل اذکار معصومیہ،

مکتوبات معصومیہ، مکتوبات سعیدیہ کی عمدہ کتابت بلاک بنوائی لیکن زندگی نے مہلت نہ دی۔

حضرت حکیم عبدالمجید سیفی رحمۃ اللہ علیہ مولانا افتخار احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۹۷۵ء) کے ہم زلف اور مجلس مرکزیہ حزب الانصار، بھیرہ (ضلع سرگودھا) کے موجودہ امیر حضرت صاحبزادہ ابرار احمد بگوی صاحب کے خالو تھے۔

ان کے متعلق ماہنامہ "شمس الاسلام" نے لکھا کہ مرحوم کی پوری زندگی شاہد ہے کہ ان کے دل میں بے پناہ دینی جذبہ اور ملت کا درد موجود تھا۔ آپ علی گڑھ یونیورسٹی میں بی ایس سی کے طالب علم تھے کہ تحریک خلافت شروع ہوگئی۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ نے تعلیمی سلسلہ منقطع کر دیا اور تحریک میں شامل ہو گئے۔ آپ ضلع سرگودھا میں تحریک خلافت کے روح رواں تھے۔ آپ نے کبھی تحریک کے لیے جان و مال خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ ہر قسم کی قربانیوں کے لیے آمادہ رہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے یہ عظیم رہنما تحریک خلافت کے اختتام پر فن طبابت کی تحصیل کے لیے مسیح الملک حافظ حکیم اجمل خان دہلوی کے شاگرد بنے اور کچھ عرصہ حکیم عبدالرسول بھرویؒ سے بھی مستفید ہوئے۔

لاہور کے زمانۂ قیام میں کتب تصوف کی اشاعت کے علاوہ انہوں نے اپنے استاد مولانا عبدالرسول بھرویؒ کی خلاصہ الطب شائع کی اور اپنے تجربات کا نچوڑ "کلیات سیفی" کے نام سے جمع کیا۔ وفات سے قبل مکتوبات مجددیہ و مکتوبات معصومیہ کی اشاعت کے لیے چوٹی کے کاتبوں سے کتابت کرائی۔ اس کام کی تکمیل کے لیے جرمنی جانے کا عزم تھا کہ راہی ملک عدم ہو گئے:

آہ شد گلزار زما اکنوں بیاد — رفت از ما عابد عالی نژاد
ثانی بقراط آں عبدالمجید — آن گرامی قدر ما نیکو نہاد[۱۸۱]

تحفہ سعدیہ (حاشیہ صفحہ نمبر ۳۲۳-۳۲۴) کے مطابق نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نے حکیم عبدالمجید احمد سیفی رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے رسالہ ایضاح الطریقہ تعلیم فرمایا۔ پھر اجازت طریقہ قبول کرنے پر آپ کو آمادہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ

تمہیں اس کی ضرورت نہیں لیکن طریقہء پاک کو تمہاری ضرورت ہے-حکیم صاحب نے خانقاہ سراجیہ سے واپسی پر اس بات کا ذکر حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو ان کا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور اس میں کوئی راز ہے-اس وقت تو ان کی سمجھ میں نہ آیا مگر یہ راز حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد ۲۷ شوال ۱۳۷۶ھ کو منکشف ہوگیا-گویا کہ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کا یہ ارشاد اپنے قربِ ارتحال کی طرف اشارہ تھا کہ خانقاہ سراجیہ شریف میں طریقہ عالیہ کی شان خاص کے بقا میں آپ سے کام لیا جائے گا-چنانچہ حکیم صاحب نے حضرت اقدس کے وصال کے بعد مخدوم زماں حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی سجادہ نشینی کے انتخاب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا-حکیم چن پیر صاحب، حکیم محمد زبیر صاحب اور دیگر متوسلین آپ کے ہم خیال اور موید تھے-واللہ اعلم بالصواب-

حضرت مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ''میاں سیفی صاحب علی گڑھ کے تعلیم یافتہ نوجوان ہیں اور مولانا محمد علی جوہر مرحوم کی پارٹی کے خاص افراد سے ہیں-جن دنوں میں بیعت ہوئے، انگریزی اخبار پڑھنے کے بہت عادی تھے-حضرت (مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ) نے فرمایا:''اس فضول کام کو چھوڑ کر اوقات کو ذکر و شغل میں صرف کرنا چاہئے-'' سیفی صاحب نے عرض کیا: ''حضرت مطالعہ اخبار تو چھوٹ نہیں سکتا-'' آپ نے مسکرا کر فرمایا: ''خیر دیکھا جائے گا'' اور اس پر طرہ یہ کہ جب سیفی صاحب حضرت کے ہمراہ سفر میں ہوتے تو حضرت خود ان کے لیے بڑے بڑے سٹیشنوں کے بک اسٹال سے انگریزی اخبار مول منگوا دیتے-مگر سیفی صاحب کو خود بخود چند روز کے بعد اخبار کی صورت تک سے نفرت ہوگئی-''
>
> (تحفہء سعدیہ:۲۴۴)

فصل چہارم

اکابر کی حضرت اقدس قدس سرہ سے محبت وعقیدت

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ (کندیاں ضلع میانوالی) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۴ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کے پیر دبانے لگے جس طرح ایک خادم یا مرید اپنے مخدوم اور شیخ کی خدمت کرتا ہے' حضرت نے منع کیا اور فرمایا:

''آپ تو خود مخدوم اور شیخ طریقت ہیں۔ مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔''

حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

''حضرت! میں آپ کا خادم اور شاگرد ہوں' میں نے آپ سے قرآن کریم کی تفسیر پڑھی ہے' آپ مجھے اس سعادت سے محروم نہ فرمائیں۔''[۴۲]

علما و صلحا کی محترم شخصیت

حضرت علامہ طالوت (عبدالرشید نسیم رحمۃ اللہ علیہ' م ۳۰ مارچ ۱۹۶۳ء) فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ علما و صلحا میں نہایت وقعت و عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ' کے گو عزیزوں میں سے تھے اور آپ ان کا اساتذہ کی طرح ادب فرماتے تھے مگر مولانا ہمیشہ ان کو مرتبہ کے لحاظ سے اپنے مدرسہ کا سرپرست اور نگران شمار فرماتے۔ شیر سرحد حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی' حضرت العلام مفتی عطا محمد

صاحب' حضرت مولانا غلام محمد صاحب چیچہ وطنی' حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب اور بہت سے دوسرے علماء آپ کے حلقہ بگوش تھے۔

امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے ساتھ ملاقات میں بار بار راقم الحروف موجود تھا' شاہ صاحب نے ہمیشہ ادب واحترام ملحوظ رکھا اور ہمیشہ ایسے الفاظ میں یاد فرمایا جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ کو بقیہ السلف سمجھتے ہیں۔ (حضرت) مولانا (محمد عبداللہ قدس سرہ) جب دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے تھے تو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب معین المدرسین تھے۔ گویا ان کا شمار اساتذہ میں تھا۔ مگر انہوں نے حضرت کے ساتھ آپ کی وفات کے بعد جس عقیدت کا اظہار فرمایا۔ اس سے آپ کے صحیح مقام کا اندازہ ہوگا۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی صدر مدرس مدرسہ عربیہ ٹنڈو اللہ یار خان کو مولانا جمیل صاحب انسپکٹر مدارس عربیہ بہاولپور کی روایت کے مطابق حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے اس قدر عقیدت تھی کہ وہ اس بات کے خواہش مند تھے کہ خانقاہ معلیٰ (خانقاہ سراجیہ شریف) میں کسی وقت حاضر ہو کر ملاقات فرمائیں۔'' [۴۳]

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہارِ عقیدت

حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۳ء) نے اپنے گرامی نامہ مؤرخہ ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ بنام مولانا جمیل الدین احمد صاحب میں تحریر فرمایا:

حضرت محترم زید مجدکم السامی' سلام مسنون نیاز مقرون ''ما در چہ خیالیم' فلک در چہ خیال است۔ آج مولانا محبوب الٰہی صاحب کا بیڈن روڈ' لاہور سے خط موصول ہوا۔ جس میں حضرت الشیخ الاجل الاکبر مولانا محمد عبداللہ صاحب کے وصال کی خبر درج تھی۔ اس خبر سے دل پر ایک بجلی سی گری اور دلی اضطراب وقلق رونما ہوگیا۔ حضرت ممدوح جنہیں کل مدظلہ کہا کرتے تھے۔ افسوس کہ آج رحمۃ اللہ کی دعا سے یاد کر رہے ہیں۔ وہ تو فی الحقیقت اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور اس ترقیات وعروج کا لامحدود میدان ہاتھ لگ گیا جس کے لیے انہوں نے عمر بھر جدوجہد فرمائی۔ وہ مبارک نتیجہ ان کے سامنے بحمد للہ آ گیا لیکن رونا پسماندگان کا ہے کہ ایک

عظیم دوست سے وہ محروم ہو گئے۔ اول تو زمانہ قحط الرجال کا ہے پھر ایسی مبارک ہستیاں اٹھ جائیں تو عالم میں سوائے اندھیرے کے اور کیا باقی رہ جائے گا۔ میں اس عزم میں تھا کہ اس بار مستقل وقت نکال کر کندیاں حاضر ہوں اور مولانا سے شرفِ بیعت حاصل کر کے اکتساب سعادت کروں مگر افسوس کہ خبر وحشت اثر نے ساری آرزوئیں خاک میں ملا دیں۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون''

دار العلوم میں کل ان شاء اللہ ختم قرآن وکلمہء طیبہ کر لیا جائے گا اور ایصالِ ثواب کا فریضہ ادا کیا جائے گا۔ مجھے مولانا قدس سرہ کے ورثہ واولا دامجاد کا پتہ یا اسمائے گرامی کا علم نہیں۔ اس لیے یہ تعزیت نامہ آپ کے سامنے پیش کر کے آپ ہی کے توسط سے حضرت مولانا کے ورثہ تک اپنی شکستہ دلی کے جذبات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حق تعالیٰ حضرت کے متوسلین، اولا دامجاد کو ان کا صحیح جانشین بنائے اور خانقاہ سراجیہ کی گدی اسی طرح بارونق رہ کر اصلاح خلق اللہ کا کام کرتی رہے۔ مکرر پھر تعزیت کرتا ہوں۔ آپ حضرت کے حاضرانہ عشاق میں سے ہیں اور میں غائبانہ معتقدوں میں سے ہوں:

آ عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کو اعلیٰ مراتب عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور ہم محروموں کو مولانا کی مثال مہیا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

اِنَّ فِی اللّٰہِ عزاء مِنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْن۔ والسلام، محمد طیب غفرلہ۔

۴۔ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا اظہار خیال

''امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ء) نے حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال پر ایک گرامی نامہ مؤرخہ ۔ ۲۹ شوال ۱۳۷۵ھ کو مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب۔ بسط اللہ ظلہم العالی کی خدمت میں تحریر

فرمایا جس میں لکھا:

''حضرت محترم المقام۔ السلام علیکم

عزیزی مولوی یٰسین نے واپسی پر مولانا علیہ الرحمہ کی علالت کی خبر سنائی۔ دوسرے روز مومن کی والدہ نے غالباً ظہر کے وقت خواب دیکھا جو حضرت ہی کے متعلق تھا۔ اس سے اور طبیعت پریشان ہوئی۔ دل تڑپ گیا۔ جی چاہا کہ پہنچوں، مگر پائے اسیری! جمعہ کے روز حکیم حنیف اللہ سلمہ کے ہاں سے واپس ہونے لگا تو مولوی منظور الحق سلمہ یکا یک مل گئے اور انہوں نے ماجرا سنایا۔ میرا گھر تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔ پہلے ہی بہت کمزور ہوں۔ اس پر یہ صدمہ میرے لیے دین کا ایک کرہ اجڑ گیا اور خود ہم سبھوں پر کیا گزرا اور کیا گزر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں:

فلک نے گرائی اس پر ہے بجلی ۔۔۔ جو اک شاخ تھی آشیانے کے قابل

''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن'' ہم لوگ آپ حضرات کے غم والم کو بانٹ تو نہیں سکتے لیکن شریک غم ضرور ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

میرے حافظ جی سلمہ نے تو کل ہی دو ختم قرآن کریم، مسجد مائی سیدہ عائشہ مرحومہ میں کرا دیے اور آج قاسم العلوم میں مفتی محمود صاحب کی خدمت میں، میں خود حاضر ہوا۔ وہ میرے پہنچنے سے پہلے آمادہ ہو ہی رہے تھے۔ چنانچہ دس گیارہ بجے مدرسہ میں چھٹی کرا کر انہوں نے بھی ختم کرایا اور غالباً ستر ہزار مرتبہ کلمہء شریفہ بھی پڑھوایا۔ امید ہے خیر المدارس میں بھی اور نعمانیہ میں بھی آج یہ کام ہو گیا ہو گا۔ میری طرف سے اور میرے بچوں کی طرف سے حضرت کے گھر میں تعزیت اور بچے اور بچی کو دعائیں اور تسلیاں اور دیدہ بوسیاں۔

ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شفاخانہء روحانی کو آباد رکھے اور اس کا فیض جاری و ساری رہے اور میں کیا لکھوں، میرے لیے تو اب لکھنا بھی ایک مشکل کام ہے۔ بڑی محنت سے یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں۔ ہاتھ اچھی طرح کام نہیں کرتا۔ آپ سب جو آج وہاں جمع ہیں، دعا گوئے آستانہ کے لیے صحت کی دعا فرمائیں۔ میں آپ حضرات کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ مومن سلمہ آپ کا ہے اور آپ کے حوالے۔ اس پر بڑی کڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ تمام خلفاء اور اہل سلسلہ کی خدمت میں السلام علیکم۔ والسلام مع التعظیم والاکرام۔

دعا گو سید عطاء اللہ بخاری۔ ملتان شہر

مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کے مبارک الفاظ

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے گرامی نامہ کا جو جواب مخدوم جہاں۔ بسط اللہ ظلہم العالی نے تحریر فرمایا وہ فارسی زبان میں ہے۔ یہاں ترجمہ کے ساتھ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ اردو ترجمہ حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے:

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات از فقیر خان محمد عفی عنہ، مکرمی محترمی حضرت شاہ صاحب۔ مد اللہ تعالیٰ مدظلہ العالی معلوم خاطر عاطر باد۔ گرامی نامہ تعزیت موجب تسکین غم زدگان گردیدہ۔ فجز اکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

مخدوما از ورود اطباق غموم ونزول انواع ہموم کہ از فراق آں محسن اتم جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ محی السنۃ قامع البدعۃ صاحب البصیرۃ النافذۃ فی تسلیک الطریق الموصلہ الی اللہ تعالیٰ مجمع البحرین، حائز النسب العالیہ مرکز النسبۃ المجددیہ احسن اللہ تعالیٰ جزاہ واکرم شواہ روداده۔ چہ وانماید وچہ گونہ تواند کہ نہ دل راشکیبائی ونہ زباں راتوانائی۔ نہ قلم راطاقتِ جولانی و نہ کاغذ راوسعت گنجائی، تا از کمی از انچہ درین سانحہ ہوشربا روداده با حباب دور افتادہ رسانیدہ آید الا آنکہ:

بگزار تا بگریم چون ابر نو بہاراں
کز سنگ نالہ خیزد وقتِ وداع یاراں

را ایمائے بحاضرۃ الوقت گردانیدہ شود۔ فالی اللہ المشتکی ثم الی اللہ الرجعی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ فاہ، ثم آہ، کجا آن مجلس علیا وآں محط اصفیاء کہ دراں حضرات صوفیہ بحقائق احسان فائز وجہابذہ علماء بتدقیقات وتحقیقات انواع علوم ازاں حائز۔ کجا آں جامعیت کبری کہ ہر ذی استعداد را حسب استعداد خود از ویافتی وہر سر فتنہ راکہ ادنیٰ ضررش باسلام ومسلمانان عائد بودہ از دست ہمتش کوفتی۔

پس لاجرم ازیں واہیہ کبریٰ ہر فرد مسلمان لائق تعزیت است وازیں وجہ تعزیت نامہ شمارا

در مجمع احباب شنوانیدہ اما اولاً کار نمک بر جراحت نمود و ہمہ مجلس و اہل مجلس را در نوحہ واضطراب مستغرق گردانیدہ بعد از لمحہ غیر یسیرے ثانیاً ہمہ اہل مجلس دست بدعا شدہ کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ آن ذات گرامی را از شفائے کاملہ وعاجلہ سرفراز فرمودہ سایہء عاطفت بر کافہء اہل اسلام محدود دارد بمنہٖ وکرمہٖ۔ ایں فقیر استدعائے دعوات وتوجہات خصوصیہ دارد از انجہت کہ احباب در زیر بار عہدہ ہائے کثیرہ ساختہ اند کہ بحسن توجہات محسنان خود امید عہدہ برائی وابستہ می دانم۔ قدرے تفصیل واقعات در خدمت می گزارنم تا کہ موجب حسن توجہات و جالب دعوات گردد و باللہ التوفیق:

محترما! وصال حضرت اقدس نور اللہ مضجعہ بعد از علالت چہار یوم در شب خمیس ۲۷ شوال (۱۳۷۵ھ) بوقت دوازدہ ونیم ساعت وقوع یافتہ' صبح فقیر با چند احباب مخصوصہ بفریضہء غسل و تکفین قیام نمودہ' بوقت نہ ساعت جنازۂ حضرت با جمع کثیرہ کہ از اطراف واکناف جمع آمدہ بودند' ادا نمودہ شد۔ امامت جنازہ احباب بفقیر تفویض کردہ بودند۔ قبر مبارک متصل قبر اعلیٰ حضرت بجانب غرب' خارج بجنوب بالحد ساختہ شدہ است' حضرتِ اقدس را فقیر باسہ احباب در لحد مبارک داشتہ بکرات مرات پردہ از رخ مبارک برداشتہ باعبرات مترنم:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

الوداع نمودہ بدر آمدیم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

متصل دفن در مجمع عام کہ در روئے از خلفائے حضرت اعلیٰ حکیم چن پیر احمد صاحب خوشاب والا و ڈاکٹر محمد شریف صاحب بودند و از خلفائے حضرت خود حکیم عبدالمجید سیفی صاحب و مفتی عطا محمد صاحب موجود بودند و از احباب ومخلصین حضرات جمع کثیر بود اولاً جناب حکیم سیفی صاحب برخاستہ ضرورت تعین خلیفہ ظاہر فرمودند و نام فقیر را متعین برائے این ذمہ داری ظاہر ساختند۔ بعدۂ مفتی صاحب برخاستہ طریقہء شرعیہ انتخاب واہمیت آن و بلا مہلت وفرصت نمودن مدلل ساختہ تائید جناب سیفی صاحب در تعیین فقیر نمودند و ظاہر کردند کہ دریں تعین حضرت ما بانواع دلائل احباب مخصوصہ را در حین حیات خود تفہیم نمودہ بودند۔ تفویض امامت وختمات و

انتظام جملہ معاملات خانقاہ از عرصہ دراز خود مشاہدہ خاص و عام بودہ است - ملازمین صحبت مقدسہ رادریں تعین ہیچ اشتباہے نبود و نیست - بعدہ حکیم چن پیر احمد صاحب ہمدریں مجمع تائید فرمودند - پس ہر سہ احباب مذکورہ وڈاکٹر صاحب و دیگر احباب ملازمین مجلس عالیہ باخذ بیعت فقیر رابر آوردند - دوطرفہ دستار را فراخ کردہ علی العموم مجمع موافقت احباب نمودہ بیعت بوقوع یافت وتقرر تام شد - اما چون متصل ایں بیعت غوغائے از اہل خانہ حضرت اعلیٰ (یعنی مولانا ابو السعد) و مدعیین ارث ایشان برخاست - فقیر مصلحۃً دراں روز دراجرائے بیعت معہودہ توقف نمودہ بر عہد ہائے لسانی اکتفاء کرد' تا آنکہ دوم روز جمعہ جمع کثیر از علماء وخلفائے اعلیٰ حضرت و خلفائے حضرت مرحوم مثلاً حضرت میاں حاجی جان محمد صاحب - مدظلہ العالی وفقیر محمد سلطان صاحب از باگڑ سرگانہ و مولانا قاضی شمس الدین صاحب - درویش (والا) و مولانا امان اللہ صاحب باگڑ والا از خلفائے حضرت مرحوم و حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی از مخصوصین حضرت مرحوم و مولانا عبدالحی صاحب و برادرش مولانا ضیاء الدین صاحب از بھوئی و مولانا عبدالحکیم صاحب و مولانا محمد عمر صاحب و مولانا عبدالغفار صاحب و مولانا اصغر علی صاحب از علمائے راولپنڈی و مولانا غلام محمد صاحب خطیب جامع مسجد چیچہ وطنی و مولانا شمس الدین صاحب از سمیجہ بہاولپور و مولانا محبوب الٰہی صاحب بنگلوروی مالک مدرسہ السنہ شرقیہ - لاہور و حکیم عبدالسلام ہری پور و دیگر احباب ومخلصین تشریف آوردند - ہمہ برانعقاد دیروزہ اطمینان نمودند بلکہ میاں جان محمد صاحب دراول تشریف آوری اظہار فرمودند کہ در سفر سرہند شریف کہ قبیل رمضان با حضرت مرحوم رفاقت میسر شدہ بود من دریں باب مبر دِیقین از حضرت خود حاصل نمودہ بودم و عدم اظہار خود را وجہ خود ارشاد فرمودہ بودند ازیں اعلانِ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی بر احباب قاطعیۃً انوار یقین واضح گشتند وبعد از ظہر بیعت عامہ از خلفا وعلما روداده - بعدہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب سلمہ ربہ خطبہ دادند وافہام وتفہیم واظہار درد وحسرت بروفات حضرت اقدس نمودہ وقوع اتفاق بریں تقرر ارشاد کردند -

بعد ازیں بحمدہ تعالیٰ مواقع اشتباہ بالکلیہ مرتفع گشتند واحباب بلا تذبذب درکار خود مصروف ماندند حتی کہ درآخر حضرت مولانا عبداللطیف شاہ صاحب کہ از حضرت خود اجازت ہر

چہار طرق دارند وسعد اللہ خان و دیگر رفقاء حاضر شدند' بلا تامل اقدام بر تجدید بیعت فرمودند' تا الآن احباب حسب معمول مے آیند بفضلہٖ کاروبار طریقہء عالیہ بر نہج استقامت قرار یافتہ است۔ فلہ الحمد والمنۃ علیٰ ذلک۔

فقیر را دریں معاملہ عمدہ دستاویزے بجز قبول خواطر شریفہ امثال آں حضرات چیزے دیگر نیست و بریں نعمت عظمیٰ چشم داشتہ توکلاً علی اللہ تعالیٰ کاروبار خود شروع کردہ است و شغل چیزہا از قسم بشارتہا وخوابہا بریں اقدام و برمرضی عنداللہ دیدن این تقرر مسموع می شوند کہ از ضبط و تحریر خارج اند ومع ذلک شاہد حق دیگر آنکہ صورت ابتلائے عظیم قائم است۔ تفصیلش آنکہ معدودے چند کہ خود را اہل علم و اہل کار می گیرند ہمچنانکہ بر تقرر حضرت مرحوم (یعنی مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ) کہ خود حضرت اعلیٰ فرمودہ بود' معترض بودند با شیخ نوراللہ مرقدہ مدت العمر مزاحم' بر ہمین تقرر فقیر ہم معترض و مزاحم بوجود آمدند و مختلفین مزاحمین را بذریعہ تارہا برائے موقع حاضر گردانیدند ازیں اتحاد مخالفین را بحسب ظاہر قوتے دست داد تفریغ خانقاہ و مکانات در خواستند' فی الفور اہل خانہ' حضرت مرحوم را باہر چہ بود روانہ بکندیاں کردہ بخانیوال رسانیدیم وخود بہ احباب وطلبہ و اساتذہ در قصبہء آبائی موضع ڈنگ کہ بفاصلہء دو میل بجانب غرب از خانقاہ شریف بر کنار دریائے سندھ واقع است' اقامت گزیں شدہ اما مزاحمین ہم چند گاہے حروفہا نواختہ بمقاصد رفتہ اند وصورت حال اینست:

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب
کس ز بلبل نشنود نالہائے دل کباب

فلاحول ولاقوۃ الا باللہ والخیر فیما صنع اللہ ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ فلہذا اماموں از کرم فرمایان خود آنکہ بدعوات مستجابہ ممد و معاون باشند' تاحق سبحانہ وتعالیٰ درین ابتلاہا ثابت قدمی عنایت فرمودہ توفیق ادائے حقوق اہل حقوق ارزانی فرماید۔ واللہ علیٰ مایشاء قدیر وہو الموفق والمعین جناب حافظ جی سلمہ را تسلیمات می رسانند علی الخصوص مفتی عطا محمد صاحب تحائف تسلیمات عرض می دارد' والسلام خیر الختام۔

(۷ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ)

''حمد وصلوٰۃ اور سلام وتحیات کے بعد فقیر خان محمد عفی عنہ مکرمی محترمی حضرت شاہ مدظلہ العالی کی خدمت میں عارض ہے کہ گرامی نامہ تعزیت غمزدوں کی تسکین کا باعث ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے۔

مخدوم مکرم! محسن کامل جامع کمالات علمیہ وعملیہ، محی السنۃ قامع البدعۃ اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلانے میں جن کی بصیرت نافذ تھی جو دین ودنیا کے مجمع بحرین اور جن کی نسبتیں بہت عالی تھیں۔ خصوصاً نسبۃ مجددیہ کے جو مرکز تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا دے اور ان کا بہترین ٹھکانا بنائے۔ ان کی جدائی سے غموں کے جو طبقات وارد ہوئے اور رنج والم کے انواع واقسام نازل ہوئے ان کو کیا بیان کیا جائے اور بیان کب کیا جا سکتا ہے، جب نہ دل کو صبر نصیب ہے اور نہ زبان میں طاقت گویائی۔ نہ قلم میں قوتِ جولانی اور نہ کاغذ میں وسعت کی کچھ گنجائش۔ پھر کیسے احباب دور افتادہ کو اس سانحہ، ہوشربا کی تھوڑی سی خبر پہنچائی جائے، سوائے اس کے کہ حافظ شیراز کا یہ شعر پڑھ کر صرف اشارہ کیا جائے اور کیا کیا جا سکتا ہے:

بگزار تا بگریم چون ابر نو بہاراں
کز سنگ گریہ خیز دوقت وداع یاراں

افسوس وہ مجالس اب نہیں رہیں، جن میں علماء کا مجمع اور نیک لوگوں کا اجتماع ہوتا تھا اور قسم قسم کی تحقیقات سے بڑے بڑے علماء فائدہ اٹھاتے۔ مولانا مرحوم ایک جامع شخصیت تھے جن سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق فائدہ اٹھاتا اور ہر فتنہ کے وہ سرکوب تھے۔ سو اس مصیبت عظمیٰ میں ہر مسلمان لائق تعزیت ہے اور اسی وجہ سے جناب کا تعزیت نامہ مجمع احباب میں پڑھ کر سنا دیا گیا۔

پہلے تو اس نے زخموں پر نمک کا کام کیا اور ساری مجلس رونے لگ گئی کہ اللہ

تعالیٰ آپ کی ذات گرامی کو شفائے کاملہ و عاجلہ سے سرفراز فرمائے اور آپ کا سایہ عاطفت جملہ اہل اسلام کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین یہ فقیر بھی جناب سے توجہات خصوصی اور دعاؤں کی استدعا رکھتا ہے۔ کیونکہ احباب نے بہت سے ایسے عہدوں کے زیر بار کر دیا ہے کہ جن سے اپنے محسنوں کی حسن توجہ کے بغیر عہدہ برا ہونا مشکل ہے۔ اب قدرے واقعات کی تفصیل عرض کرتا ہوں تا کہ وہ حسن توجہ کا موجب اور دعاؤں کے کھینچنے کا سبب بن جائے۔

جناب محترم! حضرت اقدس کا وصال چار دن کی علالت کے بعد خمیس کی رات ۲۷ شوال ۱۳۷۵ھ ساڑھے بارہ بجے ہوا۔ صبح کو فقیر نے غسل و تکفین کے فرائض چند احباب کی معیت میں ادا کیے اور نو بجے اطراف و اکناف سے آئے ہوئے مجمع کثیر کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ احباب نے نماز جنازہ کی امامت فقیر کے سپرد فرمائی اور آپ کی قبر حضرت اعلیٰ کی قبر سے مغربی جانب ذرا جنوب کی طرف حضرت اعلیٰ کی قبر مبارک سے نیچے کر کے لحد کے ساتھ بنائی گئی اور فقیر نے تین احباب کی مدد سے حضرت کو لحد مبارک میں اتارا۔ کئی بار پردہ چہرۂ مبارک سے ہٹا کر با چشم پرنم یہ شعر پڑھتے ہوئے الوداع کی:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دفن کے بعد مجمع عام میں جس میں کہ حضرت اعلیٰ کے خلفاء میں سے چن پیر صاحب خوشابی اور ڈاکٹر محمد شریف صاحب بھی موجود تھے اور اپنے حضرت کے خلفاء میں سے حکیم عبدالمجید صاحب سیفی اور مفتی عطا محمد صاحب بھی تھے۔ پہلے جناب حکیم سیفی صاحب نے کھڑے ہو کر تعین

خلیفہ کی ضرورت کو ظاہر کیا اور فقیر کا نام اس سلسلہ میں پیش کیا۔
مفتی صاحب نے اٹھ کر اس کی تائید فرمائی اور طریق انتخاب کا شرعی طریقہ بتلانے اور ساتھ ہی بلا مہلت انتخاب کرنے کی تاکید کر کے جناب سیفی صاحب کی تائید فرمائی اور ظاہر کیا کہ اس تقرر کا حضرت مرحوم نے اپنی زندگی میں اپنے مخصوص احباب میں بدلائل اظہار فرمایا تھا۔ امامت مسجد، ختم خواجگان اور خانقاہ کے سب انتظامات کی سپردگی تو مدت سے عام و خاص سب دیکھ رہے تھے۔ حضرت کے صحبت یافتہ حضرات کو اس تعین میں کسی قسم کا اشتباہ نہ تھا اور نہ ہے۔ پھر حکیم چن پیر احمد صاحب نے بھی تائید فرمائی۔ اس کے بعد تینوں مذکورہ احباب اور ڈاکٹر صاحب اور دوسرے دوست فقیر کو بیعت لینے کے لیے باہر لے آئے اور دو طرفہ پگڑی کو پھیلا کر مجمع کی موافقت سے بیعت کی گئی۔
چونکہ اس بیعت کے ساتھ ہی حضرت اعلیٰ (مولانا ابو السعد) کے گھر سے اور وراثت کے مدعیوں کی جانب سے ایک شور بپا ہو گیا۔ اس لیے فقیر نے اس روز مزید بیعت کے اجرا سے توقف کیا اور زبانی معاہدوں پر اکتفا کیا۔ دوسرے روز جو جمعہ کا دن تھا۔ اعلیٰ حضرت اور حضرت مرحوم کے بہت سے خلفاء اور علماء کا مجمع کثیر جمع ہو گیا۔ حضرت میاں جان محمد صاحب مدظلہ اور فقیر محمد سلطان باگڑ سرگانہ سے۔ مولانا نور احمد دتہ تھل سے۔ حضرت اعلیٰ کے خلفاء آ گئے۔ حضرت مرحوم کے خلفاء میں سے قاضی شمس الدین درویش سے، مولانا امان اللہ صاحب باگڑ سے پہنچ گئے۔ حضرت کے مخصوص احباب میں مولانا غلام غوث صاحب تشریف لے آ گئے۔ ان کے علاوہ مولانا عبد الحی صاحب اور ان کے بھائی مولانا ضیاء الدین صاحب، بھوئی سے مولانا عبد الحکیم صاحب، مولانا محمد عمر صاحب، مولانا عبد الغفار صاحب، مولانا اصغر علی صاحب، علماء

راولپنڈی، مولانا غلام محمد صاحب جامع مسجد چیچہ وطنی، مولانا شمس الدین صاحب بہاولپوری، مولانا محبوب الٰہی صاحب بنگلوری، حکیم عبدالسلام صاحب ہری پوری اور دوسرے احباب مخلصین تشریف لے آئے۔

اور سب نے کل کے تقرر پر اظہار اطمینان فرمایا۔ بلکہ میاں جان محمد صاحب نے تو آتے ہی فرمایا کہ میں نے سرہند شریف کی معیت میں جو رمضان سے قبل حاصل ہوئی تھی، اس معاملہ میں حضرت مرحوم سے پورا اطمینان کر لیا تھا مگر بوجوہ پہلے اس کا اظہار نہیں کیا گیا۔ میاں صاحب کے اس اظہار سے جملہ احباب پر انوارِ یقین کی روشنی ظاہر ہو گئی اور ظہر کے بعد خلفا و علما نے عام طور پر بیعت کر لی اور اس کے بعد مولانا غلام غوث صاحب نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں حضرت مرحوم کی وفات پر درد و حسرت کا اظہار کر کے اس تقرر کے اتفاق پر خوشی ظاہر فرمائی۔

اس کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ شکوک بالکل رفع ہو گئے اور احباب بغیر ہچکچاہٹ کے اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے۔ حتیٰ کہ آخر میں حضرت مولانا عبداللطیف شاہ صاحب جو اپنے حضرت سے چاروں سلسلوں میں مجاز ہیں اور سعد اللہ خان صاحب اور دوسرے رفقاء حاضر ہوئے اور بلا تامل تجدید بیعت کر لی۔ اس وقت تک احباب حسب معمول آ رہے ہیں اور طریقہ عالیہ کا کاروبار نہج مستقیم پر چل رہا ہے۔ الحمدللہ فقیر کو اس معاملہ میں اس سے بڑی کوئی دستاویز نہیں ملی کہ آپ ایسے حضرات کے دلوں کو یہ بات پسند ہے اور اسی نعمت عظمیٰ کی امید پر کام شروع کر دیا ہے۔ باقی رہیں بشارتیں اور خواب تو اس سلسلے میں وہ اس قدر سنے جا رہے ہیں کہ ضبط تحریر میں نہیں آ سکتے۔ اس سلسلے میں ایک شاہد حق ابتلائے عظیم بھی تو ہے۔ چند وہ آدمی جنہوں نے حضرت

اعلیٰ کے وقت میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کی نیابت پر اعتراض کیا تھا اور حضرت شیخ سے مزاحم رہے تھے۔ وہ فقیر کے تقرر پر بھی معترض ہیں اور اپنے معاونین کو بھی تار کے ذریعہ سے بلا کر موقع پر حاضر ہو گئے اور خانقاہ و مکانات کے فارغ کر دینے کا مطالبہ کیا۔ فوراً حضرت مرحوم کے اہل خانہ کو کندیاں پہنچا کر خانیوال روانہ کر دیا اور خود احباب و اساتذہ و طلبہ کے ساتھ اپنے آبائی گاؤں موضع ڈنگ میں چلا آیا۔ جو خانقاہ شریف سے مغرب کی جانب دو میل کے فاصلہ پر دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔ معترضین مزاحمین بھی چند دن لاف و گزاف مار کر اپنے اپنے مقاصد کے پیچھے بھاگ گئے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ:

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب
کس ز بلبل نشنود نالہائے دل کباب

لہٰذا اپنے کرم فرماؤں سے امید یہ رکھتا ہوں کہ اپنی مستجاب دعاؤں کے ساتھ امداد و اعانت فرمائیں گے۔ تاکہ اللہ جل شانہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدمی عنایت فرما کر اہل حقوق کے حق ادا کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ وہ جو چاہے اس پر قادر ہے اور وہی موفق و معین ہے۔

جناب حافظ جی سلمہ کو تسلیمات اور عزیزوں کو دعائیں پہنچیں۔ خانقاہ کے جملہ احباب سلام رساں ہیں، خصوصاً مفتی عطا محمد صاحب تسلیمات کے تحفے پیش کرتے ہیں۔

والسلام خیر ختام۔ ۷ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۵ء) نے حضرت اقدس

مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے وصال کے بعد ایک گرامی نامہ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۵۶ء دہلی (ہندوستان) سے مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب کی خدمت میں تحریر فرمایا جس میں لکھا:

''محترم مولانا خان محمد صاحب! السلام علیکم۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی کے انتقال کی خبر معلوم ہو کر بے اندازہ صدمہ ہوا۔ ایک متقی اور باخدا انسان کی جدائی بہت بڑا نقصان ہے۔ وہ لدھیانہ کے تھے اور ہماری برادری کے تھے اور انہوں نے ہمارے مدرسہ میں تعلیم بھی پائی تھی۔ ان کی بے نفسی کا یہ حال تھا کہ اس سال سفر حج میں مکہ معظمہ میرے پاس اچانک تشریف لے آئے۔ وہ مجھ سے اس طرح ملے جس طرح کہ ایک طالب علم کسی استاد اور بزرگ سے ملتا ہے۔ میں چونکہ بیمار تھا اس لیے میرے پاس بیٹھ کر میرے لیے دعا کرتے رہے۔ مجھے اس وقت بڑی خوشی ہوئی کہ ان کے دل میں ''انا'' موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد مدینہ شریف میں تھے اور جاتے ہی بیمار ہو گئے۔ مجھے افسوس ہوا کہ ان کی بیماری کی اطلاع مجھے اس وقت ملی جب میرا سامان ہوائی جہاز پر جا رہا تھا۔ اس لیے میں اس وقت ان کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ ان کے بچوں کے سر پر میری طرف سے ہاتھ رکھیں اور ان کی بیوہ کو میری طرف سے ہمدردی کا پیغام پہنچا دیں۔ ان کے کتنے بچے ہیں؟ کیا نام ہیں؟ اور کیا عمریں ہیں؟ تمام خانقاہ کے دوستوں کی خدمت میں سلام۔ میری صحت بہت زیادہ خراب ہے۔ میں بہت زیادہ دعا کا محتاج ہوں۔ میری صحت اور سلامتی ایمان و خاتمہ بالخیر کے لیے دعا فرمائیے اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی آزمائشوں سے محفوظ رکھیں۔

صاحبزادہ محمد جان صاحب موسیٰ زئی والے میرے گھر میں تشریف فرما ہیں۔ ان کو بھی یہیں پر مولانا صاحب کے انتقال کی خبر ملی۔ ان کو اس خبر سے بے پناہ صدمہ پہنچا۔ بہت بہت سلام فرماتے ہیں اور آج یا کل وہ لاہور روانہ ہو جائیں گے۔ وہ عنقریب خود خانقاہ شریف میں پہنچیں گے۔ والسلام۔

حبیب الرحمٰن لدھیانوی

۱۵ جون ۱۹۵۶ء

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری مدظلہ کا اظہار عقیدت

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مدظلہ فرزند ارجمند حضرت علامہ العصر سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ (م ۱۳۵۲ھ) نے نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے وصال (۲۷ شوال ۱۳۷۵ھ) کے بعد مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی خدمت میں ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ کو ہندوستان سے ایک گرامی نامہ لکھا جس میں تحریر فرمایا:

حضرت المحترم! ادام اللہ ظلہم العالی۔ سلام مسنون

سب سے پہلے آن محترم کے مکتوب گرامی اور اس کے بعد الاستاذ المحترم مولانا محبوب الٰہی صاحب کے گرامی نامہ سے حضرت رئیس الاقطاب، زبدۃ الاصفیا، قدوۃ الاولیا الشیخ مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع پہنچی۔ پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ ایک سناٹا پیدا ہو گیا۔ اللہ اکبر جس مجسمہ زہد و تقویٰ کے دیدار سے سرہند شریف کے "عالم قدس" میں آنکھیں منور کی گئی تھیں آج اسی کے سانحہ ارتحال کو سن رہے ہیں:

خوش درخشید ولے دوستے مستعجل بود

"سرہند" میں ایک مختصر سی زیارت میں حضرت کو جس طرح پایا۔ زبان و قلم سے اس کی ادائیگی بھی ممکن نہیں۔ احسان و سلوک کے جس اعلیٰ مقام اور قرب بارگاہ ایزدی کے جس ارفع منصب پر حضرت فائز تھے اس کا فیصلہ تو ارباب نظر اور اہل دل ہی کر سکتے ہیں۔ مجھ فاسق و فاجر

نے تو جو تواضع، انکسار، زہد و استغناء، اتباع سنت، سراپا اخلاق نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کی نظیر بھی نظر نہ آ سکے گی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس زیارت کو اور ان کے چند مکاتیب کو اپنے لیے سرمایۂ سعادت سمجھتا ہوں اور انشاء اللہ یہی چند سعادتیں نجات کا سبب بن جائیں گی۔ کاشکہ ان نفوس قدسیہ سے اہل دل کو استفادہ کا اور موقع ملتا اور یا لیت اس سراپا زہد و اتقاء کو افادہ کی اور مہلت دی جاتی لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

وفات کے چند روز بعد خواب میں زیارت ہوئی۔ پلنگ پر تشریف فرما ہیں۔ چہرہ انور پر کچھ سرخی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مزاج عالی کیسے ہیں؟ ارشاد فرمایا ''الحمد للہ بہت آرام اور مسرت سے ہوں۔ ہاں سفر کی وجہ سے کچھ تکان ہے۔'' اس کے بعد فرمایا کہ ''حضرت شاہ صاحب تم سے بے حد خوش ہیں اور دودھ کے گلاس تمہارے لیے بھر کے رکھیں ہیں۔'' خواب ختم ہو گیا۔ صبح کو اس دیوانہ نے ''دیوان حافظ'' سے تفاول کہا کہ حضرت کا انجام کیا ہوا۔ شعر نکلا جس کا مطلب یہ تھا کہ جس نے تمام عمر ہماری ملاقات کے لیے جدوجہد میں گزاری کیا اب بھی ہم اس کو اپنے وصال سے محروم رکھیں گے۔ سبحان اللہ، واللہ علی کل شی قدیر۔

خدا کرے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مرقد انوار الٰہی سے لبریز ہو اور آرامگاہ ابدی سرمدی مسرتوں کا مظہر بنے اور ان کی جوتیوں کے طفیل میں سب ہی خدام و متوسلین اور سب کے کفش برادر و نالائق انظر کو استقامت علی الایمان والاستقلال علی دین العجائز نصیب ہو۔ آمین۔

اس خبر سے اطمینان ہوا کہ حضرت والا کی جانشینی آں محترم کو تفویض ہوئی۔ حق بحقدار رسید۔ علی وجہ البصیرۃ عرض کرتا ہوں کہ آپ اس منصب کے انشاء اللہ ہر حیث سے اہل و مستحق ہیں۔ حضرت کے تمام متوسلین و خدام کو آں محترم کے وجود کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور آپ کے نفوس قدسیہ سے دامن مراد بھرنا چاہیے۔

آپ سے ملاقات کو بے اختیار دل چاہتا ہے۔ سرہند شریف تشریف لائیں تو غریب کدہ پر قدم رنجہ فرمائیں، ورنہ ذلیل و ناکارہ کو اطلاع تشریف آوری دی جائے۔ جواب کا منتظر رہوں گا۔ والسلام۔ (انظر شاہ۔ دارالعلوم دیوبند)

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے وصال مبارک (۲۷ شوال ۱۳۷۵ھ) کے بعد حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ نے ماہنامہ الصدیق ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ/ جولائی ۱۹۵۶ء کے شمارے میں اپنے تاثرات یوں تحریر فرمائے:

موت العالم موت العالم

عربی مراثی میں دو شعر ایسے ہیں جن کا جواب کسی دوسری زبان کے مرثیوں میں نہیں ملا۔ پہلا شعر ملاحظہ ہو:

وَمَا کَانَ قَیْسٌ هَلْکُهُ هُلْکُ وَاحِدٍ
وَلٰکِنَّهُ بُنْیَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

ترجمہ: قیس کی وفات ایک آدمی کی وفات نہیں بلکہ اس کے مرنے سے گویا ایک قوم کی بنیادیں ہل گئیں۔

دوسرا شعر یوں ہے:

مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ
فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

ترجمہ: تیرے بعد جو بھی فوت ہوتا رہے۔ مجھے تو صرف تیری موت کا خطرہ تھا (سو جب وہ واقع ہوگئی تو اب کسی کے مرنے کا غم مجھے ستا نہیں سکتا۔ کیونکہ مجھے اسی غم سے فرصت نہیں ملے گی۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کی وفات حسرت آیات کی خبر ہمیں جب ملی تو رنج وغم کی کیفیت طاری ہونے کے بعد یہ دونوں شعر بار بار ہمیں یاد آئے اور بار بار انہیں پڑھ کر حزن والم کی کیفیات مخصوصہ کا لطف اٹھایا۔ مولانا مرحوم بہت بڑے عالم، بہت بڑے ولی اللہ اور بہت بڑے مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ علم کی بلندیٔ مرتبہ اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ مغربی پاکستان کے سب سے بڑے مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان کے سرپرستوں میں سے تھے۔ اکابر علماء ان کی علمی فضیلت کے قائل ومعترف تھے۔ بزرگی و

ولایت کے علو مرتبہ سے اگر چہ ہم جیسے نااہل اور مقام ناشناس لوگ واقف نہیں ہو سکتے - پھر بھی اتنا جانتے ہیں کہ وہ حضرت مولانا سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہء بزرگ مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب کردہ خلیفہ اور جانشین تھے اور مولانا مرحوم کے بیسیوں اور سینکڑوں خلفائے مجازین ان کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کر چکے تھے - طریقہ مجددیہ کی آبرو انہیں کے دم سے قائم تھی اور سلوک نقشبندیہ کی راہ انہیں کی منزل پر جا کر ختم ہوتی تھی - جہاد فی سبیل اللہ مشائخ نقشبندیہ اور اکابر مجددیہ کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے اور مولانا مرحوم کو اس سلسلہ میں اس قدر شغف تھا کہ جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو آپ اپنے سینکڑوں مریدوں کے ساتھ حج کے لیے تشریف لے جانے والے تھے - فریضہء حج چونکہ وہ قبل ازیں ادا فرما چکے تھے - اس لیے محض تحریک کی امداد کی خاطر آپ نے اس سال حج کا ارادہ ملتوی فرمایا اور یہیں رہ کر تحریک کی رہنمائی کرتے رہے - یہ آپ ہی کی توجہ کا نتیجہ ہے کہ آپ کے مریدین جہاد فی سبیل اللہ کو ہر نیکی اور مجاہدہ سے برتر سمجھتے ہیں - ہمیں آپ کی وفات کا جس قدر رنج ہے وہ محض اس بنا پر نہیں کہ وہ روز اول سے ''الصدیق'' کے سرپرست ومعاون تھے بلکہ اس وجہ سے بھی ہے کہ آپ کی وفات سے آپ کا مقام اس طرح خالی ہو گیا کہ قوم میں کوئی بھی ان کی جگہ کو پر کرنے والا نظر نہیں آتا - ان کی وفات کا غم ساری قوم کا غم ہے اور ہم ان کی وفات پر جملہ مسلمانوں تک تعزیت رساں ہیں - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن - اللہ تعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمانوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے - آمین -

اس عموم کے بعد ہم خصوصی طور پر مولانا مرحوم کے بھائی مولوی بدرالدین صاحب' آپ کے فرزند ارجمند محمد عابد طال عمرہ' آپ کے بھتیجے مولوی حکیم محمد یوسف' آپ کے جانشین حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ آپ کے محب مخلص اور خلیفہء مجاز سیف اللسان والقلم حضرت مولانا حکیم عبدالمجید صاحب سیفی مدظلہ' آپ کے خلیفہ ومعاون خصوصی حضرت مولانا عطا محمد صاحب مدظلہ اور آپ کے والہ وشیدا وخلیفہء مجاز حضرت میاں جان محمد صاحب - مدظلہ کی خدمت میں بھی تعزیت رساں ہیں - اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو صبر جمیل خصوصی سے نوازیں اور حضرت مرحوم کے مدارج عالیہ میں سے ان سب کو بھی حصہ وافر عطا فرمائیں -

رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ آمِیْنًا

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کا اظہار عقیدت ومحبت

حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ بانی ومہتمم مدرسہ عربیہ۔ کبیر والا دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے اور قیوم زمان حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) سے منازلِ سلوک طے کرنے میں مصروف تھے کہ رحلت شیخ کا سانحہ پیش آ گیا جب حضرت شیخ قدس سرہ کے جانشین نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ قرار پائے تو مولانا عبدالخالق صاحب نے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ (۱۸۸۵ء-۱۹۴۹ء) (جو حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے استاد حدیث تھے) سے سفارشی گرامی نامہ لکھا کر تجدید بیعت کی درخواست کی۔ حضرت علامہ عثمانی قدس سرہ کا یہ گرامی نامہ مؤرخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ ملاحظہ فرمائیں:

> "کرم فرمائے محترم جناب مولانا عبداللہ صاحب دامت معالیہم بعد سلام مسنون آنکہ مجھے اب بہت کچھ صحت ہے۔ کچھ خفیف سابقیہ مرض ہے۔ ان شاء اللہ وہ بھی زائل ہو جائے گا۔ بہرحال دعا کا طالب ہوں۔ عریضہ ہذا لکھنے کی ضرورت یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے فضل ورحمت سے آپ کو اپنے مقام قرب سے نوازا اور اپنے شیخ علیہ الرحمہ کے اختصاصِ فیوض سے بہرہ یاب کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ کے بعد ان کے متوسلین کے قلوب آپ پر جمع ہو گئے۔ حق تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم کا شکر ادا کیجیے۔ آپ بھی تا حد امکاں دوسروں کو سیراب کرنے کی سعی سے دریغ نہ فرمائیں۔ حامل عریضہ مولانا عبدالخالق صاحب مدرس دارالعلوم بحمد اللہ حضرت شیخ سے

مستفیض ہو چکے ہیں- لیکن باطنی تشنگی دور ہونے سے پہلے شیخ کی وفات نے شکستگی پیدا کردی- اب جو امیدیں ہیں آپ سے وابستہ ہیں- گو اس معاملہ میں سفارش کی ضرورت نہیں- مولانا کو آپ سے خاص عقیدت اور تعلق ہے مگر ان کے احوال پر نظر کرتے ہوئے- اپنے دیرینہ تعلقات نے مجبور کیا کہ میں بھی شفاعت کر کے مستوجب اجر بنوں- مجھے امید ہے کہ میرے معروضہ پر خیال فرما کر موصوف کی طرف خصوص توجہ اور ہمت مبذول فرمائیں گے- اس صورت میں بندہ بھی دال علی الخیر اور ساعی فی الحسنہ کے ثواب حاصل کرنے کا امیدوار ہے- والسلام-

شبیر احمد- از دیوبند" [۵۰]

زبدۃ السالکین حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کا رابطہ جانی

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ (م ۱۹۶۲ء) سے حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کا رابطہ جانی اس قدر مستحکم تھا کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ شریف سے قریب کسی جگہ قیام فرماتے تو آپ ان سے ملنے کے لیے وہاں ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے- اس قسم کی ایک ملاقات کے دوران حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خدام کو کمرہ سے باہر چلے جانے کا اشارہ فرمایا- چنانچہ دونوں حضرات کو درمیان خلوت میں فقر و درویشی کے بعض اسرار و رموز پر گفتگو ہوتی رہی جن میں ایک یہ بات یہ بھی تھی کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت فرمایا: مولانا! کمال کسے کہتے ہیں؟ ہمیں اس راہ میں تگ ودو کرتے ہوئے اتنا عرصہ گزر چکا ہے مگر کمال کا کہیں پتہ نہیں چلتا- آپ نے ارشاد فرمایا: "حضرت! بس یہی کمال ہے-"

دلِ عارف زہر اندیشہ خالی است
کمالِ عشق اندر بے کمالی است [۵۱]

حضرت رائے پوری قدس سرہ کا مراقبہ بر مزار قیومِ زماں قدس سرہ

ایک بار حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نائب قیوم زماں حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی دعوت پر خانقاہ سراجیہ شریف تشریف فرما ہوئے اور عصر کی نماز کے بعد مزارات مقدسہ خانقاہ شریف کے احاطہ میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے مزار پر انوار پر مراقبہ فرمایا جو مغرب سے کچھ دیر پہلے تک جاری رہا۔ مراقبہ سے فراغت پر حضرت رائے پوریؒ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے فرمایا:

''مولانا نماز کا وقت ہو گیا تھا ورنہ اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔''[۵۲]

حضرت رائے پوری قدس سرہ کی تحسین بر کمالِ تربیت مریداں

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ خانقاہ سراجیہ پر تشریف تھے۔ نماز مغرب کے بعد تسبیح خانہ میں مجلس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے حضرت رائے پوری سے مسند پر تشریف فرما ہونے کے لیے فرمایا۔ مگر حضرت رائے پوریؒ حضرت اقدس قدس سرہ کے اصرار کے باوجود مسند کے ایک کونہ پر تشریف فرما ہوئے اور دوسرے کونے پر حضرت اقدس قدس سرہ جلوہ افروز ہوئے۔

سلسلہ کلام کا آغاز ہوا اور حضرت رائے پوریؒ نے حضرت اقدس قدس سرہ سے سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تفصیلات دریافت فرمائیں۔ حضرتِ اقدس قدس سرہ نے ولایات ثلاثہ، کمالات ثلاثہ اور دوسرے حقائق و مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تشریح بیان فرمائی۔

اسی دوران حکیم محمد مظہر صاحب پر کیفیات جذب طاری ہو گئیں اور وہ بے اختیار ہو کر بلند آواز میں ''اللہ اللہ'' کہنے لگے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے خادم سے فرمایا کہ حکیم صاحب کو باہر لے جائیں۔ اس پر حضرت رائے پوری قدس سرہ نے فرمایا: ''مولانا! کوئی بات نہیں ایسا ہو ہی جایا کرتا ہے۔''

اس کے بعد حضرت مولانا رائے پوری قدس سرہ نے اپنے خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''دیکھو تربیت اسے کہتے ہیں کہ شیخ کی ہیبت تمام مریدوں پر چھائی ہوئی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے کام میں مشغول ہے۔''[۵۳]

حضرت رائے پوری قدس سرہ کی مخدومِ زماں بسط اللہ ظلہم العالی کو نصیحت

ایک بار نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ احباب کے ہمراہ سرہند شریف تشریف فرما ہوئے اور مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی بھی آپ کے شریک سفر تھے۔ سرہند شریف سے دہلی کے سفر میں راستہ میں جناب محمد صادق کاشمیری صاحب کی دعوت پر حضرت اقدس قدس سرہ نے ایک دن کے لیے قیام فرمایا۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ بھی اس روز انبالہ میں قیام فرما تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے حضرت رائے پوری قدس سرہ سے ملاقات فرمائی اور مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کا حضرت رائے پوری قدس سرہ سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ حضرت انہیں کوئی نصیحت فرما دیجیے۔ اس پر حضرت مولانا رائے پوری قدس سرہ نے مخدوم زماں حضرت خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''فقیر آپ کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ جی کرے یا نہ کرے، مولانا عبداللہ صاحب سے چمٹے رہنا۔''[۵۴]

حضرت شیخ قدس سرہ کی باکمال نظر انتخاب

حضرت مولانا طالوت رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند میں قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد قدس سرہ کی علمی و روحانی شہرت کا آوازہ سنا اور آپ کی شانِ عظمت آنکھوں سے ملاحظہ فرمائی تھی اور پہلے عرض کیا گیا ہے کہ وہاں انہوں نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کو بھی حضرت اقدس قدس سرہ کے حضور دوزانو سر جھکائے بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور اس طرح انہیں یقین تھا کہ: ''جب یہ (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) اس طرح (مؤدب و مراقب) بیٹھے ہیں تو ضرور پیر صاحب (حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ) کوئی بہت

بڑے ولی اللہ ہوں گے۔'' ۵۵؎

مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں:

''معلوم ہو گیا کہ انہوں (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) نے دیوبند سے واپسی (فراغتِ تحصیل علم کے بعد) کے وقت حضرت (اقدس مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کی خدمت میں سلوک و تصوف کے مراحل طے کرنے کے لیے قیام کیا ہوا ہے۔ دل میں ایک پرانے ساتھی سے ملنے کا شوق ضرور پیدا ہوا مگر دنیاوی مکروہات اور ملازمت کی جکڑ بندیوں نے اس خیال کو عملی جامہ نہ پہننے دیا۔ مدتوں بعد پھر حافظ صاحب (جناب حافظ محمد نصر اللہ خان خاکوانی) سے بھی ملاقات نہ ہوئی۔ ایک بار پھر ملاقات ہوئی تو حافظ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت مولانا احمد خان صاحب قدس سرہ العزیز وفات پا چکے ہیں اور ان کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا عبداللہ صاحب ان کے جانشین مقرر ہوئے ہیں اور ہم سب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی ہے۔ راقم الحروف نے تعجب سے پوچھا ''کیا حضرت مولانا مرحوم کی کوئی اولاد نہیں تھی؟'' جواب ملا ''اولاد تو موجود تھی اور اتنی نااہل بھی نہیں تھی۔ لیکن چونکہ مولانا محمد عبداللہ صاحب نیابت وخلافت کے زیادہ اہل تھے۔ اس لیے سجادہ نشینی ان کے سپرد کی گئی۔'' یہ بات سنتے ہی حضرت مولانا احمد خان قدس سرہ العزیز کی حقیقی للّٰہیت کا مقام منکشف ہوا اور اپنی محرومی پر حد سے زیادہ افسوس ہوا کہ ایسے بزرگوں کی صحبت سے اپنے آپ کو محروم رکھا۔ حالانکہ اگر مواقع نکالے جاتے تو ضرور نکل سکتے تھے اور میانوالی کچھ زیادہ دور بھی نہیں تھا اور ساتھ ہی یہ شوق دامنگیر ہوا کہ اب اپنے پرانے دوست اور ہم جماعت کی خدمت میں حاضری دی جائے اور یہ سوچا کہ حضرت مولانا احمد خان مرحوم جیسے بزرگوں کی نظر انتخاب جس پر پڑی ہے آخر وہ بھی کیا کیا کچھ نہیں ہوگا۔'' ۵۶؎

فصل پنجم

مناقب ودرجاتِ روحانی وکرامات

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت اقدس (نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کے متوسلین میں سے ہر شخص کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی زندگی کے ہر حال یہاں تک کہ حرکت وسکون اور اپنے سانس کو حضرت اقدس کی کرامت تصور کرتا تھا اور یہ بلاشبہ حقیقت تھی۔''[۵۷]

''اگرچہ حضرت اقدس (نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) سے کرامات کا ظہور بکثرت ہوا کرتا تھا اور کراماتِ اولیائے حق کے پیش نظر اس کے ذکر و بیان میں بظاہر کوئی مضائقہ نظر نہیں آتا لیکن آپ کشف وکرامات کو کوئی خاص اہمیت نہ دیا کرتے تھے اور اس کے اظہار کو بھی ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ اس بنا پر راقم الحروف (حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ) نے بے شمار واقعات کا علم ہونے کے باوجود اس باب سے صرف نظر کیا ہے صرف بطور مشتے نمونہ از خروارے چند ایک کا ذکر بر سبیل تذکرہ آ گیا ہے۔''[۵۸]

بچپن کی کرامت

''سات آٹھ سال کی عمر ہوگی کہ ایک روز آپ کوٹھے پر چڑھے ہوئے تھے۔ پانی کا کٹورا ہاتھ میں تھا' آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ اتفاقاً بادل بہت زور سے گرجا اور ایک مہیب آواز پیدا ہوئی مگر آپ بالکل نہ ڈرے' بلکہ غصہ سے بادل کو مخاطب کر کے کہا: ''اے بادل! تو

کیا گرجتا ہے- دیکھ اگر پھر گرجا تو یہ پیالہ پھینک کر ماروں گا- خدا کی قدرت کہ گرج چمک فوراً بند ہوگئی-،،[۵۹]

اخفائے احوال

تمام مقامات ومناسب عالیہ مجددیہ پر فائز ہونے کے باوجود آپ (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) خود کو ہیچ در ہیچ سمجھتے تھے' اخفائے احوال کا یہ عالم تھا کہ کسی طور بھی اپنے کمالات کا اظہار نہ ہونے دیتے تھے- ایک خادم اپنے مکتوبات میں حضرتِ اقدس قدس سرہ کے فیوض و برکات اور مادی وروحانی فوائد کا ذکر تشکرانہ انداز میں بار بار کیا کرتا تھا- جناب حکیم ذوالفقار احمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت اقدس مجھے ساتھ لے کر احاطہ خانقاہ شریف سے باہر ٹہلنے کے لیے تشریف لے گئے- اثنائے گفتگو اس شخص کا نام لے کر مجھ سے فرمانے لگے کہ فلاں صاحب اپنے خطوط میں بہت سے مادی وروحانی فوائد حاصل ہونے کا ذکر کیا کرتے ہیں- خدا جانے انہیں کیسے فائدہ ہو جاتا ہے' ہمیں تو کچھ پتہ نہیں چلتا:

بزرگان نکردند در خود نگاہ
خدا بینی از خویشتن بین مخواہ[۶۰]

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے روحانی ملاقات

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ لاہور قیام فرماتے تھے کہ آپ کے ایک صاحب کشف مرید صوفی محمد اسلم صاحب زیارت کے لیے حاضر خدمت ہوئے- حضرت اقدس کے قیام لاہور کے دوران صوفی صاحب شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ (م ۴۶۵ھ) کے مزار پرانوار پر مراقب ہوئے تھے اور دورانِ مراقبہ انہیں حضرت علی ہجویری قدس سرہ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا تھا اور حضرت داتا صاحبؒ نے انہیں فرمایا تھا کہ آپ کے شیخ لاہور آیا کرتے ہیں- ان سے کہنا کسی روز ہم سے بھی آ کے مل جائیں-

حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں پہنچ کر صوفی محمد اسلم صاحب نے مزار پر انوار داتا گنج بخش کی زیارت اور وہاں حاصل ہونے والے مشاہدات وعنایات کا ذکر کیا لیکن حضرت علی ہجویریؒ نے جو انہیں خصوصی پیغام حضرت اقدس کے لیے دیا تھا' اس کا ذکر صوفی صاحب بھول گئے۔

دوسرے روز حضرت اقدس نے صوفی صاحب سے فرمایا کہ آپ حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پر گئے تھے مگر کوئی خاص بات بیان کرنا بھول گئے۔ اس پر صوفی صاحب نے عرض کیا:

''افسوس مجھے یاد نہیں رہا۔ حضرت علی ہجویری نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اپنے شیخ سے کہنا کسی روز ہم سے بھی آ کے مل جائیں۔''

اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا: ''اب آپ حضرت حضرت علی ہجویریؒ کے مزار مبارک پر جا کر اپنی فروگزاشت کی معذرت کریں۔ باقی میں ان سے مل آیا ہوں۔''[۶۱]

امام ربانی قدس سرہ سے تحریر نصیب ہونا

ایک روز حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) نے مزار پر انوار حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) پر مراقبہ فرمایا۔ دوران مراقبہ آپ کے ایک ارادتمند صوفی عبدالجلیل صاحب نے دیکھا کہ حضرت امام ربانیؒ نے ایک تحریر حضرت اقدس کو عنایت فرمائی جس میں یہ درج تھا کہ اگر سید گل حسن شاہ ملازمت کے لیے دوبارہ ایران گئے تو اس میں انہیں بہت سے مصائب و آلام پیش آئیں گے۔ حتیٰ کہ ان کی جان کا بھی خطرہ ہے۔

مراقبہ کے اختتام پر حضرت اقدس قدس سرہ نے اپنی قیام گاہ پر پہنچ کر ارادتمندوں سے فرمایا کہ دورانِ مراقبہ اگر کسی نے کوئی بات دیکھی ہو تو وہ اسے بیان کرے۔ اس پر صوفی عبدالجلیل صاحب نے مذکورہ بالا واقعہ عرض کیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے انہیں فرمایا کہ اپنے مشاہدہ سے شاہ صاحب (سید گل حسن صاحب) کو بھی آگاہ کر دیں۔

چنانچہ شاہ صاحب تک جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا: ''حضور! اب مجھے (ایران کی) ملازمت نہیں چاہیے۔ بس آپ یہ دعا فرمائیں کہ

میری عاقبت بالخیر ہو جائے۔" [۶۲]

جبکہ قبل ازیں سید گل حسن صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں بار بار دعا کی درخواست کرتے تھے کہ مجھے ایرانی پٹرولیم کمپنی والی ملازمت دوبارہ مل جائے۔

مرید نوازی اور دلداری کی بہترین مثال

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ کے ایک مخلص خادم صوفی محمد صادق صاحب جو محبت و رابطۂ شیخ کے جذبہ سے سرشار تھے' نے خیال کیا کہ حضرتِ اقدس کی صاحبزادی کی شادی کے وقت نہ معلوم میرے پاس کوئی چیز موجود ہو یا نہ ہو' کیوں نہ ابھی گھر میں موجود سونے کی دو بالیاں' حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کروں۔ لہٰذا وہ دونوں بالیاں لے کر عازم خانقاہ سراجیہ شریف ہوئے اور آ کر بطور ہدیہ یہ بالیاں حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیں۔

حضرت اقدس نے مخلص ارادتمند کی دلداری فرماتے ہوئے بالیاں قبول فرمالیں۔ مگر جب گھر تشریف فرما ہوئے تو یہ بالیاں زوجۂ محترمہ دام مجدہا کو دیتے ہوئے فرمایا: "یہ بالیاں ہمارے مسکین ساتھی محمد صادق کی امانت ہیں۔ انہیں محفوظ رکھیں کسی موزوں وقت پر لوٹانا ہے۔"

قربان ہو جائیں ان صادق و امین ہستیوں کے جنہیں اللہ کریم نے ایسے پاکیزہ اخلاق نصیب فرمائے۔ جب حضرت اقدس قدس سرہ نے وصال فرمایا تو اس وقت حضرت مائی صاحبہ دام مجدہا نے اس امانت کو صوفی صاحب کے حوالہ کر دیا۔ [۶۳]

جس پر مخلص مرید کو علم ہوا کہ سبحان اللہ! مرشد پاکباز و متوکل الی اللہ نے محض میری دلداری کے لیے یہ ہدیہ قبول فرمایا تھا ورنہ آپ کی سیر چشمی کو یہ چیز ہرگز گوارا نہ تھی۔

روحانی عظمت

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) کے وصال مبارک کے وقت آپ کے بڑے بڑے خلفاء موجود تھے۔ ان صاحبان ذی مرتبت کا بیان ہے کہ جب

ہم نے قیوم زماں قدس سرہ کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کی تو ہمیں ان فیوض میں جو حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے حاصل ہوئے اور حضرت قیوم زماں قدس سرہ کے فیوض میں قطعاً فرق محسوس نہ ہوا- آپ نے طالبان حق اور سالکان طریقت کو اپنی عظیم روحانی قوت اور قلبی استعداد سے مقامات نقشبندیہ مجددیہ کی منازل عبور کرائیں-

وصیتِ شیخ قدس سرہ پر عمل

آپ کے شیخ و مربی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ اپنے شیخ کی اولاد کی خدمت و خیر خواہی لازمی سمجھیں"[۶۴] لہٰذا آپ نے روحانی طور نیابت قیومِ زمانی کے ادب واحترام اور مراتب و درجات کی ہمیشہ پاسداری فرمائی اور خانقاہ شریف کے متوسلین اور وابستگان کی روحانی تربیت و اصلاح میں ہمہ تن مصروف کار رہے- اپنے مرشد عالی مقام کے حکم کا احترام کرتے ہوئے عمر بھر طریقہ پاک کی ترویج و اشاعت میں تن من دھن سب قربان کر دیا- وہاں مذکورہ بالا اہم ذمہ داری کو بھی احسن طریقے سے نبھایا- حضرت شیخ قدس سرہ کی اولاد امجاد اور اہل خانہ کے ساتھ ہمیشہ خیر خواہی اور بھلائی کا سلوک فرمایا- حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) رحمۃ اللہ علیہ صبر و استقامت کے کوہ گراں تھے- جس سے حادثاتِ روزگار ٹکرا کر خود بخود پاش پاش ہو جاتے تھے- ہر چند کہ اس راہ میں دشواریاں پیش آئیں مگر آپ نے پورے حلم و وقار اور صبر و استقامت کا ثبوت دیتے ہوئے شانِ نیابت کو برقرار رکھا اور پائے ثبات میں ادنیٰ سے لغزش بھی پیدا نہ ہونے دی- وصیت شیخ علیہ الرحمہ کے ایک ایک حرف کو صبر آزما حالات میں کمالِ ہمت کے ساتھ پورا کیا-"[۶۵]

بعد وصال اولاد شیخ پر نگاہ شفقت

"صاحبزادہ محمد عارف صاحب نے بیان فرمایا کہ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کے وصال کے بعد ایک روز احساسِ تنہائی کی وجہ سے میری طبیعت سخت پریشان تھی اور

یاس انگیز خیالات کا ہجوم تھا۔ اسی عالم میں بغرض تحصیل سکون حضرت اقدس نائب قیوم زماں مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد آپ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔

اسی اثنا میں نیند آ گئی۔ خواب دیکھا کہ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) رحمۃ اللہ تعالیٰ نمازِ عشا مسجد میں ادا فرما کر حسبِ معمول سنتیں اور وتر پڑھنے کے لیے حجرہ شریف کی جانب تشریف لے جا رہے ہیں۔ جب مسجد کے دالان سے صحن میں پہنچے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے مسجد کے صحن میں آ گیا تو دیکھا کہ مسجد کے باہر کا میدان سپاہیوں اور فوجیوں سے بھرا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک سپاہی آگے بڑھ کر مسجد میں داخل ہوا اور حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ عارف کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں! تمہیں اس سے کیا کام ہے؟'' سپاہی نے جواب دیا کہ ہم اسے ختم کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر مجھے اشارہ فرمایا کہ مسجد میں جا کر باقی نماز پڑھ لو اور مولوی محمد عثمان صاحب سے فرمایا کہ اس سپاہی کو مسجد سے نکال دو۔ چنانچہ مولوی محمد عثمان صاحب سپاہی کو دھکیلتے ہوئے پیچھے لے گئے اور اسے مسجد کے شرقی حاشیہ سے نیچے گرا دیا۔ میں حضرت اقدس کے حسب الحکم مسجد میں باقی نماز ادا کرنے کے بعد آیا تو دیکھا کہ تمام سپاہی اور فوجی غائب ہو چکے ہیں اور حضرت اقدس اپنے حجرہ شریف کے سامنے مہمان خانہ اور تسبیح خانہ کے دالان میں بندوق حمائل کیے ٹہل رہے ہیں۔ میں نے قریب آ کر عرض کیا کہ حضرت! میں بھی اپنی بندوق لے آؤں۔ فرمایا: ''نہیں! تم گھر جا کر آرام کرو میں حفاظت کے لیے کافی ہوں۔''

جب آنکھ کھلی تو دل سکون واطمینان سے لبریز تھا' اللہ کا شکر ہے۔ اس کے بعد کبھی کسی قسم کا خوف وہراس مجھ پر اثر انداز نہیں ہوا۔ سبحان اللہ! حضرت اقدس کی شفقت اور حمایت پردہ فرمانے کے بعد بھی اپنے شیخ کے عیال واطفال پر کس قدر مبذول ہے۔ برد اللہ مضجعہ ونور مرقدہ۔''[٦٦]

تصرفِ حضرت اقدس قدس سرہ

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ کے ایک مخلص خادم صوفی محمد صادق جنگ عظیم کے زمانہ میں ریاست نابھہ (ہندوستان) کے ٹرانسپورٹر تھے۔ پولیس کے ہندو اور سکھ متعصب اہل کاروں نے ان پر پٹرول کے سلسلہ میں ڈیفنس رولز کے تحت ناحق مقدمہ قائم کر دیا اور لدھیانہ میں ایک سخت مزاج سکھ مجسٹریٹ کی عدالت میں ان کی پیشی مقرر ہوگئی۔ صوفی صاحب نے پریشانی کے باوجود مقدمہ کو دنیوی معاملہ سمجھتے ہوئے حضرت اقدس کی خدمت میں زبانی یا تحریری طور اس کا کوئی تذکرہ نہ کیا۔

اتفاق سے انہی دنوں حضرت اقدس قدس سرہ خانقاہ سراجیہ شریف سے اپنے وطن سلیم پور سدھواں (ہندوستان) تشریف لے آئے۔ صوفی صاحب موصوف اور ماسٹر محمد شادی خان صاحب بھی آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر حاضر خدمت ہو گئے۔ اسی اثنا میں صوفی صاحب کے مقدمہ کی تاریخ آ گئی اور ماسٹر صاحب موصوف کی وساطت سے صوفی صاحب کے مقدمہ کی خبر حضرت اقدس کو ہوگئی۔ آپ نے صوفی صاحب سے فرمایا: ''تم بھی عجیب آدمی ہو۔ اس معاملہ کا ذکر اب تک ہم سے کیوں نہیں کیا؟''

صوفی صاحب نے آبدیدہ ہو کر التماس کی کہ حضور سے خادم کا تعلق محض اللہ کے لیے ہے اس لیے دنیوی معاملہ کا تذکرہ کچھ مستحسن نظر نہ آیا۔

اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے قدرے سکوت اختیار فرمایا اور پھر صوفی صاحب سے فرمایا: ''جاؤ' بے فکر رہو' کچھ نہیں ہوگا۔''

صوفی صاحب عدالت پہنچے۔ چند مقدمات کے بعد مجسٹریٹ کے سامنے ان کے مقدمہ کے کاغذ پیش ہوئے۔ مجسٹریٹ نے سرسری نظر ڈالنے کے بعد کہا کہ ''صوفی محمد صادق کو بری کیا جاتا ہے۔'' ضبط شدہ پٹرول واپس مل گیا اور زیر ضمانت ڈرائیور کو بھی رہائی مل گئی اور یوں صوفی صاحب خوش وخرم واپس لدھیانہ آ گئے:

گفتہ او گفتہ اللہ بود ۔۔۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود [۶۷]

حلِ اشکال کا مرتبہ بلند

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ کو اللہ کریم نے بے پناہ روحانی خوبیوں سے نوازا تھا۔ جب زیب مسند ارشادِ خانقاہ سراجیہ شریف ہوئے تو جوق در جوق آنے والے طالبان حق اور راہروان وادی سلوک وعرفان نے اپنی بساط وظرف کے مطابق روحانی فیوض و برکات سے اپنے دامن بھر لیے اور کہنے والے تو یوں کہہ اٹھے:

"تکمیل سلوک کے بعد خود اپنی آنکھوں سے راقم الحروف (علامہ طالوت) نے ان بڑے بڑے ذہین لوگوں کو آپ (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کے سامنے دوزانوں ہو کے بیٹھے دیکھا۔ جس کی ذہانتوں کے طالب علمی کے زمانے میں چرچے تھے اور جن کے متعلق طالب علمی ہی کے زمانے سے لوگوں کو خیال تھا کہ انہیں معقولات کی کتابیں یاد ہیں، وہ جو لوگوں کی عقلی گتھلیاں سلجھایا کرتے تھے۔ آخر میں کچھ ایسی عقلی الجھنوں میں مبتلا ہوئے کہ حضرت مولانا (محمد عبداللہ قدس سرہ) کی مجلس اقدس میں پہنچنے سے پہلے ان کی یہ الجھنیں سلجھ نہ سکیں۔ وہ جو تدریس کے میدان میں سباق الغایات تھے اور بڑی لمبی چوڑی تقریریں کرتے نہیں تھکتے تھے، جب حضرت کی مجلس میں پہنچے تو اس طرح خاموش ہو گئے گویا خاموشی ہی ان کی سب مشکلات کا حل ہے۔ سنا کرتے تھے کہ پرانے زمانے میں کچھ لوگ فلسفے کے مسائل کا حل علماء کی خدمت میں پہنچ کر کیا کرتے تھے اور مشائی کہلاتے تھے اور کچھ لوگ دل کی تختی کو آئینہ بنا کر نور اشراق سے مسائل کا حل علماء کی خدمت میں پہنچ کر کیا کرتے تھے، ایسے لوگ اشراقی کہلاتے تھے۔ مگر اس شنیدہ کو دیدہ کا درجہ حاصل ہو گیا۔ جب ہم نے بڑے بڑے علمائے وقت کے مسائل کو حضرت مولانا (محمد عبداللہ) قدس سرہ کی مجلس میں حل ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنی عمریں درس وتدریس میں گزاری تھیں وہ بڑے بڑے لاینحل علمی مسائل جب حضرت کی خدمت میں پیش کرتے اور اپنی مشکلات کا بیان کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ واقعی یہ مسئلہ لاینحل ہے اور شاید ہی اس اشکال کا کوئی حل نکل سکے مگر جب حضرت اقدس جواب میں ایک مختصر سی تقریر فرماتے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس مشکل کو مشکل سمجھنا ہی ہماری غلطی تھی۔" [۶۸]

اندازِ تربیت وفیضِ عام

اس قسم کے (روحانی) دروس کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) اپنے مریدین ومتوسلین کی تربیت بھی فرماتے تھے' اگرچہ تربیت میں بھی خاموشی وسکون کا عمل غالب تھا' مگر پھر بھی اس میں امر ونہی کا سلسلہ جاری رہتا اور اس میں حکمت عملی کے ساتھ ساتھ چونکہ امر ونہی بھی مفید ثابت ہوتے تھے- اس لیے متعلقین میں یہ سلسلہ بھی جاری رہتا- لیکن خود عملی نمونہ بن کے دکھانا چونکہ سنت انبیاء تھی اس لیے کبھی کوئی ایسا کام نہ کرتے جس کے نتائج دوسروں کے لیے برے ثابت ہوں- اہل سلسلہ کی تربیت' مراقبات وتوجہات کے ذریعہ بھی ہوتی مگر اس میں بھی ایسی خصوصیت نہیں تھی کہ غیر سلسلہ والوں کو کوئی رکاوٹ ہو یا ان کے لیے استفاضہ کا یہ دروازہ بند ہو' جو بھی مراقبہ میں شامل ہوتا' فیض سے محروم نہ جاتا- حتیٰ کہ میرے جیسے نااہل سے نااہل لوگ بھی ظاہر وباہر فوائد محسوس کرتے اور بار بار مراقبوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے-[۶۹]

حضرت اقدس قدس سرہ کی دعا سے مطلع صاف ہو گیا

جناب حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی تحریر فرماتے ہیں:

صوفی احمد یار صاحب (ڈیرہ پرانا بھلوال ضلع سرگودھا) کے بیٹے کی شادی پر حضرتِ اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ تشریف فرما تھے اور اس سفر میں حکیم حاجی ذوالفقار احمد صاحب (باگڑ سرگانہ ضلع ملتان) اور حاجی گل محمد صاحب (باگڑ سرگانہ) آپ کے ہمراہ تھے- آسماں پر گھنگھور گھٹائیں چھائی تھیں اور موسلا دھار بارش کا سماں تھا- صاحب خانہ اور تمام شرکائے شادی پریشان وسرگرداں تھے- حکیم صاحب موصوف نے حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا:

حضرت تصرف خاص اور خصوصی دعا فرمائیں کہ یہ شادی احسن طریقے سے سرانجام پائے ورنہ حاسد لوگ صوفی احمد یار صاحب سے کہیں گے کہ ان کے پیر صاحب آئے اور خوب

شادی ہوئی۔

عرض کرتے ہی حضرت اقدس کے تصرف خاص اور خصوصی دعا کے صدقے اللہ رب العزت نے موسم صاف فرما دیا۔ آناً فاناً بادل ہٹ گئے اور بارش تھم گئی اور شادی کے جملہ مراحل بخیر وخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ [۷۰]

حضرت اقدس قدس سرہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مصیبت سے رہائی بخشی

حکیم حاجی ذوالفقار احمد صاحب کے بیٹوں اور بھانجوں کے خلاف عداوت کی بنیاد پر ناحق پرچہ ہوگیا جس میں شامل تعزیرات نہایت شدید اور ناقابل ضمانت تھیں۔ وہ خانقاہ شریف پر حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے طالب دعا ہوئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

"فکر نہ کریں کوئی بات نہیں، آپ میرے پاس رہیں۔"

حکیم صاحب حضرت اقدس قدس سرہ کے فرمان کے مطابق بادلِ نخواستہ خانقاہ شریف پر رک گئے اور ذہن بچوں کی طرف رہا۔ دوسرے روز حضرت اقدس قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

"جانا چاہو تو (گھر چلے) جاؤ۔ کوئی فکر کی بات نہیں۔"

لہٰذا حکیم صاحب گھر چلے گئے۔ وہاں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور حضرتِ اقدس کے تصرف سے ایسے اسباب ظاہر ہوئے کہ پرچہ خارج ہوگیا۔ [۷۱]

سیلاب کے نقصان سے اللہ تعالیٰ نے بچالیا

حاجی گل محمد صاحب (باگڑ سرگانہ) حضرت اقدس قدس سرہ کے ہمراہ مانسہرہ میں مقیم تھے۔ گھر سے ان کے والد گرامی کی طرف سے خط آیا کہ دریائے راوی میں طوفانی سیلاب آرہا ہے اور پانی کا رخ ہماری زمین کی جانب ہے۔ لہٰذا گھر آجائیں تاکہ بچاؤ کی کوئی صورت نکل سکے۔ حاجی صاحب نے یہ خط حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت مبارک میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا:

''جانا ہے یا پانی یہیں رکوانا ہے؟'' ساتھ ہی فرمایا ''فکر نہ کرو تمہارا کوئی نقصان اللہ کے فضل سے نہ ہوگا۔''

حاجی صاحب حضرت اقدس قدس سرہ کی منشا کے مطابق آپ کے پاس ہی رہے اور گھر نہ آئے۔ بعد میں جب گھر گئے تو معلوم ہوا کہ سیلاب آیا اور اس کا پانی حاجی صاحب کی فصلوں کو سیراب کرتا ہوا فوراً آگے نکل گیا اور یوں حضرت اقدس کی توجہ اور دعا کے صدقے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیلابی زحمت کو حاجی صاحب کے گھر والوں کے لیے رحمت بنا دیا۔[۲۷]

مصیبتوں کے کوہِ گراں اللہ نے ٹال دیے

جناب حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی فرماتے ہیں کہ جب پاکستان بنا تو ان کی عمر بارہ برس تھی اور ڈیڑھ سال بعد ان کے والد گرامی رحلت فرما گئے۔ ۱۹۵۲ء میں وہ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو گئے۔ ان کی کاروباری حالت اچھی نہ تھی، ان حالات میں کوئی رشتہ دار بھی کام نہ آیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ سے جو روحانی تعلق تھا، اس سے بہت سہارا مل گیا۔ آپ ان پر بے حساب شفقت فرماتے تھے، ہر معاملہ میں حضرت اقدس قدس سرہ سے انہیں راہنمائی نصیب ہوئی۔ اس زمانے میں ان پر بارہا گراں مشکلات آئیں اور انہوں نے ایک پوسٹ کارڈ لے کر حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں لکھا، لیٹر بکس میں ڈالا، ادھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مہربانی سے پریشانی کا پہاڑ بادلوں کی طرح اڑا دیا۔ بارہا ایسا ہوا۔[۲۳]

صیقلِ قلوب ہستی

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''دل کی کیفیات بیان کرنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ لیکن جب ان کیفیات کے ورود کا سلسلہ ہی ختم ہو گیا ہو تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ کیفیات گزشتہ کا ذکر کر کے بار بار لطف اندوز ہوا جائے۔ حضرت مرحوم (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کی خدمت میں

بیٹھنے سے قلبی کیفیت کچھ اس قسم کی ہو جاتی تھی کہ اس میں سوائے للّٰہیت، خلوص اور نیکی کے اور کوئی جذبہ باقی ہی نہ رہتا تھا- اپنے گناہوں کی یاد سے ہمیشہ ندامت ہوتی اور استغفار کرنے کی طرف سے مائل ہوتا- بڑی بڑی عداوت بھی یاد آتی تو ان کی خدمت میں بیٹھے ہوئے بجائے عداوت پر غصہ کے الٹا دل میں شفقت پیدا ہوتی اور خلوص پیدا ہوتا اور دل سے دعا نکلتی کہ اللہ تعالیٰ صاحب عداوت کو ہدایت فرمائے- ایسا شخص جس کی صحبت میں یہ تاثرات پیدا ہوتے ہوں اور میرے جیسے قسی القلب کے دل میں پیدا ہوتے ہوں، دوسرے لین القلوب اور صاف دل لوگوں کے دلوں میں جو فیض ان کی صحبت میں پہنچتے ہوں گے، ان کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے-"[۴۷]

آپ وقت کے قطب الارشاد تھے

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بیعت ہونے سے چند روز بعد خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع کمرہ ہے جس میں فرش بچھا ہوا ہے اور چاروں طرف دیواروں کے ساتھ اولیائے عصر حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے ہیں- درمیان میں ایک بڑا تخت ہے- اس پر ایک مرصع ومزین نہایت خوش نما چوکی ہے جس پر حضرت اقدس جلوہ افروز ہیں- احقر دروازے سے داخل ہوا- گردو پیش بیٹھے ہوئے اولیائے کرام کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور سیدھا جا کر حضرتِ اقدس کی پشت کی جانب کھڑا ہو گیا-

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) کی خدمت میں عریضہ لکھ کر اس خواب کی تعبیر دریافت کی- سبحان اللہ اخفائے حال کی کیا شان تھی کہ صرف اتنے حصہ کی تعبیر دی جو نیاز مند سے متعلق تھا- تحریر فرمایا کہ خواب نیک ہے جو قوتِ رابطہ پر دلالت کرتا ہے کہ آپ دوسروں کی طرف توجہ دیے بغیر سیدھے اپنے شیخ کے پیچھے آ گئے- حضرت اقدس نے ادنیٰ سا اشارہ بھی اپنے رتبہ اور مقام کی طرف نہ فرمایا- اب دل میں خواب کے بقیہ حصہ کی تعبیر خود بخود آ گئی کہ حضرت اقدس ماشاء اللہ اپنے عہد کے قطب الارشاد تھے اور تمام اولیائے زمانہ آپ کے گرد مثل ہالہ قمر جمع ہو کر انوار فیض سے مستنیر ہوتے رہے- فالحمدُ لِلّٰہِ تعالیٰ علیٰ ذٰلک-"[۴۸]

فصل ششم

خصائل وفضائل

جناب مولانا طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) لکھتے ہیں:

''میں نے ان کی مجلس میں بیٹھ کر ہمیشہ شریعت کی پابندی اور پائیداری ہی کا سبق سیکھا اور سلسلۂ مجددیہ یا دوسرے بزرگوں کا جو بھی ذکر سنا صرف یہی سنا کہ وہ کس قدر پابند سنت' کس قدر بدعت سے پرہیز کرنے والے اور کس قدر پابند شریعت تھے۔ وہ (حضرت مولانا محمد عبداللہ) کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو شریعت وطریقت کو دو بناتی ہو' وہ کسی ایسی بزرگی کے قائل نہ تھے جو سر مو بھی سنت سے منحرف ہو۔ گھر میں نوافل وسنن پڑھتے دیکھا ہے' تو اثنائے سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مذہب کے مطابق سنتیں چھوڑ دیتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ حالانکہ دوسرے لوگ طبعاً گھر سے باہر سنن و نوافل کی زیادہ پابندی کرتے ہیں تاکہ مریدوں پر ان کی نیکی کا اثر اور سکہ بیٹھ جائے۔''[۶۷]

سنن ومستحبات کا اہتمام خاص

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرائض کے علاوہ مسنون اور مستحب امور کا اہتمام فرمانے میں بھی حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) پوری جدوجہد فرماتے تھے۔ اذانِ نماز کے مستحب اوقات از روئے فقہ حنفی معلوم کرنے کے لیے بڑے اہتمام سے دھوپ گھڑی بنوا کر مسجد کے حاشیہ پر لگا رکھی تھی۔ ہر روز بلاناغہ بوقت زوال اپنی جیبی گھڑی کو درست کیا کرتے تھے۔[۶۸]

لباس میں سنت کا اہتمام

لباس میں سنت کا اہتمام اس قدر تھا کہ اسے حضرت والا (مولانا محمد عبداللہ صاحب) کی کرامت ہی پر محمول کیا جا سکتا ہے- آپ کا جسم مبارک ذرا بھاری بھر کم تھا اور قوی الجثہ آدمی کا تہبند عموماً سرک کر ٹخنوں سے نیچے ہو جایا کرتا ہے مگر کسی وقت بھی آپ کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تو درکنار ان کے متصل بھی دیکھنے میں نہیں آیا بلکہ ہمیشہ چار یا پانچ انگشت اونچا ہی رہتا تھا-[۸ے]

اتباعِ شریعت و پیروی سنت کا اہتمام

اتباع شریعت و پیروی سنت کے اہتمام میں (حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب) اس قدر سرگرم تھے کہ مسجد میں آنے یا نکلنے والے کا قدم اگر بے خیالی میں سنت کے خلاف پڑ جاتا تو بلا کر اسے نرمی سے سمجھاتے کہ داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر رکھنا چاہیے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھنا چاہیے-[۹ے]

مسلک فقہی میں اعتدال

رفع یدین اور آمین بالجہر کے بارے میں بھی (حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب) اعتدال پر گامزن تھے، خود نہ کرتے تھے مگر کرنے والوں کو منع بھی نہ فرماتے تھے بلکہ قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں بھی مولانا محمد عمر صاحب بستوی، مقیم راولپنڈی نے بیعت کے بعد جب اپنے مسلک اہلحدیث کے تحت عرض کیا کہ میں نے مدارسِ احناف میں فقہ حنفی پڑھی ہے- مجھے فریقین کے دلائل بھی معلوم ہیں لیکن میری طبیعت امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے بغیر نہیں مانتی- اس پر حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ نے انہیں اجازت دے دی کہ آپ پڑھ لیا کریں- اس لیے کہ بعض آئمہ کا مسلک قرأت الامام ہے- چنانچہ انہوں نے دوسری نماز میں حضرت اقدس قدس سرہ کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا ارادہ کیا مگر مولانا موصوف کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہزار کوشش کے باوجود بھی نہ پڑھ سکے- یوں محسوس ہوتا تھا جیسے زبان پر قفل لگ گیا

ہو۔حضرت اقدس نے اس انداز سے مولانا موصوف کے ذہن کو لاشعوری طور تقلید پر آمادہ کر دیا اور وہ اس تصرف و کرامت کو دیکھ کر مسلک حنفی کی حقانیت پر مطمئن ہو گئے۔چنانچہ پھر پڑھنے کا کبھی ارادہ نہ کیا۔سبحان اللہ کیا انداز تعلیم و تربیت تھا جس سے فکر و عمل میں انقلاب برپا ہو جاتا تھا۔[۸۰]

طریقۂ ایصالِ ثواب

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) کے وصال مبارک کے ایک سال بعد بعض با اثر اصحاب نے سالانہ ختم کرانے کا اصرار کیا۔حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے اس خوف سے کہ آئندہ یہ سالانہ عرس کی شکل اختیار کر جائے گا انکار فرمایا لیکن جب اصرار حد سے بڑھا تو ان تین شرائط کے ساتھ اس کی اجازت عنایت فرمائی:

۱۔ کسی اخبار یا اشتہار سے اعلان نہ کیا جائے۔

۲۔ صرف مرد شریک ہوں، عورتیں اور بچے ہرگز نہ آئیں۔

۳۔ ختم قرآن، دعا اور فاتحہ پر اکتفا کیا جائے۔

مذکورہ بالا شرائط کے ماننے پر سالانہ ختم کی اجازت عنایت فرمائی گئی تھی لیکن عملاً پہلی اور تیسری شرط کا لحاظ رکھا گیا اور دوسری شرط پر عمل نہ ہو سکا۔لہٰذا عورتیں اور بچے بھی آئے، جس سے لنگر شریف کے نظام میں بے انتظامی ہونے کے علاوہ کھیتوں میں فصل کا بھی نقصان ہوا۔اس پر اسی اجتماع میں حضرت اقدس قدس سرہ نے اعلان فرما دیا:

> "اس سال لوگوں کے اصرار پر مشروط اجازت دی گئی تھی مگر دوسری شرط پوری نہیں کی گئی۔عورتیں اور بچے بھی آ گئے ہیں اور انہوں نے کھیتوں کو اجاڑ ڈالا ہے۔حقوق العباد کا یہ اتلاف کون اپنے سر لینے کے لیے تیار ہے؟ لہٰذا فقیر ابھی اعلان کرتا ہے کہ آئندہ سال کسی قسم کا اجتماع نہ ہوگا۔"[۸۱]

اس طرح اس کے بعد کبھی سالانہ ختم کا کوئی اجتماع نہیں ہوتا- ہر مرید اور سالک جب چاہے چلا آتا ہے اور اپنے طور پر فاتحہ خوانی کر کے چلا جاتا ہے- آج تک دائمی ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے اور نائب قیوم زماں وصدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے جانشین مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی اپنے شیخ و مربی کے فرمان پر پوری طرح کاربند ہیں-

اہل دنیا سے بے نیازی

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ مانسہرہ میں قیام فرماتھے کہ والی ریاست کا خادم حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ نواب صاحب حاضری کے لیے وقت چاہتے ہیں- اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ اس وقت گنجائش نہیں، نماز عصر ہوگی پھر ختم خواجگان اور اس کے بعد افطار کی تیاری- کل ظہر کے بعد وہ آکر مل سکتے ہیں-

دوسرے روز نواب صاحب مذکورہ حاضر خدمت ہوئے اور جاتے وقت پانچ سو روپے بطور نذرانہ پیش کیے- حضرتِ اقدس قدس سرہ نے مناسب انداز میں قبول کرنے سے معذرت فرمائی اور نواب صاحب چلے گئے- بعد ازاں حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے فرمایا:

> ''اپنے حضرات کا معمول یہ ہے کہ غیر متعلق شخص کا ہدیہ اور نذرانہ قبول نہیں کرتے کیونکہ اس میں کچھ نہ کچھ دنیوی غرض بھی شامل ہوتی ہے- یہ نواب صاحب آج کل کسی مشکل میں مبتلا ہیں- جہاں کسی پیر فقیر کا نام سنتے ہیں اس کے پاس چلے جاتے ہیں- نذرانہ دیتے ہیں اور دعا کرواتے ہیں- فقیر کو ان کا کام ہوتا نظر نہیں آتا- جب کام نہ ہوگا تو نذر قبول کرنے والوں کو نہ جانے کیا کچھ کہیں گے- الحمد للہ کہ اس فہرست میں فقیر کا نام تو شمار نہیں کریں گے-''[۸۲]

حضرت شیخ کا ذکر خیر

پھر آپ نے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی سیر چشمی اور اہل دنیا سے بے رغبتی کا ایک واقعہ سنایا:

''جن دنوں حضرت اقدس (مولانا ابوالسعد احمد خان) قدس سرہ العزیز دہلی میں حکیم عبدالوہاب صاحبؒ نابینا کے زیر علاج تھے۔ایک سیٹھ صاحب معقول رقم لے کر حاضر خدمت ہوئے کہ اسے قبول فرمالیں۔حسب معمول حضرت اقدس قدس سرہ نے انکار فرمادیا۔سیٹھ صاحب نے ہر چند کوشش کی لیکن آپ نے رقم قبول نہ فرمائی۔آخر کار سیٹھ صاحب نے عرض کی کہ حضرت آپ اس رقم کو مستحقین میں تقسیم فرمادیں مگر قبول ضرور فرمالیں۔اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا ''صاحب! یہ آپ کی محنت کی کمائی ہے۔آپ کو اس کا درد ہوگا اور تلاش کر کے آپ صحیح مستحق لوگوں کو دیں گے۔ہم سے اتنا تردد نہ ہوسکے گا۔لہٰذا آپ خود ہی مستحقین کو تلاش کر کے تقسیم کردیں'' اور یوں سیٹھ صاحب شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔'' [۸۳]

زکوٰۃ کی رقم اپنے درویشوں کو نہ کھلانا

قیام مانسہرہ کے دوران آپ کی خدمت میں ایک صاحب ثروت آدمی حاضر ہوا اور زکوٰۃ کی رقم پیش کی کہ حضرت اسے آپ اپنے درویشوں میں تقسیم فرمادیں۔اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

''یہاں کوئی شخص مستحق زکوٰۃ نہیں۔یہ سب لوگ اغنیا ہیں۔آپ اپنی رقم واپس لے جائیں اور خود مستحقین کو تلاش کر کے انہیں دے دیں۔'' [۸۴]

عمر بھر صاحب نصاب نہ ہونا

حضرت حافظ امان اللہ صاحبؒ جو آپ کے مجاز طریقت ہیں نے فرمایا کہ حضرت اقدس

قدس سرہ عمر بھر صاحب نصاب نہیں ہوئے کہ آپ پر زکوۃ فرض ہوتی - عقیدت مند متوسلین کے جو نذرانے و ہدایا قبول فرماتے - وہ حضرت مائی صاحبہ دام مجدہا (اہلیہ محترمہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ) کے لیے بھجوا دیتے تھے -[۸۵]

اصلاح وتربیت کا خوبصورت انداز

آپ جب کسی کو نامناسب عمل کرتے دیکھتے تو قرآنی آیت اور احادیث پاک کی طرف متوجہ کرتے - مثلاً آپ وضو کر لینے کے بعد کھڑے ہوتے اور آپ کے احترام میں دوسرے تمام ساتھی بھی کھڑے ہو جاتے - تو آپ ان میں سے کسی کو مخاطب فرماتے کہ اس حدیث کا کیا مفہوم ہے:

"وَلَا تَقُوْمُوا كَمَا يَقُوْمُ الْيَهُوْدُ وَ النَّصَارٰى"

ترجمہ: تم اس طرح نہ اٹھا کرو جیسے یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے لیے تعظیماً کھڑے ہوتے ہیں -

اگر عشاء کے بعد بعض حضرات محو گفتگو ہو جاتے ان میں سے کسی ایک کو خطاب فرماتے کہ اس حدیث کا کیا معنی ہے:

"لَا مُسَامَرَةَ بَعْدَ الْعِشَاءِ"

نماز عشا کے بعد باتیں نہ کیا کرو

اس طرح مخاطبین کے ساتھ دوسرے لوگ بھی اپنی غلطی سے آگاہ ہو جاتے اور فوراً اپنی اصلاح کر لیتے تھے -

ایک بار حافظ امان اللہ صاحبؒ نے پانی کا ایک پیالہ حضرت اقدس قدس سرہ کو پیش کیا اور بسم اللہ پڑھنا چھوٹ گیا - اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

"کیا آپ مجھے برکت سے خالی پانی پلانا چاہتے ہیں"

بعد ازاں حافظ صاحب کا معمول بن گیا ہے کہ ہر کام کرنے سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھتے -[۸۶]

ظاہری نمود و نمائش سے پرہیز

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ ظاہری نمود و نمائش کے سخت خلاف تھے اور تواضع وانکساری آپ کا شیوہ تھا۔ دورانِ سفر خدام اور متوسلین سے فرمادیتے کہ سب ساتھی الگ الگ ہو کر چلیں تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ کوئی بزرگ ہیں جن کے پیچھے پیچھے مرید چلے آ رہے ہیں۔ اگر دو آدمی شریک سفر ہوتے تو ایک کو اپنے برابر اور دوسرے کو اپنے آگے چلنے کا حکم فرماتے تھے۔ [۸۷]

تحفظ ختم نبوت سے والہانہ لگاؤ

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ اسلام اور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کو عقیدہ ختم نبوت کی اساس خیال فرماتے تھے اور اس عقیدہ کو ایمان کا موقوف علیہ تصور فرماتے تھے اور اس کے تحفظ کو ہر شے پر مقدم گردانتے تھے۔ ختم نبوت کے منکرین، اس عقیدہ میں من گھڑت تاویلیں کرنے والوں اور جھوٹے مدعیان نبوت کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن قرار دیتے تھے۔ آپ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی بھرپور تائید فرمائی اور اپنے عقیدت مندوں اور متوسلین کو اس تحریک میں بھرپور حصہ لینے کا حکم فرمایا۔ مخدوم جہاں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب کو اعلان حق کے لیے دوسرے قائدین کے ساتھ شامل فرمایا اور آپ نے تحریک ختم نبوت کی اس پرآشوب تحریک میں جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) حضرت اقدس کے مرید تھے۔ انہیں اس تحریک میں مثالی قربانیاں دینی پڑیں۔ ان کے بارے میں حکومت وقت نے حکم دیا تھا کہ جہاں ملیں، انہیں گولی مار دی جائے۔ اسی طرح حضرت اقدس کے فیض یافتہ دیگر تمام افراد نے اپنی بساط سے بڑھ کر تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور آج تک الحمدللہ یہ قافلہ جاری و ساری ہے۔ [۸۸]

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"تربیت کے علاوہ تعلیم جہاد مولانا (محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز) کے خصوصی مشاغل میں داخل تھی- آپ ہمیشہ دوسرے پیران عظام کے علی الرغم انگریز دوستی کے مخالفین کی صف میں رہے- جہاد آزادی میں جس قدر کام میں معاونت کرتے آپ ان سب میں پیش ہوتے اور آپ کے مریدین و متعلقین آپ کی تقلید کرتے- غلام احمد قادیانی اوران کا خود ساختہ مذہب ہمیشہ آپ کی تنقید کا ہدف رہا- حتیٰ کہ جب آزادی کے بعد تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلی تو آپ اس وقت مع کثیر متعلقین حج پر تیار تھے لیکن جب دوسرے لوگ اس آگ میں کودنے سے بچاؤ کی خاطر حج کی تیاریوں میں مصروف تھے- آپ نے حج کا ارادہ منسوخ فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت حج سے زیادہ ضروری تحریک تحفظ ختم نبوت میں شرکت ہے-"[۸۹]

مجموعۂ اخلاق حسنہ اور فضائل کریمانہ

مومن کے اخلاق ہمیشہ اچھے ہوتے ہیں اور مومن کامل کے اخلاق تو جتنے اچھے ہوں کم ہیں- حضرت مولانا مرحوم (حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) چونکہ مومن کامل تھے- اس لیے مجموعۂ اخلاق حسنہ اور مجمع فضائل کریمہ تھے- تعلیم کے زمانہ میں ہم لوگ ان کے چہرہ پر زہد و تخشع کی عبوست و یبس کو کم محسوس کرتے تھے اور آپ سے ملاقات سے قبل یہ خیال بھی تھا کہ اب وہ پورے "حضرت عباس" ہوں گے- مگر جب زیارت ہوئی تو ایسی طاقت چہرے پر پائی کہ مطلق یہ خیال بھی نہیں گزرتا تھا کہ کبھی چہرے پر عبوست بھی آئی ہوگی- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا تھا تو بعض لوگوں نے ان کی سخت گیری کی شکایت کی- جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ذمہ داری کے بوجھ سے ان کی سخت گیری یقیناً نرمی اور اعتدال کی راہ اختیار کرے گی- چنانچہ تجربہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات کو صحیح ثابت کیا- معلوم نہیں حضرت مولانا احمد خان (قدس سرہ العزیز) کی

وصیت کے وقت بھی لوگوں کو ایسا خیال آیا یا نہیں، مگر ہم نے تجربہ سے یہ ضرور دیکھا کہ تعلیم کے زمانے میں جو ایک قسم کی متقشفانہ خشونت آپ کے ماتھے اور چہرے پر ظاہر ہوتی تھی، وہ مسند نشین ارشاد ہونے کے بعد یکسر طلاقت وبشاشت میں تبدیل ہوگئی تھی اور جس طرح سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص اپنی جگہ پر یہ سمجھتا تھا کہ حضور دوسروں سے زیادہ مجھ پر شفقت فرماتے ہیں اور سب سے زیادہ مجھ پر رؤف ورحیم ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا (محمد عبداللہ قدس سرہ) کے اخلاق کا انداز بھی اتباع سنت میں یہی تھا کہ ہر شخص اپنی جگہ یہ سمجھتا تھا کہ آپ مجھ سے خصوصی محبت فرماتے ہیں۔ یہ انداز اس زمانہ میں اتنا کم ہے کہ گنے چنے چند آدمی ہی اس معیار پر پورے اتریں تو اتریں۔ ہم نے جن مشائخ کو دیکھا ہے ان میں یا تو حضرت الاستاذ مولانا فیض محمد صاحب شاہجہانی قدس سرہ کو اس معیار پر پورا پایا یا پھر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کو۔ باوجود اتنی بلند پائیگی کے تواضع اور تخشع کی یہ حالت تھی کہ ہر کہ ومہ سے نہایت تواضع سے ملتے اور ہر معذور ومجبور کی دستگیری فرماتے۔ قرابت ودوستی کا حق ادا کرتے اور کبھی اپنے آپ کو دوسروں سے ارفع سمجھ کر غیر متوجہ نہ ہوتے۔ اول سے آخر تک ہمیشہ طالب علمانہ زندگی بسر کی اور کبھی یہ نہ خیال فرمایا کہ میں ایک بہت بڑے گروہ کا رہنما ہوں اور میرے لیے یہ یہ عوائد رسمیہ ہیں جن کا پاس ولحاظ ضروری ہے۔ بڑا چھوٹا جو بھی دروازے پر آیا کبھی خالی نہیں گیا۔"[90]

شہرت وتکلف سے دوری

"ریا وسمعت اور شہرہ وتکلف سے دور تھے۔ اس لیے کبھی پس منظر سے نکل کر پیش منظر میں آنے کی کوشش نہ فرماتے بلکہ حتی الامکان اپنے متعلقین کے متعلق بھی یہ اہتمام فرماتے کہ وہ تشہیر وریا سے دور رہیں تا کہ ثواب حبط نہ ہو۔"[91]

سراپا عقیدت ونیاز مندی

مدتوں کے شوق نے جب خانقاہ سراجیہ میں قدم رکھا تو اس کی پذیرائی کچھ اس انوکھے

طریق پر ہوئی کہ وہ جو سراپا شوق تھا- سراپا محبت و نیاز بن گیا اور وہ جو صرف زیارت کی غرض سے گیا تھا عقیدت کے پھول دامن میں چن کر واپس آیا- وہ جو پیروں فقیروں کے سلسلہ میں بدعقیدہ مشہور تھا' ایک ایسا تاثر لے کر واپس آیا جس میں اللہ والوں کے لیے اخلاص ہی اخلاص کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا- حضرت کی شخصیت' محبت' عمل وفضل' رشد وہدایت اور پھر بہت بڑے کتب خانے کی موجودگی یہ کششیں ایسی نہیں تھیں کہ میں بار بار نہ جاتا' چنانچہ بار بار جانا ہوا- مکروہات کی موجودگی کے باوجود بار بار جانا ہوا- حضرت کے ملتان اور گردونواح کے آنے پر یہاں بھی بار بار کسب فیض کے مواقع میسر آئے لیکن کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ طبیعت نے یہ محسوس کیا ہو کہ اس بار اتنا ہی کافی ہے اور پھر سہی- ہمیشہ ملاقات کو قلیل تصور کیا' فیوض و برکات سے سیری نہ ہوئی' رحمتوں اور راحتوں کی بے پایاں بارش کو بے پایاں سمجھتے ہوئے حرصِ مزید کی بنا پر تھوڑا تصور کیا- حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ ایسے لوگوں کا تھوڑا بھی بہت ہوتا ہے:

قَلِيْلٌ مِنكَ يَكْفِيْنِى وَلٰكِنْ
قَلِيْلُكَ لَايُقَالُ لَهُ قَلِيْل

اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی

غرض ان کے اندر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ریا اور دکھلاوے کا نام ونشان نہیں تھا- ہر کام میں للّٰہیت' ہر کام میں خلوص' ہر کام میں نیک نیتی کارفرما تھی' اٹھنا تھا تو اللہ کی خاطر اور بیٹھنا تھا تو اللہ کی خاطر' دشمنی تھی تو اللہ کے لیے' اور محبت تھی تو اللہ کے لیے' تعلق تھا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور بے تعلقی تھی تو بھی اسی کے حکم کے مطابق- ایسے لوگ آج کہاں ہیں جن کا ہر کام محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو اور خواہش نفس کا جہاں شائبہ تک نہ ہو- فرحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ [۹۳]

لطافت مزاج

آپ کی لطافت طبع کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی قابل نفرت چیز کا ذکر روبرو آجاتا تو دیر تک طبیعت مکدر رہتی تھی- ایک دفعہ باگڑ میں دسترخوان پر مچھلی کا سالن تھا- اہل ضیافت میں سے

کسی نے اس کی تعریف کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت! یہ مچھلی دریا کی ہے، دریا کی مچھلی بہت لذیذ ہوتی ہے اور سمندر یا تالاب کی مچھلی بدمزہ ہوتی ہے کہ مچھلی کیا کھائی گوبر کھالیا۔

یہ سنتے ہی حضرت اقدس نے اس شخص کو تنبیہ فرمائی کہ کھاتے وقت ناپسندیدہ چیز کا ذکر نہیں کرنا چاہیے اور خود دستر خوان چھوڑ کر اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ دیر تک طبیعت مکدر رہی۔ بالآخر استفراغ کے بعد کچھ سکون ہوا۔[۹۴]

دلربا انداز تخاطب

حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) بہت بلند اخلاق اور بے حد شفیق تھے۔ کسی سے کوئی خدمت لینا ہوتی تو بڑے دلربا انداز میں خطاب فرماتے۔ پوری مدت قیام میں ایک بار بھی ایسا نہ ہوا کہ فقیر کو تو کے لفظ سے مخاطب کیا ہو۔ پینے کے لیے پانی کی خواہش ہوتی تو یوں ارشاد فرماتے ''قاضی صاحب جی! تھوڑا سا پانی عنایت فرما سکو گے''۔[۹۵]

ارادتمندوں کی خدمت گزاری

حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ شریف کے قیام میں ایک بار بیمار ہو گئے۔ دل چاہا کہ چائے پی جائے۔ اپنے حجرے کے دروازے کے قریب صوفی عبداللہ صاحب کو آہستہ سے پکارا لیکن انہوں نے ان کی آواز نہ سنی اور آگے نکل گئے۔

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مولانا محبوب الٰہی صاحب کی آواز کو سن لیا فوراً تشریف لائے اور قاضی صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا کام ہے؟ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کچھ نہیں۔ فرمایا: پھر صوفی عبداللہ کو کیوں آواز دی؟ قاضی صاحب نے پاسِ ادب کی خاطر بات ٹالنی چاہی لیکن حضرت اقدس قدس سرہ بات کو پوچھنے پر مصر رہے۔ بالآخر قاضی صاحب نے مجبوراً عرض کیا کہ حضرت بیماری کی حالت میں چائے کی طلب ہوئی لہٰذا صوفی عبداللہ صاحب سے بنوا کے پینا چاہتا تھا۔

حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا ''منہ ڈھانپ لو کہیں ہوا نہ لگ جائے میں صوفی عبداللہ کو بھیجتا ہوں وہ چائے بنادیں گے۔''

ادھر قاضی صاحب نے منہ ڈھانپ لیا اور حضرت اقدس قدس سرہ اپنے دست انور سے چائے تیار فرما کر لائے اور قاضی صاحب کے پاس رکھ کر فرمایا ''قاضی صاحب جی! عبداللہ نے چائے بنادی ہے۔ اٹھ کر پی لو۔'' [۹۶]

سبحان اللہ ذرہ نوازی کا کتنا بلند مقام ہے۔

انتہائے شفقت

ایک دفعہ حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ بخار میں مبتلا تھے اور منہ ڈھانپ کر لیٹے تھے، کیا محسوس کرتے ہیں کہ کوئی ان کا بدن دبا رہا ہے۔ انہوں نے منہ کھول کر دیکھا تو حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ اپنے مرید وسالک صادق کو دبا رہے ہیں۔ قاضی صاحب نے گھبرا کر اٹھنے کی سعی کی لیکن حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا ''نہیں نہیں لیٹے رہو، لیٹے رہو، کچھ بات نہیں'' یہ فرماتے رہے اور قاضی صاحب کا بدن دباتے رہے۔ [۹۷]

اللہ اکبر کیا انتہائے شفقت وعنایت ہے۔

محبت کتب اور کتب خانہ سعدیہ کی نگہبانی وترقی

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ نے اپنے شیخ ومربی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی سنت کو جاری وساری رکھتے ہوئے خانقاہ شریف کے کتب خانے کی ترقی و توسیع کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ خانقاہ شریف سے وابستگی کے آغاز سے ہی کتب خانے کی خدمت سرانجام دیتے رہے اور کتابوں کی فہرست وحفاظت پر مامور رہے۔ اپنے زمانہ جانشینی میں بھی ان جواہر پاروں اور ذخیرہ فاخرہ کی نگہبانی فرماتے رہے۔ زیارت حرمین شریفین کی سعادت نصیب ہوئی تو واپسی پر ایک نایاب قلمی مخطوطہ تحقیقات کی نقل ۷۰۰ ریال میں حاصل کر کے ہمراہ لائے۔ کراچی ایئرپورٹ پر کسٹم والوں نے سامان چیک کیا تو

کسٹم آفیسر نے پوچھا ''آپ کے ساتھ سونا تو نہیں ہے'' آپ نے جواب میں فرمایا ''ہمارے لیے سونا یہ کتابیں ہیں۔ اگر ہمارے پاس رقم کی گنجائش ہوتی تو ہم یہ سونا اور خرید کر لے آتے:''

بہ نزدیکے دانائے صاحب ہنر
کتابے بود بہ ز انبار زر [۹۸]

آپ نے حفاظت کتب، نقل نویسی اور صحافت کے لیے کتب خانہ سعدیہ میں مولانا غلام محمد صاحب فاضل مظاہر العلوم (سہارنپور) کو متعین فرمایا جو احسن طریقے سے یہ خدمات سر انجام دیتے رہے۔

خلافِ سنت امور سے منع فرمانا

قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کے بھتیجے اور داماد جناب ملک حاکم خان صاحب خانقاہ سراجیہ شریف میں انتقال کر گئے۔ جس کی خبر پر چند روز بعد اس علاقے کے دستور کے مطابق کچھ عورتیں نوحہ خوانی کرنے کے لیے آ گئیں۔ اچانک بلند رونے کا شور ہوا۔ جب حضرتِ اقدس (مولانا محمد عبداللہ) قدس سرہ نے سنا تو ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے حویلی کے دروازے پر تشریف فرما ہو کر بآواز بلند فرمایا: ''بلند آواز سے رونا بند کریں، یہ شرعاً منع ہے، جسے رونا آئے وہ چپکے چپکے رو لے۔''

آپ کا یہ فرمان سنتے ہی تمام عورتیں بلند رونے سے رک گئیں۔ [۹۹]

فرض نمازوں کے بعد مسنون دعا

ہر فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد آپ دایاں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر پیچھے کی طرف پھیرا کرتے تھے۔ حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز ادب سے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا ''کتب خانہ سے حصن حصین لاؤ۔'' قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتاب لائے تو آپ نے درج ذیل حدیث پاک نکال کر دکھائی جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں کے بعد اسی طرح سر مبارک پر ہاتھ رکھ کر پڑھتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ٥ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ" [۱۰۰]

مستحسن امور کی رعایت

جن امور کے مسنون ہونے میں فقہا کا اختلاف ہے۔ اگر مسلک فقہی میں اس کی صریح ممانعت نہیں ہے تو آپ (حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ) ان کی رعایت مستحسن سمجھتے تھے۔ چنانچہ فجر کی سنتوں کے بعد چند منٹ کے لیے لیٹ جایا کرتے تھے لیکن اس کو لازمی خیال نہ فرماتے تھے۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ" پڑھنا مستحسن سمجھتے تھے۔ گو فرائض کی جماعت میں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ پر اکتفا فرماتے۔ سنن ونوافل میں پوری دعا پڑھتے تھے کیونکہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ پڑھنا واجب ہے۔

نماز وتر کے بعد ۳ بار "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس" دو بار آہستہ اور تیسری بار قدرے بلند آواز سے قدوس کی واؤ کو لمبا کر کے پڑھتے کہ یہ مسنون ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے دارالعلوم دیوبند میں متولی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نگران تقسیم طعام کو اس سنت پر عمل کرتے دیکھا ہے۔ [۱۰۱]

"سورۂ الم السجدہ" کی تلاوت کا معمول

حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) کو ایک سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا جس کی وجہ معلوم نہ تھی ایک روز اس کی وجہ پوچھی کہ آپ ہر روز ایک سجدہ کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

"سب ساتھیوں کو بتادو کہ "سورۂ الم السجدہ" پڑھتا ہوں، تا کہ یونہی میری اقتدا میں کہیں دیکھنے والے محض اپنی قیاس آرائی سے سجدہ شکر سمجھ کر اس کا اہتمام نہ کرنے لگیں۔"

رمضان المبارک میں آخر شب وتروں کے بعد اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ پھر اس کا وقت تبدیل فرما دیا تا کہ لوگوں کو سجدہ شکر کا گمان نہ ہو۔ [۱۰۲]

دنیا میں عالی شان مکان مسجد ہے

حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ایک مخلص ارادتمند راؤ جمشید صاحب نے ایک وسیع وعریض اور اہل دنیا کے لحاظ سے عالی شان مکان اپنے لیے الاٹ کرایا جو محل وقوع اور تعمیری لحاظ سے واقعی قابل تعریف تھا۔ حضرت اقدس کے ایک دوسرے مخلص ارادتمند شیخ محمد صدیق صاحب مرحوم نے ایک بار مذکورہ مکان کا ذکر حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں یوں کیا کہ ''راؤ جمشید صاحب کو بڑا عالی شان مکان مل گیا ہے۔''

حضرت اقدس قدس سرہ کی نظر مبارک میں دنیاوی شان وشوکت کی کوئی وقعت نہ تھی۔ آپ دنیاوی آسائشوں اور ساز وسامان دنیا کا ذکر بھی اچھے الفاظ میں سننا ناپسند کرتے تھے۔ لہٰذا آپ کو ناپائیدار دنیا کی چند روزہ اقامت گاہ کا ذکر ''عالی شان'' الفاظ کی صورت میں ناموزوں نظر آیا تو شیخ محمد صدیق صاحب مرحوم سے فرمایا:

''مسجد کی طرف دیکھو' عالی شان مکان تو یہ ہے کیا وہ مکان اس کے برابر ہے''

اس پر شیخ صاحب مرحوم شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے اور بعد ازاں انہوں نے اس واقعہ کا ذکر راؤ جمشید صاحب سے کر دیا۔ راؤ صاحب حضرتِ اقدس قدس سرہ کے مخلص عقیدتمندوں میں سے تھے۔ لہٰذا جب آپ کی اس ناپسندیدگی کے اظہار کا علم ہوا تو فوراً یہ مکان چھوڑ دیا۔

اس کے بعد راؤ صاحب خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ آپ کو اچھا مکان مل گیا ہے؟ راؤ صاحب نے عرض کیا کہ ملا تو تھا لیکن چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ''کیوں چھوڑ دیا ہے؟'' عرض کیا ''اس لیے کہ اس کا ذکر حضرت والا کے مزاج مبارک پر گراں گزرا تھا۔'' آپ نے مسکرا کر فرمایا ''وہ تو شیخ محمد صدیق صاحب کو متنبہ کیا تھا' خیر جو ہوا بہتر ہوا۔'' پھر آپ نے راؤ صاحب کے لیے آرام دہ مکان میسر آنے کی دعا فرمائی۔ چنانچہ موصوف کو اللہ کریم نے میانوالی میں ایک عمدہ مکان عطا فرما دیا۔

ماہنامہ ''دار العلوم'' دیوبند (ہند) کی خدمات

جناب سید محمد ازہر قیصر لکھتے ہیں:

خانقاہ سراجیہ، کندیاں (ضلع میانوالی) نے رسالہ کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں ہماری توقع سے بہت زائد جدوجہد کی ہے، حضرت مولانا عبداللہ صاحب اس خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں اور مولانا خان محمد صاحب وہاں کے ایک ذمہ دار رکن ہیں اور دونوں حضرات کو ظاہری اور باطنی علوم میں درجہء کمال حاصل ہے، محض دینی تبلیغ اور دارالعلوم کی امداد کے خیال سے ہر دو بزرگوں نے اپنے کثیر مشاغل کے باوجود رسالہ کے لیے خریداروں کی ایک بڑی تعداد مہیا فرمائی ہے۔ حال میں خانقاہ سے سات نئے خریدار ہمیں ملے ہیں۔ ہم حضرت مولانا عبداللہ صاحب اور مولانا خان محمد صاحب کی عنایت بے غایت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔'' [۱۰۴]

آپ کی بعض اداؤں میں شیخ الحدیث

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی اداؤں کی جھلک تھی

حضرت علامہ طالوت تحریر فرماتے ہیں:

''یہ بات عرض کر دینا بھی نامناسب نہیں کہ دوسرے صاحب جن کے عادات و افعال حضرت الاستاذ (علامہء زماں حضرت شیخ الحدیث مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ) کے بعض افعال کی جھلک راقم الحروف کو دکھائی دی، ان کا اسم گرامی بھی حسن اتفاق سے محمد عبداللہ ہے اور یہ تھے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی جو حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب کندیاں شریف والوں کے خلیفہ اور جانشین تھے اور نہایت ہی بلند کردار شخصیت کے مالک تھے۔ راقم الحروف کا سب سے زیادہ قلبی تعلق ان کے ساتھ بھی اس بنا پر تھا کہ ان کی بعض اداؤں میں حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کی اداؤں کی جھلک تھی۔ اس وجہ سے دل بے اختیار ان کی طرف کھنچنے لگا اور ایسے حضرات کی طرف ذرا سا میلان بھی اتنے زیادہ منافع اخروی کا باعث ہوتا ہے جس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چہ جائیکہ دل ہی ان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔'' [۱۰۵]

فصل ہفتم

چند ارشادات وفرمودات

بیعت کی غرض وغایت

ایک بار حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی مقبول الٰہی صاحب (لکھنو سے) آئے اور حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ) سے پوچھا کہ بیعت کا مقصد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے بھائی (مولانا محبوب الٰہی) سے کیوں نہیں پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ بھائی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے آپ سے عرض گزار ہونے کے لیے کہا ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

> ''آپ دیکھتے ہیں کہ احکام شرعیہ اور امور دینیہ کا علم ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ پر کاربند رہنا مشکل ہوتا ہے۔ بہت سے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ نماز روزہ کے تو عادی ہوتے ہیں مگر جھوٹ، فریب اور غیبت جیسی برائیوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ بیعت کا مقصد وحید یہ ہے کہ انسان سے رذائل چھوٹ جاتے ہیں اور ان کی بجائے اخلاق عالیہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اعمال صالحہ کی بجا آوری میں سہولت اور معاصی سے نفرت ہو جاتی ہے۔'' [۱۰۶]

مقبول الٰہی صاحب یوں مطمئن ہوئے کہ اسی وقت بیعت کی درخواست کی اور آپ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو گئے۔

مرید کو شیخ کے ہاتھ میں مثل مردہ رہنا چاہیے

ایک روز حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت اقدس (مولانا ابو

السعد احمد خان قدس سرہ) کی خدمت میں رہتے ہوئے کسی حال کا ادراک نہ ہوتا تھا۔ البتہ یوں محسوس ہوا کرتا تھا کہ آپ ہمیں کشاں کشاں لیے جا رہے ہیں۔

کبھی کبھی بطور نصیحت سالکان طریقت کو فرمایا کرتے تھے کہ مرید کو شیخ کے ہاتھ میں ''کَالْمَیِّتِ فِیْ یَدِ الْغَسَّالِ'' (یعنی جس طرح مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے) اور ''مثل نابینا بدست قائد'' (یعنی جیسے اندھا رستہ طے کرانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے) ہونا چاہیے۔[۱۰۷]

چندوں سے دور رہنا

ایک بار کندیاں ریلوے اسٹیشن کے اسٹاف نے یہ پیش کش کی کہ ہم خانقاہ شریف کی زیر تعمیر مسجد کے باقی ماندہ کام کی تکمیل کے لیے ماہوار رقوم جمع کر کے پیش کرتے رہیں گے تا کہ گنبدوں، میناروں اور مسجد کے اندر پلاستر کرالیا جائے۔ اس پر حضرت مولانا محمد عبد اللہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

''ہمارے لیے چندوں کا حساب کتاب رکھنا مشکل ہے۔ اس بنا پر ہم آپ کی پیشکش قبول کرنے سے معذور ہیں۔''[۱۰۸]

شیخ کا اپنی کرامات اور حال سالک سے آگاہ ہونا

مولانا محبوب الٰہی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس (مولانا محمد عبد اللہ) سے دریافت کیا کہ کیا شیخ کو اپنی کرامات اور سالک کی ہر حالت و کیفیت کا علم ہوتا ہے؟ فرمایا:

''کوئی ضروری نہیں، ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا۔''

بعد ازاں مولانا صاحب کو کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی کہ شاید حضرت اقدس قدس سرہ ان کی بعض واردات اور ان سے رونما ہونے والے فوائد سے آگاہ نہیں۔ تا آنکہ ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا:

''بسا اوقات سالک کو یہ خیال آتا ہے کہ شاید شیخ اس کے بعض احوال

سے آشنا نہیں' یہ خیال درست نہیں''۔[۱۰۹]

حضرت اقدس قدس سرہ کا یہ ارشاد مبارک سن کر مولانا محبوب الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اشکال حل ہوگیا۔

بیٹے کی ولادت پر ملول اور دعائے سعادت مندی

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے گھر (سلیم پور ضلع لدھیانہ ہندوستان) میں جب ۱۹۴۵ء میں صاحبزادہ محمد عابد صاحب کی ولادت ہوئی تو گھر والوں نے بذریعہ تار آپ کو مطلع کیا۔ جب بیٹے کی ولادت باسعادت کی خوشخبری والا یہ تار حضرت اقدس قدس سرہ کو موصول ہوا تو آپ پر خوف وخشیت کا ایسا جذبہ غالب آیا کہ تادیر گریہ زاری فرماتے رہے۔ خدام اور متوسلین جو حاضر خدمت تھے سبھی غمزدہ ہوگئے۔ پھر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:

> ''گھر سے لڑکا پیدا ہونے کی اطلاع آئی ہے بے شک اولاد خدائے تعالیٰ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے مگر بعض اوقات ابتلائے سخت کا موجب بن جاتی ہے بلکہ والدین کی عاقبت بھی برباد کر دیتی ہے۔ سب ساتھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو سعادت مند بنائے' کسی امتحان و ابتلا کا موجب نہ ہو۔''[۱۱۰]

الحمدللہ صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن اور علم دین کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کی دعاؤں کے صدقے بلند مراتب پائے۔ مخدوم زمان سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے۔ والد بزرگوار قدس سرہ کے وصال کے بعد مخدوم زماں بسط اللہ ظلہم العالی کی شفقتوں اور محبتوں سے سرفراز ہوئے اور بقضائے الٰہی ۲ فروری ۱۹۹۹ء کو رحلت فرمائی اور مزاراتِ مقدسہ خانقاہ سراجیہ شریف میں اپنے والد گرامی قدس سرہ کے مبارک قدموں میں آسودہ خاک ہوئے۔ (اللہ کریم آپ پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے)۔ مزید حالات فصل ہشتم میں درج ہیں۔

سب کو سجدے میں ڈال دیا

صاحبزادہ حضرت حافظ محمد عابد صاحب قرآن مجید حفظ کر رہے تھے ایک روز والد گرامی (حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ) نے بلایا اور بھری مجلس میں فرمایا: ''عابد بیٹا رکوع سناؤ'' صاحبزادہ صاحب نے رکوع تلاوت فرمادیا جس میں سجدۂ تلاوت تھا۔ جب تلاوت ہو چکی تو حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا:

''عابد بیٹا نے رکوع تو سنایا مگر سب کو سجدہ میں ڈال گیا۔''[۱۱۱]

ایک بار حضرت اقدس نے فرمایا:

''میں نے سیم و زر محمد عابد کے لیے کوئی نہیں چھوڑا۔ اس میں اگر صلاحیت ہوئی تو دین ودنیا، دولت وعزت کی اسے کمی نہیں ہوگی۔''[۱۱۲]

وعدے کی پاسداری

جانشینی کے بعد حضرت اقدس کو بڑے صبر آزما حالات سے گزرنا پڑا اور وصیت شیخ قدس سرہ کے ایک ایک حرف کو ان صبر آزما حالات میں بھی آپ نے کمال ہمت سے پورا فرمایا۔ شوال ۱۳۷۴ھ میں مانسہرہ کے قیام میں مولانا محبوب الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

''بعض اوقات جی تو یہ چاہتا ہے کہ کہیں نکل چلیں لیکن پھر خیال آتا ہے کہ ''ہاں'' کہہ بیٹھے ہیں۔''[۱۱۳]

غافل دل نماز لوٹائے

فرمایا کسی عالم ظاہر نے کسی درویش کو چھیڑنے کی غرض سے سوال کیا کہ اگر نماز میں رکعتوں کا شک پڑ جائے کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو نمازی کیا کرے۔ صاحب دل درویش نے جواب دیا کہ ایسے نمازی کا دل غافل ہے اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔[۱۱۴]

نماز میں خیالات کا ورود

کسی نے شکایت کی کہ نماز میں خیالاتِ غیر آتے رہتے ہیں۔ جواب میں فرمایا کہ نماز کی کیا خصوصیت ہے۔ کیا نماز کے باہر خیالات نہیں آتے۔ خیالات و وسوس غیر ہر وقت آتے رہتے ہیں جب تک علاج نہ ہو بند نہیں ہوتے۔ [۱۱۵]

مراقبہ کسے کہتے ہیں؟

ایک شخص نے دریافت کیا مراقبہ کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ''انتظارِ فیض کیا جاتا ہے''۔ [۱۱۶]

مسلم و غیر مسلم کو ذکر کلمہ طیبہ کرانا

آپ تقریباً گیارہ برس کی عمر میں ڈی بی مڈل سکول سودی ضلع لدھیانہ میں جماعت ششم میں داخل ہوئے۔ چھ کوس کا فاصلہ تھا۔ رہائش بورڈنگ ہاؤس میں تھی۔ ہفتہ کے بعد گاؤں تشریف لاتے تھے۔ گاؤں سے سکول جاتے وقت بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے تھے۔ سب مسلم اور غیر مسلم (ہندو) طلبا بھی (آپ کے) ساتھ ہی ذکر کرتے تھے۔ اور آپ یوں ذکر کرایا کرتے تھے:

''دل کلمے دے ول جوڑ میاں ہن غیر محبتاں چھوڑ میاں
منہ نیکی دے ول موڑ میاں کہو لا الہ الا اللہ

پڑھ لا الہ الا اللہ

غیر مسلم طلباء میں کندن لال اور جمنا داس کے نام شامل ہیں۔ سکول کے دوران میں نماز کی پابندی تھی۔ دینی کتابوں کا شغف تھا۔ چنانچہ دیگر طلباء کے اشتراک کے ساتھ اسلام کی پہلی کتاب سے لے کر اسلام کی نویں تک سب کتابیں منگوائی گئیں اور مطالعہ کیا گیا۔ طبیعت میں خاموشی اور قناعت تھی۔ [۱۱۷]

انقلاب کی ابتدا

غالباً ۱۹۴۰ء کا ذکر ہے۔ چند اشخاص سلیم پور کی مسجد میں آئے اور کہا کہ ان کے دیہات واقعہ کشمیر میں ہوائی اڈہ بنایا گیا ہے (یہ وہ وقت تھا جب کہ ہٹلر کی فوجیں کا کیشیا اور جاپان کی فوجیں آسام میں پہنچ چکی تھیں) اور وہ بے گھر اور بے خانماں ہو گئے ہیں اور اجڑے ہوئے ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ان کو ایک اٹھنی عطا فرمائی اور ایک خادم کو جو پاس ہی بیٹھا تھا فرمایا "یہ انقلاب کی ابتدا ہے"۔[118]

صحبت شیخ ذکر میں شامل ہے

فرمایا "صحبت (شیخ) بھی ذکر میں ہی شامل ہے۔"[119]

حضرت رائے پوری کے دھوون کو محفوظ کرانا

حضرت (مولانا عبدالقادر) رائے پوری قدس سرہ سلیم پور تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے کھانے کے وقت ہاتھ دھوئے۔ آپ نے صاحب خانہ کو فرمایا کہ اس پانی کو محفوظ کر لو۔[120]

محبت شیخ کا عکس

غالباً ۱۹۴۸ء یا ۱۹۴۹ء میں آپ کا ایک خادم تاندلیانوالہ میں حضرت مولوی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (سرگودھا) کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اس خادم نے دیکھا کہ اچانک حضرت مولانا مولوی محمد شفیع صاحب" حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ کے بالکل مشابہ بن گیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت مولانا مولوی محمد شفیع صاحب کی شکل بالکل حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ قدس سرہ جیسی بن گئی۔ بعد میں اس خادم نے اس واقعہ کا ذکر حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں کیا۔ آپ نے فرمایا:

"یہ کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف تمہاری محبت تھی۔"[121]

یقین صاحب یقین کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے

ایک شخص نے دریافت کیا کہ یقین کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یقین صاحب یقین لوگوں کی صحبت سے حاصل ہو جاتا ہے۔ [۱۲۲]

مکتوبات مجددیہ و معصومیہ کی عبادات و غوامض کا فرق

فرمایا: "مکتوبات مجددیہ کی عبارت مکتوبات معصومیہ سے سہل ہے لیکن اسرار و غوامض و دقائق مکتوبات مجددیہ میں زیادہ ہیں۔" [۱۲۳]

دونوں وقت کھائیں لیکن بھوک رکھ کر

ایک صاحب (خانقاہ سراجیہ شریف) کندیاں میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ ایک وقت کھانا کھایا کروں۔ جواب میں فرمایا:

"یہ کچھ مشکل نہیں۔ نفس کو اس کی عادت ہو جائے گی اور کچھ دیر کے بعد نفس کو شاق بھی نہیں گزرے گا۔ آپ ایسا نہ کریں۔ آپ دونوں وقت کھانا کھایا کریں لیکن تھوڑا کھایا کریں۔ کچھ بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دیا کریں۔" [۱۲۴]

سلسلہ نقشبندیہ میں عظمت و وقار کے لحاظ سے تین بے مثال ہستیاں

آپ فرمایا کرتے تھے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تین ہستیاں ایسی گزری ہیں جو عظمت و وقار اور شان و شوکت میں بے مثال تھیں۔ ان میں سب سے پہلے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ کا نام آتا ہے کہ امرائے وقت اور وزرائے عہد سب کے سب آپ کے نیاز مند تھے اور اہلِ ثروت آپ کے جاہ و جلال سے لرزہ براندام تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ایک ملفوظ یوں نقل کیا ہے:

''اگر من شیخی کنم، ہیچ شیخے در عالم مرید نیابد، امامرا کار دیگر فرمودہ اند و آن ترویج شریعت و تائید ملت است'' (یعنی اگر میں پیری مریدی کروں تو دنیا میں کسی پیر کو کوئی مرید نہ ملے لیکن میرے سپرد جو کام ہے وہ جداگانہ نوعیت کا ہے اور وہ شریعت کی ترویج اور ملت کی تائید ہے)۔

دوسرے حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے جو قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے نام آپ کے متعدد مکاتیب موجود ہیں۔ آپ کی کرم گستری اور فیض رسانی زباں زد خلائق تھی۔ آپ کے مریدوں اور خلفاء کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔

تیسری عظیم الشان ہستی حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین (خانقاہ احمدیہ سعیدیہ) موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) تھے۔ آپ کے آستانۂ عالیہ پر تین سو سے چار سو تک متوسلین وارادتمند اکثر موجود رہتے تھے۔ شاہانہ طور پر لنگر، داد و دہش اور عطا و نوال کا بازار گرم رہتا تھا۔ تمام مہمانوں کو خورد و نوش کا سامان وافر مہیا کیا جاتا تھا۔ بایں ہمہ آپ بے غرض اور بے نفس تھے۔ عقیدت مندوں کی یہ تعداد سفر و حضر دونوں صورتوں میں یکساں رہتی تھی۔ قافلے کی شکل میں روانہ ہوتے جس میں اکثر و بیشتر شتر سوار بھی ہوتے تھے۔ کسی اہلِ دنیا کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ دوران سفر سارے کا سارا انتظام حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی ہوتا تھا:

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را
وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہ
یعنی اور جو اللہ تعالیٰ پر متوکل ہو جائے پس وہ اس کے لیے کافی ہے۔

چنانچہ آپ کے زمانہ میں ہر خاص و عام کی زبان پر یہ گفتگو رہتی تھی کہ اگر حضرت خواجہ چند سال مزید زندہ رہے تو کوئی شیخ طریقت ان کے عہد میں مسند آرائی نہ کر سکے گا۔[۱۲۵]

فصل ہشتم

حالات زندگی

حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳۶۴ھ - ۱۵ شوال ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۴۵ء - ۲ فروری ۱۹۹۹ء)
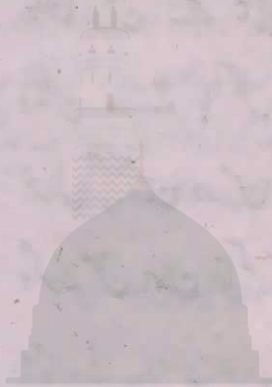
گلے خوشبوئے در حمام روزے

رسید از دست محبوبے بدستم

بدو گفتم کہ مشکی یا عنبری

کہ از بوئے دلآویز تو مستم

بگفتا من گلے ناچیز بودم

ولیکن مدتے با گل نشستم

جمالِ ہمنشین در من اثر کرد

وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت

آپ ۱۹۴۵ء/۱۳۶۴ھ میں سلیم پور ضلع لدھیانہ (انڈیا) میں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۴ء-۱۹۵۶ء) کے گھر جلوہ افروزہ ہوئے۔

والد بزرگوار قدس سرہ کی دعائے سعادت مندی

آپ کی ولادت باسعادت کی اطلاع بذریعہ تار نائب قیوم زماں قدس سرہ کے لیے خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں ضلع میانوالی پہنچائی گئی۔ جوان دنوں خانقاہ پاک کی مسند ارشاد و تربیت پر متمکن تھے۔ اس خوشخبری کی اطلاع پا کر حضرت اقدس پر خوف وخشیہ کی ایسی حالت طاری ہوئی کہ آپ آبدیدہ ہو گئے اور تادیر اشک بار رہے۔ آپ کی گریہ زاری سے تمام اہل مجلس بھی متاثر ہوئے۔

بعد ازاں ایک لمبی سانس لے کر فرمایا: ''گھر سے لڑکا پیدا ہونے کی اطلاع آئی ہے۔ بے شک اولاد خدائے تعالیٰ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے مگر بعض اوقات ابتلائے سخت کا موجب بن جاتی ہے۔ بلکہ والدین کی عاقبت بھی برباد کر دیتی ہے۔ سب ساتھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو سعادت مند بنائے۔ کسی امتحان وابتلا کا موجب نہ ہو۔''[۱۲۶]

سنت عقیقہ کی ادائیگی

بعد ازاں حضرت اقدس قدس سرہ اپنے احباب کے ساتھ سلیم پور (انڈیا) تشریف لے گئے۔ نومولود بیٹے کا اسم گرامی ''محمد عابد'' رکھا اور سنت عقیقہ ادا فرمائی۔ اپنے دست انور سے عقیقہ کے گوشت کا لذیذ سالن تیار فرمایا اور اصحاب واحباب کو خود تناول کرایا۔ سبحان اللہ آپ

صحیفہ داودی کے اس حکم اِذَا رَاَیۡتَ لِیۡ طَالِباً فَکُنۡ لَہٗ خَادِماً (جب تمہیں کوئی ہمارا طلب گار ملے تو تم اس کے خدمتگار بن جاؤ) کا عملی نمونہ تھے۔[۱۲۷]

خانقاہ سراجیہ شریف میں آمد اور بستی سراجیہ۔ خانیوال میں قیام

جب ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا اور ہندوستان تقسیم ہوا تو حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب اپنی والدہ بزرگوارہ رحمہا اللہ کے ہمراہ خانقاہ سراجیہ شریف وارد ہوئے۔ لیکن آپ کی بستی سلیم پور (انڈیا) اور برادری کے لوگ جو ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے وہ خانیوال، ضلع ملتان کے قریب آباد ہو گئے اور یہاں انہیں زمینیں الاٹ ہوئیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو بھی سلیم پور لدھیانہ کی زمین کے بدلے بستی سراجیہ۔ خانیوال میں چند ایکڑ زمین الاٹ ہوئی اور اسی پر گزر بسر تھا۔ زمین کی الاٹ منٹ سے قبل جب بستی سراجیہ میں آباد ہونے والے لوگوں کے مکانات بنے اور آبادی ہوئی تو نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے وصال مبارک (۱۹۵۶ء) کے بعد مخدوم زماں حضرت مولانا خان محمد صاحب۔ بسط اللہ ظلہم العالی نے بستی سراجیہ۔ خانیوال میں حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب رحمہ اللہ علیہ کو مکان بنوا دیا اور آپ اپنی ہمشیرہ صاحبہ دام مجدہا اور والدہ بزرگوارہ رحمہا اللہ کے ہمراہ خانقاہ سراجیہ شریف سے یہاں منتقل ہو گئے۔[۱۲۸]

والد بزرگوار قدس سرہ کا مبارک ارشاد

نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نے اپنے وصال مبارک سے قبل فرمایا کہ میں نے سیم وزر محمد عابد کے لیے کوئی نہیں چھوڑا۔ اس میں اگر صلاحیت ہوئی تو دین ودنیا، دولت وعزت کی اسے کمی نہیں ہوگی۔[۱۲۹]

حفظ قرآن مجید

خانقاہ سراجیہ میں اپنی والدہ بزرگوارہ رحمہا اللہ کے ہمراہ آنے کے بعد جب آپ پڑھنے کے قابل ہوئے تو والد بزرگوار قدس سرہ نے خانقاہ شریف کے مدرس حافظ عبدالرشید کے ہاں تعلیم کے لیے آپ کو بٹھا دیا۔ یوں ان سے آپ کے قاعدہ کی بسم اللہ ہوئی۔ ان دنوں مولانا عبدالغفور (ساکن مخدوم پور پہوڑاں) اور مولانا امان اللہ صاحب (ساکن باگڑ سرگانہ) خانقاہ پاک کے مدرسہ سعدیہ میں قرآن حکیم پڑھاتے تھے۔ لہٰذا آپ نے ان سے قرآن حکیم حفظ کیا۔ نیز کچھ عرصہ بھوئی گاڑ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ ابھی حفظ قرآن کر رہے تھے کہ شفیق و کریم و مہربان والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کا وصال مبارک ہو گیا اور یوں مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کے ظل عاطفت میں آ کر باقی قرآن مجید حفظ کیا۔ [۱۳۰]

سب کو سجدہ میں ڈال دینا

جن دنوں آپ قرآن مجید خانقاہ سراجیہ شریف میں حفظ کر رہے تھے ایک روز والد بزرگوار حضرت اقدس قدس سرہ نے سب کے سامنے طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ عابد بیٹا رکوع سناؤ۔ آپ نے اتفاق سے ایسا رکوع پڑھا جس میں سجدہ تلاوت آ گیا۔ اس پر والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ عابد بیٹا نے رکوع تو سنایا مگر سب کو سجدہ میں ڈال دیا۔ [۱۳۱]

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت

ایک بار حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ء) نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے ملنے کے لیے خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے۔ دوران ملاقات انہوں نے صاحبزادہ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر گود میں بٹھالیا

اور تھپکی دیتے ہوئے فرمایا کہ میاں صاحبزادہ صاحب میں نے سنا ہے کہ آپ بہت اچھی تلاوت کرتے ہیں- تلاوت تو سناؤ- اس پر حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن کی سادگی سے کہا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ بہت اچھی تقریر کرتے ہیں- آپ تقریر سنائیں میں تلاوت سنا دیتا ہوں- اس پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ہنسے-[۱۳۲]

مزید تعلیم

دارالعلوم کبیر والا' ملتان کے بانی وصدر مہتمم حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے بیعت اور نائبِ قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے- کیونکہ مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی اپنے شیخ زادہ حضرت صاحبزادہ محمد عابد کی سرپرستی فرما رہے- لہٰذا آپ نے صاحبزادہ محمد عابد صاحب کو دارالعلوم کبیر والا میں داخل کرایا اور آپ نے ابتدائی چند برسوں کی تعلیم وہاں حاصل کی لیکن صحت وحالات کی ناسازگاری نے بقیہ تعلیم کے حصول کا موقع نہ دیا-[۱۳۳]

خانقاہ سراجیہ شریف اور حضرت شیخ ومربی- مدظلہ العالی سے روابط

حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ سراجیہ شریف سے اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کے دیرینہ تعلق کا ہمیشہ پاس رکھا اور اسے مستحکم سے مستحکم تر کرتے رہے- اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد مخدوم زماں خواجہ خان محمد صاحب- بسط اللہ ظلہم کی شفقتوں عنایتوں اور محبتوں سے محظوظ ہوتے رہے- حضرت اقدس مدظلہ العالی نے اپنے حقیقی بیٹوں کی طرح سمجھا اور آپ کی نگاہ التفات اور مکمل ظاہری وباطنی تربیت نے حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب میں نکھار پیدا کر دیا اور آپ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے صاحبزادگان کے گھر' خاندان' خانقاہ' جماعتی اور ذاتی معاملات میں مشیر ومعاون بنے رہے اور یوں حضرت صاحبزادہ عزیز احمد سلمہ اللہ الرحمٰن' حضرت صاحبزادہ خلیل احمد سلمہ الرحمٰن' حضرت صاحبزادہ

رشید احمد سلمہ الرحمٰن، حضرت صاحبزادہ سعید احمد سلمہ الرحمٰن اور حضرت صاحبزادہ نجیب احمد سلمہ الرحمٰن کے آپ سے بھائیوں جیسے مراسم تھے۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی آپ کو ہمیشہ صاحبزادہ محمد عابد صاحب کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے دست مبارک پر بیعت تھے۔ لہٰذا نیازمندی اور فرمانبرداری میں کبھی فرق نہیں آنے دیا۔ اپنے شیخ مدظلہ العالی سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی اور آپ کی خدمت کو دو جہان کی کامرانی خیال فرماتے تھے۔ [۱۳۴]

حرمین شریف سے محبت اور سفر ہائے حج

آپ کو حرمین شریف جانے کا بے حد شوق تھا مگر سبیل نہ بنتی تھی۔ اس پریشانی کے عالم میں حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی مشکل عرض کی۔ حضرت بنوری نے فرمایا سورہ حج کی روزانہ تلاوت کیا کریں۔ "وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ" پر وقفہ کر کے دعا کیا کریں اور پھر سورۃ کو مکمل کیا کریں اور ساتھ ہی حضرت بنوریؒ نے ایک خوبصورت لفافہ دم کر کے آپ کو دیا کہ اس میں حج کے لیے جو رقم میسر آئے، ڈالتے جائیں۔ آپ نے اس پر عمل کیا اور جب موسم حج قریب آیا تو دعا کی کہ یا اللہ جو میں کر سکتا تھا کر دیا آگے کا کام میرے بس میں نہیں۔ [۱۳۵]

ایسا رستہ کھلا کہ ۱۹۷۴ء۔ ۱۹۹۸ء تک ہر سال حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی بلکہ ۱۹۸۵ء سے ہر سال حج کے علاوہ دو عمرے کرنے کی بھی توفیق ارزانی ہو رہی:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت شیخ مدظلہ العالی کی شفقت بیکراں

جناب نذیر احمد نقشبندی مجددی لکھتے ہیں:

صاحبزادہ محمد عابد سلمہ جو کہ حضرت قبلہ کے پیرومرشد حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزندارجمند ہیں' نے ایک مرتبہ مجھے فرمایا کہ حضرت قبلہ (خان محمد صاحب مدظلہ العالی) حج پر تشریف لے جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں تو کسی اچھے وقت میں میرے لیے بھی عرض کرنا- خانقاہ شریف میں ایک دن حضرت قبلہ عصر کا وضو فرما رہے تھے- میں نے محسوس کیا کہ حضرت قبلہ کے چہرہ مبارک پر بشاشت ہے- میں نے قریب بیٹھ کر حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ صاحبزادہ محمد عابد کی یہ خواہش ہے- حضرت قبلہ نے فرمایا: ''تم محمد عابد کو نہ بتانا- اس سال ان کو حج پر لے جاؤں گا-'' اس وقت سے لے کر آج تک کئی سال گزر چکے ہیں- حضرت قبلہ نے ہمیشہ کے لیے حج اور عمرے اور دیگر سفروں میں (صاحبزادہ محمد عابد صاحب کو) ساتھی بنالیا ہے' الحمد للہ کہ حضرت قبلہ کی کثرت معیت اور صحبت کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو بہت ہی نوازا ہے-[۱۳۶]

عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کو رحمت دو عالم کی ذات اقدس سے اتنا عشق تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آتے ہی فریفتہ ہو جاتے- ذکر مبارک آتے ہی وہ اس میں محو ہو جاتے' گم ہو جاتے' پھر وہی مبارک تذکرہ موضوع سخن بن جاتا- اچھے شعرا کی نعتوں کو سننا ان کا معمول تھا- کسی اچھی آواز والے ساتھی کا پتہ چلتا تو اس سے فرمائش کر کے نعتیں سنتے اور سر دھنتے- مولانا فقیر احمد اختر صاحب اور حافظ محمد شریف صاحب کی آواز پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی- نعتوں کی کیسٹ ساتھ رکھتے تھے-[۱۳۷]

ختم نبوت کے کاز سے محبت اور حج اسکیم

ختم نبوت کے کاز سے محبت بھی عشق کی حد تک تھی- مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیے دل و جان سے فدا تھے اور مجلس کے مدبر رکن تھے- مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن نامزد ہوئے تو آپ نے تجویز پیش فرمائی کہ ایک حج اسکیم شروع کی جائے تاکہ مبلغین حضرات بھی زیارت

حرمین شریفین سے مشرف ہوسکیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ نے آپ کی اس تجویز کو مان لیا۔[۱۳۸]

تبرکات کی جمع آوری

آپ کو تبرکات جمع فرمانے کا بڑا شوق تھا۔ غلاف کعبہ کا ٹکڑا ملا تو اسے محفوظ کر لیا اور وصیت کی کہ میرے کفن کے ساتھ دل کے حصہ پر رکھ دیا جائے۔ چنانچہ جب ۱۹۹۹ء میں وصال فرمایا تو آپ کی یہ وصیت پوری کی گئی:

(۲) مختلف قطعات خوبصورت فریم کروا کر گھر اور دفتر میں لگوا رکھے تھے۔

(۳) رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب موئے مبارک آپ کے پاس محفوظ تھے۔

(۴) حضرت مولانا اللہ وسایا فرماتے ہیں:

> ''ایک بار قبلہ حضرت اقدس (خان محمد صاحب۔ مدظلہ العالی) نے اپنا اورکوٹ مجھے عنایت فرمایا۔ صاحبزادہ (محمد عابد) صاحب نے عرصہ کے بعد فرمایا کہ اس اورکوٹ کا کیا بنا؟ میں نے کہا کہ تبرک کے طور پر محفوظ ہے۔ وفات پر اس کے حصے کفن کے ساتھ شامل کرنے کی وصیت کروں گا۔ (اس پر) صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت اقدس کے احرام کی دو چادریں کفن کے لیے مجھ سے لے لو اور وہ مجھے دے دو۔ لہٰذا میں نے ایسے ہی کیا۔''[۱۳۹]

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ والی کشش

مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان۔ بسط اللہ ظلہم العالی اپنے احباب کے ہمراہ سرہند شریف (انڈیا) تشریف لے گئے۔ حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ بھی ہمراہ تھے۔ وہاں خانقاہ مجددیہ کے متعلقین میں سے ایک بزرگ جو مالیر کوٹلہ کے تھے۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی سے ملنے کے لیے آئے- جاتے وقت سب سے جب مصافحہ کر چکے تو صاحبزادہ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہاتھ تھوڑا ملاتے ہی واپس کھینچ لیا اور حضرت اقدس مدظلہ العالی سے عرض کیا کہ یہ حضرت خلیفہ صاحب (حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ) کے صاحبزادے ہیں- حضرت اقدس مدظلہ العالی نے فرمایا: ''ہاں'' تو انہوں نے کہا کہ حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ہندوستان کے ساتھی حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس کو خلیفہ صاحب ہی کہتے تھے) والی کشش ان کے ہاتھوں میں ہے' اس سے سمجھا کہ یہ ان کے صاحبزادہ ہیں- پھر مصافحہ کیا' دعائیں دیں اور چل دیے-[۱۴۰]

انتظامی ومدبرانہ صلاحیتیں

آپ اعلیٰ درجہ کے منتظم' معاملہ فہم اور قوت فیصلہ کے مالک تھے اور بہت سارے احباب اپنے خانگی جھگڑوں کے حل میں آپ مشورت کرتے تھے-[۱۴۱]

مستجاب الدعوات

حضرت مولانا اللہ وسایا لکھتے ہیں:

محترم صاحبزادہ صاحب میں دیگر خوبیوں کے علاوہ ان پر رب کریم کا یہ ایک خاص کرم تھا کہ وہ مستجاب الدعوات تھے- موج میں آ کر جو کہہ دیتے تھے' اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے ویسا ہی ہو جاتا تھا- اس پر سینکڑوں واقعات ہوں گے-[۱۴۲]

خدمت خلق وغریب پروری

بار بار فرمایا کرتے تھے کہ عبادت سے جنت ملتی ہے- خدمت سے خدا تعالیٰ ملتے ہیں- اپنے شیخ کی تو وہ مثالی خدمت کرتے تھے- حضرت اقدس دامت برکاتہم کے جوتوں کو سینے سے لگائے ہوئے راقم نے بار بار دیکھا ہے- حرمین شریفین میں حاضری کے لیے حضرت کی معیت کو ترجیح دیتے تھے بلکہ حضرت کے بغیر ان کے ہاں حاضری کا تصور نہیں تھا-

غریب ومسکین، یتیم ولاوارث لوگوں کی برابر خفیہ مدد کرتے رہتے تھے- گاؤں کے لوگوں کابیان ہے کہ اس طرح غریبوں کی خفیہ امداد سے وہ کئی گھرانوں کی کفالت کرتے تھے- [۱۴۳]

سفرآخرت

کچھ عرصہ سے شوگر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا' طبیعت بگڑتی رہی' مختلف جگہ علاج معالجہ ہوتا رہا- بالآخر رضائے الٰہی کے مطابق ۱۵شوال ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲فروری ۱۹۹۹ء بروز منگل' دن دس بج کر چالیس منٹ پر سرگانہ ہاؤس کچہری روڈ ملتان میں آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی- [۱۴۴] انا للہ وانا الیہ راجعون- مغرب کے بعد ملتان میں جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب کی امامت میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور پھر وہاں سے میت دوسرے روز صبح چار بجے خانقاہ سراجیہ پہنچی- یہاں مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل حضرت خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی نے ۸ بجے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے پورے عمل میں چشم پرنم کے ساتھ موجود رہے اور آپ کو اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے قدموں میں رحمت حق کے حصار میں آسودۂ خاک کیا اور دعا فرمائی: [۱۴۵]

وہ لوگ تو نے ایک ہی شوخی میں کھو دیے
ڈھونڈا تھا آسمان نے جنہیں خاک چھان کر

حواشی باب دوم

۱- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۶، ۳۱

۲- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۷۹

۳- ایضاً ص ۲۸۰

۴- ایضاً ص ۲۸۰-۲۸۱

۵- ایضاً ص ۲۸۳

۶- ایضاً

۷- ایضاً ص ۲۸۴، ۲۸۵

۸- ایضاً ص ۲۸۳، ۲۸۴

۹- مولانا عبدالرشید، حضرت مولانا عبدالعزیز میلسیانوی رحمۃ اللہ علیہ، ماہنامہ بینات، کراچی: جامعۃ العلوم الاسلامیہ، رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ جون ۱۹۸۵ء، ص ۶۱، ۶۳

۱۰- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۵

۱۱- ایضاً ص ۲۸۵-۲۸۶

۱۲- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۵-۲۶

۱۳- ایضاً ص ۲۶-۲۷

۱۴- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۹

۱۵- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۷

۱۶- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۹

۱۷- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۰۵۶ء، ص ۲۸

۱۸- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۹-۲۹۱

۱۹- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۲

۲۰- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ۲۹۳-۲۹۴

۲۱- ایضاً ص ۳۰۲

۲۲- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۲

۲۳- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۹-۳۰۰

۲۴- ایضاً ص ۳۱۷

۲۵- ایضاً ص ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹

۲۶- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۹

۲۷- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۷۸

۲۸- ایضاً، ص ۳۱۹

۲۹- ایضاً، ص ۳۲۰

۳۰- ایضاً، ص ۳۲۰-۳۲۱

۳۱- ایضاً، ص ۳۲۱

۳۲- مکتوب راجہ نور محمد نظامی صاحب بنام مؤلف مؤرخہ ۷/ اگست ۲۰۰۰ء

۳۳- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۱-۳۲۲

۳۴- اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۸۱ء، جلد اول، ص ۲۷۳-۲۷۴/ ڈاکٹر فیوض الرحمٰن، مشاہیر علماء، لاہور: طیب اکیڈمی، جلد دوم، ص ۱۳۹-۱۴۰

۳۵- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۹ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۲

۳۶- ایضاً، ۳۲۲-۳۲۳

۳۷- مولانا محمد عیسیٰ گورمانی، چشمہ حیات، مطبوعہ ۱۳۹۸ھ، ص ۱۲۱-۱۲۲

۳۸- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۳

۳۹- ایضاً

۴۰- ایضاً، ص ۳۲۳-۳۲۴

۴۱- نسیب احمد سیفی، حکیم عبدالمجید سیفی، ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے ایک عظیم رہنما، ماہنامہ شمس الاسلام (ختم نبوت نمبر)، بھیرہ ضلع سرگودھا: ص ۴۹-۵۲

۴۲- اعجاز احمد خان سنگھانوی، حکایات الاسلاف روایات الاخلاف (یعنی

بزرگان دین کی سبق آموز حکایات)، کراچی: کتب خانہ انور شاہ (۱۳۹۶ھ) جلد اول، ص ۱۵۹

۴۳- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۵-۳۶

۴۴- ایضاً، ص ۳۶

۴۵- ایضاً، ص ۳۷/ مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۷-۳۲۸

۴۶- ایضاً، ص ۳۸-۴۲

۴۷- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۹-۳۳۰

۴۸- ایضاً، ص ۳۳۱-۳۳۲

۴۹- (علامہ) طالوت، موت العالم موت العالم (ادارتی شذرہ)، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ/ جولائی ۱۹۵۶ء، ص ۱۲-۱۳

۵۰- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۶، پروفیسر محمد انوار الحسن انور شیرکوٹی، انوار عثمانی (مکتوبات علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)، کراچی: مکتبہء اسلامیہ، س-ن

۵۱- ایضاً، ص ۳۱۴

۵۲- ایضاً

۵۳- ایضاً

۵۴- ایضاً، ص ۳۱۳-۳۱۴

۵۵- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۸

۵۶- ایضاً،ص۲۹

۵۷- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء،ص ۳۰۸

۵۸- ایضاً،ص۳۰۵

۵۹- ایضاً،ص۲۸۴

۶۰- ایضاً،ص ۳۰۶-۳۰۷

۶۱- ایضاً،ص۳۱۵-۳۱۶

۶۲- ایضاً،ص۳۱۵

۶۳- ایضاً،ص۳۱۰-۳۱۱

۶۴- ایضاً،ص۱۴۸

۶۵- ایضاً،ص۲۹۲

۶۶- ایضاً،ص۳۱۲

۶۷- ایضاً،ص۳۱۰

۶۸- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء،ص ۳۱

۶۹- ایضاً،۳۴

۷۰- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء،ص ۳۰۷-۳۰۸

۷۱- ایضاً،ص ۳۰۸

۷۲- ایضاً

۷۳- ایضاً

۷۴- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ

الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۰

۷۵- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۸-۳۰۹

۷۶- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۰

۷۷- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۰

۷۸- ایضاً

۷۹- ایضاً

۸۰- ایضاً، ص ۳۰۱-۳۰۲

۸۱- ایضاً، ص ۳۰۳

۸۲- ایضاً، ص ۳۰۴

۸۳- ایضاً

۸۴- ایضاً

۸۵- ایضاً، ص ۳۰۵

۸۶- ایضاً، ص ۳۰۵-۳۰۶

۸۷- ایضاً، ص ۳۰۶

۸۸- ایضاً، ص ۳۱۶

۸۹- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۴

۹۰- ایضاً، ص ۳۵

۹۱- ایضاً

۹۲- ایضاً، ص ۲۹

۹۳- ایضاً، ص ۳۰

۹۴- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۳

۹۵- ایضاً، ص ۲۹۹

۹۶- ایضاً

۹۷- ایضاً

۹۸- ایضاً، ص ۲۹۷

۹۹- ایضاً، ص ۳۰۲

۱۰۰- ایضاً، ص ۳۰۱

۱۰۱- ایضاً، ص ۳۰۰-۳۰۱

۱۰۲- ایضاً، ص ۳۰۱

۱۰۳- ایضاً، ص ۳۰۹

۱۰۴- سید محمد ازہر قیصر (مدیر) ''ہمارے معاونین'' (ادارتی شذرہ) ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند: رمضان ۱۳۷۱ھ/ جون ۱۹۵۲ء، ص ۴

۱۰۵- مقدمۃ القرآن (افادات: مولانا محمد عبداللہ درخواستی)، خانپور مکتبہ مدنیہ مخزن اسلام، ص ۸

۱۰۶- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۳

۱۰۷- ایضاً، ص ۳۰۷

۱۰۸- ایضاً، ص ۲۹۷

۱۰۹- ایضاً، ص ۳۰۸

۱۱۰- ایضاً، ص ۳۱۱

۱۱۱- (مولانا) اللہ وسایا، آہ حضرت حافظ محمد عابد صاحبؒ، شامیں اداس

اداس صحبتیں بجھی بجھی، ہفت روزہ ختم نبوۃ، ملتان: ج ۱۷، ۳۰ ذی قعدہ تا ۴ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹ تا ۲۵، مارچ ۱۹۹۹، شمارہ ۴۳، ص ۹

۱۱۲- ایضاً، ص ۱۱۰

۱۱۳- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۳

۱۱۴- شیر محمد، فقیری کیا ہے؟ لائلپور (فیصل آباد): ملک برادرز، ۱۹۶۶ء، ص ۶۵

۱۱۵- ایضاً،

۱۱۶- ایضاً،

۱۱۷- ایضاً/ مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۵

۱۱۸- شیر محمد، فقیری کیا ہے؟ لائلپور (فیصل آباد): ملک برادرز، ۱۹۶۶ء، ص ۶۶

۱۱۹- ایضاً،

۱۲۰- ایضاً

۱۲۱- ایضاً

۱۲۲- ایضاً

۱۲۳- ایضاً، ص ۶۷

۱۲۴- ایضاً

۱۲۵- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۶۶-۶۷

۱۲۶- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۱

۱۲۷- ایضاً، ص ۳۱۱-۳۱۲

۱۲۸- مولانا اللہ وسایا، آہ حضرت حافظ محمد عابد صاحبؒ، شامیں اداس اداس صحبتیں بجھی بجھی، ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جلد ۱۷، ۳۰ ذی قعدہ تا ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، بمطابق ۱۹ تا ۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء، شمارہ ۴۳۷ ص ۱۰

۱۲۹- ایضاً

۱۳۰- ایضاً، ص ۹-۱۰

۱۳۱- ایضاً، ص ۹

۱۳۲- ایضاً، ص ۹-۱۰

۱۳۳- ایضاً، ص ۱۰

۱۳۴- ایضاً

۱۳۵- ایضاً، ص ۱۱

۱۳۶- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۶-۳۲۷

۱۳۷- مولانا اللہ وسایا، آہ حضرت حافظ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہفت روزہ ختم نبوۃ، کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، جلد ۱۷، ۳۰ ذی قعدہ تا ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، بمطابق ۱۹ تا ۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء، شمارہ ۴۳، ص ۱۲-۱۳

۱۳۸- ایضاً

۱۳۹- ایضاً، ص ۱۶

۱۴۰- ایضاً، ص ۱۹

۱۴۱- ایضاً، ص ۱۷

۱۴۲- ایضاً، ص ۱۵

۱۴۳- ایضاً، ص۱۵-۱۶

۱۴۴- آہ! صاجبزادہ حافظ محمد عابد (اداریہ)، ہفت روزہ ختم نبوۃ، کراچی: جلد ۱۷، ۳۰ شوال تا ۶ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹-۲۵ فروری ۱۹۹۹ء، شمارہ ۳۹، ص۴-۵، ۲۱-۲۲

۱۴۵- محمد اشرف کھوکھر، ''صاجبزادہ ''لالہ حافظ محمد عابد'' مرحوم ہو گئے اور ہم ان کی پر خلوص رفاقت سے محروم ہو گئے' ہفت روزہ ختم نبوۃ، کراچی: ۱۹-۲۵ فروری ۱۹۹۹ء، شمارہ ۳۹، ص ۲۶

باب سوم

احوال ومناقب

مخدومِ زماں سیدنا ومرشدنا

حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی

(ولادت باسعادت ۱۹۲۰ء/ ۳۸-۱۳۳۹ھ)

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

بگزار تا بگریم چون ابر نو بہاراں
کز سنگ گریہ خیزد وقت وداع یاراں

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب
کس ز بلبل نشنود نالہائے دل کباب

متاعِ جاں نثار حضرتِ خان محمد ہے
امامِ پاکبازاں، نورِ عرفاں، ہادیٔ دوراں

سراجیہ مبارک خانقاہ پاکبازانست
بود از حضرتِ خانِ محمد تا ابد معمور

لَنَا بُوُ الْخَلِیْلِ الشَّیْخُ یُظْهِرُ نُوْرَہ
فَطُوْبٰی لِمَنْ یَاوِیْ اِلَیْهِ وَیَهْتَدِیْ

گلستانِ روحانیت طالبین و مریدین، سالکین و سائرین، طاہرین و واصلین، ابدال و اخیار، ابرار و اوتاد اور نقباء و اقطاب کے گلہائے رنگا رنگ سے سجا دھجا ہے۔ اس کے ہر پھول کا رنگ الگ ہے اور خوشبو جدا ہے لیکن اس گلستان کا مالک و خالق ایک ہے۔ لہٰذا یہ سبھی اس وحدہ لاشریک ہستی کے حضور سر بسجود ہیں اور ان سب کا منشا و مقصود اور منزل و مراد ایک ہی ہے۔ یعنی خود بارگاہ ذاتِ احدیت و صمدیت کی حضوری و تقرب حاصل کرنا اور دوسروں کو اس سے فیض یاب کرنا۔

خوشا روزے کہ اس گلستانِ پاک میں زبدہ و قدوہ، یگانہء روزگار اور مرشد کامل و مکمل، امامِ پاکبازان، نورِ عرفان، ہادیٔ دوراں، مرادِ قیوم زماں و قطب دوراں، جانشیں نائب قیوم زمانِ و صدیق دوراں مسند ارشاد و تربیت کے مرتبہء عالی پر فائز المرام ہوئے، جن کے اخلاق حمیدہ و صفات ستودہ اور فیوض و برکات عالیہ کا چہار دانگ عالم میں ہر سو شہرہ و چرچا ہے اور طالبانِ حق و رہروان جادۂ طریقت ہر طرف سے کھچے ہوئے ان کے پاس آتے ہیں اور مراد دل پاتے ہیں۔

آپ اتباع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر ہیں اور ناموس رسالت کے والہ و شیدا۔ طاغوتی طاقتوں کے مقابل آنے پر یوں سینہ سپر ہیں کہ آپ کے عزم و حوصلہ عالی کی محکم چٹان سے ٹکرانے والی باطل متلاطم موجیں خود بخود پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ آپ نورِ باطن سے آراستہ، حلم و بردباری اور اخلاق و تقویٰ سے پیراستہ ہیں۔ علم و فضل اور اخلاص و عمل کے حسین امتزاج سے مزین ہیں اور سادگی، قناعت، جمال روحانیت اور کمال جاذبیت کی بلند صفات کے مظہر ہیں۔ عالم سکوت میں اہل مجلس کو ہمت و توجہ سے نوازیں تو وہ سر جھکائے بیٹھے بیٹھے بحر معرفت و حقیقت میں غوطہ زن ہو جاتے ہیں اور پل بھر میں صدق و صفا اور تزکیہ و تصفیہ کے گوہر ہائے گرانبہا سے اپنا دامن مراد بھر لیتے ہیں۔ جب آپ اہل مجلس سے خطاب فرمائیں تو آپ کی نرم گفتاری، شیریں بیانی اور معارف نوازی کے اپنے پرائے سبھی شیدا و والہ ہو جاتے ہیں۔ آپ مرید نوازی، خطا پوشی اور عفو و درگزر میں درجہء کمال پر فائز ہیں۔ خستگانِ راہ کا تبسم کے

ساتھ استقبال فرمانا آپ کا شیوہ ہے اور آپ کی شان استغنا کا ذکر سن کر قیصر و خاقاں شرماتے ہیں- آپ اہل ایمان کی زبوں حالی کے چارہ گر ہیں اور آپ کی شفقت و رافت کا دامن ارادت مندوں پر وسیع ہے- محبین و مخلصین کو ہی نہیں بلکہ سب کو اپنی عنایات سے نوازتے ہیں:

در حجرۂ فقر بادشاہے
در عالم دل جہاں پناہے
شاہنشہ بے سریر و بے تاج
شاہانش بہ خاکِ پائے محتاج

نظم "خان محمد[۱]"

درمدح مخدوم العلماوالصلحا حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا ابوالخلیل خان محمد مدظلہ العالی

بحر حقیقت خان محمد — جانِ بصیرت خان محمد
کشتہ عشق ذات الٰہی — تابع سنت خان محمد
ہادی برحق، عارف باللہ — شیخ طریقت خان محمد
میر تحفظ ختم نبوت — رہبر ملت خان محمد
علم وعمل کے نیر تاباں — مہر محبت خان محمد
وارثِ علم شیخ مجددؒ — حاملِ نسبت خان محمد
قاسم فیض ذات مقدس — باعثِ رحمت خان محمد
صدق وصفا کا ایک مرقع — پیکر حکمت خان محمد
اہلِ قلوب واہلِ نظر میں — صاحب عظمت خان محمد
ان سے تعلق خیر کا مظہر — آیۂ رحمت خان محمد

عارفؔ ان سے پیار ہے اپنا
جانِ عقیدت خان محمد

فصل اول

ابتدائی حالات و تعلیم و تربیت

آغاز تا تکمیل تحصیل علم

مطلع انوار وولادت باسعادت

چشم گنبد دوار نے ابھی ایک اور ماہتاب وادی عرفان کی زیارت کا شرف حاصل کرنا تھا جس کی کرنوں سے لاکھوں اور کروڑوں اہل ایمان کے سینوں نے منور وتاباں ہونا تھا اور ان کی شعاؤں سے کلمہ حق نے چہار دانگ عالم میں ہر سو پھیلنا تھا اور جس کے طفیل گم گشتگانِ کفرو ضلالت کو دولت ایمان وایقان نے نصیب ہونا تھا۔

چرخِ نیلگوں کے چھتر تلے کشت زار روحانیت میں ابھی ایک اور شجر سایہ دار وثمر بار نے تناور بننا تھا جس کے گھنے سایے تلے خستگانِ جادۂ حق ووادی سلوک نے آرام وقرار پانا تھا اور جس کے شیریں ولذیذ پھل سے بے شمار انسانوں نے اپنے دھان وزبان کو لذت آشنا کرنا تھا۔

معرفت وحقیقت کی سدابہار اور حسین وادی کے سرسبز وشاداب کوہستانی سلسلوں میں ایک اور چشمۂ آب زلال وروح پرور نے پھوٹنا تھا جس کے ٹھنڈے میٹھے، صحت افزا اور جان بخش آب سے ایک جہان کے ذی ارواح نے اپنے قالب واذہان کو سیراب کرنا تھا اور بے شمار ولاتعداد لوگوں نے اپنے میلے کچیلے لباس وبدن کو ظاہری وباطنی صفائی اور پاکیزگی سے آراستہ و پیراستہ کرنا تھا اور کوہ قاف معرفت وحقیقت کے سرگرداں وپریشاں کوہ پیماؤں کو جرعۂ آب حیات نصیب ہونا تھا اور تشنگانِ وادی حق نے اس سے اپنی پیاس بجھانی تھی۔

علما وصلحا، اولیا وعرفا اور نائبین وورثائے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تسبیح معلٰی کے دانوں میں ابھی ایک اور درتابدار کا اضافہ ہونا باقی تھا جس کے مبارک ہاتھ کی لمس سے ہزاروں اور

لاکھوں اجسام و مومنین کی زبانوں نے زمزمہء حق گنگنانا تھا اور اس کے فیض سے لاتعداد انسانوں کو ذکر و اذکار اور دِرود و وظائف کے اشغال میں مستغرق ہونا تھا۔

ابھی سجادہ و گدڑی اور خانقاہ و آستانہ کی زیب و زینت میں مزید چار چاند لگنے تھے اور فقر و درویشی اور للّٰہیت و مشیخیت کے منور و گلگوں تاجوں میں ایک اور تاج لاثانی کا اضافہ ہونا تھا اور سالہا سال سے شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت کے سیل رواں میں کتاب و سنت کی پرزور و مست موجوں اور لہروں کی خوبصورت و دل آویز صداؤں سے سالکانِ طریقت و اہل نظر کے کانوں نے ابھی محظوظ ہونا تھا۔

ابھی گم گشتگان و سرگردانِ جادۂ عرفان و سلوک کو رہنمائی ملنی تھی اور مستانِ نعرۂ ''الست'' اور وارفتگان ''انا الحق'' کو ملجا و ماوی ملنا تھا۔ ابھی عاشقان صادق اور پاکبازان حق کی نیابت و امامت ہونی تھی۔ نیز ابھی راہروان وادی پرخار و پرخطر کو کشاں کشاں منزل مقصود تک لے جانا باقی تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حبیب کبریا' سرور کائنات' فخر موجودات' سردار الانبیا اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے والی یگانہء روزگار اور ستودہ صفات ہستی کو آنا تھا لہٰذا پروردگار عالم مالک و خالق کل اور رحیم و کریم اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ازلی و ابدی جود و سخا سے امام پاکبازاں' نور عرفاں' ہادیٔ دوراں مرشد العلما و الصلحا مخدوم جہاں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بسط اللہ ظلہم العالی کو اس جہانِ رنگ و بو میں جلوہ افروز فرمایا۔

آپ موضع ڈنگ ضلع میانوالی کے مطلع انوار پر ۱۹۲۰ء (۳۸-۱۳۳۹ھ) میں حضرت خواجہ محمد عمر رحمۃ اللہ کے گھر رونق افروز ہوئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلٰى ذَالِکَ۔[۲]

والد بزرگوار اور شجرۂ نسب

آپ کے والد بزرگوار حضرت ملک خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ شریف قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) کے چچازاد بھائی تھے جن

کا شجرۂ نسب یہ ہے:

''ملک خواجہ عمر ولد ملک مرزا خان صاحب ولد ملک غلام محمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین قوم تلوکر راجپوت''

حضرت خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے تھے جن میں سے دو کا انتقال ہو گیا۔ سب سے بڑے صاحبزادے ملک شیر محمد صاحب مرحوم تھے اور ان سے چھوٹے مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی ہیں۔ آپ سے چھوٹے ملک فتح محمد صاحب مرحوم تھے اور ان سے چھوٹے ملک محمد افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱/ اپریل ۲۰۰۱ء)۔[۳]

حضرت خواجہ عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب حیثیت زمیندار تھے اور اپنے تقویٰ، خدا ترسی اور خاندانی عزت و وقار کی بدولت اپنے علاقے میں معروف تھے۔ ان کا ذریعہ معاش کاشتکاری تھا۔ چشمہ بیراج بننے کی وجہ سے موضع ڈنگ کا رقبہ بیراج کے زیر استعمال آ گیا۔ اس لیے بعد ازاں آبادی زیادہ تر خانقاہ سراجیہ شریف کے اردگرد ہی آباد ہو گئی ہے۔

''نکا مرید'' کا اعزاز

حضرت خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ خواجۂ خواجگان سراج الاولیا حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) زیب آستانہ خانقاہ احمدیہ سعدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے دست مبارک پر بیعت تھے۔ انہیں اپنے شیخ مکرم قدس سرہ کی خدمت و زیارت کے اکثر و بیشتر مواقع نصیب ہوا کرتے تھے اور حضرت شیخ قدس سرہ ان پر انتہائی شفیق و مہربان تھے اور عنایت و محبت خاصہ سے حضرت عمر صاحب کو ''نکا مرید'' کہہ کر یاد فرماتے تھے:

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

رحمت حق بہانہ می جوید

مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی نے چھٹی تک ابتدائی تعلیم لوئر مڈل سکول کھولہ شریف ضلع میانوالی میں حاصل کی۔ اسی اثنا میں قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان کی روحانی فرزندی اور سرپرستی کا اعزاز نصیب ہو گیا ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے:

قیوم زماں قدس سرہ نے ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد عمر صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ کے پاس تین ایسی چیزیں ہیں کہ میرے پاس اس قسم کی ایک بھی نہیں۔ آپ ان میں سے ایک مجھے دے دیں۔ (اس وقت حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کے ہر دو برادران گرامی شیر محمد صاحب اور فتح محمد صاحب حیات تھے اور آپ تینوں میں منجھلے تھے اور محترم ملک محمد افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی تولد نہ ہوئے تھے۔ اتفاق کی بات کہ ان دنوں لنگر کی شیر دار بھینس خشک ہو چکی تھی اور حضرت خواجہ محمد عمر صاحب کے پاس تین بھینسیں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے خیال کیا کہ حضرت اقدس قدس سرہ العزیز اپنے لنگر کے درویشوں کے لیے ایک بھینس طلب فرما رہے ہیں۔ لہٰذا فرمایا کہ آپ میری تینوں شیر دار بھینسیں لے لیں۔

اس پر قیوم زماں قدس سرہ مسکرائے اور فرمایا: ''خواجہ عمر! ہمیں کسی بھینس کی احتیاج نہیں، اپنا ایک بیٹا ہمیں دے دو۔'' حضرت خواجہ محمد عمر صاحبؒ نے جواب دیا کہ آپ جون سا لڑکا پسند فرمائیں وہ آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کو سکول کی تعلیم سے ہٹا کر آپ کی خدمت میں خانقاہ شریف بھیج دیا گیا۔ بے شک ''رحمت حق بہانہ می جوید'' اور ''اَللّٰهُ يَجْتَبِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ''

بقول حافظ شیرازیؒ:

ترا از کنگرۂ عرش می زنند صفیر
ندانمت کہ دریں دامگہ چہ افتاد است [۵]

ابتدائی تعلیم وتربیت

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی نے چھٹی تک لوئر مڈل سکول، کھولہ شریف میں تعلیم حاصل کی اور پھر قیوم زماں قدس سرہ کی مراد بن کر خانقاہ سراجیہ شریف پر آ گئے۔ یہ جوہر شناس اور حقیقت آ گاہِ شیخ کامل واکمل کی نگاہ التفات وشفقت کا انتخاب تھا جس کی بدولت اسی ہستی کامل کی آموزش اور پرورش اور تعلیم وتربیت کا آغاز ہی ایک اعلیٰ روحانی ماحول میں ہونا تھا۔

خانقاہ شریف پر آنے کے بعد حضرت اقدس کی دینی اور روحانی تربیت کا آغاز ہو گیا۔ قیوم زماں قدس سرہ نے آپ کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے اپنے مخلص خادم وارادت مند حضرت مولانا پیر عبداللطیف شاہ رحمۃ اللہ علیہ (احمد پور سیال) کے سپرد کیا لہٰذا آپ نے ابتدائی کتب انہیں سے پڑھیں۔ بعد ازاں فارسی نظم ونثر اور صرف ونحو کی کتابیں اپنے شیخ ومربی حضرت نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ) سے پڑھیں۔[۶]

بعد ازاں دارالعلوم عزیزیہ، بھیرہ (تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) میں مزید عربی تعلیم کی تحصیل وتکمیل کے لیے داخل ہوئے۔ اس زمانے میں اس دارالعلوم کا شہرہ بگوی خاندان کی دینی خدمات کی بدولت دور دور تک تھا اور یہ دارالعلوم علاقے کی مرکزی دینی درسگاہ سمجھی جاتی تھی اور دور ونزدیک سے طلبہ یہاں پڑھنے آیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں بگوی خاندان کے دو ممتاز علما حضرت مولانا نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۴ء) اور حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۵ء) بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے مخلص ارادتمندوں میں شامل تھے۔ اس طرح مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی نے تین سال مدرسہ دارالعلوم عزیزیہ میں رہ کر درجہء وسطیٰ تک کتابیں پڑھیں۔ آپ کو دارالعلوم کے تلامذہ میں ایک خاص اور نمایاں مقام حاصل رہا ہے اور تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کو مطبخ کا انتظام بھی سونپا گیا۔ منتظمین اور اساتذہ کے نزدیک اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ہمیشہ شفقت کی نظر سے دیکھے جاتے رہے۔ مرشد خانہ اور مرشد زادہ ہونے کے

لحاظ سے یہاں آپ کا بہت زیادہ احترام کیا جاتا تھا۔[ے]

اس کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (ہندوستان) علمی پیاس بجھانے کے لیے تشریف لے گئے اور یہاں مشکوٰۃ شریف، جلالین، ہدایہ، مقامات حریری اور دوسری کتابیں پڑھیں۔ اس مدرسہ میں جن گرامی قدر اساتذہ سے کسب علم وفیض کا موقع نصیب ہوا ان میں صدر المرسلین حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن امروہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۵ء) حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء) حضرت مولانا محمد ادریس سکروڈھوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز کیملپوری رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔[۸]

دارالعلوم دیو بند (ہندوستان) میں تحصیل وتکمیل علم

جنوبی ایشیا کی قدیم اور ممتاز دینی درسگاہ دارالعلوم دیو بند (ہندوستان) اپنی علمی وروحانی بلندیوں کی بدولت اپنے آغاز سے ہی پوری دنیا میں مشہور ہے۔ یہاں سے جید علماء وصلحاء تحصیل علم کر کے پوری دنیا میں دین مبین کی ترویج واشاعت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں اور یوں اس دارالعلوم کی علمی وروحانی عظمتیں اور برکتیں بھی دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہاں کے اساتذہ اور شاگردوں میں صوفیا کے چاروں سلاسل کے وابستگان شامل رہے ہیں۔ جو کسب علم کے ساتھ ساتھ اخذ فیض وبرکات بھی کرتے رہے ہیں اور ان کے علمی وروحانی کمالات و فیوضات کا شہرہ چاردانگ عالم میں ہر سو پھیلا ہوا ہے اور ان سے سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کے قلب واذہان نے جلا پائی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

مخدوم زماں خواجہ خواجگان حضرت خان محمد سط اللہ ظلہم العالی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیو بند میں تحصیل علم کی غرض سے تشریف لے گئے اور یہاں حدیث وتفسیر کی تعلیم مکمل فرمائی۔ اس زمانے میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۷۸ء-۱۹۵۷ء) یہاں صدر مدرس تھے لیکن وہ ان ایام میں جیل میں نظر بند تھے۔ لہٰذا آپ نے حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۴ رمضان ۱۳۸۷ھ) اور دوسرے جلیل القدر اساتذہ سے دورۂ حدیث وتفسیر کی تکمیل فرمائی۔[۹]

فصل دوم

تحصیل وتکمیل سلوک

شیخ ومرشد سے تحصیل علوم روحانی

دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث وتفسیر کی تحصیل وتکمیل فرمانے کے بعد آپ خانقاہ سراجیہ شریف واپس تشریف لائے۔ بفضل ربی تمام معقول ومنقول اور متداولہ علوم پر جامع و کامل عبور نصیب ہو چکا تھا۔ لہٰذا باطنی علوم وفیوض کے کسب وحصول کا ذوق دامنگیر ہوا۔ اللہ کریم نے اس کی تکمیل کا یوں سبب پیدا فرمایا کہ آپ کو اپنے شیخ ومرشد نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) سے کنز الهدایات مولانا محمد باقر لاہوری، مکاتیب حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) مکتوبات خواجہ محمد معصوم قدس سرہ (م ۱۰۷۹ھ) اور ہدایہ الطالبین جیسی فیض پرور کتابیں سبقاً پڑھنے کا موقع نصیب ہوا اور نقشبندیہ مجددیہ روحانی معارف سے لبریز ''مکتوبات امام ربانی'' تین بار اپنے شیخ ومربی مکرم سے سبقاً پڑھے:[۱۰]

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مدرسہ سعدیہ میں تدریسی خدمات

کسب فیض روحانی اور خدمت گزاری زائرین خانقاہ سراجیہ شریف کے ساتھ ساتھ آپ مدرسۂ سعدیہ (خانقاہ سراجیہ شریف) میں تدریسی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے اور طلبہ کو گلستان، بوستان، منیۃ المصلی، قدوری، اصول الشاشی اور دوسری کتابیں پڑھاتے رہے۔ اس تدریسی دور میں جن لوگوں نے آپ سے کسب علم کیا ان میں مولانا عبداللہ خالد صاحب (خطیب مرکزی جامع مسجد۔ مانسہرہ) بھی شامل ہیں۔[۱۱]

ارشاد شیخ کی بجا آوری

جن دنوں آپ مدرسہ سعدیہ میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے- ایک روز حافظ ظفر احمد رحمۃ اللہ علیہ جو مظفر گڑھ سے تعلق رکھتے تھے اور اس مدرسہ میں زیر تعلیم تھے- حضرت مولانا عبداللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں بعض کتابیں حضرت خان محمد صاحب مدظلہ سے پڑھنا چاہتا ہوں- یہ سن کر حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ "وہ عدیم الفرصت ہیں ان سے علم حاصل کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ کتاب لے کر ان کے پیچھے لگے رہو جہاں انہیں فراغت ملے' سبق پڑھ لو-"

ایک روز مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی گھوڑے پر سوار ہو کر کندیاں سے واپس خانقاہ شریف تشریف فرما ہوئے- گھوڑے کو تھان پر باندھا' نماز مغرب ادا فرمائی- جونہی نماز سے فارغ ہوئے سامنے حافظ محمد ظفر صاحب کو ہاتھ میں کتاب لیے بیٹھے دیکھا- دریافت فرمایا کہ حافظ صاحب کیا کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ سبق پڑھنا چاہتا ہوں- حضرت اقدس سے فرمایا "سبق پڑھنے کا یہ کون سا وقت ہے" اور پھر کمال شفقت سے حافظ صاحب کو چند اسباق پڑھائے اور وہ خوش ہو گئے-[۱۲]

خدمت مربی ومحسن

آپ سالہا سال قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) کی خدمت میں رہے جنہوں نے آپ کو آپ کے والد بزرگوار سے مانگ کر لیا تھا اور اپنی زیر کفالت رکھ کر ظاہری اور باطنی تربیت فرمانے کا عزم فرمایا تھا- اس طرح آپ قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت سب سے بڑھ کر کیا کرتے تھے- حضرت اقدس کے تمام خانگی امور کی انجام دہی آپ کے سپرد تھی- علاوہ ازیں آپ خانقاہ شریف کی اس زمانے کی تعمیرات (تین کمرے' مہمان خانہ' تسبیح خانہ اور کتب خانہ وغیرہ) میں بھی بڑھ چڑھ کر خدمات سرانجام دیتے رہے-

درویشوں اور زائرین خانقاہ شریف کی خدمت اور خاطر مدارت میں ہمہ تن مصروف رہے اور بندہ پروری اور ذرہ نوازی کا یہ سلسلۂ عالی آج تک جاری وساری ہے:

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست [۱۳]

خدمت شیخ ومرشد

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدسؒ سرہ کے وصال شریف کے بعد آپ نے پندرہ برس تک نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر تحصیل سلوک فرمایا۔ اس طرح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے دو بلند مرتبہ شیوخ سے آپ کو فیض یاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی جس کی بدولت اس سلسلۂ پاک کے تمام مقامات سلوک طے کرنے میں آپ کو کمال نصیب ہوا' جہاں تحصیل وتکمیل درجات روحانی میں آپ کی تمام صلاحیتیں اجاگر ہوگئیں وہاں ترویج سلسلہ کی جملہ راہیں کشادہ ہوگئیں تاکہ آپ مسند ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد طالبان حق کے قلوب کی سیرابی کے لیے فیض روحانی کی وافر آب رسانی کا بندوبست فرماسکیں۔

آپ اس عرصہ میں اپنے شیخ اقدس قدس سرہ کی خدمت کرتے رہے۔ حسب سابق درویشوں اور خانقاہ شریف کے زائرین کی خاطر مدارت اور لنگر شریف کی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ [۱۴]

حضرت شیخ کی خصوصی شفقت

آپ کو اپنے شیخ اقدس قدس سرہ کی خصوصی شفقت سے بہرہ مند ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے ایک دفعہ حضرت قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

''حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا میں نظر بند تھے تو معارف

قرآن حکیم پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا مگر چند صفحات لکھنے کے بعد اسے ترک کر دیا- استفسار پر فرمایا کہ میں نے کتاب کی بجائے ایک آدمی (حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) پر محنت شروع کر دی ہے تا کہ خلقِ خدا کی ہدایت کے لیے ایک چلتا پھرتا نسخہ تیار ہو جائے-،،[۱۵]

حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی) قدس سرہ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں بھی ایک آدمی تیار کر رہا ہوں- بعد ازاں قرائن سے پتہ چلا کہ وہ آدمی مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی ہیں (فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى ذَالِكَ) جو آپ کے خلیفہ وجانشین قرار پائے-

محبت شیخ ومرشد میں وارفتگی

دارالعلوم کبیر والا ملتان کے بانی وصدر مہتمم حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کے بانی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ سے بیعت اور نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے خلیفہء مجاز تھے-

حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا منظور الحق رحمۃ اللہ علیہ میں دارالعلوم کبیر والا کے بعض انتظامی مسائل پر اختلاف رائے پیدا ہو گیا تو مخدوم زماں حضرت خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے اس اختلاف کے زمانہ میں فرمایا کہ مجھے حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم سے اس لیے محبت ہے کہ یہ میرے شیخ (حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ) کے گاؤں اور برادری کے ہیں-[۱۶]

حضرت اقدس مدظلہ العالی حضرت شیخ قدس سرہ کے نسبت والوں کا ہمیشہ لحاظ فرماتے ہیں اور اپنے شیخ ومرشد کے عزیز واقارب کا بے حد احترام واکرام فرماتے ہیں- اپنے شیخ ومرشد کے صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ (م ۲ فروری ۱۹۹۹ء) کو اپنے بیٹوں کی

مانند سمجھا اور ان کی تعلیم و تربیت ظاہری و باطنی میں کمال شفقت اور مہربانی کا معاملہ فرمایا اور انہیں ہمیشہ ''صاحبزادہ محمد عابد صاحب'' کہہ کر مخاطب فرمایا[۱۷]۔ ان کے وصال پر انتہائی غمزدہ وافسردہ رہے۔ ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں مزارات مقدسہ خانقاہ میں اپنے شیخ و مرشد حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے مبارک قدموں میں رحمت حق کے حصار میں آسودۂ خاک فرمایا۔

سلاسل اربعہ و ہفت سلاسل کی خلافت

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپ نے نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے سلاسل اربعہ (۱) نقشبندیہ مجددیہ (۲) قادریہ (۳) چشتیہ (۴) سہروردیہ کی خلافت پائی۔ علاوہ ازیں سلاسل قلندریہ ومداریہ وکبرویہ کی خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔[۱۸]

ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری میں زندانی

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں خانقاہ سراجیہ شریف نے مثالی کردار ادا کیا جس کا کچھ ذکر قبل ازیں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے حالات میں بیان ہوا ہے اور مزید ذکر اس کتاب کے باب پنجم کی فصل چہارم میں مذکور ہے۔

مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد۔بسط اللہ ظلہم العالی اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے ارشاد سے اس تحریک کے دوران میانوالی تشریف لے گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ چنانچہ ۵ اپریل ۱۹۵۳ء کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہوئے اور میانوالی جیل میں قید رہے۔ ۲۵/ اپریل ۱۹۵۳ء کو بورسٹل جیل بھیج دیے گئے اور ۱۱ اگست ۱۹۵۳ء کو پھر سنٹرل جیل لاہور منتقل کر دیے گئے۔ اس طرح آپ بھی جاں نثاران حضرت ختمی مرتبت، فدایان ناموس رسالت اور عاشقان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ اس تحریک میں شامل رہے:

اے عاشقان ختم نبوت بشارتے ۔۔۔ زندان دھد بہ صدق شما ہم شہادتے[۱۹]

جانشینی نائب قیوم زماں وصدیق دوراں

۲۷ شوال المکرّم ۱۳۷۵ھ/ ۷ جون ۱۹۵۶ء کو نائب قیوم زمان صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ نے وصال فرمایا۔ آپ کی تدفین کے بعد ایک مجمع عام میں قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) کے خلفاء میں سے حضرت چن پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خوشابی اور ڈاکٹر محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ اور نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے خلفاء میں سے حضرت حکیم عبدالمجید سیفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۰ء) اور حضرت مولانا مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں نے دوطرفہ پگڑی کو پھیلاتے ہوئے مجمع کثیر کی موافقت سے سیدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی بیعت کر لی جس پر دیگر متوسلین سلسلہ و احباب خانقاہ سراجیہ شریف نے بھی تجدید بیعت کر لی۔ دوسرے روز جمعۃ المبارک کو بھی اکابر متوسلین خانقاہ سراجیہ شریف کی تجدید بیعت کا یہ سلسلہ عام جاری رہا اور حضرت میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ فقیر محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ (باگڑ سرگانہ۔ ملتان)، مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ (دتہ خیل)، حضرت قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء)، مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ، ان کے برادر گرامی مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (م ۱۹۹۱ء) مولانا محمد عمر، مولانا عبدالغفار، مولانا اصغر علی رحمۃ اللہ (راولپنڈی)، مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ (جامع مسجد چیچہ وطنی)، مولانا شمس الدین بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ بنگلوروی، حکیم عبدالسلام ہری پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبداللطیف شاہ رحمۃ اللہ، حضرت سعد اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ مشائخ وعلماء نے آپ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی[۲۰] اور آپ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے خلیفۂ مجاز اور جانشین معظم کی حیثیت سے خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر متمکن وجلوہ افروز ہو گئے۔ اس طرح نقشبندیہ مجددیہ کے فیض روحانی کا جو

سلسلہ پاک قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ سے جاری ہوا تھا اور نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی ذات سے خانقاہ سراجیہ شریف جس فیض عام کا مرکز بن گیا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اسے جاری وساری رکھنے کے لیے امام پاکبازاں، نور عرفاں ہادی دوراں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کو منتخب فرمایا جو سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے گوہر نادرہ روزگار بن کر اس حقیر جیسے تشنہ لب وقلب مریدین کی سیرابی فرما رہے ہیں اور آپ کے فیوض وبرکات کا شہرہ چہار دانگ عالم میں ہر سو پھیل چکا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت کی مساعی جمیلہ

آپ نے دینی علوم کی ترویج وترقی کے عظیم مقصد کو اپنا نصیب العین بنایا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ (م ۱۱۷۶ھ) کے افکار ونظریات کو پھیلانے اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن قدس سرہ (م ۱۹۲۰ء) کے مشن کو جاری رکھنے کا عزم صمیم فرمایا اور وابستگان سلسلہ کو نقشبندیہ مجددیہ فیوض وبرکات سے لذت آشنا کرنے کے ساتھ ساتھ اکابرین صالحین کے عقاید وافکار سے مستفید فرما رہے ہیں تاکہ وہ پاکیزہ اسلامی اقدار پر عمل پیرا ہو کر اس دور کے فتنوں سے محفوظ رہ سکیں۔ اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ ہمیشہ عربی مدارس کی سرپرستی فرماتے ہیں اور جن مدارس کے ارباب نظم ونسق شکستہ خاطر ہوتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ نیز جو تعاون چاہتے ہیں ان کی امداد فرماتے ہیں۔ اس وقت کئی مدارس عربیہ آپ کی زیر نگرانی علوم وفنون کی ترویج واشاعت کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱- دار العلوم کبیر والا۔ ضلع خانیوال

۲- مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی

۳- مدرسہ فرقانیہ۔ کوہاٹی بازار راولپنڈی

۴- مدرسہ عثمانیہ، ورکشاپی محلہ، راولپنڈی

۵- مدرسہ سراجیہ فورٹ عباس

۶- دارالعلوم مجددیہ مانکی شریف

۷- مدرسہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں ضلع میانوالی

علاوہ ازیں آپ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک کی مجلس عاملہ کے ممبر ہیں اور آپ نے مشہور آئین شریعت کانفرنس لاہور کے اجلاس کی صدارت فرمائی تھی [۲۱]۔

دارالعلوم عزیزیہ- بھیرہ ضلع سرگودھا کے مشہور و مقبول تلمیذ

ماہنامہ ''شمس الاسلام'' بھیرہ کی اشاعت خاص (۱۹۸۷ء) میں ''دارالعلوم عزیزیہ- بھیرہ کے مشہور تلامذہ'' کے تحت جناب عزیز الرحمٰن خورشید لکھتے ہیں:

آپ (حضرت خان محمد صاحب مدظلہ العالی) کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، دارالعلوم کے تلامذہ کے تذکرہ کا آغاز آپ کے اسم گرامی سے تبرکاً کیا جا رہا ہے- آپ قطب عالم حضرت مولانا احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ مجددیہ (کندیاں ضلع میانوالی) کے بھانجے ہیں اور حضرت کے حکم سے ہی آپ نے دارالعلوم عزیزیہ میں داخلہ لیا اور تقریباً تین سال مدرسہ میں رہ کر درجہ وسطیٰ تک کتابیں پڑھیں- آپ کو دارالعلوم کے تلامذہ میں ایک خاص اور نمایاں مقام حاصل رہا ہے اور تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کو مطبخ کا انتظام بھی سونپا گیا- منتظمین اور اساتذہ کے نزدیک اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ہمیشہ شفقت کی نظر سے دیکھے جاتے رہے- آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں- آپ آج کل مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر اور خانقاہ سراجیہ مجددیہ کے سجادہ نشین ہیں- آپ کی سرپرستی میں ملک کے متعدد دینی ادارے کام کر رہے ہیں- [۲۲]

فیض عام

جناب مولانا حافظ خدا بخش اصغر اپنی کتاب ''پیغام بیداری'' میں اظہار تشکر کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"گلہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن

اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

میں اپنے پیرومرشد تمام حضرات اولیائے موسیٰ زئی شریف کا اور جناب الحاج صاحبزادہ حضرت محمد جان صاحب آستانہ سراج الاولیاء دریا خان کا اور جناب قبلہ ام حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں...... کا از حد شکر گزار ہوں، ممنون ہوں، جن کی دعاؤں سے مجھے دین کی سمجھ اللہ نے عطا کی۔" [۲۳]

جامع علوم وعرفان

صاحب "رود کوثر" شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

"یہ دونوں بزرگ (خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اور خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ۔موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) اور جناب حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدس سرہ موسیٰ زئی میں آرام فرما ہیں۔ ان بزرگوں کی بدولت مغربی پاکستان میں سلسلۂ مجددیہ نے بڑی وسعت پائی اور کئی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ ان میں خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف (ضلع میانوالی) جس کے موجودہ سربراہ جامع علم وعرفان، مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ ہیں۔ اس لیے بھی قابل ذکر ہے کہ وہاں کتب صوفیہ بالخصوص نوادر سلسلہ کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔" [۲۴]
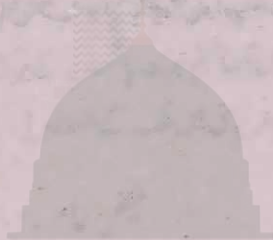
فصل سوم

ازواج واولاد امجاد اور خلفائے عظام

ازواج واولاد امجاد

جب آپ سن بلوغت کو پہنچے تو قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ) نے اپنی صاحبزادی دام مجدھا کی شادی آپ سے کر دی۔ گویا فیضان باطن کے ساتھ ظاہری انعام وکرام سے بھی نوازا۔ ''وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً'' اس شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادے حضرت صاحبزادہ عزیز احمد دام اقبالہ، حضرت صاحبزادہ خلیل احمد دام اقبالہ، حضرت صاحبزادہ رشید احمد دام اقبالہ اور ایک صاحبزادی دام مجدھا عطا فرمائیں۔ قضائے الٰہی سے ان اہلیہ محترمہ دام مجدہا نے سفر آخرت اختیار فرمایا جس کے بعد حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی نے تجرد کا ارادہ فرمالیا تھا مگر ارادت مندوں کے اصرار پر نکاح ثانی فرمایا۔ آپ کی دوسری اہلیہ محترمہ دام مجدہا بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابو السید احمد خان قدس سرہ کی پوتی تھیں۔ ان سے اللہ کریم نے حضرت اقدس کو دو صاحبزادے حضرت صاحبزادہ سعید احمد دام اقبالہ اور حضرت صاحبزادہ نجیب احمد دام اقبالہ عطا فرمائے۔[۲۵]

اللہ کریم چمنستان روحانیت کے ان پھولوں کو ہمیشہ تر وتازہ اور شاداب وآباد فرمائے رکھے۔ آمین

مخدوم زماں کی اہلیہ محترمہؒ کا سانحہ ارتحال

حضرت اقدس مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی دوسری اہلیہ محترمہؒ قضائے الٰہی سے مورخہ ۲۴ جولائی ۲۰۰۰ء بروز پیر راولپنڈی کے مقامی ہسپتال میں انتقال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی کی اہلیہ محترمہؒ عارضہ قلب کی مریضہ تھیں۔ بیماری کے دوران بھی عبادت اور خدمت کو نہیں چھوڑا۔ خانقاہ سراجیہ کے مہمانوں کی حیثیت ونوعیت کے مطابق شعبہ طعام کا مکمل انتظام وانصرام مرحومہ محترمہ کے ہاتھ مبارک میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تہجد گزاری، تقویٰ، عفت وپاکدامنی جیسے اعلیٰ اوصاف سے نواز رکھا تھا۔ مرحومہ محترمہ نے پوری زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت اور خانقاہ شریف سے منسلک عقیدتمندوں کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی کی اندرون وبیرون ملک تبلیغی، جماعتی اور اصلاحی سرگرمیوں کے تسلسل میں پس پردہ مرحومہ مغفورہ محترمہ کا بڑا ہاتھ تھا۔

۲۰ جولائی ۲۰۰۰ء کو سیدنا ومرشدنا حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم برطانیہ کے جماعتی دورے اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ تب مرحومہ محترمہ بالکل تندرست تھیں۔ حضرت اقدس اور صاحبزادگان گرامی کو ڈھیروں اخلاص بھری دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ دوسرے روز اچانک تکلیف ہوئی۔ پہلے میانوالی، پھر راولپنڈی ہسپتال منتقل کیا گیا۔ لیکن وقت مقررہ آن پہنچا۔ آخری وقت تک لبوں کی جنبش ذکر الٰہی اور کلمہ طیبہ کے ورد کا ثبوت بہم پہنچاتی رہی۔ ۲۴ جولائی ۲۰۰۰ء کی صبح انہوں نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کو گلاسکو برطانیہ میں اطلاع دی گئی۔ اگرچہ وطن واپس پہنچنا خاصا مشکل تھا، تاہم اللہ رب العزت نے بطور خاص سبیل پیدا فرما دی۔ اس طرح حضرت اقدس اپنے تینوں صاحبزادگان کے ہمراہ اگلے روز علی الصبح اسلام آباد پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ صبح دس بجے حضرت اقدس خانقاہ شریف پہنچے تو سوگوار عقیدتمندوں، جماعتی کارکنوں، دینی رہنماؤں اور مریدین نے اشکبار چہروں سے استقبال کیا۔ ساڑھے دس بجے شیخ المشائخ پیر طریقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے مرحومہ محترمہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

بعد ازاں حضرت اقدس کی رفیقہ حیات کو خانقاہ شریف کے مخصوص قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ دور افتادہ اور پس ماندہ مقام پر جنازہ میں اتنا بڑا ہجوم پہلی بار دیکھا گیا۔ ملک

بھر کی اہم دینی، سیاسی، علمی اور روحانی شخصیات نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی- آمدہ اطلاعات کے مطابق خانقاہ سراجیہ شریف کی خدمت گزار، نیک طینت خاتون محترمہ کی بلندی درجات اور ایصال ثواب کا سلسلہ تا حال جاری ہے- اللہ تبارک وتعالیٰ مرحومہ محترمہ کے درجات بلند فرمائے اور مرحومہ محترمہ کے صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے- آمین [۲۶]

حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی کے صاحبزادگان کرام دام اقبالہم العالیہ

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ کریم نے پانچ صاحبزادے عطا فرمائے- حضرت اقدس کی طرح ان کے مزاج میں بھی اللہ تعالیٰ نے بردباری، حسن سیرت، حسن خلق اور تواضع کمال درجہ کی رکھ دی ہے- وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ، حضرات صاحبزادگان کرام کے مختصر احوال گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت صاحبزادہ عزیز احمد دام اقبالہ

یکم محرم ۱۳۷۶ھ بمطابق ۵ ستمبر ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے- چونکہ علمی و عملی گھرانے کے چشم و چراغ تھے اس لیے ابتدا سے ہی تحصیل علم دین میں مشغول ہو گئے- بالآخر عالمیہ یعنی دورہ حدیث شریف کی سند دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا سے امتیازی حیثیت میں حاصل کی- بعد ازاں اپنے ادارہ مدرسہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے-

ازدواجی حیثیت

چونکہ زندگی کا اہم موڑ سلسلہ ازدواج سے منسلک ہونا ہے- بالآخر وہ وقت بھی آ پہنچا کہ آپ اس سلسلے سے منسلک ہو گئے- اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ صاحبزادیوں سے نوازا ہے (دعا ہے اللہ تعالیٰ نرینہ اولاد سے بھی شاد فرماویں)

مصروفیت

خانقاہ سراجیہ کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت عامہ عطا فرمائی ہے۔ کثیر تعداد میں متوسلین کی آمد و رفت رہتی ہے۔ اس لیے تدریس کے ساتھ ساتھ خانقاہ شریف کی خدمت بھی سر انجام دیتے رہے جو تا حال جاری ہے۔ رفتہ رفتہ عوامی خدمت کی مشغولیت بھی بڑھتی گئی۔ اسی سلسلے میں آپ نے الیکشن میں بھی حصہ لیا اور بھاری لیڈ کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ اس لیے تدریسی مشغولیت سے الگ ہونا پڑھا۔ ادھر جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم پر بھی کام کرتے رہے اس وقت آپ خدمت خانقاہ و سوشل ورکری میں مشغول ہیں۔

کسب فیض

ادھر احسان و سلوک کے مراتب طے کرنے کے لیے آپ اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم کی مبارک صحبت و بیعت سے فیض پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمہ قسم کی ترقیوں سے نوازے۔

حضرت صاحبزادہ خلیل احمد دام اقبالہ

۱۹ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ بمطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۵۹ء کو پیدا ہوئے۔ قبلہ حضرت صاحب اپنے اسم گرامی کے ساتھ ابوالخلیل ان کے نام عزیز کی وجہ سے لکھتے ہیں۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم اپنے ادارہ سعدیہ میں حاصل کی پھر موقوف علیہ یعنی مشکوۃ شریف کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے باب العلوم کہروڑ پکا چلے گئے اور دورۂ حدیث پاک سے سند فراغت جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے حاصل کی۔ بعد ازاں کچھ عرصہ اپنے ادارہ میں تدریسی خدمت سر انجام دیتے رہے لیکن کثرت مشاغل نے اس میدان میں نہ چلنے دیا۔ اس لیے تدریسی مصروفیات سے الگ ہو گئے۔

ازدواجی حیثیت

اسی عرصہ میں آپ کی شادی خانہ آبادی ہوگئی۔ بحمد للہ اللہ پاک نے صاحبزادیوں کے ساتھ ایک ہونہار صاحبزادہ سعد احمد خان بھی عنایت فرمایا ہے۔

مصروفیات

خانقاہ شریف کے نظام اور مدرسہ سعدیہ کے اہتمام کی بھاری ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی۔ عرصہ دراز سے ادارہ آپ کے زیر اہتمام کام کر رہا ہے۔ شعبہ حفظ وتجوید کے ساتھ ساتھ شعبہ کتب بھی وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق چل رہا ہے۔

کسب فیض

آپ کا سلسلہ بیعت بھی اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم سے ہے جو اپنی خصوصی توجہات سے نواز رہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ رشید احمد دام اقبالہ

۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم وتربیت اپنے ادارہ سعدیہ میں قرآن پاک حفظ کیا اور شعبہ کتب کے ابتدائی درجات بھی پڑھے۔ پھر موقوف علیہ تک تعلیم کے لیے دار العلوم ختم نبوۃ گوجرانوالہ چلے گئے۔ عربی فاضل اور میٹرک کی تعلیم بھی لاہور سے حاصل کی۔

ازدواجی حیثیت

آپ بھی ازدواجی سلسلے سے منسلک ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے اور آپ خانقاہ شریف کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔

سلسلہ بیعت: آپ اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب سے بیعت کا شرف رکھتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ سعید احمد دام اقبالہ

۸ محرم ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۱۹۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے مدرسہ سے حاصل کی۔ پھر سکول کی تعلیم میٹرک تک حاصل کی۔ ازدواجی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے۔ سیاسی میدان میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ضلع کونسلری کے الیکشن میں بے مثال کامیابی حاصل کی۔ سلسلہ بیعت اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم سے ہے۔

حضرت صاحبزادہ نجیب احمد دام اقبالہ

۲۶ رجب ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم اپنے ادارہ سے حاصل کی۔ پھر مروجہ تعلیم کی تحصیل میں مشغول ہوگئے۔ بی اے کی ڈگری زکریا یونیورسٹی ملتان سے حاصل کی۔ شادی خانہ آبادی سے اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے۔

مصروفیت: اکثر قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ سفر میں ہوتے ہیں۔ ان کا سلسلۂ بیعت بھی اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب سے ہے۔

این خانہ ہمہ آفتاب است [۲۷]

اللہ کریم گلستان روحانیت کی ان کلیوں اور پھولوں کو ہمیشہ سرسبز وشاداب رکھے اور ان کی مہک سے تا ابد خانقاہ سراجیہ شریف کی فضائیں معطر رہیں تا کہ وابستگان سلسلہ کی ٹولیاں اور سالکان طریقت کے قافلے تا قیامت اپنے قلب واذہان کو اس بقعۂ انوار سے منور کر کے کشاں کشاں منزل مقصود کی جانب رواں دواں رہیں اور حضرت اقدس مدظلہ العالی ان کلیوں اور پھولوں کی تروتازگی اور روحانی ترقیوں کو پا کر شاداں وفرحاں رہیں۔

خلفائے عظام [۲۸]

جناب حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی نے آپ کے درج ذیل خلفائے عظام کے نام لکھے ہیں:

۱- حضرت مولانا نذر الرحمٰن صاحب، مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ، ضلع لاہور

۲- مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

۳- حضرت مولانا انظر شاہ صاحب مدظلہ ابن حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، فخر المحدثین دار العلوم دیوبند، یوپی، انڈیا

۴- حضرت مولانا مفتی احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا۔

۵- حضرت حافظ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، جنجو شریف، ضلع بھکر

۶- حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ۷ بیڈن روڈ، لاہور

۷- حضرت مولانا احمد دین صاحب مدظلہ، بمقام داوڑ اکلاں نزد ہڑپہ، ضلع ساہیوال

۸- حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ، بجنور، یوپی، انڈیا

۹- حضرت مولانا غلام محمد صاحب مدظلہ، ضلع جھنگ

۱۰- حضرت مولانا غلام علی رحمۃ اللہ علیہ، خالق آباد، تحصیل و ضلع خوشاب

۱۱- حضرت مولانا عبد الغفور صاحب مدظلہ، ٹیکسلا، ضلع راولپنڈی

۱۲- حضرت مولانا محب اللہ صاحب مدظلہ، لورالائی، بلوچستان

۱۳- حضرت مولانا گل حبیب صاحب مدظلہ' لورالائی' بلوچستان

۱۴- حضرت حاجی محمد عبدالرشید صاحب- مدظلہ' مکان نمبر ۲۲۸بی- سیٹلائٹ ٹاؤن' رحیم یار خان

۱۵- حضرت حافظ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ' کوٹ حافظ حبیب اللہ' نزد ہڑپہ' ضلع ساہیوال

۱۶- حضرت ماسٹر محمد شادی خان رحمۃ اللہ علیہ' سیٹلائٹ ٹاؤن' گوجرانوالہ

چند حضرات گرامی کے احوال درج ذیل ہیں-

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جنوبی ہندوستان کے شہر منگلور کے رہنے والے تھے- (انوار عثمانی: ۲۸۷) قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے- یہاں گوالمنڈی میں ایک پرائیویٹ ادارہ تعلیم جامعہ اشرفیہ کے نام سے قائم کیا جس میں پنجاب یونیورسٹی' لاہور کے امتحانات منشی فاضل' ادیب فاضل کی تیاری کرائی جاتی تھی (تحفہ سعدیہ: ۲۸) حضرت مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی ثم بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ (مرید وخلیفہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ) کی وساطت سے نائب قیوم زماں حضرت محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے (ایضاً: ۱۵۵) اور آپ کے وصال مبارک کے بعد مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی سے وابستہ ہو گئے اور مجاز طریقت قرار پائے-

آپ کے بھائی جناب مقبول الٰہی ایم اے (علیگ) تھے جو مارچ ۱۹۵۶ء میں آپ کی دختر نیک اختر کے نکاح کی تقریب سعید میں لاہور آئے تو یہاں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے تھے (ایضاً: ۳۱۳-۳۱۴)

آپ حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ شریف کے والہ وگرویدہ تھے اور سفر وحضر میں جذبہ خدمت سے معمور رہا کرتے تھے- حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ جب آخری بار سرہند شریف تشریف لے گئے تو مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ بھی سرہند

شریف حضرت اقدس کے پاس پہنچ گئے اور ان کے ہمراہ واپس آئے۔ (ایضاً: ۳۱۷-۳۱۸)
آپ بیڈن روڈ لاہور میں قیام فرما ہو گئے تھے۔ حکیم عبدالمجید احمد سیفی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں مقیم تھے۔ جن کے ہاں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کا اکثر قیام ہوا کرتا تھا۔ آپ بھی دیگر وابستگان طریقہ کے ہمراہ بسلسلہ ختم خواجگان اور مجالس ذکر میں شریک ہوا کرتے تھے۔ (ایضاً: ۳۲۴)

تحفہ سعدیہ حضرت مولانا نذیر احمد عرشی رحمۃ اللہ علیہ کے شروع و آخر میں اضافی تالیفاتی خدمت آپ کی خانقاہ سراجیہ شریف سے محبت و عقیدت کی ایک واضح مثال ہے جو قیامت تک آپ کے لیے صدقہ جاریہ کے طور پر زندہ و جاوید رہے گی' ان شاء اللہ العزیز۔ اس ضمن میں آپ تحفہ ٔسعدیہ کے مقدمہ (۱۱-۱۳) میں تحریر فرماتے ہیں:

خدائے تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ادارۂ سعدیہ مجددیہ کو رسالہ "تحفہ ٔسعدیہ" شائع کرانے کی توفیق کرامت فرمائی۔ یہ رسالہ حضرت قیوم زمانی محبوب سبحانی مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب الاسرار النقشبندیہ والمعارف المجددیہ قدس سرہ العزیز کے مختصر پاکیزہ حالات زندگی اور معمولات خاصہ پر مشتمل ہے' جسے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حیات مبارک ہی میں مولانا نذیر احمد عرشی دھنولوی رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ شریف میں اپنے مختصر قیام کے دوران بعض چشم دید واقعات اور برادرانِ طریقت کی ثقہ روایات کو سامنے رکھتے ہوئے جمع کر کے شائع کیا تھا۔ (جو) اب عرصہ سے نایاب تھا...... اشاعت ثانیہ کے سلسلہ میں شیخ طریقت' زینت مسند ارشاد بقیۃ السلف' قدوۃ الخلف حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا کہ رسالہ کے شروع میں ایک مقدمہ ہونا چاہیے۔ جس میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری' خواجہ محمد عثمان دامانی' خواجہ محمد سراج الدین داماتی (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) کی سیرت اور حضرت اقدس کے جانشین حضرت ثانی' نائب قیوم زماں' صدیق دوراں' صاحب اسرار الٰہیہ مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز کے حالات بھی حیطہ ٔتحریر میں آ جائیں۔ حضرت ممدوح نے یہ خدمت حضرت قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ العالی خلیفہ ٔمجاز حضرت ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے سپرد فرمائی تھی۔ قاضی صاحب موصوف نے علمی و دینی مصروفیات کے باوجود

فرصت نکال کر بہت مختصر مسودات تیار کر کے راقم الحروف کے حوالے کر دیے- کتاب کے مطبوعہ حصہ کی کتابت شروع ہو کر دو ماہ میں پایہ تکمیل تک پہنچ چکی تھی- اب کام یہ باقی رہ گیا کہ قاضی صاحب موصوف کے مسودات پر نظر ثانی کر کے ان کو صاف کیا جائے اور پیش لفظ لکھ کر کاتب کو دیا جائے- دریں اثنا احقر ایک نہایت عجیب وغریب مرض میں مبتلا ہو گیا- علالت نے یہاں تک طول پکڑا کہ دو سال گزر گئے اور مسودات جوں کے توں دھرے رہے- احباب کا تقاضا برابر جاری تھا مگر راقم الحروف کے پاس طبیعت کی واماندگی اور کم ہمتی کے سوا کوئی عذر نہ تھا- صورت حال یہ تھی کہ کسی علمی، ادبی یا تحقیقی کام پر طبیعت آمادہ نہ ہوتی تھی- احباب سے خط وکتابت بھی قریباً منقطع تھی اور دنیوی امور سے تنفر اور بیزاری پیدا ہو چکی تھی- بے کیفی کا یہ دور خاصا پریشان کن رہا- حضرت شیخ مدظلہ العالی کی خدمت میں عریضہ ارسال کرنے کی نیت ہر روز کرتا تھا- مہینے گزر جاتے تھے مگر کچھ نہ لکھ پاتا تھا-

آخر حضرت قبلہ کی توجہ اور عنایت سے مرض میں کچھ افاقہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قلم اس نیت سے اٹھایا ہے کہ جس طرح ممکن ہو مقدمہ وخاتمہ ترتیب دے کر کتاب شائع کر دی جائے- اس صورت میں حضرت شیخ مدظلہ العالی کے ارشاد کی تعمیل بھی ہو جائے گی اور برادران طریقت کی دیرینہ آرزو بھی پوری ہو سکے گی- واللہ الموفق المستعان- نیز اشاعت ثانیہ کے سلسلہ میں ایک کام یہ بھی تھا کہ کتاب اور اس کے حواشی پر حضرت مولانا مفتی عطا محمد صاحب خلیفہء مجاز حضرت ثانی قدس سرہ العزیز کی رہنمائی میں نظر ثانی کی جائے اور بعض مقامات کے تحت جہاں مضمون وضاحت طلب ہو، حواشی میں اضافے کر دیے جائیں- بحمد للہ تعالیٰ یہ کام بھی حضرت مفتی صاحب موصوف نے رمضان المبارک کے عشرہ میں خانقاہ شریف قیام فرما کر مکمل کر دیا-

آپ نے رسالہ تحفہ سعدیہ مصنفہ حضرت مولانا نذیر عرشی رحمۃ اللہ علیہ کے شروع میں: مقدمہ (۱۱-۲۷)، مولانا (نذیر احمد) عرشی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار (۲۸-۳۵) اکابر موسیٰ زئی رحمۃ اللہ علیہ (۳۷-۴۷) ذکر احوال حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۹-۶۱) احوال وآثار حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (۶۳-۷۵) مجدد عصر قیوم

زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے احوال وآثار (۷۷-۱۵۹) اور رسالہ تحفہ سعدیہ کے آخر میں: حالات نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۲۷۹-۳۳۲) اور احوال و معارف حضرت مرشدنا ومولانا الحاج خان محمد صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ' کندیاں (۳۳۳-۳۴۴) بطور اضافہ تحریر وتالیف فرمائے اور مفتی عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر رسالہ تحفہ سعدیہ (۱۶۱-۲۷۰) مصنفہ مولانا عرشیؒ حواشی بھی تحریر فرمائے -فرحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ

تحفہ سعدیہ میں آپ کی حضرات کرام خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ سے محبت وعقیدت کے بیشمار انمول تحریری نمونے موجود ہیں جن میں سے کئی "تاریخ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ" میں بھی منقول ہیں- تحفہ سعدیہ کے صفحہ ۲۸۱ پر حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کا ایک مکتوب گرامی بنام حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ بھی طبع ہے جس کا عکس اس کتاب کے باب دوم میں شامل ہے۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے حالات لکھتے ہوئے "حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ سے تجدید بیعت" کے عنوان کے تحت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ ومرشد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے وصال مبارک کے دکھ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

"فقیر بھی حضرت سیدنا ومولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے وصال کے بعد یہ صدمہ (یعنی سرپرست روحانی کی جدائی کا غم) دیکھ چکا ہے اور اس طوفانِ غم سے گزرا ہے- بلا مبالغہ فضائے عالم تاریک نظر آتی تھی اور حسرت ویاس کی المناک پرچھائیاں قلب ونظر کو محیط تھیں- ایسے موقع پر اگر مربی حقیقی تعالیٰ شانہ کی رحمت دستگیری نہ فرمائے تو سالک اتھاہ ظلمتوں اور گھٹاٹوپ اندھیروں میں گھر کر رہ جاتا ہے- جہاں اس کی قوت فیصلہ جواب دے دیتی ہے اور پائے استقامت میں لغزش پیدا ہو جاتی ہے-" (تحفہ سعدیہ: ۸۷)

کتب خانہ سعدیہ' خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ' کندیاں ضلع میانوالی میں درج ذیل مخطوطات آپ کے ہاتھ سے کتابت شدہ ہیں جو آپ نے اپنے شیخ ومرشد کے لیے تحریر کیے تھے:

(۱) اجوبہء اعتراضات دہلوی (فارسی)، مکتوبہ ۱۳۵۴ھ

(۲) اذکار معصومیہ (فارسی)، مکتوبہ ۱۰ شوال ۱۳۷۸ھ

(۳) اشعۃ اللمعات: شرح لمعات (فارسی) مکتوبہ ۱۳۷۵ھ

(۴) پاس انفاس (فارسی)، مکتوبہ ۱۳۴۸ھ

(۵) حاشیہ اشعۃ اللمعات (فارسی)، مکتوبہ ۱۳۷۵ھ

(۶) رسالہ عرفانی (فارسی)، مکتوبہ ۱۳۷۸ھ

ان مخطوطات کی مزید تفصیلات کتاب کے آخری باب میں ''کتاب خانہ سعدیہ'' کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے شیخ بدرالدین سرہندیؒ کی مشہور فارسی تصنیف ''حضرات القدس'' (احوال وضاحت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ) کا تحقیقی متن تیار کیا اور اس کے آغاز میں مقدمہ تحریر فرمایا جو ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء میں محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور کی جانب سے طبع ہوا (دیکھئے ترجمہ ھای متون فارسی، اختر راہی: ۸۵-۸۶، و: برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات ۱۱۷-۱۱۸)

حضرت مولانا حافظ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ جنجو شریف، ضلع بھکر میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا گل حسن نقشبندی خلیفہ حضرت مولانا خواجہ غلام حسن سواگوی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی عزیز تھے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت حضرت مولانا گل حسن نقشبندی بانی خانقاہ جنجو شریف کے زیر سایہ ہوئی اور ابتدائی کتب کی تعلیم بھی ان سے حاصل کی۔ بعض کتب کی تعلیم نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (خلیفہ وجانشین قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی) سے حاصل کی۔

فراغت کے بعد حضرت پیر خورشید احمد ہمدانی کے ہاں عبدالحکیم ضلع ملتان میں مدرس

رہے- بعد ازاں بہت عرصہ مدرسہ سعدیہ' خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ میں قرآن مجید پڑھاتے رہے-

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مسعودی دیوبندی مدظلہ

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مسعودی بن حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری محدث دار العلوم دیوبند بن حضرت معظم شاہ بن عبد الکبیر شاہ بن عبد الخالق شاہ بن محمد اکبر شاہ بن محمد عارف شاہ بن حیدر شاہ بن علی بن شیخ عبد اللہ شاہ بن شیخ مسعود سروری الکشمیری-

آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا- آپ کے والد بزرگوار حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری' کشمیر سے دیوبند علم حاصل کرنے کے لیے آئے اور پھر وہیں کے ہو گئے' شیخ الحدیث کے مرتبہ پر فائز ہو کر ۱۳۵۲ھ میں واصل الی اللہ ہوئے اور دیوبند میں ہی آخری آرام گاہ پائی-

حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ مسعودی' بروز لیلۃ البراۃ ۱۳۴۷ھ میں دیوبند میں پیدا ہوئے- آپ کی والدہ ماجدہ کا تعلق سادات گنگوہ (ہند) سے تھا- ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی- فارسی کتب کی تعلیم دار العلوم دیوبند میں حاصل کی- عربی کتب کی تعلیم ۱۹۴۴ء سے لے کر ۱۹۴۸ء تک مدرسہ صدیقیہ' پھاٹک حبش خان دہلی میں' دیگر اساتذہ کے علاوہ حضرت مولانا ادریس میرٹھی' منتظم ادارۂ شرقیہ' عقب جامع مسجد دہلی سے حاصل کی- پنجاب یونیورسٹی' لاہور سے متعدد امتحانات پاس کیے- ۱۳۶۸ھ میں دوبارہ دار العلوم دیوبند (ہند) میں تعلیم کا آغاز کیا- حضرت مولانا قاری اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی- ۱۳۷۲ھ میں دار العلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور یکم ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ میں دار العلوم دیوبند میں تدریس کا آغاز فرمایا اور مختلف علوم کی کتابیں پڑھاتے رہے اور ساتھ ہی ناظم دار الاقامہ' معین ناظم مجلس تعلیمی' ناظم مجلس تعلیمی اور قائم مقام مہتمم دار العلوم دیوبند رہے- ۱۴۰۲ھ سے لے کر آج تک وقف دار العلوم دیوبند میں شیخ الحدیث ہیں- اس کے ساتھ ہی وقف دار العلوم دیوبند میں نظامت تعلیمات'

قائم مقام مہتمم اور صدارت تدریس کے عہدے پر فائز رہے۔

مختلف کتب تصنیف کیں۔ اپنے والد گرامی کی سوانح عمری ''نقش دوام'' کے نام سے مرتب فرمائی۔

قیام پاکستان کے بعد دوبار پاکستان تشریف لائے۔ ایک بار ۱۹۶۰ء اور دوسری بار ۱۹۸۳ء میں۔ دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں ایک بار نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے ملاقات کی تھی۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے دست مبارک پر بیعت کی اور مجاز طریقت قرار پائے۔[۲۹]

حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق بجنور (یوپی۔ انڈیا) کے ایک سادات خانوادے سے ہے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی۔ دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں ۱۳۴۵ھ میں مکمل کیا۔ دارالعلوم دیوبند میں قیام کے دوران مولانا مفتی عزیز الرحمٰن نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق تھا اور ان کی مسجد میں قیام رہتا تھا۔ بعدازاں تبلیغ کالج' کرنال (ہندوستان) میں بھی تین برس پڑھتے رہے۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت گجرات (ہندوستان) میں حضرت امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ سے دو سال بخاری شریف کا درس لیا جو کتابی صورت میں ''انوار الباری شرح صحیح بخاری'' کے نام سے ضخیم جلدوں میں مرتب کر کے طبع کرائی۔

صاحب تصانیف بزرگ ہیں۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے ملفوظات ''ملفوظات محدث کشمیریؒ'' کے نام سے مرتب فرمائے ہیں۔ آپ حضرت انور شاہ کشمیریؒ کے داماد بھی ہیں۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے بیعت تھے۔ آپ کے وصال کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی سے تجدید بیعت کی اور آپ کے خلیفۂ مجاز ہیں۔[۳۰]

مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جون ۱۹۰۶ء میں موضع بفہ، ضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں مڈل پاس کرنے کے بعد اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (ہند) میں داخل ہوئے، بعد ازاں ۱۹۱۵ء میں دار العلوم دیو بند (ہند) میں داخل ہوئے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔

علامہ انور شاہ کاشمیری، مولانا محمد رسول خان ہزاروی، مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ تحصیل علم کے بعد دار العلوم دیو بند میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ پھر جمعیت العلمائے ہند کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔ تبلیغی دورے کیے اور بہت سے لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ ۱۹۳۱ء میں حکومت وقت کی مخالفت کی پاداش میں ایک سال قید رہے۔ بعد ازاں تحریک سول نافرمانی میں بھرپور حصہ لیا اور جیل کاٹی۔ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۵۶ء میں جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں "حج وفد" کے رکن بنے۔ پانچ بار حج کیا۔ جمعیت علمائے اسلام کے ہفت روزہ رسالے "ترجمان اسلام" کے عرصہ دراز تک مدیر اعلیٰ رہے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل عرفانی کے بزرگوں سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ سے بیعت تھے اور ان کی رحلت کے بعد مخدوم زمان حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی سے مجاز طریقت قرار پائے۔ ۳ فروری ۱۹۸۱ء کو کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ (سید قاسم محمود، انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا ۶۹۹)۔

حضرت مولانا نذر الرحمٰن مدظلہ

آپ موضوع بلاول، تھانہ چونترہ ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی کتب کی تعلیم موضع بھتر ال میں حاصل کی۔ بعد ازاں دار العلوم، بھوئی گاڑ ضلع

اٹک میں حضرت مولانا فرید الدین قریشی اور حضرت مولانا مفتی حکیم عبدالحیٔ قریشی سے اعلیٰ کتب کی تعلیم حاصل کی۔

دورہ حدیث مدرسہ خادم العلوم نبوت' کھٹیالہ شیخاں ضلع منڈی بہاؤ الدین میں حضرت مولانا شیخ الحدیث سلطان محمود' فاضل دیوبند' شاگرد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ سے مکمل کیا اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے خانقاہ سراجیہ کے ارادتمندوں میں شامل ہوئے۔

فراغت اور تحصیل علم کی تکمیل کے بعد دار العلوم ربانیہ' بھوئی گاڑ' ضلع اٹک' مدرسہ تبلیغ مرکز' 3/F' واہ کینٹ ضلع راولپنڈی اور ڈی ایم ٹیکسٹائل ملز' راولپنڈی کے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ آج کل مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز' رائے ونڈ میں مدرس ہیں اور تبلیغی جماعت کے سرکردہ بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں (۱) حضرت مولانا عبدالرحمٰن (۲) حضرت قاری عبدالحنان (۳) حضرت مولانا محمد عثمان [۳۱]

حضرت مولانا مفتی احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مفتی احمد سعید بن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ سراج العلوم سرگودھا فاضلِ دار العلوم دیوبند تھے۔ آپ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی سے بیعت تھے اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور ریاضتوں کی بدولت حضرتِ اقدس سے مجازِ طریقت قرار پائے۔ آپ رحلت فرما چکے ہیں۔ [۳۲]

ابتدائی کتب سے لے کر اعلیٰ کتب تک کی تعلیم مدرسہ سراج العلوم سرگودھا میں اپنے والد مکرم کے علاوہ مولانا نور محمد ساکن عیسیٰ خیل وغیرہ علماء سے پڑھیں۔

۱۳۵۷ھ میں دار العلوم دیوبند میں دورہ حدیث کی تعلیم کے لیے داخلہ لیا۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف اور ترمذی شریف' مولانا مفتی ریاض الدین سے نسائی شریف' مولانا نافع گل سے موطا امام مالک و موطا امام محمد' مولانا شمس الحق سے طحاوی

شریف وابن ماجہ، مولانا اعزاز علیؒ سے شمائل ترمذی اور مسلم شریف کے بعض اسباق کی تعلیم مولانا ابراہیم اور مولانا ابوداؤد میاں سے حاصل کی۔ آپ کے ہم درس حضرات میں مولانا امیر گل درابن کلاں، ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی اور مولانا قاری عبدالرحمٰن بلبل پنجاب تھے۔[۳۴]

حضرت مولانا عبدالغفور قریشی مدظلہ

حضرت مولانا عبدالغفور بن رسول بن غلام محمد بن عطاء محمد بن شاہ ولی ۱۹۴۵ء میں بھوئی گاڑ علاقہ پنج کھٹہ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کے ایک قریشی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد شنکیاری ضلع مانسہرہ ہزارہ سے بھوئی گاڑ تشریف لائے تھے۔ آپ کے جد محترم حضرت مولانا غلام محمد سلسلہ قادریہ میں موضع برہان ضلع کے اٹک کے ایک بزرگ کے مرید تھے اور حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ ءاکبر حضرت مولانا مفتی محمد حسن، ساکن مل پور نزد بھوئی گاڑ، بانی جامعہ ءاشرفیہ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

آپ نے سکول کی تعلیم بھوئی گاڑ پوڑ میانہ اور عثمان کھٹڑ میں حاصل کی۔ بچپن میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن سے بھوئی گاڑ میں حضرت مولانا مفتی حکیم عبدالحئ قریشی کے گھر ملاقات ہوئی تھی۔ ترجمہ قرآن مجید حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین قریشی سے بھوئی گاڑ میں پڑھا۔ اسی دوران نائب قیوم زماں حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے دست مبارک پر حضرت مولانا ضیاء الدین قریشی کے توسط سے بیعت ہو گئے تھے۔

ابتدائی دینی کتب کی تعلیم مدرسہء دارالعلوم ربانیہ، بھوئی گاڑ اور مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ میں مولانا چھاچھی استاد سرپنہ ضلع ایبٹ آباد سے حاصل کی۔ دوران تعلیم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن محدث کے ساتھ ہر جمعرات کو لاہور جا کر حضرت مولانا مفتی محمد حسن محدث سے ملاقات کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی خواہش پر، دورۂ حدیث جامعہء اشرفیہ لاہور میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن محدث کی زیر سرپرستی حضرت شیخ الحدیث محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ سے کیا اور ۱۹۶۶ء میں سند فراغت حاصل کی۔

دوران تعلیم ۱۹۶۱ء میں لاہور سے حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین قریشی اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین قریشی کے ساتھ خانقاہ سراجیہ کندیاں جا کر مخدوم زماں خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی۔ جب تک لاہور میں قیام رہا، جب بھی خانقاہ سراجیہ جاتے تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ذریعے اپنا سلام حضرت خواجہ خواجگان۔ حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی خدمت میں بھجواتے تھے۔ ۱۹۶۶ء میں بعد از فراغت تعلیم تین برس تک خانقاہ سراجیہ میں حضرت اقدس مدظلہ العالی کی خدمت میں رہے۔ اس دوران حضرت اقدس سے روحانی فیض حاصل کرنے کے علاوہ مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں طلبہ کو پڑھاتے بھی رہے۔ بعد ازاں مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن، حسن ابدال میں حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد قریشی کے زیر نگرانی پڑھاتے رہے۔

آج کل مرکزی جامع مسجد ٹیکسلا کے خطیب اور مدرسہ تعلیم القرآن سراجیہ کے مہتمم ہیں۔ آپ کے دو فرزندان گرامی ہیں جو علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔[۳۵]

حضرت مولانا گل حبیب مدظلہ

آپ لورالائی شہر، ضلع بلوچستان کے رہنے والے ہیں۔ ۲۷ اپریل ۱۹۹۲ء کو خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد۔ بسط اللہ ظلہم العالی بلوچستان کے تبلیغی دورہ کے دوران آپ کے گھر بھی تشریف فرما ہوئے۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے ہمراہ مجلس تحفظ ختم نبوت، سندھ کے مبلغ حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی مرحوم اور مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان کے نائب امیر مولانا عبدالواحد بھی تھے۔

۱۶ ستمبر ۱۹۹۹ء میں جب حضرت اقدس مدظلہ العالی بلوچستان کے تبلیغی دورے پر کوئٹہ ائیر پورٹ پر اترے تو حضرت مولانا گل حبیب بھی دیگر علماء معززین کے ہمراہ استقبال کے لیے موجود تھے۔ آپ نے ۱۹۹۸ء میں حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی۔

آپ حضرات اقدس مدظلہ العالی سے مجاز طریقت ہیں۔[۳۶]

فصل چہارم

فضائل ومناقب

خلق خدا کی ہدایت کے لیے ایک شخصیت کی تیاری

حضرتؒ مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ثانی" (حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ) نے ایک بار قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ سے بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا میں نظر بند تھے تو. معارف قرآن حکیم پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر چند صفحات لکھنے کے بعد اسے روک دیا۔ استفسار پر فرمایا کہ میں نے کتاب کی بجائے ایک آدمی (حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) پر محنت شروع کر دی ہے تا کہ خلق خدا کی ہدایت کے لیے ایک چلتا پھرتا نسخہ تیار ہو جائے۔ حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں بھی ایک آدمی تیار کر رہا ہوں۔ بعد ازاں قرائن سے پتہ چلا کہ وہ آدمی حضرت خان محمد صاحب دامت برکاتہم تھے۔ فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔"[۳۷]

مجھ میں اور خان محمد میں کوئی فرق نہیں

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے وصال مبارک پر خانقاہ سراجیہ شریف پر موجود متوسلین خانقاہ شریف نے سیدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی ان میں حضرت حکیم چمن پیر صاحب' حضرت مفتی عطا محمد صاحب اور حضرت حکیم عبدالمجید سیفی جیسے بزرگان سلسلہ شامل تھے۔ بعد ازاں جملہ مخلصین سلسلہ بھی آپ کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت سے مشرف ہو گئے۔ لیکن بعض حضرات ایسے تھے کہ جنہوں نے آپ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کے بارے

میں تامل کیا۔ انہیں خواب میں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے ان سے فرمایا:

''مجھ میں اور خان محمد میں کوئی فرق نہیں لہٰذا اب حضرت خان محمد صاحب سے تجدید بیعت کرنے کے بعد ہی فیضانِ مجددیہ کا حصول ممکن ہے۔''[۳۸]

اس طرح تامل کرنے والے حضرات نے بھی آپ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی۔

تربیت باطن کے لیے آپ سے رابطہ کرنے کی بشارت

حضرت قاری محمد سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ جو احاطۂ قبرستان خانقاہ سراجیہ شریف' کندیاں' ضلع میانوالی میں محو استراحت ہیں' انہوں نے حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ انہیں خواب میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

''اگر تربیت باطن چاہتے ہو تو خانقاہ شریف جا کر حضرت خان محمد صاحب سے رابطہ قائم کرو۔''[۳۹]

چنانچہ انہوں نے بموجب ارشاد عمل کیا اور فیوضات عالیہ سے مستفید ہوئے۔

آپ امام وقت ہیں

مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی سجادہ نشینی کے سلسلہ میں حافظ ریاض احمد اشرفی مرحوم و مغفور (خازن روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی) کا بیان نہایت ایمان افروز ہے۔ انہوں نے نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) کے وصال کے بعد ۱۹۶۵ء میں خواب دیکھا:

''وہ بیت اللہ شریف میں باب ملتزم کے سامنے کھڑے ہیں۔ خلق خدا کا بے پناہ ہجوم ہے۔ بے شمار علمائے کرام کا اجتماع ہے۔ جن میں بعض آپ کے متوسلین بھی ہیں۔ یہ ندا آ رہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں اور آپ امام وقت کا اعلان فرمائیں گے۔ دریں اثنا بیت اللہ شریف کا دروازہ ایک دم آواز کے ساتھ کھلا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ

قدس سرہ اپنے جانشین حضرت اقدس خان محمد صاحب۔ مدظلہ العالی کا بازو تھامے ہوئے نمودار ہوئے اور تمام حاضرین کرام سے فرمایا کہ تم سب اس امامِ وقت کے مرید ہو۔ اس کے بعد اپنے سر مبارک سے دستار اتار کر مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کے سر پر رکھ دی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے سب کو کلمہ ءشہادت اور استغفار پڑھا کر داخل سلسلہ کیا۔ ذکر خفی کی تلقین فرمائی۔ پھر وہیں کھڑے کھڑے حضرت اقدس (مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے اذان دی، تکبیر اقامت کہی اور حضرت اقدس خان محمد صاحب۔ مدظلہ نے تمام حضرات کو نماز پڑھائی۔'' [۴۰]

بشارتِ جانشینی

میاں ظہور الدین صاحب (مقیم لاہور) جو کہ نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے مرید تھے، نے حضرت اقدس قدس سرہ کے وصال شریف سے قبل خواب دیکھا کہ ''وہ خانقاہ سراجیہ شریف پر حاضر ہیں اور حضرت اقدس قدس سرہ اپنے کمرہ میں چارپائی پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے قریب ہی مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بسط اللہ ظلہم العالی کھڑے ہیں۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ چارپائی پر لیٹ جاتے ہیں اور ہاتھ مبارک سے حضرت خان محمد صاحب مدظلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میاں ظہور الدین صاحب سے فرماتے ہیں کہ ادھر دیکھو۔ میاں ظہور الدین حضرت خان محمد صاحب کی طرف دیکھتے ہیں تو آپ ان کو ایک گلاس پانی پینے کے لیے عنایت فرماتے ہیں۔ میاں صاحب بیٹھ کر یہ پانی پی لیتے ہیں۔ پانی بہت لذیذ اور عجیب قسم کی مٹھاس کا حامل ہوتا ہے۔ بعد ازاں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ میاں صاحب سے فرماتے ہیں کہ اسی طرف (حضرت خان محمد صاحب کی جانب) ہی دیکھا کرنا۔ پھر حضرت اقدس قدس سرہ اپنے جسم مبارک پر سفید چادر سر مبارک تک اوڑھ لیتے ہیں۔

اس کے بعد میاں صاحب بیدار ہو جاتے ہیں اور انہیں حضرت اقدس قدس سرہ کی زیارت پر خوشی بھی ہوتی ہے اور غم بھی اور اس خواب کی تعبیر کے لیے پریشان ہو جاتے ہیں۔ صبح دفتر جانے پر اپنے ساتھی غلام دستگیر صاحب کا فون آتا ہے کہ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ وصال فرما گئے ہیں۔ یہ دونوں ساتھی خانقاہ سراجیہ شریف روانہ ہو جاتے ہیں۔ عشاء

کے قریب خانقاہ شریف پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت اقدس قدس سرہ کی تدفین ہو گئی ہے۔ دونوں ساتھی سیدنا و مرشدنا حضرت خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم کی خدمت میں تعزیت کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت مدظلہ کے آنسو مبارک جاری دیکھ کر یہ صاحبان بھی اشک بار ہو جاتے ہیں۔ کچھ دیر بعد حضرت اقدس قدس سرہ کے فرمان عالی کہ اسی طرف ہی دیکھا کرنا کی تعمیل میں حضرت خان محمد صاحب مدظلہ العالی کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کرتے ہیں۔[۴۱]

مقبول درگاہ ربانی

مولانا غلام محمد جو باگڑ سرگانہ میں امام اور خطیب تھے، حج پر تشریف لے گئے۔ حج کی ادائیگی کے بعد انہوں نے عرفات کے میدان میں یہ واقعہ دیکھا کہ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ ''اس سال حج چھ آدمیوں کی وجہ سے مقبول ہوا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت خواجہ خان محمد صاحب ہیں جو خانقاہ سراجیہ کندیاں کے رہنے والے ہیں۔'' مولانا صاحب موصوف یہ سن کر اپنے دل میں کہتے ہیں کہ الحمد للہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے شیخ کو یہ عزت بخشی۔[۴۲]

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت

حضرت مولانا عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ دین پور شریف بیمار تھے۔ مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی ان کی عیادت کے لیے دین پور شریف تشریف لے گئے۔ نماز ظہر کے بعد حضرت دین پوری صاحب کے ہاں تشریف فرما ہوئے تو وہ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ ان کے خادم نے انہیں حضرت اقدس مدظلہ العالی کی تشریف آوری کا بتلایا تو باہر تشریف لائے اور حضرت اقدس مدظلہ العالی سے مصافحہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''بادشاہ سلامت! جیسے مجھ پر دنیا میں کرم کیا ہے' ایسے ہی آخرت میں بھی کرم فرمانا۔''

اس پر حضرت خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا:

''مولانا کوئی فکر نہ کریں۔''[۴۳]

سالکانِ طریقت کی بادشاہت

مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی دارالعلوم-فورٹ عباس کے سالانہ جلسہ سے فراغت کے بعد بذریعہ کار واپس تشریف فرما ہوئے- آپ کے ہمراہ جناب اشفاق احمد، حاجی گل محمد باگڑ، حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ اور سردار فضل محمود خان خاکوانی بھی تھے- جناب اشفاق احمد نے حاجی گل محمد باگڑ سے کہا کہ حضرت اقدس سے عرض کیا جائے کہ پاک پتن شریف سے ہوتے ہوئے واپس جائیں تاکہ حضرت اقدس کی معیت میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار انور کی زیارت کا شرف حاصل کرسکیں- اس پر سردار فضل محمود خان خاکوانی نے سختی سے منع کیا کہ حضرت اقدس سے کوئی عرض نہ کرنا کیونکہ سفر لمبا ہے اور گرمی کا موسم ہے- لہٰذا جناب اشفاق احمد خاموش ہو گئے- فورٹ عباس سے جب محمد اکبر سرگانہ (جو گاڑی چلا رہے تھے) نے گاڑی دیپال پور کی طرف موڑنی چاہی تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمیں پاک پتن شریف جانا ہے لہٰذا محمد اکبر سرگانہ نے گاڑی پاک پتن شریف کی طرف موڑ لی- مزار انور کے قریب کچھ فاصلہ پر حضرت اقدس نے گاڑی رکوائی اور پیدل مزار انور کی طرف تشریف فرما ہوئے- راستہ میں ایک دراز قد، سیاہ لباس میں ملبوس آدمی بھاگتا ہوا آیا اور اس نے حضرت اقدس سے مصافحہ کرنے کے بعد آپ کا دست انور تھام کر عرض کیا "بادشاہ سلامت میرے لیے بھی کہتے جائیں۔" حضرت اقدس نے فرمایا "بہت اچھا" اور دربار شریف کی سیڑھیاں چڑھنے لگے- اندر جا کر وضو فرمایا اور پھر سردار فضل محمود خاکوانی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خان صاحب دیکھا اشفاق کا زور اور پھر مسکرانے لگے-[۴۴]

شیخ الاسلام بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۵ھ) کی زیارت

بعد ازاں مسجد میں حضرت اقدس نے دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی اور پھر مزار انور پر حاضری دی- حضرت اقدس کے سامنے اشفاق احمد صاحب کھڑے تھے- جب حضرت اقدس نے دعا کے لیے ہاتھ مبارک بلند فرمائے تو نگاہ مبارک اشفاق صاحب کی طرف فرمائی-

اشفاق صاحب نے حضرت اقدس کی طرف دیکھا۔ اشفاق صاحب راوی ہیں کہ اب جب میں نے مزار انور کی طرف نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر مسکراتے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ حاضری کے بعد چیچہ وطنی کی طرف سفر شروع ہوا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ کسی نے کوئی واقعہ دیکھا ہے۔ اس پر اشفاق صاحب نے سارا واقعہ عرض کیا۔ [۴۵]

اقطاب کی تقرری

ملتان سے باگڑ (ضلع ملتان) بذریعہ کار سفر کے دوران حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی گاڑی کی اگلی نشست پر تشریف فرما تھے اور پچھلی سیٹ پر اشفاق اللہ صاحب اور صوفی محمد صادق صاحب بیٹھے تھے۔ دوران سفر صوفی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں عرض کیا:

> ''بندہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بہت بڑا شیشے کا محل ہے حضور اندر تشریف فرما ہیں، پورا دفتری نظام اندر بنا ہوا ہے۔ شیشے کے دروازے پر دربان کھڑا ہے، دروازے کے باہر تقریباً بیس پچیس آدمی خوش شکل و خوش لباس کھڑے ہیں۔ دربان صاحب سے میں پوچھتا ہوں، میاں صاحب یہاں کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ آج حضرت صاحب قبلہ قطبوں کا مختلف جگہوں پر تقرر فرما رہے ہیں اور ترقیوں کے کیس نبٹا رہے ہیں۔ میں ان دربان سے کہتا ہوں کہ یہ تو میرے پیرومرشد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ خاموشی سے ایک طرف کھڑے ہو جائیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ دربان میرا نام پکارتا ہے۔ ''صوفی محمد صادق، نابھے والا، حال مقیم لاہور'' تو فوراً اندر سے حضرت قبلہ گھنٹی بجاتے ہیں۔ دربان اندر چلا جاتا ہے۔ اس کو فرماتے ہیں: ''صوفی محمد صادق کو ابھی باہر ہی کھڑا رہنے دو۔'' دربان باہر آکر مجھے کہتا ہے: ''صوفی محمد صادق تمہاری فائل حضور نے اپنے پاس رکھ لی ہے۔''

مذکورہ بالا واقعہ سنانے کے بعد صوفی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! اب میں مرنے کے قریب ہوں، چند روز کے لیے میرا تقررنامہ مجھے دے دیں۔ حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی مسکرا کر خاموش رہے۔[۴۶]

ستودہ صفات ہستی

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے احوال ومناقب تحریر فرماتے ہوئے آخر میں لکھا ہے:

اولیاء اللہ کے احوال ومعارف تحریر کرتے ہوئے جو کیفیات لکھنے والے کے دل ودماغ پر طاری ہوتی ہیں، قلم انہیں سپرد قرطاس نہیں کر سکتا اور پھر فکر میں بھی یہ رفعت کہاں کہ کسی باکمال ہستی کے صحیح مقام تک رسائی حاصل کر پائے:

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایان
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

آخر میں یہی کہنا کافی ہوگا کہ آپ کی ذات گرامی ایک عظیم الشان ہستی ہے جس کی شفقت ورأفت کا دامن ہر ارادتمند پر وسیع ہے۔ اس کی نرم گفتگو اور چہرے کا متبسمانہ انداز سامع کو اس کی توقعات سے بڑھ کر نوازتا ہے۔ جس میں اسے ہر مشکل ترین کام کی آسان ترین صورت جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ سراپا حلم اور بے پناہ بردباری جس طرح سینۂ بحر میں کوئی چٹان ہو کہ متلاطم موجیں بڑھ کر اس سے ٹکرائیں اور خود ہی پاش پاش ہو کر رہ جائیں۔ طاغوتی قوتوں کے مقابل ہر آن سینہ سپر۔ اہل ایماں کی زبوں حالی کا چارہ گر۔ اتباع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر۔ نور باطن سے آراستہ، اخلاص وتقویٰ سے پیراستہ، آئینہ دار کیف روز الست، قلم ایںجا رسید وشکست:

بہ حسن لطف ووفا کس بہ یار ما نرسد
ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد[۴۷]

شانِ استغناء وللّٰہیت

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے احوال و مناقب میں مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے مدرسین کی شانِ استغنا وللّٰہیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دوسرے مدرس حضرت مولانا خان محمد مدظلہ تھے اور وہ تو لینے کی بجائے کچھ دینے والوں میں سے تھے۔ وہ حضرت مولانا احمد خان صاحب قدس سرہ العزیز کے داماد اور بھتیجے اور علاقہ کے کھاتے پیتے زمیندار ہیں۔''[۴۸]

ناموس رسالت کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کی تحریک ختم نبوت کی خدمات کے ضمن میں فرماتے ہیں

''غلام احمد قادیانی اور ان کا خود ساختہ مذہب ہمیشہ آپ (حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ) کی تنقید کا ہدف رہا، حتیٰ کہ جب حصولِ آزادی کے بعد تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلی تو آپ اس وقت مع کثیر متعلقین حج پر تیار تھے لیکن جب دوسرے لوگ اس آگ میں کودنے سے بچاؤ کی خاطر حج کی تیاریوں میں مصروف تھے آپ نے حج کا ارادہ منسوخ فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت حج سے زیادہ ضروری تحریک تحفظ میں شرکت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس وقت کی حکومت کو یہ جرات نہ ہوئی کہ آپ کو گرفتار کرتی یا کسی قسم کا ایذا پہنچاتی البتہ آپ کے خلفاء اور لیفٹیننٹوں کو قید و بند کے مصائب سہنے پڑے اور آپ کے خلیفہء اعظم جو اس وقت آپ کے سجادہ نشین ہیں یعنی حضرت خان محمد صاحب مدظلہ بھی گرفتار کر لیے گئے۔''[۴۹]

مزار پر انوار امام ربانی قدس سرہ پر مراقبے

جناب حافظ لدھیانوی نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کے عرس مبارک میں اپنی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''تقسیم ہندو پاک سے قبل متعدد بار حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شمولیت کا شرف نصیب ہوا۔ یہ عرس روحانیت اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے دوسرے تمام اعراس سے یکسر مختلف ہوتا تھا۔ شریعت مطہرہ کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی' ڈھول ڈھمکا' میلے ٹھیلے' باجا گاجا کا تو کیا ذکر مزار شریف پر عورتوں کے داخلے پر پابندی تھی' قوالی تو ویسے ہی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مشرب میں خلاف شرع تھی۔ ایسی روحانی اور پاکیزہ فضا قائم ہو جاتی کہ زائرین ان دنوں اس پاکیزہ فضا کا حصہ بن جاتے۔ یہ پاکیزہ فضا کلام پاک کی شب و روز کی تلاوت سے اور بھی نکھر جاتی' زائرین تلاوت کلام پاک میں مصروف رہتے' کلام پاک کی تلاوت کی گونج فضا میں پھیل جاتی۔ اس ایمان افروز اور روح پرور نظارے اور اس پاکیزہ ماحول میں حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کو کتنا سکون ملتا ہوگا۔ دو سو قرآن پاک کے سیپارے تھے جو ہر نماز کے بعد پڑھے جاتے۔ اس طرح ہر نماز کے بعد تلاوت کا سلسلہ جاری رہتا۔ حضرت رحمۃ اللہ کے روحانی تصرف اور خصوصی توجہ سے زائرین دامانِ طلب بھرتے رہتے اور آخرت کا توشہ اکٹھا کرتے رہتے۔ [۵۰]

اقطاب وابدال والیاء کی حاضری

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر افغانستان سے لے کر ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے عقیدت مند شرکت کرتے' خدا جانے کتنے اقطاب' کتنے ابدال' کتنے اولیاء حاضری دیتے ہوں گے۔ علماء ومحدثین' مفسرین تو اکتساب روحانی کے لیے مزار مقدس پر گھنٹوں مراقبے میں گزار دیتے۔ حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی رفاقت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

یہ چند ایام زندگی کے سنہرے ایام تھے۔ حضرت کو شب و روز قریب سے دیکھنے اور ان کی محبت سے مستفیض ہونے کے مواقع میسر آئے۔[۵۱]

پاکان بارگاہ خداوندی و برگزیدہ ہستیاں

حضرت مولانا خان محمد (دامت برکاتہم) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے نزدیک پہروں سر جھکائے مراقبے میں رہتے، مراقبے کی لذت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی فیوض اور مشاہدے کے اس مقام کو مجھ جیسا بے علم کیسے بیان کر سکتا ہے۔ اس کی وضاحت تو کوئی صاحب مقام ہی کر سکتا ہے، ہم نیاز مند حضرت کے پیچھے سر جھکائے رہتے، حضرت تو مشاہدے کی منزل میں ہوتے، ہمارے لیے اتنا ہی باعث برکت تھا کہ ایک بزرگ کی موجودگی میں اتنی بڑی بارگاہ میں حاضری ہو رہی تھی، خدا جانے یہ پاکان بارگاہ خداوندی، یہ برگزیدہ ہستیاں کیا کیا روحانی خزانے سمیٹتی ہوں گی، ان کی خدمت میں رہ کر دلوں کے خلوت کدے روشن کرتی ہوں گی، علمی بصیرت کے لیے، تفہیم دین کے لیے، روحانی درجات کی بلندی کے لیے دامان طلب بچھاتی ہوں گی، ان کی ارواح پر کیسی کیسی برکتوں کا نزول ہوتا ہوگا۔[۵۲]

مراقبے میں کیا کرنا چاہیے؟

ایک روز میں نے حضرت مولانا خان صاحب (دامت برکاتہم) سے دریافت کیا کہ مراقبے میں کیا کرنا چاہیے فرمایا "قلب پر نگاہ رکھو، اسے ذکر اللہ میں مصروف رکھو"، میں نے ادب سے عرض کیا کہ ہمیں تو مراقبے میں کسی چیز کا مشاہدہ نہیں ہوتا۔ حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا "یہ احساس کرو کہ انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ یہی احساس کافی ہے۔"[۵۳]

جناب صوفی محمد افضل فقیر کی نیاز مندی

انہی دنوں صوفی محمد افضل فقیر بھی میرے غریب خانے پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ از راہ کرم کئی کئی روز میرے گھر قیام کرتے' اپنے اوراد و وظائف کی تکمیل کرتے۔ ایک دفعہ انہوں نے میرے گھر چلہ کھینچا' چالیس روز قیام کیا۔ صوفی محمد افضل فقیر فارسی زبان کے ایم اے اور گولڈ میڈلسٹ تھے۔ اس کے علاوہ ان کا مطالعہ بے پناہ تھا' قرآن وحدیث پر گہری نظر تھی۔ سرگودھا کے شعراء نے ان سے اکتساب علم کیا' فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے۔ ان کی وساطت سے میرا تعارف حضرت مولانا خان محمد صاحب (دامت برکاتہم) خانقاہ سراجیہ سے ہوا۔ صوفی صاحب کے ان سے نیاز مندانہ روابط تھے۔ وہ ان کی روحانیت اور ان کے دینی علم سے بے حد متاثر تھے۔ رمضان المبارک میں باقاعدہ خانقاہ سراجیہ حاضری دیتے ان کو خبر ملی کہ حضرت مولانا محمد خان صاحب (دامت برکاتہم) سرگودھا تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں صوفی صاحب کی رفاقت میں حضرت مولانا خان محمد صاحب (دامت برکاتہم) کی خدمت میں حاضر ہوا۔[۵۴]

حضرت اقدس مدظلہ العالی کا فیض توجہ

حضرت مولانا خان محمد صاحب (دامت برکاتہم) کے گرد عقیدت مندوں کا حلقہ تھا' محفل میں خاموشی تھی۔ سب بزرگ سر جھکائے مراقبے کی صورت میں تھے مگر اس خاموشی میں' اس سکوت میں قلب کی دھڑکنیں مولانا کی موجودگی کا اعلان کر رہی تھیں۔ روحانیت کی دولت بٹ رہی تھی' توجہ کا فیض قلب ونظر کو سیراب کر رہا تھا' ہم بھی خاموشی سے اس حلقہ کا حصہ بن گئے۔[۵۵]

تقویٰ کی خوشبو اور روحانیت کا جمال

حضرت نے صوفی صاحب کو دیکھا' صوفی صاحب نے مصافحہ کیا' میرا تعارف کرایا۔ حضرت کے چہرے پر تبسم پھیل گیا۔ یہ خوش آمدید کا حسین طریقہ تھا' میرا دل مسرت سے لبریز

ہو گیا، مختصر سی گفتگو کی۔ اس گفتگو میں تقویٰ کی خوشبو، روحانیت کا جمال، اتباع سنت کا حسن اور علم وعمل کا حسین امتزاج تھا۔[۵۶] ان کی پرکشش شخصیت کے نقوش ذہن ودل پر مرتسم ہو گئے۔[۵۷]

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش

حضرت نے مجھے نعت سنانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ میں نے نعت پیش کی۔ ان کے قرب نے حاضرین پر عجیب کیفیت طاری کی۔ اشکوں نے عقیدت ومحبت کا روپ اختیار کر لیا، گریہ ضبط کی حدود کے اندر رہا ادب واحترام کا یہ منظر بہت کم دیکھنے میں آیا تھا۔ کچھ دیر سکوت کے بعد حضرت نے دوسری نعت کی فرمائش کی۔ اس پاکیزہ مجلس میں جی چاہتا تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جتنے انداز اشعار میں جلوہ گر ہوئے ہیں وہ سب پیش کر دوں۔ عجب کیفیت کا عالم تھا۔ بحمد للہ اس مجلس میں ہدیہ نعت پیش کرنے میں حضوری کا مزا آیا۔ دھیان کا رخ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رہا۔ روح بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درود وسلام پیش کرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ حضرت کی آنکھیں بھی اشکبار ہو گئیں، مگر ان کے ضبط نے جذبات کو بکھرنے نہ دیا۔ یہ ظرف کی بات ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

سرمایہ دردِ تو غارت نتواں کرد
اشکے کہ ز دل خیزد در دیدہ شکستم من[۵۸]

اخفائے احوال وسادگی

جناب مشتاق گھمٹالوی لکھتے ہیں:

''ظہر کی اذان ہو چکی تھی کہ ایک عام سے بزرگ سر پر رومال باندھے، معمولی سی دھوتی پہنے، سادہ سی چادر اوڑھے مسجد میں داخل ہوئے، نماز کے بعد تمام لوگ ایک دائرے میں بیٹھ گئے اور خفی ذکر کرنے لگے۔ یہی بزرگ حضرت خان محمد صاحب ہیں۔''[۵۹]

متانت وخطابت

''انہوں (حضرت خان محمد مدظلہ العالی) نے مسجد میں ہی ہمارے بارے میں پوچھا- پھر ساتھ ہی اپنے کمرے میں لے آئے- خیر صلا وتعارف کے بعد بات چیت کا سلسلہ چلا- حضرت خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) کی متانت' ہلکی ہلکی مسکراہٹ اور نرم نرم خطابت میں بڑی ہی جاذبیت تھی-''[60]

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا سینہ بھرا ہوا ہے- مجلس میں جب بھی کسی نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سامنے پڑھی ایک دم پوری توجہ سننے کے لیے کرتے ہیں- ذکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر اکثر آنسوؤں کے موتی آپ کی آنکھوں میں تیرنے لگتے ہیں- مدینہ منورہ کی حاضری کے لیے بیقرار رہتے ہیں- آپ ہر سال حج بیعت اللہ کے لیے جاتے ہیں اور کوشش یہی ہوا کرتی ہے کہ مدینۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری پہلے ہو- ہمہ وقت حرمین شریفین کی زیارت کے لیے تیار رہتے ہیں-[61]

حد درجہ اخفاء

جناب مفتی محمد شفیق عارف مجددی تحریر کرتے ہیں:

''حضرت مخدوم المشائخ (مولانا خان محمد صاحب) کے بارے میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے یہ بحر زخار کے چند قطرے ہیں- حضرت شیخ کو اللہ جل شانہ نے جو فضائل وکمالات علم و عرفان' اجابت وانابت' قربت وقبولیت سے نوازا ہے' ان کا احاطہ ممکن ہی نہیں کیونکہ حضرت شیخ مدظلہ کے ہاں اخفاء انتہا درجہ کا ہے- پھر اس پر خاموشی وسکوت کی دبیز چادر اخفاء میں اور بھی اضافہ کردیتی ہے-''[62]

حافظ محمد افضل فقیر رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت

حافظ محمد افضل فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ہے:

''اس وقت زمانہ میں حضرت خواجہ (خان محمد) صاحب کی کوئی نظیر نہیں ہے، شراب معرفت سے بھرے ہوئے کامل و مکمل سالک شیخ ہیں۔'' [۶۳]

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت اقدس سے عقیدت ومحبت

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

''آپ امام وقت ہیں اور آپ مجددی دربار میں ہمیشہ ہی آگے رہتے ہیں''

ایک بار فرمایا:

''حضرت خواجہ خان محمد صاحب بادشاہ وقت ہیں۔''

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت اقدس سے عقیدت ومحبت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے بارے میں فرمایا:

''حضرت خواجہ قبلہ خان محمد صاحب اس وقت قطب الاقطاب ہیں۔''

حضرت میاں عبدالرشید المعروف ''نوٹوں والی سرکار'' کا اظہار عقیدت

حضرت میاں عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

''حضرت خواجہ خان محمد صاحب امام زماں ہو گئے۔'' [۶۴]

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (ہند) کی خدمات

جناب سید احمد ازہر شاہ قیصر مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

''مولانا خان محمد صاحب- خانقاہ سراجیہ (کندیاں، مغربی پاکستان) سے برابر رسالہ کے لیے خریدار بھیجتے رہتے ہیں- مولانا ممدوح نے رسالہ کی توسیع اشاعت کے لیے بڑا کام کیا ہے اس مہینہ بھی تین خریدار مولانا نے مرحمت فرمائے ہیں-''[۶۵]

رشد وہدایت کے سرچشمے

جناب حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں:

''بعض بزرگ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی زندگی کا ہر نقش سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن ستارا ہوتا ہے- جن کی نشست و برخاست، جن کے روزانہ کے معمولات، جن کی صورت و سیرت، جن کی وضع قطع، جن کا لباس، جن کا رہن سہن، جن کی گفتگو، غرضیکہ زندگی کے جس گوشے پر نگاہ ڈالیے اس میں سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک، اتباع سنت کے نقوش، پیروئ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ جلوہ گر نظر آئے گا- یہ بزرگ چلتے پھرتے دین کے پیکر، زہد وتقویٰ کے نمونے، ایثار و محبت کی تفسیریں اور خلق خدا کے لیے رشد و ہدایت کے سرچشمے ہوا کرتے ہیں، مخلوق خدا کی ہدایت کے لیے طولِ کلام اور لمبے چوڑے خطبات کی ضرورت نہیں ہوتی، ان کی خاموشی اور تقویٰ کا رنگ دلوں کو مسخر کرتا چلا جاتا ہے- ان کی وجہ سے دلوں کی کدورت دور ہوتی ہے، ان کی نظر سے روح و جسم کی تمام آلائشیں ختم ہو جاتی ہیں- گناہوں کی گرد دامنوں سے جھڑ جاتی ہے- یہ فیضان نظر ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے- ان کی مجلس کا ایک ایک لمحہ زندگی کا رخ بدلنے، خیالات کا دھارا موڑنے اور رجوع الی اللہ کے لیے کافی ہوتا ہے- ان کی نظر کیمیا اثر روحوں کو اجلا، خیالات کو پاکیزہ اور اعمال کو صالح بناتی ہے- یہ خاموش تعلیم، یہ فیضان نظر، یہ توجہ ہر ایک کا مقدر نہیں ہوتی- اس کے لیے دل میں جستجو کی چنگاری اور طلب صادق کا ہونا ضروری ہے- اللہ تعالیٰ کے مقبول

اور نیک بندوں سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا...... ایسی ہی بزرگ ہستیوں میں حضرت مولانا خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) کی ذاتِ بابرکات ہے۔'' [۶۶]

نوید بخت رسا اور نظر فیض بخش

''اصلاح کے کئی طریقے ہیں۔ گفتگو بھی ایک طریقہ ہے، وعظ بھی ایک طریقہ ہے۔ خاموشی بھی ایک طریقہ ہے۔ بزرگوں کے ہر انداز میں بات کے رشتے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ یہ بھی حضرت کے ذکر کی برکت ہے۔ ہم بھی اس حلقے (مجمع مریدین) کا حصہ بن گئے اور اکتساب فیض میں مصروف ہو گئے۔ اس مردِ بزرگ کی نظر کبھی کبھی اٹھتی جو بخت رسا کی نوید بن جاتی، ہر شخص کو بقدر استطاعت فیض پہنچ رہا تھا۔ دلوں کی اجڑی ہوئی دنیا آباد ہو رہی تھی۔

کتابی درس انسان بھول جاتا ہے، حروف کی شناخت دلوں میں اتنا گہرا اثر نہیں چھوڑتی، الفاظ کو کلام کا یارا نہیں، حافظہ نسیان کا شکار ہو سکتا ہے۔ کتابی علم اپنی محدود دنیا رکھتا ہے۔ مگر باطن کا علم لامحدود ہے، اس سے زمین و آسمان کے علوم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ انسان خبر کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ مشاہدے کی لذت نصیب ہوتی ہے۔ بزرگوں کی ایک نظر سے قلب کی ماہیت بدل جاتی ہے۔ زندگی کے راستے سج جاتے ہیں، عمل کی منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ ایسی ہی نظر مخدومی حضرت مولانا خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) کی ہوتی ہے۔'' [۶۷]

حضرت اقدس کی مجلس میں

حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری قدس سرہ کی مجلس کے انوار

''حضرت (مولانا خان محمد صاحب۔ مدظلہ العالی) سے اجازت لے کر واپس آیا۔ مگر اس صحبت کا سرور رگ و پے میں جاری و ساری ہو گیا۔ سرشاری کا عالم تھا، مدت کے بعد پیاسی آنکھیں ایک بزرگ کی زیارت سے سیراب ہوئی تھیں۔ ان چند لمحوں نے حضرت کے قرب کی خواہش اور ان کی صحبت میں شرکت کی تمنا نے بیکل کر دیا۔ جی چاہتا تھا کہ فانی دنیا کی لذتوں،

دنیوی مصروفیتوں اور دنیوی معاملات سے کنارہ کش ہو کر عمر کے باقی ایام خانقاہ کی پرسکون' ایمان پرور اور روحانی فضا میں بسر کروں' حضرت کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہوں- حضرت کی مجلس میں مجھے اپنے مربی و مرشد حضرت عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ کی مجلس کے انوار نظر آئے- ہر طرف وہی روحانی فضا' وہی تقویٰ و پرہیز گاری کی علامتیں' وہی سادگی' وہی دنیا سے بے رغبتی' وہی متدین اشخاص' وہی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش نظر آئے- یہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور فیض خاص تھا کہ مجھے زندگی میں ایک بار پھر با کمال شخصیت' مقرب بارگاہ الٰہی کے قدموں میں بیٹھنے کا شریف نصیب ہوا- معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی منزل ہے' یہ مسلک بعینہ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے- یہ خانقاہی سلسلہ وہی ہے جہاں سے حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ کو فیض ملا تھا' یہ ایک ہی جادہ' ایک ہی منزل ہے-''[۶۸]

غبار دل دھلنے کا یقین

''حضرت مولانا خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) سے ملاقات کی تمنا نے بے کل کر دیا- آخر ایک روز رخت سفر باندھا- خانقاہ سراجیہ کی حاضری کے لیے گھر سے نکل پڑا- یہ تنہا سفر تھا- مگر میرے ساتھ تو خیالات کا ہجوم تھا- میرے دل میں تو محبت کی قندیلیں جگمگا رہی تھیں' راستہ آرزوؤں کے حسین پھولوں سے مہک اٹھا- تصورات کی محفل سجی ہوئی تھی- ذہن پر پہلی ملاقات کے نقوش تاباں ہو گئے- اس تصور نے خلوت جاں میں مسرت و شادمانی کے فانوس روشن کر دیے کہ پھر وہی صحبت ہوگی- وہی کرم کی گھڑیاں لوٹ آئیں گی- دل کا غبار دھل جائے گا- زندگی کو اجالے میسر آئیں گے- خدا جانے راستے میں محبت و عقیدت' وارفتگی و شیفتگی کے کتنے چراغ جلے' کتنے پھول کھلے جنہوں نے مشام جان کو مہکایا''[۶۹]

خوشبوئے تقویٰ

''حضرت کی زیارت کے لیے دل بے تاب تھا- ایک ایک لمحہ اشتیاق زیارت زیادہ کر

رہا تھا۔ نظر سوئے در لگی تھی کہ وہ رخ انور نظر آئے جس کی زیارت کے لیے آنکھیں ترستی ہیں۔ آخر نماز مغرب کا وقت ہوا۔ حضرت اپنی قیام گاہ سے تشریف لائے۔''[۷۰]

''طویل قامت' کشادہ پیشانی' متبسم لب' خاموش طبیعت' سادگی کا مرقع' لطافت کا پیکر' محبت وشفقت کا مرکز[۷۱] (مثل ماہ کامل طلوع ہوا[۷۲]) حضرت مختصر سی پگڑی باندھے ہوئے تھے' کندھے پر رومال' تہبند اور لمبا کرتا لباس تھا۔ لباس کی سادگی میں تقویٰ کی خوشبو شامل تھی۔ دروازے سے باہر زائرین اور خدام انتظار میں تھے۔ حضرت نے متبسم لبوں سے سب کی طرف دیکھا' دل کی کلی کھل اٹھی۔ سب کو انتظار کا صلہ مل گیا۔''[۷۳]

خشوع وخضوع اور مقام احسان

''زندگی میں کئی بزرگوں کی اقتدا میں نمازیں ادا کی تھیں۔ بعض اوقات روحانی کیف بھی حاصل ہوا۔ مگر حضرت (مولانا خان محمد صاحب) کے نماز پڑھانے کے انداز نے ان کی شخصیت نمایاں کر دی۔ ان تین رکعتوں کی ادائیگی میں ان کے تقویٰ نے ان کی بزرگی کے پہلو نمایاں کر دیے۔ اس خشوع وخضوع کے ساتھ حضرت کو نماز ادا کرتے دیکھ کر خدائے واحد و قدوس کی عظمت اور جلال کے نقوش دل پر مرتسم ہو گئے۔ یہ خضوع وخشوع اور حضور قلب ''اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ''(المومنون:۲) کی تفسیر نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے جن خوش قسمت انسانوں کو اپنی معرفت سے نوازا ہے۔ ان کے قلوب میں کس درجہ خشیت پیدا کر دی ہے۔ انتہائی سکون کے ساتھ رکوع وسجود ہو رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ مقام احسان پر ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کی شہادت مل رہی تھی۔ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ نماز ایسے پڑھو جیسے کہ تم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ مقام میسر نہ آئے تو یوں خیال کرو کہ خالق کائنات تمہیں دیکھ رہا ہے۔''[۷۴]

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش

''حضرت (مولانا خان محمد صاحب) نماز ادا کر کے اپنے حجرے کے باہر تشریف فرما ہوئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا چلتے ہوئے جسموں کو راحت پہنچا رہی تھی۔ کھلی فضا میں گرمی کا احساس تک نہیں تھا۔ حضرت کے اردگرد دور سے آئے ہوئے مریدین اور معتقدین کا حلقہ تھا۔ وہی خاموشی وہی دلنشین سکوت تھا۔ جس کا اس مضمون کے آغاز میں ذکر کر چکا ہوں۔ اکتساب فیض ہو رہا تھا۔ حضرت نے مجھ سے نعت سنانے کی فرمائش کی۔ حضرت کی آواز پر حاضرین نے یوں سر اٹھایا جیسے کسی مقدس سفر سے لوٹے ہوں۔ حضرت نے نعت سنی۔ میرے دامن میں سعادتوں کے خزانے سمٹ آئے' یہ میرے لیے انتہائی اعزاز کی بات تھی کہ اہل دل حضرات کے حلقے میں ایک خدارسیدہ بزرگ کی موجودگی میں بارگاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنا نذرانہ' اپنا ہدیہ نعت پیش کروں' یہ بابرکت مجلس نماز عشا تک جاری رہی۔ حضرت چند جملے ارشاد فرماتے۔ پھر مراقبے کی سی کیفیت طاری ہوتی جاتی۔ اس مجلس کا اختتام اذان کی آواز پر ہوا۔''[۵۷]

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعا فرمانا

جناب حافظ لدھیانوی رقم طراز ہیں:

''حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی میرے غریب خانے پر صبح کے ناشتے پر تشریف لائے۔ خدام اور مریدین ساتھ تھے۔ میں نے اپنے تازہ نعتیہ مجموعہ ''نشید حضوری'' کی ایک طویل نعت ''واردات دل'' کے عنوان سے حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ یہ ایک طویل نعت درد مہجوری اور محرومی زیارت دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تاثرات لیے ہوئے تھی۔ حضرت نے نہایت محویت کے عالم میں نعت سماعت فرمائی۔ مدینہ منورہ کی حاضری کی تڑپ اشکوں کی صورت میں رونما ہوئی۔ حضرت کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ مجھ پر رقت کا عالم تھا۔ اشکوں میں بھیگے ہوئے اشعار حضرت کی خدمت میں پیش کر رہا تھا۔ اہل مجلس رو رہے

تھے- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت نے اشکوں کا روپ دھار لیا- نعت کے اشعار دلوں کی دھڑکن بن گئے- اس طویل نعت کے چند اشعار درج کر رہا ہوں تا کہ قاری بھی اس کیفیت سے لطف اندوز ہو سکے- شاید ان اشعار پر اس کا کوئی آنسو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا سبب بن جائے:

میں ایک بدنصیب کہ ہوں دور آج تک — سوز غم فراق سے ہوں چور آج تک

اس عمر کے پچاس برس رائیگاں گئے — میں رہ گیا' ہزار وہاں کارواں گئے

یہ بے نوا فقیر بھی ہے آپ کا غلام — غربت کی تجھ کو لاج ہے اے رحمت تمام

تجھ پر ہر ایک دل کی حقیقت ہے آشکار — تجھ پر ہے آشکار مرا سارا حال زار

کس کی بساط تیری ثنا کر سکے رقم — ہر شعر میری نعت کا ہے مظہر کرم

مجھ کو عطا ہوئی ہے جو کیفیت کلام — لکھ دیں حضورؐ اذن حضوری بھی میرے نام

آنکھوں کو نور دل کو بصیرت عطا ہوئی — مجھ سے بشر کو تیری محبت عطا ہوئی

مجھ کو عطا ہوئی ہے جو یہ نعمت جنوں — میں کس زباں سے شکر ترے لطف کا کروں

میری زبان گنگ ہے' محدود فکر ہے — کیا کم کروں ہے میری زباں خود ذکر ہے

کب سے ہوں بے قرار حضوری کے واسطے — مجھ کو بھی اپنے لطف سے سرشار کیجیے

بام و در حرم سے نظر سرفراز ہو — آقاؐ مرے نصیب قیام حجاز ہو

ہو جائے اس طرف بھی اگر چشم التفات — ڈھل جائے صبح نور میں میری سیاہ رات

اس نعت کے ستر کے قریب اشعار اسی سوز و دردمندی کے آئینہ دار تھے- نعت ختم ہوئی حضرت کچھ دیر خاموش رہے' ایک بار نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا یہ میری نعت کی حسیں تریں داد تھی- یہ ایک نظر محبت کے انداز لیے ہوئے تھی- سب اہل محفل اس داد میں شامل نظر آئے-

حضرت نے خلاف معمول طویل دعا کی' مقبولیت کے لمحات تھے- خاموش دعا کا ہر لمحہ باب اثر تک پہنچ گیا- دربار اقدس میں حاضری کی تڑپ' درد مہجوری اور محرومی کی تفسیر بن گیا- دعا کے دوران ہی سکون واطمینان کی کیفیت پیدا ہو گئے- یوں محسوس ہوا جیسے حضوری کا مژدہ سنا رہا ہو' کہہ رہا ہو کہ فراق و مہجوری کی گھڑیاں ختم ہونے والی ہیں- بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

حضوری کا وقت قریب ہے۔ میرا جسم خوشبو کے جھونکے سے معطر ہو گیا۔ یہ کامرانی اور قبولیت دعا کی نشانی تھی۔ حضرت نے دعا کے بعد مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا' یہ مسکراہٹ مبارک باد معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضرت کی دعا کے طفیل اسی سال حج کی سعادت نصیب ہوئی اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہء اقدس پر حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ [۶۷]

مقرب بارگاہ الٰہی اور مرجع خلائق شخصیت

جناب حافظ لدھیانوی ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) کی رفاقت میں حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ کے عرس مبارک میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت خانقاہ (مجددیہ) کے ایک کمرے میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت کے ہمراہ چند معتقدین تھے۔ حضرت کی خدمت میں دور دراز جگہوں سے آئے ہوئے لوگ حاضر ہوتے۔ بعض اوقات کمرہ زائرین سے بھر جاتا۔ ملاقاتی خاموشی سے حضرت کی خدمت میں حاضر رہتے' حضرت اپنے ہی عالم میں ہوتے مگر ہر شخص محسوس کرتا کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ایک مقرب بارگاہ الٰہی سے اکتساب فیض کر رہا ہے۔ دوران قیام حضرت کی شخصیت مرجع خلائق بنی رہی۔'' [۶۷]

''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر حضرت بہت مسرور نظر آتے' معلوم ہوتا کہ حضرت کو روحانی دفینہ ہاتھ لگا ہے۔ ہم نے حضرت کی معیت میں دوسرے مزارات پر بھی حاضری دی۔ حضرت مزار پر کچھ دیر مراقبہ کرتے' معلوم ہوتا روحوں کا اتصال ہو رہا ہے' گفتگو ہو رہی ہے' اکتساب فیض ہو رہا ہے۔ ختم شریف میں حضرت کو جہاں جگہ مل گئی' مؤدب ہو کر بیٹھ گئے۔ مگر بہت سی نگاہوں کا مرکز حضرت کی شخصیت رہی۔'' [۶۸]

زیارت مزارات مقدسہ

جناب محمد اشفاق اللہ واجد مجددی لکھتے ہیں:

آپ ہر سال امام سلسلہ قیوم زماں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے مزار پر قدم بوسی کے لیے جاتے ہیں۔صد سالہ تقریبات دارالعلوم دیو بند (ہندوستان) میں شرکت کے لیے عازم سفر ہوئے۔دہلی میں حضرت شیخ غلام علی دہلوی قدس سرہ کی خانقاہ شریف میں قیام فرمایا۔بعد ازاں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ' حضرت شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ' محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ' حضرت امیر خسروؒ اور قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مزارات پر حاضری دی۔

ایک بار سڑک کے ذریعے عازم حج ہوئے تو بغداد شریف جانے کا خصوصی عزم فرمایا اور محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مزار پر انوار کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔چند روز بغداد میں قیام فرمایا اور ہر روز نماز عشاء کے بعد محبوب سبحانی قدس سرہ کے مزار مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔

اسی سفر میں بغداد شریف سے بارہ کلومیٹر دور حضرت سلمان فارسی قدس سرہ کے مزار مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔زیارت کے بعد حضرت سلمان فارسی قدس سرہ کے مزار مبارک پر مراقبہ فرمایا اور بعد ازاں اپنے احباب سے فرمایا: "کاش خانقاہ شریف کی ذمہ داریاں مجھ پر نہ ہوتیں اور دو ساتھی میرے ساتھ ہوتے۔تمام زندگی حضرت سلمان فارسی کی خدمت میں مراقبوں میں گزار دیتا۔" [۷۹]

آپ جب بھی خانقاہ سراجیہ شریف سے سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو گھر سے تیار ہو کر آتے ہی سیدھے مزارات (حضرات کرام) خانقاہ شریف پر حاضری دیتے ہیں۔اس کے بعد سفر پر روانگی ہوتی ہے۔اسی طرح جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے ہیں تو (اول) مزارات (حضرات کرامؒ) خانقاہ شریف پر حاضر ہوتے ہیں اور پھر اندرون خانہ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ [۸۰]

اعتدال پسندی

حضرت امام طریقت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم مذہباً حنفی المسلک ہیں اور

مشرباً نقشبندی مجددی طریقہ ہیں- اعتدال پسند طبیعت رکھتے ہیں، تشدد کے بالکل حامی نہیں-
آپ فرمایا کرتے ہیں ''بعض فروعی مسائل پر خود عمل کرتا ہوں اور ساتھیوں سے نہیں کہتا- بعض
فروعی مسائل پر ساتھی عمل کر لیتے ہیں، خود نہیں کرتا-''[۸۱]

تعلّی سے اجتناب

آپ کے حلقہء عقیدت میں تمام مسالک کے لوگ شامل ہیں- حضرت خواجہ کی مجلس میں
بیٹھیں، تعلّی کی بات آپ کی زبان سے نہیں سنی گئیں- احوال کے اخفاء کو بہت پسند کرتے ہیں-
لاکھوں باتیں جوش دلانے کی کرتے جائیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ کا سینہ مبارک جوش
میں آ کر باطن کی کوئی خبر دے-[۸۲]

طرز کلام اور خورد ونوش

مجلس میں کھانا کھائیں یا تنہائی میں اکیلے ہی نوش فرمائیں، سلیقہ زندگی کو پیش نظر رکھتے
ہیں- اکثر وبیشتر خاموش ہی رہتے ہیں- بہت کم بات کرتے ہیں- خدام نے کوئی سوال کیا،
مختصر سا جواب دے دیا- البتہ اگر کوئی طریقہ مجددیہ کے بارے میں پوچھے تو اس کو تفصیل کے
ساتھ بات سمجھاتے ہیں- بات پوری توجہ سے سنتے ہیں- خادموں کی تربیت مجددی طریقے
کے عین مطابق فرماتے ہیں-[۸۳]

معمولات مبارک[۸۴]

آپ ہمیشہ نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرتے ہیں- جب ضعف بدن نہیں بڑھا تھا تو
تمام نمازوں کی امامت آپ خود ہی کراتے تھے- فجر کی سنتیں گھر پر ادا فرماتے ہیں-

نماز فجر اور ختم خواجگان

نماز فجر کے بعد ختم خواجگان نقشبندیہ حلقہ کی صورت میں پڑھتے ہیں۔ پھر اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

مراقبہ

خدام کے ساتھ مراقبہ کرتے ہیں۔ تمام خدام کو توجہ باطنی سے نوازتے ہیں۔ مراقبہ کا معمول سفر و حضر میں جاری رہتا ہے۔ ادائیگی فرائض کے بعد حضرات مجددیہ کے نزدیک مراقبہ ہی اصل راس المال ہے۔ جن ساتھیوں نے جانا ہوتا ہے، ان کو اپنی دعاؤں سے رخصت فرماتے ہیں۔

ناشتہ

اس کے بعد حویلی میں (گھر) تشریف لے جاتے ہیں۔

خطوط کے جواب

۹ بجے کے قریب دوبارہ زیب مسند ہوتے ہیں۔ خادموں کو خطوط کے جواب اپنے ہاتھ سے تحریر فرماتے ہیں۔

دوپہر کا کھانا اور قیلولہ

۱۲ بجے دن کے کھانا تناول فرماتے ہیں پھر دوپہر قیلولہ فرماتے ہیں۔

نماز ظہر

نماز ظہر سے پہلے مسواک کے ساتھ وضو بناتے ہیں۔ چار رکعت سنت گھر پر ہی ادا

فرماتے ہیں- پہلے آپ سنت ادا کرنے کے بعد تلاوت کلام مجید کیا کرتے تھے-

ختم مجددی اور ختم معصومی

نماز ظہر مسجد میں ادا کرنے کے بعد ختم مجددی اور ختم معصومی پڑھاتے ہیں- حلقہ میں توجہ باطنی بھی جاری رکھتے ہیں- اپنے کمرے میں تشریف لاتے ہیں- مخلوق خدا سے ملتے ہیں اور ان کے مسائل پوری توجہ سے سنتے ہیں-

نماز عصر اور ختم خواجگان

نماز عصر کے بعد ختم خواجگان پڑھاتے ہیں-

نماز مغرب

نماز مغرب کے لیے مسواک کے ساتھ وضو نیا کرتے ہیں- بعد نماز مغرب پہلے آپ اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرماتے ہوتے تھے- اب آپ سیدھا حویلی چلے جاتے ہیں-

نماز عشاء

نماز عشاء کے بعد کچھ دیر کے لیے ساتھیوں میں بیٹھتے ہیں اور توجہ باطنی ان پر فرماتے ہیں-

نیند اور نماز تہجد

رات دس بجے کے قریب اندرون خانہ تشریف لے جاتے ہیں- آپ سوتے بہت ہی کم ہیں- وقت تہجد جاگتے ہیں- مسواک کے ساتھ وضو تازہ بناتے ہیں- پھر اپنے رب جلیل و کریم سے محو راز و نیاز ہو جاتے ہیں-

کھانے کا معمول

آپ کھانا بہت کم تناول فرماتے ہیں۔ آپ کی زبان مبارک سے کبھی یہ نہیں سنا کہ فلاں چیز کو دل چاہتا ہے۔ کھانے میں کوئی چیز ناپسند نہیں۔

کسی کو تکلیف نہ دینا

آپ کو کھانسی کی تکلیف بہت رہتی تھی۔ سفر میں خادموں کے ہاں دعوت ہوتی۔ دستر خوان پر چاول لگا دیے جاتے تو خاموشی سے آپ کھا لیتے ہیں۔ خود تکلیف برداشت کرتے لیکن کبھی بھی صاحب خانہ کی دل شکنی نہیں فرمائی۔

چائے نوشی

ناشتہ پر اچھی چائے ہو تو دو کپ نوش فرماتے ہیں۔ عصرانہ کی چائے پر بھی دو ہی کپ نوش فرماتے ہیں۔

سوتے وقت

رات سوتے وقت گرم دودھ کا گلاس پسند فرماتے ہیں۔ بستر پر لیٹ کر ایک تسبیح استغفار کی ضرور پڑھتے ہیں۔

ہر کام میں اتباع سنت

آپ ہر کام دائیں طرف سے کرتے ہیں۔ قمیض پہننی ہو تو پہلے دایاں بازو ہی ڈالیں گے۔ شلوار دائیں پاؤں سے ہی پہنتے ہیں۔ قمیض اتارتے ہوئے پہلے دایاں بازو نکالتے ہیں۔ پھر بایاں بازو۔ اس طرح شلوار نکالتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے، پھر دایاں پاؤں نکالتے ہیں۔ پاؤں میں جوتا ڈالتے ہوئے بھی دایاں پاؤں پہلے ڈالتے ہیں۔ جوتا سے پاؤں باہر نکالتے

ہوئے بایاں پاؤں پہلے باہر رکھتے ہیں- پھر دایاں پاؤں باہر نکالتے ہیں-

استنجا میں ڈھیلہ مٹی کا استعمال فرماتے ہیں- سفر وحضر میں مٹی کے ڈھیلے ساتھ رکھتے ہیں- جب سے ٹیشو پیپر مارکیٹ میں دستیاب ہے' اب اس کا استعمال فرماتے ہیں-[۸۵]

لباس مبارک

آپ لباس سفید ہی پسند فرماتے ہیں- زیادہ تر چادر (تہبند) باندھتے ہیں- قمیض سفید استعمال فرماتے ہیں- چادر رنگ دار بھی ہو تو کوئی بات نہیں- سردیوں میں ایک رنگ کا گرم شلوار قمیض بھی استعمال فرما لیتے ہیں- موسم گرما ہو یا سرد آپ سر پر پگڑی ضرور باندھتے ہیں- پگڑی کا شملہ ضرور چھوڑتے ہیں- کبھی کبھی کپڑے کی ٹوپی بھی سر پر رکھتے ہیں- لباس صاف ستھرا پسند فرماتے ہیں- ایک عدد رومال کندھے پر ہمیشہ ہی رہتا ہے- چلتے ہوئے دست اقدس میں چھڑی ضرور رکھتے ہیں-[۸۶]

باطنی انوار کی بارش اور بندہ نوازی

مجلس میں توجہ باطنی کی بارش سب پر برابر فرماتے ہیں (ارادتمند حاضرین) امیر ہوں یا غریب' سب سے یکساں سلوک سے پیش آتے ہیں-

درد دل رکھتے ہیں- خدام کے ناگفتہ بہ حالات سن کر پریشان ہو جاتے ہیں اپنے ساتھیوں (احباب وعقیدت مندوں) کی ظاہری وباطنی ترقی پر بہت خوش ہوتے ہیں-

اپنے مشائخ کے طریقہ کے عین مطابق زندگی بسر فرماتے ہیں- آپ فرماتے ہیں "جتنا کوئی طریقہ پاک سے دور ہوگا' برکتیں بھی اتنی ہی کم نصیب ہوں گی-"[۸۷]

حضرت اقدس بحیثیت عادل باپ

آپ اپنی اولاد میں عدل کے ساتھ برتاؤ فرماتے ہیں- آپ سب سے یکساں برتاؤ فرماتے ہیں- صاحبزادہ عزیز احمد صاحب بڑے صاحبزادے ہیں' جب تک آنمحترم دار العلوم

کبیر والا- ملتان میں زیر تعلیم رہے ہیں حضرت اقدس وہاں چھوڑنے خود ساتھ تشریف لے جاتے- صاحبزادہ محترم نے جب گھر آنا ہوتا تو آپ خود کبیر والا لینے کے لیے تشریف لے جاتے- صاحبزادہ خلیل احمد صاحب' صاحبزادہ رشید احمد صاحب' صاحبزادہ سعید احمد صاحب اور صاحبزادہ نجیب احمد صاحب کے ساتھ بھی یہی عمل روا رکھا- حج پر باری باری تمام صاحبزادگان گرامی کو ان کے اہل خانہ کرام کے ہمراہ ساتھ لے گئے ہیں- آپ اپنی اولاد بہت زیادہ شفیق ومہربان ہیں [۸۸]

حضرت مخدوم زمان کا عزیز واقارب سے حسن سلوک

آپ کا اپنے عزیز واقارب کے ساتھ مثالی قسم کا سلوک ہے' تمام عزیزوں کی اولادوں پر دست شفقت رکھا ہوا ہے- ان کی ضروریات کا خیال ہمیشہ کرتے ہیں- عزیز واقارب کے کاموں کی غرض سے خود متعلقہ آدمی کے پاس جاتے ہیں- چھوٹے بھائی جناب ملک محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱ اپریل ۲۰۰۱ء) کے ساتھ مثالی برتاؤ رہا ہے- خانگی امور میں ان کو ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے- بھائی سے مثالی حسن سلوک فرماتے تھے اور آپ کے برادر محترم بھی آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے- [۸۹]

اولاد شیخ اور اساتذہ کا ادب

آپ نے سولہ برس تک اپنے شیخ ومرشد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کی خدمت کی- اپنے شیخ مکرم کے ادب کا یہ حال تھا کہ جب کبھی انہوں نے آپ کو یاد کیا تو (پاسِ ادب سے) آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا-

آپ نے اپنے شیخ مکرم کے وصال مبارک کے بعد ان کی اولاد کا ہمیشہ اکرام واحترام کیا- حضرت صاحبزادہ محمد عابد مرحوم ومغفور کا بہت ہی اکرام کیا کرتے- سفر وحضر میں ان کو ساتھ رکھتے- صاحبزادہ مرحوم ومغفور نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ہوئی تھی- لہٰذا وہ بھی ہمیشہ ایک خادم کی حیثیت سے آپ کی خدمت کیا کرتے تھے- حضرت اقدس نے اپنے

مرشدزادہ کا احترام اپنے شیخ مکرم کی نسبت سے بھی کیا اور اپنی اولاد کی مانند بھی سلوک روا رکھا۔ اسی طرح اپنے شیخ مکرم کی صاحبزادی محترمہ کے ساتھ بھی اپنی بیٹی جیسا سلوک فرماتے ہیں۔

آپ اپنے اساتذہ کی اولاد کا بھی ہمیشہ احترام فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ کے صاحبزادے حضرت محمد بنوری رحمۃ اللہ علیہ جب بھی خانقاہ سراجیہ تشریف لاتے، حضرت اقدس ان کا بہت احترام فرماتے۔ اسی طرح مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ (انڈیا) کا بھی بہت احترام فرماتے ہیں۔ امام الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی اولاد گو حضرت اقدس سے بیعت ہے لیکن اپنے استاد مکرم کی اولاد کے ناطے سے ان کا بہت احترام فرماتے ہیں۔ [۹۰]

۱۹۷۴ء کی ختم نبوت تحریک کے دوران جامع مسجد، کچہری بازار، فیصل آباد میں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کا جلسہ تھا۔ حضرت بنوریؒ کراچی سے تشریف لائے، مفتی زین العابدین صاحب کی رہائش گاہ پر قیام پذیر تھے۔ حضرت مخدوم زماں خواجہ خواجگان خان محمد مدظلہ اپنے استاد مکرم کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت بنوریؒ نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا۔ آپ حضرت بنوریؒ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ امام الحدیث حضرت بنوریؒ نے آپ سے فرمایا۔ آپ ایسا نہ کریں لیکن حضرت خواجہ مدظلہ دوزانو ہی بیٹھے رہے، گفتگو کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ حضرت علامہ سید بنوریؒ مجلس سے جانے کے لیے اٹھے۔ آپ نے حضرت بنوریؒ کا جوتا اٹھایا اور ان کے سامنے رکھا۔ انہوں نے کچھ بھی نہ کہا۔ دونوں حضرات ایک دوسرے کو الوداع کہنے کے لیے باہر تشریف لائے۔ بوقت رخصت حضرت بنوریؒ نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ [۹۱]

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

''مشفق استاد اور محسن و محترم بزرگ''

حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی نے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک مضمون ان کے وصال کے بعد تحریر فرمایا اور ہفت روزہ ''خدام

الدین'' کے ایڈیٹر صاحب کو بھیجتے وقت گرامی نامہ میں تحریر فرمایا:

''یاد فرمائی کا شکریہ- آپ کو معلوم ہے کہ فقیر اہل قلم میں سے نہیں- نہ کبھی اس طرح کی تحریروں کا بالعموم اتفاق ہوتا ہے لیکن حضرت مولانا بنوری فقیر کے مشفق استاد بھی تھے اور محسن و محترم بزرگ بھی، اس لیے چند سطور پیش خدمت ہیں- پسند آ جائیں تو درج رسالہ فرما دیں ورنہ ''کالائے بد بریش خاوند-''[92]

''حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری بن حضرت سید محمد زکریا بنوری رحمہم اللہ تعالیٰ فقیر کے مشفق استاد تھے اور شفقت و محبت سے اپنا خادم اور ساتھی بھی تصور فرماتے تھے-

وہ ہنس مکھ نورانی چہرہ اور میٹھی میٹھی رس بھری باتیں جو کانوں میں شیرینی گھول دیتی تھیں اور دل و دماغ کو تری و تازگی بخشتی تھیں- تو ان کو ''رحمۃ اللہ علیہ'' لکھنے سے دکھ ہوتا ہے- لیکن جب سب نے اسی راستے پر چلنا ہے تو اس شعر میں کوئی جدت اور ندرت باقی نہیں رہ جاتی:

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
زجام دھر مئے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَان

بہر حال دعا ہے کہ ''رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً'' فقیر کو شوال ۱۳۶۰ھ سے شعبان ۱۳۶۱ھ تک جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (انڈیا) میں حضرت مولانا مرحوم سے سبعہ معلقہ، مقامات حریری اور ادبی متوسطات پڑھنے کا اتفاق ہوا تھا-

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں حضرت سیدی و مرشدی مولانا محمد عبداللہ صاحب نور اللہ مرقدہ جانشین قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، بانی خانقاہ سراجیہ، کندیاں ضلع میانوالی کے وصال کے بعد خانقاہ سراجیہ کی خدمت کا بوجھ جب فقیر کے کندھوں پر آ پڑا تو اس کے بعد ایک دفعہ حضرت مولانا مرحوم خانقاہ شریف رونق افروز ہوئے- سوئے قسمت سے فقیر ہری پور ہزارہ کے سفر پر تھا- خانقاہ شریف سے واپسی پر حضرت مولانا بھی اپنے محترم داماد مولانا محمد طاسین صاحب کو ملنے ہری پوری ہزارہ تشریف لائے تو وہاں ہری پور کے موضع درویش میں قاضی محمد شمس الدین صاحب کے مکان پر فقیر کو ملنے تشریف لائے اور بڑی محبت اور دلچسپی سے خانقاہ شریف کے پر سکون ماحول اور عظیم کتب خانے کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا:

جی چاہتا ہے کہ علمی کام کے لیے آدمی خانقاہ شریف میں آ جائے کیونکہ ہر طرح کا سکون اور یکسوئی جس طرح وہاں میسر ہے کراچی جیسے معروف شہر میں اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر جبکہ اتنا عظیم اور جامع کتب خانہ بھی دسترس میں ہو۔

پاکستان کے اہل علم بلکہ عوام تک کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا بنوریؒ پورے عالم اسلام کی چند اہم شخصیتوں میں سے ایک تھے، بڑے بڑے عظیم علمی اور تصنیفی و تدریسی کام انجام دیے۔ عجمی ہونے کے باوجود عربی پر وہ دسترس تھی کہ دمشق و قاہرہ بلکہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے ادیب علماء مولانا کی رواں عربی تقریروں کو بڑی دلچسپی اور توجہ سے سنتے تھے اور مولانا کے ایک ایک جملے پر بے ساختہ جھوم جھوم کر داد دیتے تھے۔

اور باایں عظیم کمالات قابلیت و مقبولیت مولانا کی خاص بات یہ تھی کہ کوئی دنیاوی جائیداد نہیں چھوڑی اور کمال بے نفسی کی حد یہ ہے کہ جامعہ اسلامیہ اور جامع مسجد نیوٹاؤن، کراچی کی عظیم عمارات کے بانی نے اُن عمارات پر تو لاکھوں روپے خرچ کر ڈالے مگر اپنا ذاتی جھونپڑا تک بنانے کی نہ فرصت ملی نہ وسعت! مدت العمر ایک اینٹ پر دوسری اینٹ تک رکھنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ تقریباً ۶ فٹ چوڑا اور ۸ فٹ لمبا کمرہ مولانا کا کمرہ طعام بھی، پھر یہی کمرہ ملاقات (ڈائننگ روم) بھی تھا اور پھر یہی کمرہ دار التصنیف بھی تھا، عظیم علمی تصنیفات اسی مختصر کمرے میں انجام پائیں۔

دین اور خدمت دین حضرت مولانا کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ حتیٰ کہ سفر آخرت بھی ایک دینی سفر کے سلسلے میں پیش آیا کہ اسلامی مشاورتی کونسل کے اجلاس میں شمولیت کے لیے راولپنڈی تشریف لائے تھے اور دین کی راہ میں غریب الوطنی کی وفات حسرت آیات سے دو چار ہوئے۔ ہزاروں اشکبار آنکھوں نے راولپنڈی میں نماز جنازہ ادا کی اور لاکھوں جگر فگار سینوں نے کتاب وسنت کی اس امانت کو سینۂ زمین کے اندر مستور کیا:

رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں [۹۳]

”میرے مخدوم ومکرم“ [۹۳]

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

کے بارے میں حضرت اقدس کا اظہار خیال

مفتی صاحب میرے مخدوم ومکرم تھے- ان سے تعلق بھی پرانا تھا اور رشتہ محبت بھی قدیم- پہلی ملاقات ۱۹۵۲ء میں ہوئی- حضرت والا محترم اس وقت بقید حیات تھے- مفتی صاحب کو انہوں نے کندیاں شریف بلایا تھا- ان کی آمد یہاں ایک فتوے کے سلسلے میں ہوئی تھی- ہمارے یہاں دو خاندانوں کا مسئلہ طلاق پر باہمی جھگڑا تھا- ایک عورت کو طلاق ہوئی۔ ایک فریق کہتا تھا طلاق ہوگئی ہے اور دوسرا اس سے مختلف موقف رکھتا تھا- علاقے کے علمائے کرام اور مفتیان عظام اس مسئلے پر اپنی رائے پیش کر چکے تھے لیکن جھگڑا ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا- غالباً یہ لوگ حضرت کے پاس یہ پوچھنے کے لیے آئے کہ ان کی نظر میں جو مفتی سب سے زیادہ قابل اعتماد ہو اس کا نام پتہ بتا دیں- حضرت نے مفتی محمود کا نام تجویز کیا اور خود ہی ان کو کندیاں شریف اپنا مہمان بنا کر بلایا-

مفتی محمود صاحب نے مقامی علماء سے بات چیت کی، فریقین کا موقف معلوم کیا، پھر فریقین کی براہ راست بات سنی، ان کے موجودہ اور سابق موقف کا موازنہ کیا- پھر جب وہ ایک نتیجے پر پہنچ گئے تو اپنا آخری فیصلہ سنا دیا- ان کا فیصلہ وہی تھا جو دوسرے علماء پہلے دے چکے تھے لیکن طریق معلومات اور طرز استدلال انوکھا تھا- چونکہ وہ اس وقت نوجوان تھے، زیادہ پختہ عمر نہیں تھے، اس لیے مقامی علماء میں ان کی ذات موضوع گفتگو بن گئی- اس بحث میں ان کے معاصرین ان کی علمی لیاقت پر اظہار حیرت کر رہے تھے- بعض حضرات نے ہمارے حضرت سے سوال کیا کہ آپ کی نظر انتخاب ان پر پڑنے کا کیا سبب ہے؟ حضرت نے اس وقت علماء کو جو مختصر سا جواب دیا تھا، وہ یہ تھا: ”یہ گوہر قابل ہے- اس کی حفاظت کرو، اس پر نظر رکھو- اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بڑا کام لے گا-“

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہ سراجیہ سے بڑی عقیدت تھی اور اکثر و بیشتر یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔مخدوم زماں حضرت خواجہ خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے بعد ایک انٹرویو ہفت روزہ ترجمان اسلام (لاہور) کو دیا جو اپریل ۱۹۸۱ء میں طبع ہوا۔اس میں آپ نے مفتی صاحبؒ کے بارے میں فرمایا:

جامع شخصیت

''حضرت مفتی صاحب کی شخصیت ایک جامع شخصیت تھی۔علمی، فقہی، مذہبی اور سیاسی۔ غرض یہ کہ وہ ہر فن میں درجہء اولیٰ کی قابلیت رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ نے انہیں فہم و فراست کا وافر انعام عطا فرمایا تھا۔حضرت مفتی صاحبؒ عالموں میں جید عالم، قرأت میں سبعہ عشرہ کے قاری، مقررین میں پانچ زبانوں کے قادر الکلام مقرر، قائدین میں صاحب فکر قائد، مفسرین میں بہترین مفسر، فقیہوں میں بالغ النظر فقیہ، سیاست دانوں میں مدبر سیاست دان، غرضیکہ قائد تحریک اسلامی کی شخصیت ایک پہلو دار شخصیت تھی۔بزرگوں کا مقولہ ہے کہ ''یک من علم را دہ من عقل باید'' بلکہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ تو فرمایا کرتے تھے۔ ''یک من علم را سو من عقل باید'' اور حضرت مفتی صاحب واقعی اس کے مصداق اور حامل تھے۔''

مفتی صاحبؒ کی جامعیت کا اثر

''میں مفتی صاحب کی جامعیت سے متاثر ہوا ہوں۔عموماً یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ اچھا خطیب بہترین ادیب نہیں ہوتا، مدرس ہو تو درس و تدریس کے علاوہ کسی اور کام کا نہیں رہتا۔مذہب میں دلچسپی رکھنے والا سیاست کے امور سے نابلد ہوتا ہے۔مگر اس کے برعکس حضرت مفتی صاحبؒ نے ہر میدان میں اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔مدرسین میں ان کے پائے کے مدرس بہت کم ہوں گے اور جب سیاسی حیثیت دیکھی جائے تو مفتی صاحب کی سیاسی بصیرت اور ذہنی فراست سے متاثر ہو کر انہیں اس وقت نو جماعتوں کا سربراہ بنایا گیا جب کہ علماء

کو ویسے ہی حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔''

مفتی صاحبؒ کی روحانی حیثیت

''گو بظاہر انہوں نے (مفتی صاحبؒ) نے کسی کو بیعت نہیں کیا' مگر وہ چاروں روحانی سلاسل میں بیعت کے مجاز تھے اور ان کا سلسلہ مرشد السید مولانا عبدالعزیز ابن عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت مجدد الف ثانیؒ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ جاتا ہے۔''

مفتی صاحبؒ کا تقویٰ

''غالباً ۷۷-۱۹۷۶ء میں ہم اکٹھے حج پر روانہ ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں طواف کے دوران انہیں (مفتی صاحب کو) پاؤں کے زخم کا احساس نہ ہوا۔ منیٰ میں پہنچ کر انہیں احساس ہوا کہ انگوٹھے کا ناخن اکھڑا ہوا ہے اور انہیں شک گزرا کہ ممکن ہے میرا طواف نہ ہوا ہو' لہٰذا وہ ناخن کٹوا کر دوبارہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور طواف زیارت کا اعادہ فرمایا۔ اس واقعہ سے ان کی پرہیزگاری اور ان کے تقویٰ کا پتہ چلتا ہے۔''

مشفق ومہربان رفیق

''بحیثیت ایک رفیق میں نے انہیں ہمیشہ مشفق ومہربان پایا۔ حضرت مفتی صاحبؒ متعدد بار خانقاہ شریف حاضری کے لیے تشریف لائے۔ ایک مرتبہ موسم گرما میں بغیر پروگرام کے اچانک تشریف آوری ہوئی تو فرمایا کہ ادھر سے گزر رہا تھا تو حاضری کے لیے چلا آیا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں خانقاہ کے پاس سے بغیر حاضری دیے گزر جاؤں۔''

مفتی صاحب کی وفات کا غم

''میں حجاز مقدس میں عشاء کے بعد واپس مکان پر آیا تو مولانا اجمل خان صاحب میری قیام گاہ پر تشریف فرما تھے۔ انہی کی زبانی یہ اندوہناک اور افسوسناک خبر ملی (کہ مفتی صاحب

رحلت فرماگئے) خبر کے سنتے ہی دماغ چکرا گیا اور سکتہ طاری ہو گیا۔مفتی صاحب کی وفات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ وہ اب ہمارے درمیان میں نہیں ہیں۔ خدا انہیں غریق رحمت کرے اوران کے درجات میں ترقی وبلندی فرمائے۔،،[۹۵]

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت اقدس کا اظہار خیال

ترجمان ختم نبوت

''مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ہمارے اس دور کی وہ عظیم شخصیت تھی جن پر اکابر امت کو ناز تھا۔حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے فیض تربیت نے ان کو عقیدۂ ختم نبوت سے وہ وابستگی اور تڑپ عطا کی جس نے آپ کو ترجمان ختم نبوت کے منصب پر فائز کیا۔ویسے تو حضرت بنوریؒ کے زمانہ میں ان کے جوہر دنیا پر آشکارا ہو گئے تھے' علمائے امت ان کی تحریروں سے استفادہ کرتے تھے اور اکابر علماء کرام ان کو ترجمان علمائے حق کی حیثیت دیتے تھے اور ہمارے حضرت بنوریؒ نے ان کو اپنا ہم نام ،ہم کام اور مدرسہ کا مدار قرار دے کر ایک ایسے اعزاز سے سرفراز فرمایا تھا جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔حضرت بنوریؒ کی وفات کے بعد آپ نے جس انداز سے ''بینات'' کے ذریعہ قلمی جہاد کیا اس نے حضرت بنوری کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں حضرت بنوریؒ کی طرف سے ان کی تقرری ہماری سمجھ سے بالاتر تھی لیکن مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے انتقال کے بعد آپؒ نے جس طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور میری ترجمانی کا حق ادا کیا وہ ان کی ایسی خصوصیت ہے جس کا تمام تر سہرا حضرت بنوریؒ کی کرامت اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تواضع اور مروت کو جاتا ہے' اس وقت ہماری سمجھ میں آیا کہ حضرت بنوریؒ نے ان کو اتنے اصرار سے دفتر میں کیوں بٹھایا تھا۔

۱۹۸۹ء سے لے کر شہادت تک انہوں نے یورپ' افریقہ' سمرقند و بخارا اور پاکستان کے ایک ایک گوشے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو وسیع کیا اور قادیانیت کی کمر توڑ دی اور مرزا طاہر کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کر کے مسلمانوں کی عزت و وقار میں اضافہ کیا اور مرزا طاہر سے لے کر عام قادیانی تک کے ایک ایک شبہ کا مدلل جواب دیا' جو ان کے قلم کا ایسا شاہکار ہے جس پر تاریخ اسلامی عرصہ دراز تک ناز کرتی رہے گی۔

تردید قادیانیت کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی ان کی کتب وتصانیف کا ایک اچھا خاصا علمی ذخیرہ ہے' خاص کر ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' سے تو امت صدیوں تک استفادہ کرتی رہے گی اور قومیں رہنمائی حاصل کرتی رہیں گی۔ رشد و ہدایت کی مسند سے ہزاروں لوگوں کی اصلاح ان کا ایسا صدقہ جاریہ ہے جس کا تسلسل قیامت تک جاری رہے گا۔

مسلک سے مضبوط وابستگی اور اصلاح کے سلسلہ میں پختہ شرائط ان کا ایک خاص وصف تھا۔ علمائے دیوبند سے گہری عقیدت ان کے کمال کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ واقعی وہ اسلاف کی مکمل تصویر تھے۔ ان کی شہادت کا سب سے بڑا نقصان میری ذات کو پہنچا کیونکہ میں اپنے ترجمان سے محروم ہوگیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت کی شہادت امت مسلمہ کے لیے اس صدی کا سب سے بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تلافی کی بہتر صورت پیدا فرمائیں۔''[96]

فصل پنجم

کرامات

حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی کے احوال و مناقب تحریر فرماتے ہوئے ''کچھ کرامات کے بارے میں'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے:
''اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور ممکن ہے اور اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا مگر کرامت کے مقابلہ میں جو مقام اہل عرفان کے نزدیک استقامت کو حاصل ہے وہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ بحمد للہ کہ حضرت قبلہ کا ہر قول و فعل شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عین مطابق ہے اور ان کی عظمت پر یہی دلیل کافی و وافی ہے۔ اہل ارادت نے حضرت قبلہ کی بے شمار کرامات مشاہدہ کی ہیں جنہیں بخوف طوالت درج نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس امر کا بھی اندیشہ ہے کہ زیر نظر کتاب کا قاری کرامات کے باب کو کہیں عام مدحت سرائی پر محمول نہ کر بیٹھے اور اس طرح چشمۂ فیض سے سیراب ہونے کی بجائے تہی داماں نہ رہ جائے۔ ویسے حضرت قبلہ بھی کرامات کو چنداں اہمیت نہیں دیتے اور ان کا تذکرہ بھی پسند نہیں فرماتے۔''[۹۷]

مصیبت و پریشانی سے نجات

جناب حبیب الرحمٰن خان ساکن احمد پور شرقیہ آپ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے اور ۱۹۶۵ء میں حج کی سعادت حاصل کرنے کا عزم کیا۔ روانگی سے قبل خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ سے سفر حج کے ضمن میں راہنمائی حاصل کریں۔ آپ نے بڑی شفقت و محبت سے مفصل راہنمائی فرمائی۔ نیز ارشاد فرمایا کہ دوران سفر کوئی دشواری پیش آئے تو فقیر کی طرف متوجہ ہو کر بارگاہِ ایزدی میں عجز و زاری کے ساتھ دعا کریں۔

چنانچہ خان صاحب ظہران کے ہوائی اڈہ پر اترے اور یہاں سے بذریعہ ٹیکسی مکہ مکرمہ جانا چاہتے تھے لیکن سنا کہ سعودی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ تمام زائرین حرم کو ظہران سے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ جانا ہوگا۔ خان صاحب کے پاس کرنسی نوٹ تھے مگر ریال کی صورت میں اپنے علاوہ اہلیہ اور بہن کے کرایہ کے لیے رقم نہ تھی لہٰذا سخت پریشان ہو گئے۔ اسی عالم مایوسی میں حضرت اقدس کی نصیحت یاد آ گئی لہٰذا انہوں نے نماز تہجد پڑھنے کے بعد حضرت اقدس کے توسل سے بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے مشکل کو آسان کرنے کا سبب پیدا فرما دیا اور صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ایک صاحب رسمی تعارف کے بعد انہیں ملک عباس صاحب کے گھر لے گئے جنہوں نے گیارہ سو بیس ریال خان صاحب کو پیش کیے جس سے انہوں نے جملہ اخراجات سفر ادا کیے اور واپسی پر یہ رقم اپنے مذکورہ محسن کو لوٹا دی۔

خان صاحب موصوف کو اس سفر حج میں جہاں کہیں بھی کوئی مشکل پیش آئی اللہ کریم نے حضرت اقدس کے فیض سے انہیں اس سے خلاصی نصیب فرمائی۔ [۹۸]

زیارتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہونا

آپ کے ایک مخلص ارادتمند قاری محمد عارف (مدرس مدرسہ دینی۔ مظفر گڑھ) ایک بار خانقاہ سراجیہ شریف آئے اور آپ کی خدمت میں عرض کیا:

> ''میں آپ جیسی عظیم الشان ہستی کا مرید ہوں مگر مجھے واردات قلبی و کیفیات وغیرہ کا کبھی ادراک نہیں ہوا۔ آپ یہ کرم فرمائیں کہ مجھے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے۔''

آپ قاری صاحب کی بات سن کر مسکرائے اور کوئی جواب نہ دیا۔ بفضل ربی اسی رات قاری صاحب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف ہوا اور دیکھا کہ حضرت اقدس بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں اور آپ قاری صاحب سے فرماتے ہیں کہ قاری صاحب! اب خوب جی بھر کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر لو۔''

قاری صاحب صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اہل مجلس کے سامنے حضرت

اقدس سے پھر التماس کی: ''میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ہنوز مشتاق ہوں، اس سعادت کے حصول کے لیے آپ ضرور توجہ فرمائیں۔''

آپ نے فرمایا: ''قاری صاحب روز روز پروگرام نہیں بنا کرتے۔'' اس پر قاری صاحب سمجھ گئے کہ حضرت اقدس رات کے مشاہدے سے کامل طور پر باخبر ہیں اور اس طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک ایک دفعہ نصیب ہوگئی ہے اور ایسی عنایتیں ہر روز نہیں ہوا کرتیں۔ بعد ازاں قاری صاحب تادیر انتہائے کرم نوازی کو یاد کر کے آنسو بہاتے رہے۔[99]

مہلک مرض میں فوری شفا

حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی صاحب فرماتے ہیں کہ ان کے بڑے بھائی کے لڑکے کا بازو ٹوٹ گیا۔ وہ اس کی تیمارداری کے لیے ڈسٹرکٹ ہسپتال فیصل آباد پہنچے تو اپنے بھائی صاحب اور بھابی صاحبہ کو روتے ہوئے پایا۔ ان سے گریہ زاری کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ بچے کا بازو کاٹنا پڑے گا ورنہ اس کی زندگی خطرے میں ہے۔ حافظ صاحب نے بھائی صاحب سے کہا کہ میں خانقاہ سراجیہ شریف حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کرانے کے لیے جاتا ہوں جب تک میں واپس نہ آؤں بچے کا بازو نہیں کاٹنا۔ یہ کہہ کر حافظ صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس نے انہیں دیکھ کر فرمایا: ''خیر ہے خالی ہاتھ چلا آرہا ہے'' (کیونکہ حافظ صاحب کے پاس سفری بستر نہیں تھا)۔

نیز حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں نے تو شام کو بہاولپور سفر کرنا ہے۔ حافظ صاحب نے بھتیجے کی بیماری اور اپنی پریشانی کے جملہ حالات عرض کیے۔ حضرت اقدس نے فوراً فرمایا:

''چھوڑ فکر نہ کر اللہ بھلی کرے گا اور تو میرے ساتھ سفر میں چل۔''

اس طرح حافظ صاحب حضرت اقدس کے ہمراہ سفر میں چلے گئے۔ ایک ہفتہ بعد خانقاہ سراجیہ شریف واپس آئے اور پھر فیصل آباد اپنے بھتیجے کو دیکھنے چلے گئے۔ وہاں معلوم ہوا کہ ان کے بھائی صاحب تو اسی طرح بیمار لڑکے کو تیسرے روز ہسپتال سے واپس لے گئے تھے۔ لہٰذا

حافظ صاحب وہاں سے اپنے بھائی صاحب کے گھر گوجرہ چلے گئے- وہاں جا کر دیکھا کہ ان کا بھتیجا ماشاء اللہ ٹھیک ٹھاک ہے- پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جب آپ خانقاہ سراجیہ شریف کے لیے روانہ ہوئے تو اس کے بعد ڈاکٹروں نے بچے کے بازو کا ایکسرے لیا- اسے ملاحظہ کرنے پر اپنی پہلی رائے پر قائم رہتے ہوئے کہا کہ بچے کا بازو کاٹنا پڑے گا- دوسری صبح بازو کاٹنے کے لیے آپریشن تھیٹر جانے سے قبل پھر بازو کا ایکسرے لیا گیا اور سرجن ڈاکٹر ولی مجید کو دکھایا گیا- ڈاکٹر صاحب نے پہلے روز والا ایکسرے بھی ملاحظہ کیا- پہلے روز والے ایکسرے میں تکلیف نمایاں تھی جبکہ نئے (دوسرے روز والے) ایکسرے میں قطعاً کوئی تکلیف نہیں تھی- اس طرح ڈاکٹر نے حیران ہو کر بے ساختہ کہا کہ ماسٹر جی آپ کے بچے کو کسی کی دعا لگ گئی ہے- خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور بچے کو گھر لے جائیں:

اولیا را ہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ بگر داند ز راہ [100]

گفتہ او گفتہ اللہ بود

حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی صاحب فرماتے ہیں:

صد سالہ تقریبات دیوبند کے لیے حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی ہندوستان تشریف لے گئے- بندہ خود، صاحبزادہ محمد عارف صاحب، صاحبزادہ محمد عابد صاحب، قاری عبید الرحمٰن صاحب، سردار فضل محمود خان صاحب اور دیگر ساتھی، شریک سفر تھے- ہمارا ویزا دیوبند کی بجائے سہارنپور کا تھا- لہٰذا سہارنپور کے ایس پی سے رابطہ کیا گیا لیکن اس نے دیوبند کی اجازت دینے سے انکار کر دیا- حضرت اقدس مدظلہ العالی کی خدمت میں صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ پرسوں دیوبند چلیں گے- دوسرے روز دیکھا کہ ایس پی سہارنپور نے دیوبند جانے کی اجازت دے دی- [101]

مخدومِ زمان

سہارنپور ہندوستان کی مسجد میں نماز فجر کے بعد حضرت اقدس مدظلہ العالی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مراقبہ فرمارہے تھے- حافظ نذیر احمد صاحب نے دوران مراقبہ ایک ضعیف بزرگ کو دو آدمیوں کے سہارے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتے دیکھا جو معذرت کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ حضرت! میں بیمار ہوں' ٹانگوں میں تکلیف ہے لہٰذا جلد حاضر نہ ہوسکا' معذرت خواہ ہوں- حضرت اقدس نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں- ان بزرگ نے عرض کی: ''حضرت کوئی حکم!'' حضرت اقدس نے فرمایا:

''صد سالہ تقریبات پورے اطمینان سے ہونی چاہئیں اور کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو۔''

ان بزرگ نے عرض کی ''حضرت ایسا ہی ہوگا۔''

پھر جو لوگ دیوبند میں مقیم تھے انہوں نے دیکھا کہ لاکھوں انسانوں کا اجتماع تھا جو تین دن رہا- مگر الحمدللہ پورے اطمینان وسکون کے ساتھ اختتام پذیر ہوا-[۱۰۲]

احقر مؤلف کا مبارک خواب وحضرت اقدس کی نسبت بیعت کی برکات

فضل ربی نے یاری فرمائی اور راقم الحروف (محمد نذیر رانجھا) ناکارۂ روزگار ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں خانقاہ سراجیہ شریف حاضر ہوا اور اسے مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا شرف نصیب ہوگیا-

جب واپس گھر آیا تو ایک روز خواب دیکھا کہ خانقاہ سراجیہ شریف پر ارادتمندوں کا ایک جم غفیر ہے اور وہاں سٹیج بنا ہوا ہے- جس پر موجود لاؤڈ سپیکر پر یہ خاکسار تقریر کررہا ہے-

اسی تسلسل میں دیکھا کہ وہاں ایک صاحب کے ہاتھ میں ایک اخبار ہے جس کے صفحہ اول پر چند صاحبان کی نظریں جمی ہیں گویا کہ وہ اخبار پڑھ رہے ہیں اور ہر آنے جانے والا آدمی اخبار کی طرف جھکا جارہا ہے- احقر بھی قریب جاتا ہے- صفحہ اول پر دو متصل تصاویر

ہیں۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ تصویر مبارک تو حضرت اقدس مدظلہ العالی کی ہے۔ مگر آپ کے ساتھ یہ دوسری تصویر کس کی ہے؟ اخبار پڑھنے والے صاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ دوسری تصویر حضرت اقدس کے نئے مرید کی ہے:

مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نشد

احقر مؤلف کو حضرت اقدس کی ایک آمین سے لاتعداد نعمتوں کا میسر آنا

جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ/ اپریل ۱۹۸۱ء میں احقر راقم الحروف نے رشید نرسنگ ہسپتال، اصغر مال روڈ، راولپنڈی میں پیٹ کا آپریشن کرایا۔ تقریباً سترہ روز ہسپتال رہنا پڑا لیکن آپریشن کا اندرونی زخم مندمل ہوا اور نہ اس کا درد گیا۔ طبیعت یوں اچاٹ ہوئی کہ کوئی چیز نہ بھاتی تھی۔ چھٹیاں ختم ہوئیں اور مجبوراً دفتر جانا ہوا۔ دفتر جا کر اخبار میں پڑھا: ''حضرت مولانا خان محمد صاحب کندیاں ضلع میانوالی آج دفتر ختم نبوت۔ اسلام آباد میں تشریف لا رہے ہیں۔'' لہٰذا احقر نے کچی پنسل سے ایک سادہ کاغذ پر جلدی سے لکھا:

''محترم المقام سیدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔ بسط اللہ ظلہم العالی

آداب مریدانہ کے بعد التماس ہے کہ احقر کئی دنوں سے بیمار ہے۔ علاج معالجہ سے افاقہ نہیں ہو رہا۔ دنیا کی زندگی سے جی بھر گیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ کریم شفا عطا کرے اور خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ احقر محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ وستر عیوبہ''۔

یہ تحریر لے کر احقر دفتر ختم نبوت۔ اسلام آباد جا پہنچا۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی عقیدت مندوں کے حلقہ میں یوں جلوہ افروز تھے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں نور افشاں ہو۔ قریب ہو کر دوزانو ہوا اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں مذکورہ بالا تحریر حضرت اقدس مدظلہ العالی کے دست انور میں ادب سے پیش کر دی اور خود مؤدب ہو کر ذرا پیچھے ہو گیا اور بیٹھ رہا۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی نے بڑی توجہ اور شفقت کے ساتھ مذکورہ بالا سطور کا مطالعہ فرمایا اور پھر فرمایا: ''آمین'' اور رقعہ بالا احقر کو واپس عنایت کرتے ہوئے فرمایا: ''نذیر کیا حال ہے؟ یہاں کب سے ہو؟'' احقر نے انتہائی ادب سے مختصر سے جوابی کلمات عرض کیے اور پھر خاموش ہو گیا- پھر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا: ''ہر نماز کے ساتھ سورۃ فاتحہ بسم اللہ شریف کے ساتھ ملا کر سات بار پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک لیا کریں اور پھر دونوں ہتھیلیاں ناف سے لے کر نیچے تک پیٹ پر پھیرتے ہوئے گھٹنوں تک پھیر لیں اور پھر پیچھے کی جانب پشت سے نیچے بھی یونہی پھیر لیں- اِنْ شَآءَ اللّٰہ شفا ہو گی اور یہ بواسیر کے لیے بہت موثر ہے-''

احقر اس مجلس میں کچھ دیر رہا اور بیٹھے بیٹھے دل میں یہ ارادہ کیا کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ آج سے ڈاڑھی نہیں منڈوائے گا اور اگر اللہ کریم نے توفیق ارزانی فرمائی تو جو تھوڑا بہت اس نے علم عطا فرمایا ہے' اسے اللہ کے راستے میں استعمال کرے گا-

حضرت اقدس مدظلہ العالی کی ''آمین'' کے ساتھ ہی اللہ کریم نے کئی روز کے مسلسل اور اذیت ناک درد سے اسی مجلس میں خلاصی نصیب فرمادی اور اس کے چند روز بعد آپریشن کا زخم بھی مندمل ہو گیا- ''فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ''

نیز اس مجلس میں بیٹھے بیٹھے جو ارادہ بالا کیا تھا اس کی تکمیل کے اسباب مسبب الاسباب نے یوں پیدا فرما دیے کہ الحمد للہ اس روز (اپریل ۱۹۸۱ء) سے آج تک ڈاڑھی نہیں منڈوائی- احقر کوٹ پینٹ اور ٹائی پہننے کا عادی تھا- اس سے یکسر جی بھر گیا اور شلوار قمیض پہننے کی عادت ہو گئی- اس روز کے بعد جو پہلا جمعۃ المبارک آیا تو اپنے محلّہ (غازی آباد' کمال آباد' راولپنڈی) کی قدیم جامع مسجد (پٹھانوں والی مسجد) میں حسب معمول نماز پڑھنے گیا- خطیب صاحب (مولانا حبیب الرحمٰن صاحب) کی جگہ وہاں کے امام صاحب (مولانا شیر احمد صاحب) خطاب کر رہے تھے- احقر نے ایک دوست جناب ملک صالح محمد کے ذریعے ان امام صاحب سے خطاب کی اجازت لی جو انہوں نے بخوشی عنایت فرمادی- بس یہ خطاب ایسا بہانہ بنا کہ الحمد للہ آج تک سلسلۂ خطابت باقاعدگی سے جاری ہے- دوسرا جمعۃ المبارک آیا تو اپنے احباب جناب برکت حسین' جناب محمد الیاس' جناب ملک صالح محمد اور جناب علی اصغر کے

مشورہ سے محلہ دارالسلام' کمال آباد' راولپنڈی میں مسجد کے لیے مقرر پلاٹ پر نماز جمعہ کی ادائیگی کا اہتمام ہوگیا اور احقر نے پہلا خطاب اس پلاٹ پر کیا اور پھر بتوفیق باری تعالیٰ یہاں جامع مسجد انوار مدینہ تعمیر ہوگئی اور احقر ۱۱ مئی ۱۹۸۴ء تک اس مسجد میں امامت و خطابت کرتا رہا- بعد ازاں ۱۸ مئی ۱۹۸۴ء کو غازی آباد کی قدیم جامع مسجد (پٹھانوں والی مسجد) میں خطابت شروع کی- اس مسجد کا نام اہل محلہ نے اس حقیر کی تحریک سے جامع مسجد سیدنا عثمانؓ رکھا اور یہ ناکارہ روزگار ۲۵ اگست ۱۹۸۸ء تک یہاں خطابت کرتا رہا- اس کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مدظلہ کی دعاؤں کے صدقے اپنے محلہ میں کلمہء حق کی سربلندی کے لیے ایک مسجد کی تعمیر کا ذوق دامنگیر ہوا اور پھر اچانک اللہ کریم نے غائب سے جامع مسجد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (محلہ دارالسلام کمال آباد' راولپنڈی) کی جگہ' تعمیر اور آبادی کے وسائل مہیا فرما دیئے' اس کار خیر میں مولانا عبدالعزیز مرحوم خطیب جامع مسجد الفاروق کے بھانے چوہدری نذیر احمد صاحب' ساکن چاہ سلطان راولپنڈی ان کے والدین مرحومین اور برادران گرامی معاونین اولین بنے اور دیکھتے ہی دیکھتے ۱۹ محرم ۱۴۰۹ھ/ ۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کو یہ عالی شان مسجد تعمیر ہوگئی اور ساتھ ہی نماز جمعہ کا آغاز بھی ہوگیا- پہلا جمعۃ المبارک (مسجد ہذا) میں احقر نے ہی پڑھایا اور بعد ازاں یکم ستمبر ۱۹۸۹ء سے لے کر آج تک بحمد للہ اسی مسجد میں خطابت /امامت کے فرائض انجام دینے کی سعادت حاصل ہے- حضرت اقدس مدظلہ العالی ۱۱ شعبان ۱۴۰۹ھ/ ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو احقر کے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے تو عشا کی نماز اس مسجد میں ادا فرمائی- حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ' قاضی ضیاء الدین صاحب ہری پور والے اور اسلام آباد و راولپنڈی کے علماء و مریدین کے ساتھ حضرت اقدس نے اس ناکارہ روزگار کے لیے یہاں دعائے خیر فرمائی- اس موقع پر متعدد صاحبان حضرت کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے- آرزو ہے کہ مولا پاک اپنے فضل عمیم کے طفیل آخر دم تک خدمت دین کی توفیق نصیب فرمائے اور اسے اس ناکارہ روزگار اور اس کے اہل و عیال کے خاتمہ بالخیر اور بخشش کا ذریعہ بنائے- یہ چیز تحدیث نعمت کے طور پر لکھی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم-

مذکورہ بالا مبارک خواب کے دوسرے حصہ یعنی:

''اخبار کے صفحہ اول پر دو متصل تصاویر تھیں، جنہیں دیکھ کر ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ تصویر مبارک تو حضرت اقدس مدظلہ العالی کی ہے، مگر آپ کے ساتھ یہ دوسری تصویر کس کی ہے؟ اخبار پڑھنے والے صاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ دوسری تصویر حضرت اقدس کے نئے مرید کی ہے۔''

آج مئی ۲۰۰۳ء ۳۴ برس بعد بفضل ربی اس خواب کے نصف دوم کی تعبیر گویا ''تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ'' کی صورت میں سامنے آ رہی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَشَآءُ:

چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز

اے خداوند کریم یہ سعادتیں، عنایتیں اور برکتیں دنیا و آخرت میں ہمیشہ اس روسیاہ کے ساتھ رکھنا۔ آمین۔
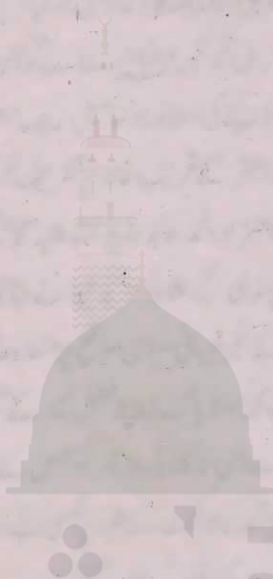
فصل ششم:

مکتوبات شریف

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں اپنے علاقے کے ایک صوفی منش، نیک طینت وسیرت، خانقاہ سراجیہ شریف کے حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ کے شیفتہ ووالہ اور مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے مخلص ومحبّ محترم ومکرم جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم (برادر گرامی محترم ومکرم جناب صوفی احمد یار بھلوانہ ڈیرہ صوفی احمد یار بھلوانہ نزد پرانا بھلوال ضلع سرگودھا) کے شوق دلانے پر اللہ کریم نے اپنے فضل عمیم سے اس ناچیز کو خانقاہ شریف کی زیارت اور مخدوم زماں حضرت اقدس مدظلہ العالی کی بیعت مبارک سے مشرف فرمایا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِک۔

محترم ومکرم جناب صوفی شان احمد مرحوم نے خانقاہ شریف جانے سے پہلے احقر کو مشورہ دیا کہ آپ ایک عریضہ لکھ کر حضرت اقدس سے اجازت طلب کریں اور اپنے احوال وکیفیات اس میں لکھ دیں۔ انہوں نے عریضہ لکھنے کے جن آداب سے احقر کو آگاہ فرمایا ان میں یہ بھی شامل تھا کہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کو عریضہ لکھتے وقت ہمیشہ باوضو ہونا چاہیے اور حتی الامکان جواب کے لیے واپسی لفافہ عریضے میں ضرور ڈالا کریں۔

الحمدللہ اس روز سے تاحال خط وکتابت اور عریضہ نویسی کی یہ سعادت عظمیٰ نصیب ہے۔ لیکن ایک افسوس ایسا ہے کہ جس کا درماں کبھی نہ ہو پائے گا اور وہ یہ ہے شرف بیعت سے قبل جو عریضہ حضرت اقدس۔ بسط اللہ ظلہم العالی کی خدمت مبارک میں تحریر کیا تھا، اس کا جواب مبارک حضرت اقدس مدظلہ العالی نے کمال شفقت سے عنایت فرمایا تھا اور اس میں خانقاہ شریف حاضر ہونے کا ذوق وشوق ایسے محبت بھرے، مشفقانہ اور مشوقانہ الفاظ وانداز میں دلایا تھا کہ آج بھی اس کی یاد آنے پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو رہی ہے۔ وہ اس روسیاہ کے

پاس محفوظ نہیں کیونکہ ان دنوں حفاظت ونگہداشت کا وہ جذبہ وساماں میسر نہ تھا جو بیعت کے شرف کے بعد اللہ کریم نے نصیب فرمایا۔

الحمدللہ اس وقت تک ایک محتاط انداز کے مطابق حضرت اقدس مدظلہ العالی کی طرف سے موصول ہونے والے ۱۱۳ مکتوبات شریف خاکسار کے پاس محفوظ ہیں۔ جو اس خطا کار اور روسیاہ کی روحانی تسکین کا ذریعہ ہیں اور آرزو ہے کہ اللہ کریم اپنے فضل وعنایت خاصہ سے ان مکتوبات شریف کو بندہ کی اخروی نجات وسعادت مندی کا وسیلہ بنائیں اور ان کے طفیل دنیا میں اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اولیاء وصلحاء اور عرفاء واہل اللہ کی محبت تا دم آخر نصیب وارزانی فرمائیں اور اپنی بندگی وفرمانبرداری کا شرف نصیب فرماتے ہوئے خاتمہ بالخیر مقدر مسکین فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

مذکورہ بالا ۱۱۳ مکتوبات میں سے ۲۶ مکتوبات گرامی زیر نظر کتاب میں ہدیہ قارئین ہیں:

(۱)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محبّ مکرم جناب نذیر رانجھا مطالعہ فرمائیں۔ خیرت نامہ ملا خیریت معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی محبت وموانست نصیب فرمائے آمین۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

از مانسہرہ محلّہ لوہار بانڈہ، ضلع ہزارہ
چہار شنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ / ۱۰ جولائی ۱۹۶۹ء

نوٹ: یہ مکتوب گرامی ۱۴ جولائی ۱۹۶۹ء چک نمبر ۱۹ شمالی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے پتہ پر موصول ہوا۔ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے دست مبارک پر بیعت ہونے کے بعد احقر کے نام یہ پہلا گرامی نامہ ہے۔

(۲)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی، فقیر دعا

گو ہے کہ مولا پاک اپنا فضل و کرم فرمائے اور آپ کو صحت و عافیت اور سلامتی نصیب فرمائے اور جمیع مکروہات زمانہ سے بچا کر اپنی حفاظت میں عزت و آبرو کے ساتھ رکھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، ظاہراً و باطناً قولاً و فعلاً نصیب فرمائے اور دارین کی رسوائیوں سے محفوظ فرمائے اور ظاہری و باطنی اطمینان نصیب فرمائے- آمین- شجرہ شریف ارسال ہے- اس میں ذکر قلبی کا پورا طریقہ درجہ ہے- نیز خود شجرہ شریف پڑھنے کا طریقہ درج ہے- اس کی پابندی کی کوشش کریں- اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے- آمین-

فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے- والحمد للہ علی ذالک- فقیر کی طرف سے سب کو سلام-

والسلام

از خانقاہ سراجیہ- ۲۹ رجب ۱۳۹۳ھ/ اگست ۱۹۷۳ء

(۳)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم و محترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا- حالات سے آگاہی ہوئی- فقیر سفر حج سے ۳۱ جنوری کو واپس بعافیت خانقاہ پاک پہنچا ہے اور یہاں ہر طرح کی عافیت ہے- والحمد للہ علی ذالک- فقیر آپ سب کی صحت و عافیت اور سلامتی کا طالب ہے- مولا پاک نصیب فرمائے- آمین- بزرگوں کے حالات کی کتابیں زیر مطالعہ رکھنی چاہئیں- کیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ، اصل کتاب فارسی میں ہے- اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز کی کتابیں فائدہ مند ہوں گی-

آپ ان صاحب کو لے کر آ سکتے ہیں- یہ پروگرام ہفتہ عشرہ کے اندر اندر ہونا چاہیے- بعد میں فقیر کا یہاں ہونا یقینی نہیں ہوگا اور ہر طرح عافیت ہے- والسلام

از خانقاہ سراجیہ

(۱۱ محرم ۱۳۹۴ھ/ فروری ۱۹۷۴ء)

نوٹ: ان صاحب سے مراد جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی صاحب ہیں جو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان- اسلام آباد کے کتاب دار تھے اور تا حال ہیں-

(۴)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا- حالات سے آگاہی ہوئی مگر آپ نے یہ ارادہ کر ہی لیا ہے کہ اس صحرا کو ضرور دیکھنا ہے تو پھر ۲۳ جون (۱۹۷۴ء) اتوار کی صبح کو تشریف لے آئیں- چشم ماروشن دل ماشاد-

اس کے بعد شاید فقیر کو پھر فرصت نہ مل سکے فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات- والسلام

از خانقاہ سراجیہ (۲۸ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ/ جون ۱۹۷۴ء)

(۵)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی اللہ عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا رجسٹری خط ملا- حالات سے آگاہی ہوئی- شادی خانہ آبادی (۱) کا پڑھ کر مسرت ہوئی- مولا پاک سب کے لیے باعث خیر و برکت کرے اور سب کو آپس میں پیار ومحبت اور اتفاق کے ساتھ رکھے اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں عزت وآبرو اور جمعیت وسکون کے ساتھ رکھے- آمین-

حضرات (۲) کے ساتھ اس اخلاص ومحبت کو اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کا وسیلہ بنائے اور آپ کی اس کاوش کو قبول فرمادے- آمین-

صوفی احمد یار صاحب (۳) کے لڑکے کی شادی (کے روز) وہاں پر مولوی (۴) حکیم عبید اللہ صاحب بھی آئے ہوئے تھے- ان سے فقیر نے آپ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے آپ کے متعلق عدم واقفیت کا اظہار کیا جس پر فقیر کو تعجب ہوا- فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے- وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ-

فقیر کی طرف سے آغا صاحب (۵) کی خدمت میں سلام مسنون- والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۲ جمادی الاول ۱۳۹۵ھ/ ۳ مئی ۱۹۷۵ء)

نوٹ: (۱) خاکسار کی شادی ۲۸ اپریل ۱۹۷۵ء میں آبادی جلال ڈیرہ پارسانہ داخلی چاوہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ہوئی۔

(۲) حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ شریف کی محبت وعقیدت روز بیعت حضرت اقدس مدظلہ العالی سے ہی نصیب ہوگئی اور احقر نے ان کے احوال ومناقب پر رسائل واخبار وغیرہ میں لکھنا شروع کردیا۔ مطبوعہ رسائل واخبار وغیرہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کی خدمت مبارک میں بذریعہ ڈاک بھیجے تو حضرت اقدس مدظلہ العالی نے مذکورہ دعائیہ کلمات شریف تحریر فرمائے۔ ''وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِکَ''

(۳) جناب صوفی احمد یار صاحب بھلوانہ۔ ڈیرہ صوفی احمد یار داخلی چاوہ نزد پرانا بھلوال ضلع سرگودھا حضرت اقدس مدظلہ العالی کے مخلص محبین اور قدیم متوسلین خانقاہ شریف میں سے ہیں۔ ان کے بلند مرتبت برادر گرامی جناب صوفی شان احمد صاحب بھلوانہ مرحوم (اللہ کریم انہیں آخرت کی سعادتیں اور کامرانیاں نصیب فرمائے) کے شوق دلانے پر اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں ان کے ہمراہ خانقاہ شریف جاکر حضرت اقدس مدظلہ العالی کے دست انور پر بیعت کرنے کی سعادت سے مشرف ہوا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِکَ

(۴) جناب مولانا حکیم عبید اللہ رانجھا صاحب مدظلہ ساکن چاوہ ضلع سرگودھا حضرت مولانا سراج الدین رانجھا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خانقاہ سراجیہ شریف کے قدیم ومخلص محبین ومتوسلین میں سے ہیں ان کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ احقر کا تعلق آبادی جلال (ڈیرہ پارسانہ) داخلی چاوہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا سے ہے اور حکیم صاحب سے قبیلہ وبرادری کا تعلق بھی ہے لیکن باہم ملاقات کا موقع نہیں ملا جس کی وجہ یہ ہے کہ احقر ۱۹۶۷ء سے کسب علم کے سلسلہ میں جوں راولپنڈی آیا۔ پھر مکروہات زمانہ اور کسب معاش کی اسیری میں یہیں کا ہو کے رہ گیا اور یوں اپنے علاقے وبرادری کے علاوہ دیگر بہت سے دوست احباب سے ملنے کا موقع میسر نہیں آیا۔ اللہ کریم میری اس کاہلی وخطا کو معاف فرمائے۔

(۵) آغا صاحب یعنی ڈاکٹر محمد حسین صاحب کتاب دار کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات ایران و پاکستان۔ اسلام آباد

(۶)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی خان کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا- حالات سے آگاہی ہوئی- آپکے مضامین کا علم ہورہا ہے- ماہنامہ فیض الاسلام (اور) دیہات بھی ملے- الحق میں بھی ایک مضمون آیا ہے- آپ کی اس دلچسپی کا بہت بہت شکریہ- جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ خَیر الْجَزَآء-

دفتر (۱) کی طرف سے دو دفعہ کتابوں کے دو پارسل موصول ہوئے ہیں- دفتر والوں کا بھی بہت بہت شکریہ- آپ کے دفتر میں جعفری صاحب (۲) کی طرف سے عید کارڈ بھی موصول ہوا ہے- ان سب عنایات کا بہت بہت شکریہ- جزاکم اللہ تعالیٰ عن خیر الجزآء-

فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے- وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

فقیر کی طرف سے آغا تسبیحی صاحب کو سلام مسنون- والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ/ ا اکتوبر ۱۹۷۵ء

نوٹ: (۱) دفتر یعنی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان- جوان دنوں ۱۸۴ راشد منہاس (میو) روڈ- راولپنڈی پر واقع تھا-

(۲) مکرم جناب ڈاکٹر علی اکبر جعفری صاحب- مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے پہلے مدیر تھے-

(۷)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم المقام جناب محمد نذیر صاحب رانجھا- سلمہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا مکتوب گرامی شرفِ صدور لایا- کوائف مندرجہ سے آگاہی پاکر مسرت ہوئی- فقیر دعا گو ہے- اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد خیر اور مساعی جمیلہ میں فائز المرام وکامران فرمائے اور ظاہری وباطنی ترقیات وسعادات وعنایات سے سرفراز فرما کر اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق نصیب فرمائے- آمین آمین-

جناب تسبیحی صاحب کی خدمت میں سلام پہنچیں-

ہمہ بہ عاشقاں نشیں ومہ عاشقی گزیں

وہر کہ نیست عاشق با ومشوقریں

فقط والسلام مع الاکرام۔

تحریر ۲۵ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ/ فروری ۱۹۷۶ء

(۷)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم ومکرم جناب محمد نذیر صاحب سلمہ اللہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو عفو وعافیت دارین، صحت وسعادت وسلامتی سے دائماً سرفراز فرمائے اور ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔ اپنے اوقات کو اتباع شریعت، ذکر الٰہی اور کثرت استغفار ودرود شریف سے معمور رکھنے کی سعی فرماتے رہا کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق رفیق فرمائے اور اپنے جملہ مقاصد ومہمات خیر میں کامیابی بخشے۔ آمین۔ العلم پہنچ گیا ہے اطمینان رکھیں۔

جملہ احباب پرسان حال کو فقیر کے سلام پہنچیں۔ والسلام مع الکرام۔

(۲۹ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ/ فروری ۱۹۷۶ء)

(۸)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ آپ کی مرسلہ کتابیں بھی مل گئی ہیں۔ اطمینان رکھیں۔ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ خَیْرِ الجزآء۔

لکھنے کا مشغلہ بڑا مبارک ہے اس کو جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔ لوگوں کے لیے فائدہ مند گردانے اور آپ کو صحت وعافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھے اور اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے اور ظاہری وباطنی اطمینان وسکون نصیب فرمائے۔ آمین۔

فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام ودعوات۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۹ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ/ اپریل ۱۹۷۶ء

(۹)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم محمد نذیر رانجھا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا مکتوب گرامی ملا۔ فقیر دعا گو ہے۔ مولا کریم جل شانہ آپ کو اپنے مقاصد خیر میں کامیاب فرمائے اور صحت وسعادت و سلامتی سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

آپ ملاقات کے لیے تشریف لا سکتے ہیں۔

محترم تسبیحی صاحب کو سلام پہنچیں۔ والسلام۔

آب حیواں تیرہ گوں شد خضر فرخ کجا است

رجب المرجب ۱۳۹۶ھ جولائی ۱۹۷۶ء

(۱۰)

بعد الحمد الصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محبی ومخلصی جناب محمد نذیر صاحب رانجھا مطالعہ فرمائیں کہ گرامی نامی موصول ہوکر کاشف احوال ہوا۔ فقیر جب جب ملتان آیا ہے متواتر علاج جاری ہے۔ کمزوری زیادہ ہوگئی ہے۔ بیس روز کے علاج کے بعد اب کچھ معمولی سا افاقہ محسوس ہوتا ہے۔ دعا فرمائیں کہ مولا پاک اپنے رحم و فضل وکرم سے صحت کلی عطا فرمائے۔ آپ نے فقیر کی عیادت کی اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرما کر آپ کو دین ودنیا کی بھلائیاں عطا فرما کر جملہ پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین

خدا کرے کہ آپ سب بھی بعافیت ہوں۔ احباب کو سلام والسلام۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ/ اپریل ۱۹۷۷ء

(۱۱)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ آپ کا پارسل بھی مل گیا ہے۔ جس کا بہت بہت شکریہ۔ جزاک اللہ عنا خیر الجزاء۔

شعر نہ کہنا تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے منع نہیں۔ قرآن پاک میں صرف حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے۔ ''وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ'' لیکن دوسروں کے شعر کہے ہوئے کہہ سکتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے نبی ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں بعض کہتے ہیں وہ نبی نہیں ہیں ولی ہیں۔ بہر حال شعر کہہ سکتے ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام اس قطب کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری مرض میں حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ آپ ان مسائل میں زیادہ تحقیق میں نہ پڑیں۔ جس طرح لکھا ہے بس ترجمہ کر دیں۔ فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۲۵ ذی الحج ۱۳۹۷ھ / دسمبر ۱۹۷۷ء

(۱۲)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم المقام جناب محمد نذیر نوشاہی نقشبندی مجددی سلمہ اللہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ حالات خیریت مطالعہ کر کے مسرت ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو مع متعلقین کرام عفو و عافیت، صحت وسعادت وسلامتی دارین سے بہرہ ور فرمائے اور اپنے مقاصد خیر میں فائز المرام فرما کر اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق ارزانی فرمائے اور اپنی محبت ومعرفت وطاعت ورضا اور اتباع اور رضائے اتم محبوب اکرم خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وعترتہ واتباعہ وسلم سے نوازے۔ آمین آمین آمین۔

آپ نے چھپنے والے اپنے مضامین کے سلسلہ میں اپنے نام کے لیے دریافت فرمایا ہے۔ فقیر اس میں سے آپ کا نمبر ا پر تجویز کردہ نام تھوڑے سے تصرف کے ساتھ تجویز کرتا ہے۔ اللہ رحیم وکریم عز سلطانہ مبارک کرے۔ آمین آمین آمین۔ اور یہ ''محمد نذیر نوشاہی نقشبندی مجددی'' ہے۔ یہ نام صرف آپ چھپنے والے مضامین اور تحریرات کے لیے استعمال کریں گے۔ باقی ریکارڈ ملازمت وغیرہ میں آپ کا نام بدستور سابق ہی رہے گا۔

اس سے پیشتر آپ نے ''رسالہ قدسیہ' از حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نسخہ خانقاہ شریف ارسال کیا ہے۔ مزید ایک اور نسخہ رسالہ قدسیہ درکار ہے۔ مہربانی فرما کر اولین فرصت میں ارسال فرمائیں۔

آپ کی ارسال کردہ آخری کتاب بھی مل گئی ہے۔ جزاک اللہ تعالیٰ عن خیر الجزآء۔ مسائل کی دریافت کرتے رہیں۔ فقط والسلام مع الاکرام۔

تحریر ۲۷ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ/ ۶ فروری ۱۹۷۸ء

(۱۳)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم جناب محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ فقیر بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ فقیر آپ سب کی صحت عافیت اور سلامتی کا طالب ہے۔ مولا پاک نصیب فرمائے اور اعمال صالحہ کا پابند بنائے اور اپنی رضامندی وخوشنودی سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

آداب طریقہ کے متعلق امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں مکتوب نمبر ۲۹۲ جو کہ شیخ حمید بنگالی کے نام ہے' دیکھ لیں۔ مکتوبات شریف وہاں ادارہ کے کتب خانہ میں ہوگا۔ فقیر کی طرف سے سبکو سلام ودعوات۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ/ فروری ۱۹۷۸ء

(۱۴)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ رمضان المبارک میں مصروفیت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی۔ اب بھی بہت مصروفیت ہے۔ اپنے بڑے لڑکے کی شادی کا سلسلہ شروع ہے۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو دعوت ولیمہ ہے۔ اس دعوت پر تشریف لے آئیں۔ دعوت پیش ہے۔

فقیر دعا گو ہے کہ مولا پاک اپنا فضل وکرم شامل حال رکھے اور ظاہری وباطنی اطمینان وسکون نصیب فرمائے۔ آمین والسلام۔

از خانقاہ سراجیہ

۸ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ/ ستمبر ۱۹۷۹ء)

(۱۵)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم جناب محمد نذیر صاحب رانجھا سلمہ اللہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ فقیر دعا گو ہے مولا کریم جل شانہ آپ کو شفائے کاملہ نصیب فرما کر آنکھوں کی تکلیف رفع فرمائے اور اپنے فضل خاص سے نوازے اور اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

معلوم فرمائیں کہ آپ کے رقیمۂ کریمہ میں مستعملہ اصطلاح ''قبلہ پرستاں'' درست نیست، زیرا کہ ماوشما بلکہ جملہ اہل اسلام بر پرستش قبلہ مامور نیستند، بلکہ معبود حقیقی ما اللہ رب العالمین است واو ہم رب قبلہ (رب کعبۃ اللہ) است۔ قبلہ وکعبۃ اللہ مسجود الیہ است۔ مسجود لہ و معبود اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ وعز برہانہ است۔ نیست ہیچ موجود جز ذات خدا، نیست ہیچ مقصود جز ذات خدا نیست ہیچ معبود جز ذات خدا:

غیر خدا ہر چہ پرستند ہیچ نیست
بے دولت است آنکہ بہ ہیچ اختیار کرد

فقط والسلام مع الاکرام۔

تحریر ۱۸ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ / جنوری ۱۹۸۱ء

(۱۶)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے کہ مولا پاک اپنا فضل وکرم فرمائے اور آپ کو صلاح وفلاح سے مزین فرمائے اور اعمال صالحہ سے غفلت کو دور فرمائے اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں عزت وآبرو اور جمعیت وسکون کے ساتھ رکھے۔ آمین۔

بہ تکلف نماز کی پابندی کریں اور استغفار کثرت سے پڑھیں۔ اپنے طریقۂ پاک نقشبندیہ کے ذکر اسم ذات کی پابندی ہی سب مرضوں کا بہتر علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا

فرمائے۔ آمین۔

فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے۔ والحمد علی ذالک۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۸۔ جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ/ اپریل ۱۹۸۱ء

(۱۷)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ خواب کی تفصیل بھی معلوم ہوئی۔ عشا کی نماز کے بعد جو تذکرہ ہوتا رہا وہ اس خواب کی صورت اختیار کر گیا۔ بہر حال دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ بیداری میں بھی نصیب فرمادے۔ آمین

فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے۔ خانقاہ پاک میں بھی ہر طرح عافیت ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ فقیر آپ کی صحت و عافیت اور سلامتی کا طالب ہے۔ مولا پاک نصیب فرمائے۔ آمین۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام ودعوات والسلام۔

از خانقاہ سراجیہ

۲۶ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ/ مارچ ۱۹۸۳ء)

(۱۸)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ کریں کہ آپ کا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے کہ مولا پاک اپنا فضل وکرم فرمائے اور والد بزرگوار کو صحت کاملہ وشفائے عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کو مزید برآں صلاح وفلاح سے مزین فرمائے اور جمعیت وسکون نصیب فرمائے۔ آمین

فقیر انشاء اللہ ۲۹۔۳۰ مئی (۱۹۸۳ء) کو اسلام آباد جانے کا ارادہ کر رہا ہے۔

''اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِعِلْمِکَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِیْ بِطَاعَتِکَ'' ہر نماز کے بعد پڑھ

کرا نے سینہ پر دم کرلیا کریں، حافظہ کے لیے فائدہ مند ہے- فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے- والحمدللہ علی ذالک- فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات- والسلام-

از خانقاہ سراجیہ

۱۸ رجب ۱۴۰۳ھ/ اپریل ۱۹۸۳ء

(۱۹)

باسمہ تعالیٰ

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم جناب محمد نذیر صاحب رانجھا سلمہ اللہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ آپکا مکتوب گرامی ملا- کوائف مندرجہ سے آگاہی ہوئی- فقیر دعا گو ہے- اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہر قسم کے شرور اشرار سے حفظ وامان عطا فرمائے اور ظاہری و باطنی خیر و برکت، عفو و عافیت، حفظ وامان، صحت و سعادت و سلامتی دارین سے نوازے اور جملہ مقاصد خیر میں کامیاب فرمائے اور ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق عطا فرمائے- آمین-

فقیر توفی الوقت یہی کچھ رقم طراز ہے:

ملول از ہم رہاں بودن شعار کاروانی نیست
بہ کش دشواریٔ منزل بیاد عہد آسانی

کتاب مستطاب ''فصل الخطاب'' اور شرح عربی ''فصوص الحکم'' حاجی محمد یعقوب صاحب کو دی گئی ہیں- کتابوں کی خاص حفاظت ہونی چاہیے- فقط والسلام مع الاکرام-

از خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ/ ستمبر ۱۹۸۵ء

(۲۰)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم المقام ذوالمجد والمناقب جناب محمد نذیر صاحب رانجھا سلمہ اللہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ ملا- فقیر بحمد للہ تعالیٰ حج سے بخیر و عافیت خانقاہ شریف پہنچا- آپکی ارسال

کردہ کتب موصول ہو چکی ہیں۔

فقیر دعا گو ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو مع متعلقین ظاہری و باطنی خیر و برکت، عفوو عافیت، صحت و سعادت و سلامتی دارین سے نوازے جملہ مقاصد خیر علی الخصوص تعمیر و آبادی جامع مسجد میں فائز المرام وکامران فرمائے اور ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق بخشے آمین۔

جناب محترم محمد حسین صاحب تسبیحی کی خدمت میں فقیر کے سلام پہنچیں۔ فقط والسلام

(۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء)

نوٹ: اس مکتوب شریف پر تاریخ تحریر درج نہیں۔ قیاس ہے کہ یہ محرم صفر ۱۴۰۶ھ/ستمبر ۱۹۸۵ء کا مرقومہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۱)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم ومکرم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حاشیہ ''نفحات الانس'' جو ہمیں کتب خانہ میں ملا۔ وہ مولانا عبدالغفور والا ہے۔ یہ دو کتابیں قلمی ہیں۔ ایک ''تکملہ نفحات الانس'' کے نام سے ہے اور ایک حاشیہ نفحات الانس کے نام سے ہے اور یہ دونوں مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔ مولانا عبدالغفور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں اور انکی یہ خصوصیت ہے کہ انہوں نے مولانا جامی کی ہر کتاب پر حاشیہ لکھا ہے۔ اس لیے بھیجنے میں متردد ہوا۔ بہر حال حاشیہ نفحات الانس دہدار والے کی تلاش شروع ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ مل جائے اور ہر طرح عافیت ہے۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۷ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ/فروری ۱۹۸۷ء

(۲۲)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے کہ مولا پاک آپ کو اپنی یاد سے دل شاد فرمائے اور اتباع حبیب

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کامل مکمل نصیب فرما کر اپنی رضامندی سے سرفراز فرمائے آمین۔

شجرہ طیبہ ارسال ہے۔ اس کے آخر میں ذکر اسم ذات کا پورا طریقہ لکھا ہے۔ اس کے مطابق ہمت اور کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یاد کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین۔

فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بعافیت ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

شجرہ شریف ہدایت مرقومہ کے مطابق دونوں وقت پابندی سے پڑھیں۔ فقیر کی طرف سے سب کو سلام و دعوات۔ والسلام

از خانقاہ سراجیہ

۱۱ شوال ۱۴۰۸ھ/ مئی ۱۹۸۸ء

(۲۳)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات۔ فقیر خان محمد عفی عنہ کی طرف سے محترم المقام جناب محمد نذیر صاحب رانجھا سلمہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا مکتوب گرامی شرف صدور لایا اور اس کے مطالعہ نے خوش وقت کیا اور باعث اطمینان ہوا۔ باعث صد شکر و امتنان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ حضرات کو یہ عظیم القدر دینی مہم سر کرنے کی سعادت و توفیق کرامت فرمائی اور جامع مسجد "ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا" باحسن وجوہ تعمیر کرنے کی سعادت کبریٰ حاصل ہوئی:

ایں آں سعادتیست کہ حسرت برد برو

جویائے ملک قیصر و تخت سکندری

فقیر دعا گو ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ان جملہ مقاصد خیر میں کامیاب و کامران فرمائے اور قرآن و سنت کی تعلیمات کی اشاعت و ترویج کی بیش بیش توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

اور آپ حضرات کی کوششوں کو مشکور و مقبول فرمائے۔ آمین اور آپ سب کو ظاہری و باطنی خیر و برکت، عفو و عافیت، حفظ و امان، صحت و سعادت و سلامتی دارین نصیب فرمائے اور

ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق نصیب فرمائے - آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

فقط والسلام مع الاکرام از خانقاہ سراجیہ

تحریر ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ / اپریل ۱۹۸۹ء

نوٹ: ''جامع مسجد ام المومنین سیدۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا'' محلہ دار السلام - کمال آباد - راولپنڈی میں ۱۹ محرم ۱۴۰۹ھ / ۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کو تعمیر ہوئی - جس کی زمین کی خریداری اور تعمیری وسائل و اسباب اللہ کریم نے خود پیدا فرمائے اور حضرت اقدس مدظلہ العالی کی دعاؤں کے صدقے اس مسجد کی رونق آغاز سے آج تک دن دگنی اور رات چگنی ہوتی جا رہی ہے - والحمد للہ علیٰ ذالک - حضرت اقدس مدظلہ العالی جب ۱۱ شعبان ۱۴۰۹ھ / ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو احقر کے غریب خانہ تشریف فرما ہوئے تو اس مسجد میں عشاء کی نماز ادا فرمائی اور تعمیری کاموں کی تکمیل، مسجد کے پرامن ماحول اور اس کی نمازیوں سے آبادی کے لیے دعائے خیر فرمائی - اللہ کریم ہمیں تا قیامت آپ کی تشریف آوری اور دعا کی برکات کرامت وارزانی فرمائے - آمین حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کی تعمیر و ترقی پر اس ناکارہ روزگار کو مبارک دی اور بیشمار دعاؤں سے نوازا (رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ ونور اللہ مرقدہ الی یوم الدین)۔

(۲۴)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسالِ التسلیمات والتحیات منجانب فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ محترم جناب محمد نذیر رانجھا سلمہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں - آپ کا گرامی نامہ شرف صدور لایا - حالات مندرجہ مطالعہ میں آئے -

فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فضل و کرم و رضا و رحمت سے نوازے - آمین اور آپ کو اس عہدہ پر باعزت و باوقار طور پر استقلال و تمکن و رسوخ نصیب فرمائے آمین اور ہر قسم کے تنزل و انحطاط سے محفوظ و مصئون و مامون فرمائے اور ہر قسم کے تنزل کے شرور و شرار و حسود کے شر و نظر بد سے حفظ خاص نصیب فرمائے آمین اور اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق عطا فرمائے آمین اور آپ کی پوری تنخواہ برآمد فرما کر نصیب فرمائے - آمین

فقط والسلام مع الاکرام

از خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

۱۵ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ / ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

(۲۵)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات منجانب فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ محترم و مکرم محمد نذیر صاحب رانجھا سلمہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ مکتوب گرامی شما شرفِ صدور آوردہ۔ خوش وقت ساخت۔ الحمدللہ کہ بفضلہٖ تعالیٰ از دنیا روگردانیدہ ہمہ تن متوجہ برائے مہیا ساختن توشہء آخرت مصروف کار ہستید و پابندی وظائف عبودیت علی الخصوص اقامت صلوٰۃ پنجگانہ وظیفہء خود دارید۔ عجب نعمت است کہ ظاہر باتباع شریعت آراستہ شود و باطن ہموارہ باذکر و شکر منور و مستنیر کردہ شود۔

اللہ تعالیٰ برائے حصول مرضیات خود و مرضیات محبوب اکرم خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمت، استقامت وعزیمت کرامت فرماید۔ آمین۔

فقط والسلام مع الاکرام

از خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ/ فروری ۱۹۹۵ء

(۲۶)

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ

مکرم ومحترم محمد نذیر رانجھا صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ خَیْرِ الْجَزَاءِ.

آپ نے کتابوں کی تعداد معلوم کی ہے۔ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ پندرہ بڑی الماریاں ہیں آپ ایک دن کی تکلیف کریں اور یہ کام کر جائیں۔ امید ہے کہ کوئی وقت نکال کر تشریف لے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے اور اپنی رضامندی سے سرفراز فرمائے۔ آمین

فقیر کی طرف سے سب کو سلام ودعوات۔ والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ

۲۷ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

حواشی باب سوم

۱- عارف، نظم ''خان محمد'' ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی، ۷-۱۲ اگست ۱۹۹۲ء،
بشکریہ دوست گرامی راجہ نور محمد نظامی بتوسط مکتوب مؤرخہ ۱۳ اگست ۲۰۰۰ء

۲- مولانا محبوب الٰہیؒ، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ
شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۳/ Muhammad
Umar Kirmani (Lt.Col.R.) Biographical
Encyclopedia of Pakistan, Lahore,B.E.P,
1996-97, P.880.

۳- ایضاً، ص ۳۳۴

۴- ایضاً

۵- ایضاً، ص ۳۳۴-۳۳۵

۶- ایضاً، محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ
سراجیہ، مدرسہ دارالقرآن سراجیہ، (۱۴۲۰ھ)، ص ۲۲-۲۳

۷- ایضاً، ص ۳۳۵/ عزیز الرحمٰن خورشید، دارالعلوم عزیزیہ- بھیرہ کے
مشہور تلامذہ، ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ: (خاص اشاعت)،
۱۹۸۷ء، ص ۳۴/ مکتوب گرامی صاحبزادہ مولانا ابرار احمد بگوی مدظلہ
بنام مؤلف، مؤرخہ ۲۹ جون ۲۰۰۰ء

۸- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ،

شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۵

۹- ایضاً

۱۰- ص ۳۳۵-۳۳۶

۱۱- ایضاً، ص ۳۳۶

۱۲- ایضاً

۱۳- ایضاً، ص ۳۳۶-۳۳۸

۱۴- ایضاً، ص ۳۲۷-۳۲۸

۱۵- ایضاً، ص ۳۴۰

۱۶- مولانا اللہ وسایا، آہ حضرت حافظ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، جلد ۱۷، ۳۰ ذی قعدہ تا ۴ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، بمطابق ۱۹ تا ۲۵ مارچ ۱۹۹۹ء، شمارہ ۴۳، ص ۱۰

۱۷- ایضاً، ص ۱۱

۱۸- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارھم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۱۹-۳۲۰

۱۹- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۸

۲۰- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۹ تا ۴۱/ مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۰

۲۱- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۱-۳۴۲

۲۲- عزیز الرحمٰن خورشید، دارالعلوم عزیزیہ۔ بھیرہ کے مشہور تلامذہ، ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ: اشاعت خاص، مارچ ۱۹۸۷ء، ص ۳۴

۲۳- حافظ خدا بخش اصغر، پیغام بیداری یعنی یادِ خدا پاک، لاہور، (مؤلف): جامع مسجد حنفیہ دین پور شریف، ماڈل ٹاؤن، ۱۹۷۳ء، ص ۱۴-۱۵

۲۴- شیخ محمد اکرام، رودِ کوثر، لاہور: ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء، (طبع سیزدہم) ص ۶۶۴/ مولانا محبوب الٰہیؒ، دین اسلام کی ترویج واشاعت میں خانقاہی نظام' ہفت روزہ خدام الدین' لاہور: ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۵ء

۲۵- مولانا محبوب الٰہی، تحفہء سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۳۶

۲۶- (اداریہ) حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کا سانحہ ارتحال، ماہنامہ لولاک، ملتان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمادی الاول ۱۴۲۱ھ/ اگست ۲۰۰۰ء، ص ۵-۶/ مکتوب گرامی ابوزبیر قاری محمد زرین، راولپنڈی جامعہ فرقانیہ، بنام مؤلف مؤرخہ ۱۴ اگست ۲۰۰۰ء،

۲۷- مکتوب گرامی از خانقاہ سراجیہ بنام مؤلف، مؤرخہ یکم نومبر ۲۰۰۰ء
Muhammad Umar Kirmani (Lt.Col.R.) Biographical Encyclopedia of Pakistan, Lahore, B.E.P, 1996-97, P.880.

۲۸- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۷۵

۲۹- مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری، نقش دوام، ملتان: مکتبہ تالیفات اشرفیہ (س-ن)

۳۰- ایضاً و/ مولانا سید احمد رضا بجنوری نقشبندی مجددی، انوار الباری شرح

صحیح بخاری، لاہور: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۳۸۰ھ، جلد اول، ص ۱۸/ تحفہ سعدیہ، ص ۳۱۷-۳۱۸

۳۱- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مؤرخہ ۱۲ اگست ۲۰۰۰ء

۳۲- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مؤرخہ ۹ ستمبر ۲۰۰۰ء

۳۳- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مؤرخہ ۱۸ اگست ۲۰۰۰ء

۳۴- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مؤرخہ یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء

۳۵- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مؤرخہ ۱۲ اگست و ۳۱ اگست ۲۰۰۰ء

۳۶- مکتوب جناب راجہ نور محمد نظامی بنام مؤلف، مؤرخہ ۹ ستمبر ۲۰۰۰ء

۳۷- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۰

۳۸- ایضاً

۳۹- ایضاً

۴۰- ایضاً، ص ۳۴۰-۳۴۱

۴۱- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۱-۳۲۲

۴۲- ایضاً، ص ۳۲۵

۴۳- ایضاً، ص ۳۲۷

۴۴- ایضاً، ص ۳۲۳/ محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ، مدرسہ دار القرآن سراجیہ، (۱۴۲۰ھ)، ص ۸۵-۸۸

۴۵- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء؛ ص ۳۲۴-۳۲۰/ محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ:

مدرسہ دار القرآن سراجیہ، (۱۴۲۰ھ)، ص ۸۸

۴۶- ایضاً، ص ۳۲۶/ محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ، مدرسہ دار القرآن سراجیہ، (۱۴۲۰ھ)، ص ۷۹-۸۱

۴۷- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۴

۴۸- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۳

۴۹- ایضاً، ص ۳۴

۵۰- حافظ لدھیانوی، یادوں کے انمول خزانے، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص ۶۶

۵۱- ایضاً

۵۲- ایضاً، ص ۶۶-۶۷/ حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص ۱۳۵

۵۳- ایضاً، ص ۶۷/ ایضاً

۵۴- حافظ لدھیانوی، یادوں کے انمول خزانے، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص ۲۵۵

۵۵- ایضاً / حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س۔ن، ص ۱۲۰

۵۶- ایضاً، ص ۲۵۵-۲۵۶

۵۷- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن، ص ۱۲۰

۵۸- ایضاً، ص ۱۲۳/ حافظ لدھیانوی، یادوں کے انمول خزانے، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص ۲۵۶

۵۹- مشتاق گھمٹالوی، سہیل-ادبی مجلّہ گورنمنٹ کالج میانوالی:۹-۷۸-۱۹۷۸ء، ''خانقاہ سراجیہ لائبریری، ننھی منھی بستی-لازوال خزانہ''،ص ۳۰

۶۰- ایضاً

۶۱- محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ، مدرسہ دارالقرآن سراجیہ، (۱۴۲۰ھ)،ص ۵۷

۶۲- ایضاً،ص ۷

۶۳- ایضاً،ص ۱۱۱

۶۴- ایضاً،ص ۱۱۰-۱۱۱

۶۵- سید احمد ازہر شاہ قیصر (مدیر) ''ہمارے معاونین'' (ادارتی شذرہ) ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (انڈیا): جمادی الثانی ۱۳۷۱ھ/ مارچ ۱۹۵۲ء،ص ۴

۶۶- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن،ص ۱۱۹-۱۲۰

۶۷- ایضاً،ص ۱۲۱-۱۲۲

۶۸- ایضاً،ص ۱۲۳-۱۲۴

۶۹- ایضاً،ص ۱۲۴-۱۲۵

۷۰- ایضاً،ص ۱۲۷

۷۱- ایضاً،ص ۱۲۱

۷۲- قوسین میں اضافہ منجانب مؤلف

۷۳- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن،ص ۱۲۷

۷۴- ایضاً،ص ۱۲۷-۱۲۸

۷۵- ایضاً،ص ۱۲۸-۱۲۹

۷۶- ایضاً،ص ۱۳۱-۱۳۳

۷۷- ایضاً،ص ۱۳۴-۱۳۵

۷۸- ایضاً،ص ۱۳۶

۷۹- محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ، مدرسہ دارالقرآن سعدیہ سراجیہ، (۱۳۲۰ھ)،۱۰۶-۱۰۹

۸۰- ایضاً،ص ۱۱۰

۸۱- ایضاً،ص ۳۰

۸۲- ایضاً،ص ۳۱

۸۳- ایضاً،ص ۳۱

۸۴- ایضاً،ص ۳۲-۳۴

۸۵- ایضاً،ص ۳۴

۸۶- ایضاً،ص ۳۴-۳۵

۸۷- ایضاً،ص ۳۱-۳۲

۸۸- ایضاً،ص ۳۵-۳۶

۸۹- ایضاً،ص ۳۶

۹۰- ایضاً،ص ۴۰-۴۲

۹۱- ایضاً،ص ۴۳

۹۲- حضرت مولانا خان محمد مدظلہ، مشفق استاذ ہفت روزہ خدام الدین (سید بنوری نمبر) لاہور: س-ن،ص ۸۹

۹۳- ایضاً،ص ۸۹-۹۰

۹۴- مفتی محمد جمیل خان، مولانا مفتی محمود کا فقہی ذوق واسلوب معاصرین کی نظر میں، ماہنامہ الشریعۃ، گوجرانوالہ: ستمبر ۲۰۰۱ء، ج ۱۲،ش ۹ ص ۲۴-۲۵

۹۵- قمر ذوالفقار، حضرت مفتی صاحب کی وفات کی خبر سن کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا' ہفت روزہ ترجمان اسلام (مفتی محمود نمبر)، لاہور: اپریل ۱۹۸۱ء،ص ۲۴۳-۲۴۴

۹۶- ماہنامہ بینات، کراچی: اشاعت خاص بیاد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، شعبان تا ذوالقعدہ ۱۴۲۱ھ/ دسمبر ۲۰۰۰ء تا فروری ۲۰۰۱ء، ص ۱۱-۱۲

۹۷- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۴۲

۹۸- ایضاً، ص ۳۴۲-۳۴۳

۹۹- ایضاً، ص ۳۴۳

۱۰۰- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۴-۳۲۵

۱۰۱- ایضاً، ص ۳۲۴

۱۰۲- ایضاً

باب پنجم

امتیازاتِ خانقاہ

سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

بہ نزدیکے دانائے صاحب ہنر
کتابے بود بہ ز انبارِ زر

نہ جب تک کٹ مروں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

فصل اول

کتاب خانہ سعدیہ

خانقاہ سراجیہ شریف کا ''کتاب خانہ سعدیہ'' ۳۶-۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء میں قائم ہوا اور بانی خانقاہ شریف قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ ۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ کی حیات طیبہ میں ہی اپنی وسعت اور کتابوں کی کثرت و نفاست کی بدولت برصغیر پاک و ہند کا ایک بے مثال علمی خزانہ بن گیا تھا اور اس کا شہرہ دور و نزدیک کے علمی و دینی حلقوں میں عام تھا- مولانا نذیر بیگ عرشیؔ (م ستمبر ۱۹۴۷ء) نے ۱۳۵۱ھ/ ۳۲-۱۹۳۳ء میں اس کتب خانے کے بارے میں تحریر فرمایا:

''حضرت (مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ) کا آستانہ صرف سلوک و طریقت کی تربیت گاہ ہی نہیں بلکہ اس کے دوش بدوش وہ ایک عظیم الشان علمی دربار کی حیثیت بھی رکھتا ہے- یہاں ہر علم و فن کی گرانمایہ کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے اور وہ تمام آنے جانے والے علما و فضلا کے مطالعہ کے لیے وقف ہے-

علماء کے پاس کتابوں کا کافی ذخیرہ نہ ہو یا ان کے قرب و جوار میں کوئی بڑا کتب خانہ نہ ہو تو ان کی مثال ایک بے پر پرندہ کی سی ہے جس کے وجود میں پرواز کی صلاحیت تو ہے مگر سامان پرواز نہیں- یہی حال اکثر بے چارے علماء کا ہے- ان کو نئے سے نئے پیش آنے والے مسائل میں علمی تحقیقات کی پیاس بیتاب کرتی رہتی ہے- مگر وہ اس پیاس کو بجھانے کا سامان نہیں پاتے اور ان کا ہاتھ اس سامان کو مہیا کرنے سے قاصر ہے- حضرت کے ذی علم خلفاء و متوسلین جب حاضر آستانہ ہوتے ہیں تو شوق زیارت کے ساتھ یہ علمی تشنہ کامی بھی ساتھ لاتے ہیں- یہاں خاص خاص علمی مسائل کی خوب چھان بین ہوتی ہے- تحقیق و تدقیق کی پوری داد دی جاتی ہے- علوم و فنون کا بے پایاں سمندر سامنے موجیں مار رہا ہے اور دریائے علم کے شناور

اپنے تفقہ ونکتہ رسی کے کمال دکھا رہے ہیں- بعض اوقات میں نے دیکھا کہ کسی ایک مسئلے کے متعلق گفت وشنید اور غور وفکر میں کئی دن گزر گئے- خود حضرت اس بزم تحقیق کے صدر ہوتے ہیں اور آپ پر اس وقت خصوصاً علماء کے حضور میں مسئلہ زیر بحث کا غلبہء ذوق یہاں تک ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد تلاوت سے فارغ ہوئے تو معاً ارشاد ہوتا ہے کہ لاؤ فلاں تفسیر اس میں بھی یہ مسئلہ دیکھ لیں- عصر کے بعد ختم خواجگان سے فراغت ہوئی تو پھر فرمائش کی کہ لاؤ فلاں شرح بخاری، دیکھیں شاید اس میں بھی کچھ لکھا ہو- مغرب کے بھی فوراً یہ حکم کہ لاؤ فلاں لغت کی کتاب، دیکھیں اس میں اس لفظ کی کیا تشریح کی ہے-"[1]

بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے عہد میں مالیت کتب

حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے علم کی محبت بدرجہء کمال نصیب فرمائی تھی- لہٰذا کتابوں کا شوق بھی فرط شغف تک پہنچا ہوا تھا- بقول مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ "پچیس تیس ہزار روپے کا عظیم الشان کتب خانہ خاص اپنی سعی اور اپنے صرف سے فراہم کیا ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے-"[2] اور بقول مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ "یہ تخمینہ اس زمانہ کی ارزانی کے پیش نظر بھی کم معلوم ہوتا ہے- حکیم عبدالرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ "فراق نامہ" منظوم میں فرماتے ہیں:

"لکھ روپیہ حضرت صاحب کتب خانے تے لایا"

اور زمانہ موجودہ کی گرانی کے پیش نظر تو ایسا کتب خانہ کئی لاکھ میں بھی فراہم کرنا مشکل ہے-"[3]

شہرت کتب خانہ سعدیہ

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) جن دنوں دار العلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھے، ان دنوں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے اور صدر مدرس شیخ العالم حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے حضرت اقدس قدس سرہ کو

اپنے ہاں مدعو فرمایا- علامہ طالوت صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''ایک بار ہمیں معلوم ہوا کہ پنجاب کے ایک بہت بڑے پیر صاحب دارالعلوم میں تشریف لانے والے ہیں اور وہ رہنے والے ہیں میانوالی کے- جب وہ تشریف لا چکے تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ العزیز بھی ان کی جائے قیام پر تشریف لے گئے تھے اور دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور پھر معلوم ہوا کہ حضرت نے انہیں خصوصی طور پر دعوت چائے بھی دی ہے- پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب نے کتب خانے کو خصوصیت سے دیکھا ہے- پھر معلوم ہوا کہ پیر صاحب کا اپنا بھی بہت بڑا کتب خانہ ہے- خیال ہوا کہ وہ محض پیر نہیں بلکہ بہت بڑے عالم بھی ہیں-'' [۴]

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ جناب حافظ محمد نصر اللہ خاکوانی کے ہاں

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آئے تو یہاں حضرت اقدس قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے- اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

''حافظ صاحب دیوبند میں ہمارے ساتھ تھے اور اس زمانے سے ان کے ساتھ اخلاص چلا آتا تھا- ایک دن معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کے پیر صاحب آنے والے ہیں- حافظ صاحب کی مروت سے ہمیں بھی ان کی زیارت کا موقع ملا- شرفِ زیارت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو وہی دیوبند والے پیر صاحب ہیں- حضرت مولانا ابو السعد احمد خاں صاحب ان کا اسم گرامی ہے- بہت بڑے عالم اور بہت بڑے کتب خانہ کے مالک ہیں- خود زمیندار ہیں اور عام پیروں کی طرح محض مسخرات پر گزارہ نہیں کرتے-'' [۵]

گنجینہ نوادرات

ایک دفعہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ (م ۱۳۵۲ھ) میانوالی میں کسی اسلامی جلسے میں شمولیت کے لیے تشریف فرما ہوئے تو واپسی پر حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی دعوت پر خانقاہ سراجیہ شریف تشریف لائے اور کتب خانہ سعدیہ کو ملاحظہ فرمایا۔ کتب خانہ کی عظمت دیکھ کر ان کا دل باغ باغ ہوگیا۔ گھنٹوں الماریوں میں پڑی کتابیں دیکھتے رہے۔ اس دوران کتاب نوادر الاصول حکیم ترمذی پر نگاہ پڑی تو فرمایا: ''اس کتاب کے دیکھنے کی مدت سے آرزو تھی مگر کہیں دستیاب نہ ہوتی تھی۔'' بعد ازاں آپ اس کتاب کو مطالعہ کے لیے دیوبند لے گئے اور وہاں سے گرامی نامہ تحریر فرمایا:

> ''افسوس کہ میں زیادہ عرصہ وہاں نہ ٹھہر سکا کیونکہ ماہ مبارک صیام سر پر تھا ورنہ چندے اور قیام کرتا۔ تاہم جتنا وقت وہاں گزرا اس کو میں مغتنمات زندگی سے شمار کرتا ہوں۔'' [۶]

جناب مشتاق گھمٹالوی صاحب نے خانقاہ شریف کی زیارت کے بعد ''سہیل'' (۷۹-۸-۱۹۷۷ء) میں ''کتب خانہ سعدیہ'' کے بارے میں تحریر فرمایا:

پاکیزہ وخوبصورت لائبریری

''پھر انہوں (مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی) نے خود ہی ہمیں کتب خانہ دکھایا جو دو کمروں پر مشتمل ہے۔ ایک بڑے سے خوبصورت کمرے میں لوہے اور لکڑی کی دس بڑی بڑی الماریں رکھی ہیں۔ کمرے کے درمیان قالین بچھا ہے۔ اس پر چھوٹے قد کی لمبی سی بینچ رکھی ہے جس کے اوپر والا تختہ اس طرح جوڑا گیا ہے کہ وقت ضرورت اس کے ٹکڑوں کو اٹھا کر ریہلیں بنائی جاسکتی ہیں۔ ساتھ والے کمرے میں چار الماریاں لکڑی کی ہیں اور دیواروں میں بنائی گئی الماریوں میں بھی کتابیں ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

گر کتابیں ہو گئیں میلی تو کیا پڑھنے کا لطف

کام کی چیزیں جو ہیں ان کی حفاظت چاہیے

کام کی ان چیزوں کی جتنی حفاظت یہاں دیکھنے میں آئی شاید ہی کہیں اور ہو۔ الماریاں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی رنگ وروغن ہو کے آئی ہیں جبکہ لکڑی کی الماریاں ۱۹۱۸ء ہی میں بنوائی گئی تھیں۔ کتابیں مضبوط اور خوبصورت جلدوں میں محفوظ ہیں اور ہر جلد کے اوپر خوبصورت پلاسٹک کور چڑھا ہے۔ کئی کتابیں ایسی بھی ہی جن کی قیمت پیسوں میں تھی مگر جلدیں روپوں میں بندھوائی گئی تھیں۔ اس کے لیے کلکتہ، امرتسر اور ملتان کے کاریگروں کی خدمات لی گئیں۔ [۷]

پورے تھل کی قیمت کے برابر لائبریری

لائبریری کے متعلق کئی روایات سننے میں آئیں۔ مثلاً یہ کہ ۱۹۱۸ء میں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان (قدس سرہ) نے پچاس ہزار روپے کی لاگت سے جب لائبریری قائم کی تو لیاقت آباد کے ایک مولانا صاحب نے فرمایا:

''پاگل ہیں، اتنا روپیہ کتابوں پر ضائع کر دیا، پچاس ہزار سے تو پورا تھل خریدا جا سکتا تھا۔''

ایک دفعہ مولانا موصوف حوالہ کے لیے ایک کتاب دیکھنے خانقاہ سراجیہ تشریف لائے۔ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روایتی خاطر ومدارت کے بعد پوچھا:

''مولانا! کیسے تشریف لائے؟''

''ایک مسئلہ کے لیے فلاں کتاب دیکھنے حاضر ہوا ہوں۔'' (مولانا موصوف نے کہا)۔

حضرت مولانا ابو السعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ فرمایا:

''یہاں آنے کی تکلیف کیوں فرمائی، تھل میں ریت کا کوئی ٹیلہ کھود لیا ہوتا۔'' [۸]

قواعد وضوابط خدمات مراجعین

عجیب مگر کامیاب روایت کہ کوئی کتاب کمرے سے باہر نہیں جا سکتی۔ لائبریری میں بیٹھ

کر ہر کوئی کسی وقت بھی مطالعہ کر سکتا ہے۔ ہر کوئی ایک مہینہ تک رہ سکتا ہے جس کے دوران رہائش وخوراک مدرسہ کے ذمہ ہے۔حضرت خان محمد صاحب (مدظلہ العالی) نے فرمایا کہ محقق کے لیے ایک مہینہ کی قید نہیں، وہ جب تک چاہے رہ سکتا ہے۔

کتاب مستعار دینے کے بارے میں انہوں نے حضرت ابوالسعد احمد خان (قدس سرہ) سے منسوب ایک عربی شعر سنایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اے کتابیں مانگنے والے معاف رکھ کیونکہ کتابیں مستعار دینا میرے نزدیک خلاف غیرت ہے۔ دیکھو کتاب مجھے دنیا بھر میں محبوب ہے۔ کیا تم نے کہیں دیکھا کہ محبوب مستعار دیا گیا۔" [9]

محققین کی جنت فردوس

خانقاہ سراجیہ کی اس اسلامی لائبریری سے برصغیر پاک وہند کے متعدد علماء اور محققین نے استفادہ کیا ہے۔ مولوی محمد شفیع صاحب کہ جنہیں علم وادب سے نہایت گہرا شغف تھا، وہ بھی اس لائبریری سے گاہے بگاہے استفادہ کرتے رہے۔ مولوی محمد شفیع صاحب نے اس لائبریری کی نادر ونایاب اور نہایت اہم کتابوں اور یہاں فراہم کی جانے والی سہولتوں کے پیش نظر کہا تھا کہ خانقاہ سراجیہ کی یہ لائبریری محققین کی جنت فردوس سے کم نہیں ہے۔

کتابوں کی ترتیب اور انتظام وانصرام کے لیے، اسلام کے ہر شعبے کی کتابوں کو زبانوں کے اعتبار سے الگ الگ شیلفوں میں رکھا ہوا ہے۔ ان میں اکثریت قدیم اور کلاسیکی عربی اور فارسی کتابوں کی ہے، جن میں اسلامی تعلیمات پر غالباً سب سے زیادہ کتب موجود ہیں۔

اس لائبریری میں لائبریری کے بانی نے محققین کی آسانی کے لیے اپنے آباؤ اجداد کی جائداد کو بھی وقف کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محققین کو رہائش کی سہولتیں اور دوسری رہنمائی بھی مفت فراہم کی جاتی ہے گو اس لائبریری کے چاروں اطراف ریت کے ٹیلے ہیں لیکن لائبریری کی کتابوں کو ریت کے ذروں سے بھی بالکل محفوظ رکھا گیا ہے۔" [10]

کتاب کی معنوی افادیت

سوال یہ ہے کہ اس دورافتادہ جنگل میں اتنا عظیم اور بیش قیمت کتب خانہ کیسے فراہم ہو گیا اور اس کی فراہمی کا مقصد کیا تھا؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ تصوف کے سلاسل اربعہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی روح تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں- بقول عارف رومی علیہ الرحمۃ :

علم باطن ہم چو مسکہ علم ظاہر ہم چو شیر

اور اپنے اپنے زمانے میں ان سلاسل کے تربیت یافتہ کامل و مکمل صوفیا کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے رشد وہدایت کی طرف لوگوں کی عمدہ رہبری فرمائی- مگر آخر زمانہ میں ان سلاسل کے اعمال واشغال میں کچھ لوگوں نے بڑا غلو کیا اور اپنی اغراض مبتدعہ کے اثبات کے لیے فرضی اور وضعی روایات سے کام لیا- بقول شاعر:

چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

حضرت مولانا احمد خان قدس سرہ نے علم تصوف کو اصل شریعت کے مطابق کرنے کے لیے ضروری سمجھا کہ علوم دینیہ کا ایک جامع کتب خانہ فراہم کیا جائے اور نقد و جرح کے بعد جو بات منقح ہو جائے اس پر عمل کیا جائے- خانقاہ سراجیہ کی یہ ایک اہم خصوصیت تھی کہ جو شخص بھی کوئی مسئلہ کسی فن کا بیان کرے وہ کتابوں میں سے بھی نکال کر دکھلائے اور چونکہ مذاہب اربعہ اور سلاسل اربعہ کی اور ان کے متعلقات کی، ہر قسم کی کتابیں بہت ہی کثیر تعداد میں موجود تھیں اور مسئلہ کے تسلیم ہونے کی شرط یہ تھی کہ کتابوں کے حوالے سے مسئلہ ثابت کیا جائے، اس لیے کوئی شخص کوئی کمزور یا بے دلیل بات کرنے کی جرات نہ کرسکتا تھا-

دوسری خاص بات جو اس کتب خانہ سے متعلق تھی، وہ یہ تھی کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ طریقت کے مرشد اور مربی تھے، طریقت میں عالی ظرفی، کو وسعت قلبی اور دوسروں کی رائے کے مناسب احترام اور اختلاف کی صورت میں موزوں وملائم معارضہ کی تربیت اپنے منتسبین کو ہمیشہ دیتے رہتے تھے- یہاں مختلف الخیال علماء کا اجتماع رہتا تھا- حضرت کے خدام میں اکثریت اجلہ علماء کی تھی- مولانا عبدالخالق صاحب مرحوم بانی دارالعلوم، کبیر والا ضلع خانیوال، مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم، سرگودھا اور مولانا قاضی صدرالدین

صاحب، بانی خانقاہ نقشبندیہ، ہری پور، ہزارہ جیسے محقق علماء شریک محفل رہتے تھے- ایسے حالات میں آراء کا اختلاف لازمی تھا اور اس اختلاف کو اجماع کی صورت میں تبدیل کرنے کے لیے ایک بڑے کتب خانہ کی ضرورت تھی جو حضرت موصوف نے اپنے ذاتی وسائل سے اکٹھا کیا اور اس طرح اپنے خدام علماء کی تربیت فرماتے تھے- بسا اوقات دوران بحث مسئلہ کا کوئی کمزور پہلو خود اختیار فرما لیتے اور دوسرے علمائے علم وفضل اسی مسئلہ کے مضبوط پہلو پر داد تحقیق دیتے' جب کافی بحث ہو چکتی تو قبلہ حضرت صاحب اپنی رائے سے رجوع فرما کر دوسرے علماء کی ثابت کردہ رائے کو اختیار فرما لیتے -اس سے مستفیدین کو دو طرح کے فائدے ہوتے- ایک تو یہ کہ ہمیشہ مسئلہ کے راجح اور مضبوط پہلو کو اختیار کیا جائے- دوسرا فائدہ یہ کہ جب مسئلہ کا راجح اور مضبوط پہلو سامنے آ جائے تو چاہے اسے کسی چھوٹے آدمی نے ہی ثابت کیا ہو اس کو بے چون و چرا تسلیم کر لینا چاہیے-[۱۱]

فراہمی کتب

مولوی عبدالتواب صاحب تاجر کتب، ملتان، ابناء مولوی محمد بن غلام رسول سواتی، بمبئی، عبدالصمد دادا لادہ، سورت اور کلکتہ کے بعض بڑے تاجران کتب کو حضرت کی ہدایت تھی کہ جب بھی کوئی نئی کتاب آئے، فوراً خانقاہ سراجیہ، کندیاں کو اطلاع دی جائے- اگر یہاں ضرورت نہ ہو تو پھر کسی اور کو فروخت کی جائے- اس کے علاوہ مطبع بریل، لیڈن، ہالینڈ اور لندن کے بڑے کتب فروشوں سے بھی مراسلت رہتی تھی اور مطبوعات یورپ ان کے ذریعے فراہم ہوتی تھیں- ذوق بے حد نفیس تھا- ایک کتاب آئی بعد کو پتہ چلا کہ فلاں مطبع میں یہ کتاب زیادہ صحت سے چھپی ہے، وہ کتاب بھی منگوا لی- پھر معلوم ہوا کہ یہی کتاب مصر یا استنبول میں بہت خوبصورت چھپی ہے، وہ بھی منگوا لی-

لغت کی مشہور کتاب ''نہایۃ ابن اثیر (۴ جلد) ایک کباڑی کے یہاں سے چار روپے میں دستیاب ہو گئی- کتاب کی عظمت کے پیش نظر جلد بندی کے لیے یہی کتاب کلکتہ بھیجی گئی- وہاں سے اس کتاب کی بغیر گتہ مراکو لیدر کی جلد اڑتالیس روپے میں بن کر آئی اور یہ اڑتالیس روپے آج کے نہیں ۱۹۳۰ء کے تھے-[۱۲]

حضرت اقدس قدس سرہ کی اہلیہ محترمہؒ کی خدمات کتب خانہ

حضرت اقدس کی اہلیہ محترمہ کی خدمات کتب خانہ مثالی اور ناقابل فراموش ہیں۔ تفسیر روح المعانی کی اطلاع آئی۔ اس کی قیمت کے مطابق رقم اس وقت پاس موجود نہ تھی۔ حضرت بڑے متفکر تھے۔ ایک وقت کھانا نہ کھا سکے۔ آپ کی اہلیہ محترمہؒ کو جب صورت حال کا علم ہوا تو موصوفہ نے اپنا طلائی ہار لا کر پیش کر دیا کہ فی الوقت ہار فروخت کر کے آپ کتاب منگوا لیں۔[۱۳]

آپ کو اپنی کتابوں سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا

آپ حتی الامکان کتاب عاریتاً نہیں دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کتاب ایک بار گھر سے نکل جائے تو ٹھیک سے واپس نہیں آتی۔ یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے:

الا یا مستعیر الکتب اقصر
فان اعارتی للکتب عار
فمحبوبی من الدنیا کتاب
وھل ابصرت محبوبا بعار

یعنی خبردار اے کتاب عاریت مانگنے والے ایسا نہ کر، کیونکہ میں کتاب عاریت دینے میں عار محسوس کرتا ہوں، دنیا میں میرا محبوب کتاب ہے اور تم نے دیکھا ہے کہیں محبوب بھی عاریۃً دیا جاتا ہے۔[۱۴]

آپ کتاب کی بے حرمتی گوارا نہ فرماتے تھے

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب کتب خانہ میں کوئی کتاب دیکھ رہے تھے۔ کتاب پر معمولی سا غبار محسوس ہوا تو غبار جھاڑنے کے لیے زور کے ساتھ کتاب دھپ سے بند کی۔ حضرت اقدس برآمدہ میں بیٹھے تھے، بیتاب ہو کر اٹھے اور دوڑ کر اندر تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب سے پوچھا کہ اتنے زور سے آپ نے کتاب بند کی تھی؟ ان مولوی صاحب نے مجوب ہوتے

ہوئے کہا کہ حضرت! کتاب پر گرد وغبار تھا' وہ جھاڑنے کے لیے میں نے زور سے کتاب بند کی۔ حضرت نے فرمایا: ''مولوی صاحب! مجھے بیوی یا بیٹی کی گالی سے اتنا صدمہ نہیں ہوتا' جتنا اپنی کتاب کی بے حرمتی دیکھ کر ہوتا ہے' غبار ہی صاف کرنا تھا تو رومال سے آہستہ سے صاف کرتے۔ پھر اپنے عربی رومال سے آہستہ آہستہ کتاب کو صاف کر کے بتلایا کہ اس طرح نرمی سے صاف کر لیتے' آپ کی دھپ تو میرے دل پر لگی۔''[۱۵]

عظیم اور جامع کتب خانہ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار مخدوم زماں حضرت خواجہ ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی سے خانقاہ سراجیہ شریف کے پرسکون ماحول اور عظیم کتب خانے کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا:

''جی چاہتا ہے کہ علمی کام کے لیے آدمی خانقاہ شریف میں آ جائے کیونکہ ہر طرح کا سکون اور یکسوئی جس طرح وہاں میسر ہے' کراچی جیسے مصروف شہر میں اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا' پھر جبکہ اتنا عظیم اور جامع کتب خانہ بھی دسترس میں ہو۔''[۱۶]

جناب حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں:

''خانقاہ سراجیہ میں نایاب دینی کتب کا علمی خزانہ موجود ہے۔ یہ کتب خانہ زیادہ تر عربی کتب پر مشتمل ہے۔ جس سے آپ (حضرت مولانا خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی) کے علمی ذوق اور وسعت مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔ اہل علم حضرات خانقاہ سراجیہ میں قیام کے دوران اس بے بہا علمی خزانے سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ اہل علم حضرات سے سنا ہے کہ ایسی نادر کتب ہندو پاک کے شاید ہی کسی کتب خانے میں موجود ہوں۔ اس لیے خانقاہ سراجیہ علمی وروحانی فضا کا مرکز بن گئی ہے۔''[۱۷]

بانی کتب خانہ کا ذوق کتاب

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی محبت کتب خانہ اور ذوق جمع آوری کتاب کا یہ عالم تھا کہ ایک روز ارشاد فرمایا:

''میں اوائل عمر میں ایک مرتبہ سخت بیمار ہوا کہ امید زیست منقطع ہوگئی- ایک بزرگ عیادت کے لیے تشریف لائے- میں ان کو دیکھ کر رو دیا اور کہا کہ مجھے مرنے کا غم ہے تو صرف اسی بات پر ہے کہ صحاح ستہ کو خرید کر اپنے پاس رکھنے کا موقع نہ پا سکا-''

ایک مرتبہ فرمایا: ''شرح رسالہ قشیریہ شیخ الاسلام (امام قیشری) مطبوعہ مصر جو چار جلدوں میں ہے، مجموعی صفحات ۸۰۰ ہیں اور قیمت تقریباً دس بارہ روپے ہوگی- مجھے اس کے خریدنے کا شوق ہوا- بمبئی کے ایک تاجر کتب سے یہ کتاب ملتی تھی- جس کی گرانفروشی ضرب المثل ہے- فرمائش بھیجی تو جواب آیا کہ کتاب نایاب ہوگئی، صرف ایک نسخہ باقی ہے، جو چالیس روپے سے کم نہیں دیا جا سکتا- اتفاق سے میرے پاس صرف پانچ روپے موجود تھے، وہی پیشگی بھیج کر لکھا کہ یہ نسخہ ہمارے سوا کسی اور کو نہ دیا جائے اور باقی قیمت بھیجنے پر فوراً ارسال کر دیا جائے-''

ایک موقع پر فرمایا کہ کتاب مشارق الانوار قاضی عیاضؒ کی مجھے تلاش تھی- مولوی عبدالتواب تاجر کتب ملتان کے پاس فرمائش بھیجی تو جواب آیا کہ کتاب کا موجودہ نسخہ آپ کو نہایت گراں پڑے گا- اگلے مال کے آنے تک انتظار کریں- میں نے لکھا: ''انتظار مشکل ہے-'' ''گرانی کی پروا نہیں- سو دو سو روپے جو بھی قیمت ہو اس کے عوض بھیج دو-''[۱۸]

مولانا نذیر بیگ عرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۷ء) فرماتے ہیں:

مالیر کوٹلہ میں میرے سامنے کا واقعہ ہے- ایک ولایتی کچھ نادر اشیاء بغرض فروخت دکھانے کے لیے لایا- اس کے پاس ایک چھوٹا سا رسالہ عربی زبان میں جیبی تقطیع کا بھی موجود تھا- جس کا نام لامیۃ الافعال ابن مالک تھا- آپ نے اس کی قیمت پوچھی- کہا: ''چار روپے-'' فوراً چار روپے ادا فرما کر لے لیا-

انہی ایام میں ایک شب آپ فرما رہے تھے کہ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی فلاں فلاں شرح تو ہمارے پاس ہے۔ صرف مصفی اور مسوی شرح موطا مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کسر ہے جو تلاش کے باوجود نہیں ملی۔ میں نے عرض کیا: ''یہ دونوں شرحیں خادم کے پاس موجود ہیں۔ گھر جاتے ہی ڈاک میں ارسال خدمت کر دوں گا۔'' فرمایا: ''اس قدر انتظار کی تاب کس کو ہے۔ ابھی کسی آدمی کو دھنولہ بھیجا جائے جو کل تک لے آئے۔'' چنانچہ اسی وقت راتوں رات مستری ظہور الدین کو دھنولہ روانہ کر دیا گیا۔[19]

حسن کتاب کا شوق

کتاب کے اس شوق کے ساتھ ایک اور لطیف پہلو شامل تھا یعنی اس روحانی محبوب کو بہترین لباس میں جلوہ گر دیکھنے کا شوق بھی بدرجہء غایت تھا۔ کتابوں کے شوقین بہت ہوتے ہیں مگر سبکو کتابوں کے حسن ظاہر کی پروا نہیں ہوتی۔ بعض لوگ ارزاں ایڈیشن کی کتاب خریدتے ہیں۔ پارچہ کی سستی جلد بنواتے ہیں یا مدرسہ کے کسی طالب علم سے جیسی کیسی جلد بنوا لیتے ہیں۔ مگر حضرت اقدس قدس سرہ کی نظر میں ہر کتاب کی خریداری کے وقت نفیس تریں کاغذ اور لطیف ترین چھپائی کا لحاظ مقدم رہتا تھا۔ پھر اس کی جلد بھی اعلیٰ درجہ کی مطلا و منقش بنوانے کا التزام ہوتا تھا۔ بخاری شریف بہ تحشیہ سندھی' مطبوعہ استنبول نہایت نفیس طباعت' سیاہ چمڑے کی جلد' نہایت دیدہ زیب طلائی بیل بوٹوں سے منقش موجود ہے۔ جب اسے جلد کے لیے بھجوایا تو فرمائش فرمائی کہ عمدہ سے عمدہ جلد بنے' خواہ دس پندرہ روپے خرچ آ جائیں' جلد بن کر آئی تو افسوس ہوا کہ صرف پانچ روپے لاگت کی جلد ہے۔ بقول مولانا عرشی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں کتابوں کی جلد بندی پر دوڈھائی ہزار روپے خرچ آ چکا ہے۔[20]

حضرت اقدس قدس سرہ بعض کتابوں کی جلدیں کلکتہ کی کسی فرم سے بندھواتے بلکہ بعض کتابوں کی جلدیں آپ یورپ سے بھی بنواتے رہے ہیں۔[21]

کانِ طلایا نگار خانہ چین

مولانا نذیر بیگ عرشی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''چنانچہ کتب خانہ کی ہر کتاب کا کاغذ' طباعت اور جلد اس قدر آبدار ہے کہ ہاتھ لگاتے دل جھجکتا ہے کہ کہیں داغ نہ لگ جائے۔ کتابوں کی الماری جب جھلمل جھلمل کرتی ہوئی کھلتی ہے تو اس پر کانِ طلایا نگانہ خانۂ چین کا دھوکا ہوتا ہے۔''[۲۲]

کتب خانہ کی فہرست نگاری

تمام کتابوں کو رجسٹر اندراج میں درج کیا گیا ہے اور اس کا باقاعدہ انتظام تاسیس کتب خانہ سے شروع ہے۔ مختلف صاحبان اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے ہیں جن میں نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ اور مولانا نذیر بیگ عرشی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ذی علم شامل رہے ہیں۔ مولانا عرشیؒ ان ایام خجستہ کی یاد میں لکھتے ہیں:

خانقاہ شریف میں میری حاضری ایام بہار میں ہوئی تھی اور اگلے روز ہی مجھے کتب خانے کی فہرست مرتب کرنے کا حکم ہوا۔ الماریوں کے سامنے میں اور مولوی عبداللہ صاحب اس کام کو انجام دیا کرتے۔ حضرت اکثر اس کام کو دیکھنے کے لیے تسبیح خانہ کی نشست خاص کو چھوڑ کر کتب خانہ میں تشریف لے آتے۔ ایک دن ابر گھرا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور نوروئیدہ فصل کو بارش کی از حد ضرورت تھی۔ اتنے میں مینہ برسنے لگا۔ آپ نے یہ کیفیت معلوم کرنے کے لیے دریچہ کھولا۔ عجیب عالم نظر آیا۔ میلوں تک گیہوں اور چنے کے ہرے بھرے کھیت آنکھوں کے سامنے تھے۔ جدھر نظر جاتی تھی قطرات باراں کے آبدار موتی فصل کے زمردین فرش پر بکھرتے اور لڑھکتے دکھائی دیتے تھے۔ اللہ اللہ یہ منظر زمیندار کی نظر میں ہوتا ہے تو اسے فرطِ مسرت سے مست کر دیتا ہے مگر آپ کے باطن میں جو کمالات کے باغ لہلہا رہے ہیں اور ظاہر میں علوم و معارف کے دفاتر کا یہ چمنستان پھیلا پڑا ہے۔ اس کے سامنے اس منظر کی کیا وقعت ہو سکتی تھی۔ ایک سرسری نظر ڈالی اور کھڑکی بھیڑ دی۔[۲۳]

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کا اضافہ کتب کا ذوق

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۴ء-۱۹۵۶ء) کو اپنا نائب و جانشین مقرر فرمایا تو آپ نے اپنے وصیت نامہ میں انہیں کتب خانہ سعدیہ کی حفاظت اور اس کی ترقی وتوسیع کا کام بھی سونپ دیا تھا- آپ نے اپنے وصیت نامہ میں تحریر فرمایا:

"خانقاہ کا کتب خانہ بفضلہٖ تعالیٰ اپنی وسعت اور کتابوں کی کثرت و نفاست کے لحاظ سے پنجاب کا ایک بے مثال معہد علمی بن گیا ہے- اس کی شان رفعت کو برقرار رکھنے کے لیے اس کو اس کی تمام الماریوں اور کمرے سمیت وقف کیا جاتا ہے- اس کے متولی بھی مولوی محمد عبداللہ صاحب مذکور ہوں گے- اب اس کتب خانہ اور اس کے متعلقہ سامان اور کتابوں میں توریث اور تملیک اور تقسیم جاری نہ ہوگی"

چنانچہ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نے اپنے شیخ ومربی کے وصال مبارک ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء سے لے کر اپنے وصال مبارک ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء تک ان جواہر پاروں کی ہمیشہ حفاظت فرمائی اور اس ذخیرہ نادرہ وفاخرہ میں قابل قدر اضافہ فرمایا- حج بیت اللہ پر تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ کے کتب خانہ سے نایاب قلمی کتاب "تحقیقات" عبدالاحد کی نقل اس زمانے میں ۷۰۰ ریال دے کر حاصل کی- حج سے واپسی پر جب کسٹم آفس کراچی میں چیکنگ کے دوران کسٹم آفیسر نے پوچھا کہ آپ کے پاس سونا تو نہیں ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: ہمارے لیے سونا یہ کتابیں ہیں اگر ہمارے پاس رقم کی گنجائش ہوتی تو ہم یہ سونا اور خرید کر لے آتے-"[۲۴]

علاوہ ازیں تفسیر وحدیث اور دیگر فنون کی متعدد بیش بہا کتب خرید کر آپ کتابخانہ سعدیہ کی زینت میں اضافہ فرماتے رہے- حفاظت ونقل کتب اور جلد بندی کے لیے مولانا غلام محمد صاحب فاضل مظاہر العلوم کو مامور فرمایا-

مخدوم زماں بسط اللہ ظلہم العالی کے ہاتھوں توسیع وترقی کتب خانہ

کتب خانہ کی توسیع وترقی کا یہ کام بحمد للہ تا حال جاری وساری ہے- مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی اپنے شیخین کرامؒ کے نقش قدم پر گامزن ہیں- خوبصورت، دیدہ زیب اور معارف واسرار سے لبریز جواہر پاروں کی خرید وجستجو اور حصول کے لیے کوشاں رہتے ہیں اور ملکی وغیر ملکی ناشرین وکتب فروشوں سے کتابیں منگا کر کتاب خانہ سعدیہ کی شان وعظمت دوبالا فرماتے ہیں-

کتب خانہ کی حفاظت، نگہبانی، اندراج کتب، جلدی بندی اور دیگر امور کی انجام دہی کا خصوصی انتظام کیا جاتا ہے اور زائرین وقارئین کی سہولت کے لیے کتب خانہ مناسب اوقات میں کھولا جاتا ہے اور تمام اہل علم و دانش ومراجعین کے لیے کتب خانے کے دروازے کھلے ہیں- ان کی رہائش اور خورد ونوش کا بھی بندوبست کیا جاتا ہے-

تعداد کتب

مولانا نذیر احمد عرشیؒ نے ۱۳۵۱ھ میں ''رسالہ تحفہ سعدیہ'' میں لکھا ہے:

''اگر متعدد جلدوں کی کتاب کو بھی ایک کتاب سمجھا جائے تو آپ کے کتب خانہ میں اس طرح ایک ہزار کتابوں کا گرانبار علمی سرمایہ موجود ہے-''[۲۵]

ناکارہ روزگار (محمد نذیر رانجھا) نے ۱۹۷۵ء میں خانقاہ سراجیہ شریف کے کتب خانہ کے مخطوطات نادرہ کی فہرست سازی کے وقت جو اندازہ لگایا اس کے مطابق اس وقت کتب خانہ میں کئی ہزار کتب (عنوانات کے لحاظ سے) موجود تھیں- رسائل اور متعدد جلدوں کی کتب کے جداگانہ شمار کرنے پر تعداد اس سے بھی زیادہ تھی- ۱۹۷۸-۷۹ء میں ایک روایت کے مطابق مطبوعہ کتب، رسائل اور قلمی مخطوطات کی تعداد دس ہزار کے لگ بھگ ہوگئی اور اب تک بائیس برسوں میں مزید سینکڑوں کتب اس یگانہ روزگار کتب خانہ کی زینت بن چکی ہیں-

علوم وفنون کتب خانہ

تفسیر قرآن مجید: فن تفسیر میں تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر در منشور، تفسیر خازن، تفسیر معالم، نیشاپوری، تفسیر بیضاوی، تفسیر جمل قدیم نادرہ طباعتوں میں موجود ہیں اور تفسیر حسینی کا خوشخط اور دیدہ زیب مخطوطہ زیب کتب خانہ ہے۔

حدیث: کتب احادیث میں مختلف مطابع کی مطبوعہ اور گونا گوں حواشی کے ساتھ عمدہ جلدوں میں تمام متداول ومشہور شروح کتب خانہ میں ذخیرہ ہیں۔ نادر ودیدہ زیب کتب میں بخاری شریف کی مختلف طباعتیں، نیز شرح عینی (۱۱ جلدیں) شرح عسقلانی (۱۳ جلدیں) شرح قسطلانی (۱۲ جلدیں) ابوداؤد کی چار مبسوط شروح، موطا حضرت امام مالک کی چار پانچ شروح، اور دیگر صحاح کی گرانقدر شروح وحواشی بھی کتب خانہ سعدیہ کی زینت ہیں۔ دوسری کتب احادیث مثلِ: مستدرک حاکم، سنن کبریٰ بیہقی، مسند دار قطنی، مسند دارمی، مسند طیالسی، مسند امام احمد حنبلؒ، شرح معانی آثار طحاوی، نیل الاوطار شوکانی کی دیدہ زیب اور گراں قدر طباعتیں موجود ہیں۔ مسند حمیدی کا بہترین مخطوطہ موجود ہے۔ مصفی اور مسویٰ شروح موطا مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے قیمتی ودیدہ زیب ایڈیشن بھی محفوظ ہیں اور بخاری شریف بہ تحشیہ سندھی، مطبوعہ استنبول، مطلا ومنقش قابل دید ہے۔

رجال: کتب اسماء الرجال میں گراں قدر ذخیرہ موجود ہے۔ اہم ونادرہ کتب مثلاً الاصابہ ابن حجر (۸ جلدیں)، طبقات کبیر، ابن سعد (۸ جلدیں) اور تہذیب التہذیب (۱۲ جلدیں) وغیرہ کی قدیم، دیدہ زیب اور گراں قدر طباعتیں موجود ہیں۔

فقہ: اسی طرح فقہ حنفی کی تمام متداول کتب کا شاندار ذخیرہ محفوظ ہے۔ شرح وقایہ، ہدایہ، فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ شامی، البحر الرائق اور فتح القدیر کے خوبصورت ایڈیشن اور شرح سیر کبیر سرخسی (۴ جلدیں)، کتاب المبسوط امام محمد (۳۰ جلدیں)۔

فقہ شافعی میں: کتاب الام (۷ جلدیں) شرح المہذب (۹ جلدیں) فقہ ظاہری کی المحلی اور فقہ حنبلی کی کشاف القناع، مغنی ابن قدامہ کئی کئی جلدوں میں قابل ذکر کتب میں شامل ہیں۔

باقی علوم وفنون میں اصول حدیث وفقہ' عقائد وکلام' سیر ومغازی' تصوف وسلوک' طب وحکمت' لغت وادب' صرف ونحو اور معانی وبیان وغیرہ کی کتابیں موجود ہیں۔ جن کے نادر ایڈیشن اور طباعتیں محفوظ ہیں۔ ان میں الفیہ ابن مالک کی آٹھ مختلف شروح' قاموس کی شرح تاج العروس (۱۰ جلدیں) اتحاف السادہ المتقین شرح احیاء علوم الدین (۱۰ جلدیں)' نوادر الاصول حکیم ترمذی' رسالہ قشیریہ شیخ الاسلام (امام قشیریؒ)' مطبوعہ مصر (۴ جلدیں)' مشارق الانوار قاضی عیاضؒ قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں دیوان شعراور تذکرہ وسوانح کی نادر کتابیں بھی کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔[۲۶]

مخطوطات ونوادرات

کتب خانہ میں گراں قدر قلمی نوادرات بھی موجود ہیں ''جواہر التفاسیر'' جیسے مخطوطات کی موجودگی کی بدولت شاید یہ کتب خانہ دنیا کے ممتاز کتب خانوں میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دوسو کے قریب مخطوطات اس کتب خانے کی زینت ہیں جن میں سے اہم مخطوطات درج ذیل ہیں:[۲۷]

آداب الطالبین (فارسی)

از شیخ محمد چشتی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۴۰ھ)'

نستعلیق خوش' منظور حسین ۱۳ ویں صدی ہجری' ۴۲ص۔

آداب المریدین (فارسی)

تالیف شیخ ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۳ھ) کاتب: حکیم عبدالرسول بھکری سہروردی (خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ)' ۱۳۴۷ھ۔

آداب المریدین (فارسی)

تالیف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

کاتب: عبدالسلام ڈھاکوی (رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ)۔

ابیات میراث

بخط محمد عبداللہ ۱۳۳۷ھ۔

اتفاق البررۃ النقی (عربی)

مولانا احمد الدین کیلوی (رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ) کتابت ۱۹۲۱ء۔

اجوبہ اعتراضات دہلوی (فارسی)

از شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ (م ۱۰۵۲ھ) نے حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) پر جو اعتراضات کیے تھے، ان کا جواب ہے۔

نستعلیق خوش، احقر خدام خانقاہ سراجیہ محبوب الٰہی (رحمۃ اللہ علیہ مؤلف تحفہ سعدیہ) ۱۳۵۴ھ، ۵۷ص۔

اذکارِ معصومیہ (فارسی)

خواجہ محمد معصوم سرہندی مجددی قدس سرہ (م ۱۰۷۹ھ)۔

نستعلیق خوش، محمد محبوب الٰہی (رحمۃ اللہ علیہ، مؤلف تحفہ سعدیہ) ۱۰ شوال ۱۳۷۸ھ، ۱۰۲ص۔

ارشاد الطالبین (فارسی)

از قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ)۔
بخط نور محمد ابن سید احمد قاضی، موسیٰ خیلی۔

اسرار الاولیا (فارسی)

ملفوظات شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۵ یا ۶۶۶ھ)، مرتب خواجہ بدر الدین اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
نستعلیق خوش، غلام غوث ولد سائیں میرن بخش قوم جنجو، ۱۲ ویں ۱۳ ویں صدی ہجری، (ص ۱۳-۲۱۷ مجموعہ)۔

اشعۃ اللمعات شرح لمعات (فارسی)

متن از فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۸۸ھ) شارح: عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۸ھ) بہ خواہش میر علی شیر نوائی۔
۱۱ ویں ۱۲ ویں صدی ہجری ''حاشیہ اشعۃ اللمعات'' از مولوی عبدالغفورؒ کے ہمراہ ۲۱۰ ص۔

اشعۃ اللمعات: شرحِ لمعات (فارسی)

متن از عراقی رحمۃ اللہ علیہ، شارح جامی رحمۃ اللہ علیہ نستعلیق خوش، شمس الدین ۱۳۶۶ھ، ۲۶۶ ص۔

اشعۃ اللمعات شرح لمعات

متن از عراقی رحمۃ اللہ علیہ، شارح جامی رحمۃ اللہ علیہ۔
نستعلیق خوش، سید محمد آصف مہاجر، ۱۳۷۴ھ، و مولانا محبوب الٰہی (رحمۃ اللہ، مولف تحفۂ سعدیہ) برائے مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی (نائب قیوم زماں) قدس سرہ، ''حاشیہ اشعۃ اللمعات'' از مولوی عبدالغفورؒ کے ہمراہ، ۱۳۷۵ھ۔

اغتباط بمعرفۃ من رمی بالاختلاط (عربی)

از برہان الدین المعروف بسبط ابن الحلبی۔

انسیہ، رسالہ (فارسی)

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (م ۸۵۱ھ) نستعلیق خوش، منور حسین ولد غضنفر خان، ساکن شادی خیل، ۱۴ویں صدی ہجری (ص ۳۱۵-۳۳۸ مجموعہ)۔

انیس الارواح (فارسی)

خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری قدس سرہ (م ۶۳۲ھ) نستعلیق خوش، علی رحمت، ۱۲۹۳ھ، ۸۶ص۔

انیس الطالبین (فارسی)

از صلاح (یا صالح) الدین بن مبارک بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

انیس الواعظین (فارسی)

از ابوبکر رکن الدین مذکر قریشی سندھی رحمۃ اللہ علیہ۔

نستعلیق خوش، ۱۲ویں ۱۳ویں صدی ہجری، ۴۰ مجالس ۶۹۶ ص۔

اورادِ فتحیہ (فارسی)

از امیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۶ھ) نستعلیق خوش، ۱۲ صدی ہجری ۲۲۶ ص۔

بحر المعرفۃ (فارسی)

از خورشید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۰ھ)۔
نستعلیق خوش، ۲ ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ، ۲۸ نومبر ۱۸۷۷ء، ۱۳۸ ص۔

البراھین القاطعہ بکراہۃ جماعۃ الثانیہ (عربی)

از مولانا احمد الدین (کیلوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ)

بیان الاسرار شرحِ قصیدۂ خمریہ غوثیہ (فارسی)

متن از محبوب سبحانی شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ (م ۵۶۱ھ) شارح: ابو الفرج محمد فاضل الدین بٹالوی (م ۱۱۵۱ھ) نستعلیق خوش، پختہ، ۱۲۱۰ھ، ۸۴ ص۔

پاسِ انفاس، رسالہ (فارسی)

از مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)۔
نستعلیق ناپختہ، احمد الدین میانہ ولد حکیم شیخ محمود میانہ، سکنہ گنجیال ضلع شاہپور خوشاب، ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ، ص (۸۳-۸۷ مجموعہ)۔

پاس انفاس (فارسی)

منسوب بہ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ (م ۸۹۵ھ)۔

نستعلیق خوش، محبوب الٰہی (رحمۃ اللہ علیہ مؤلف تحفۂ سعدیہ) لاہور، ۳۴۸ھ، ۱۴اص۔

تحفۃ الاحرار (فارسی)

از مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)۔
نستعلیق، ۱۳۱۴ھ از روئے طبع نولکشور، برائے مولانا حبیب اللہ مدرس مدرسہ ٹاؤن والی، ۱۵۶اص۔

تحفۃ الاخیار فی مواقیت الصلوٰۃ والافطار (فارسی)

از محمد قمر الدین چکڑالی حنفی مجددی احمدی رحمۃ اللہ علیہ، سالِ تصنیف: ۱۳۱۰ھ۔
نستعلیق خوش، خان محمد ولد ملا فیض محمد، ۱۸ رجب ۱۳۴۰ھ (ص ۶۹-۸۰ مطبوعہ)۔

تحقیقات (فارسی)

منسوب بہ شیخ عبدالاحد مجددی رحمۃ اللہ علیہ متخلص بہ وحدت (م ۱۱۲۶ھ) بن محمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ۔
نستعلیق خوش، ظہور احمد ولد محمد اسماعیل، در مدینہ منورہ، ۱۴ صفر ۱۳۶۸ھ، ۱۳۴اص۔

تحقیقات (فارسی)

از شیخ عبدالاحد مجددی رحمۃ اللہ (م ۱۱۲۶ھ)۔
نستعلیق خوش، ابراہیم محمدی، صفر ۱۳۶۸ھ، از روئے نسخۂ کتاب خانۂ عارف حکمت، مدینہ منورہ، مکتوبہ ۱۲۴۵ھ، ۱۳۴اص۔

التعرف لمذہب اہل التصوف (عربی)

تالیف شیخ ابوبکر ابن ابی اسحاق محمد بن ابراہیم البخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۸۰ھ) بخط سید

عبدالسلام (احمد) شاہ ڈھاکوی (رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ) ۱۳۸۰ھ۔

تفسیر انا فتحنا (فارسی)

از شیخ الہداد رحمۃ اللہ علیہ۔

تفسیر قرآن شریف (عربی-فارسی)

منقش ومذہب ومطلا۔

تکملہ نفحات الانس جامی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

تالیف مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ۔
بخط مولانا سید عبداللہ شاہ۔(خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ)۔

تنبیہ الخلائق (فارسی)

از شیخ محمود چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔
نستعلیق خوش، ۱۱۸۰ھ، ۱۸ص۔

توفیقیہ رسالہ (فارسی)

از خواجہ ملا خدا بخش ملتانی ثم خیر پوری (م ۱۲۵۳ھ) ابن قاضی جان محمد مرید حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۶ھ)، نستعلیق خوش، گل محمد سندھی بہار پوری، ۲۶ رمضان ۱۳۲۴ھ (ص ۵۲-۱۷۵-مجموعہ)۔

جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر (فارسی)

از کمال الدین حسین بن علی سبزواریؒ واعظ کاشفی بیہقیؒ (م ۹۱۰ھ)۔

حاشیہ اشعۃ اللمعات (فارسی)

ازمولوی عبدالغفورؒ۔

تاریخ کتابت ۱۲۳۴ھ۔

حاشیہ اشعۃ اللمعات (فارسی)

ازمولوی عبدالغفورؒ۔

نستعلیق خوش، سید محمد آصف مہاجر ۱۳۷۴ھ و محبوب الٰہی (رحمۃ اللہ علیہ مؤلف تحفہ سعدیہ) ۱۳۷۵ھ، برائے نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ) ۳۰۲ص۔

حاشیہ اشعۃ اللمعات (فارسی)

ازمولوی عبدالغفورؒ۔

نستعلیق خوش، ۱۱ویں ۱۲ویں صدی ہجری، ۲۱۰ص۔

حاشیہ نفحات الانس (فارسی)

ازمحمد بن محمود دھدارؒ (م ۱۰۱۶ھ)

نسخ خوش، عبدالمؤمن بن عبدالصمد عثمانی، دوشنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۰۴۴ھ (ورق ۵۱-۳۵۰ مجموعہ)۔

حصن حصین من کلام سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (عربی)

ازشمس الدین محمد بن محمد الجزری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۳۹ھ)۔

منقش، و مذہب نسخ خوش، ۲۲۵ص۔

حضرات القدس (فارسی)

از بدرالدین ابن شیخ ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سال تصنیف :۱۰۵۲ھ۔
نستعلیق شکستہ پختہ، تاریخ کتابت ۱۱۹۵ھ ۲۶۸ص (دفتر دوم)۔

الحکم (عربی)

از ابو الفضل احمد بن محمد بن عبدالکریم ابن عطاء اللہ شاہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ، کتابت ۱۳۳۶ھ۔

خسرو وشیرین (فارسی)

امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۵ھ)۔
نستعلیق خوش، رحیم داد ولد نصرت اللہ بلوچ، جمعہ ۲ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ، ۱۳۶ص۔

درۃ الفاخرۃ (عربی وفارسی)

از مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)۔

دار المعارف (فارسی)

ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ) جامع حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی نقشبندی بن شاہ شعور احمدؒ (م ۱۲۵۳ھ)۔
نستعلیق خوش، ۱۳۰۳ھ، ۲۴۲ص۔

ذخیرۃ الملوک (فارسی)

از میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۶۱ھ)۔

نستعلیق خوش، خواجہ غالب ابراری (احراری) ۷ رجب ۱۱۱۲ھ/ ۴۴ جلوس، دربر ہانپور، ۲۳۶ ص۔

ذخیرۃ الملوک (فارسی)

از میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔
نستعلیق خوش، شہداد بن قابل خان عرف لگھہ، ۲۳ ذی الحجہ ۱۱۲۹ھ، ۳۰۲ ص۔

دیوان بیدل (فارسی)

الوالمعانی عبدالقادر بیدل (م ۱۱۳۳ھ)۔
نستعلیق خوش، ۱۳ ویں صدی ہجری ۳۸۴ ص۔

دیوان مظہر جانجاناں (فارسی)

از شمس الدین حبیب اللہ بن میرزا جان، معروف بہ میرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ متخلص بہ ''مظہر'' (شہید ۱۱۹۵ھ)۔
نستعلیق شکستہ آمیز، ۱۳ ویں صدی ہجری ۲۱۴ ص۔

رسالہ ایمان وایقان (عربی)

رسالہ تصوف (عربی)

از تاج الدین خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ (م ۱۰۱۴ھ) بخط ملا خان محمد (زندہ در ۱۳۵۰ھ)

رسالہ در تنہا کو (فارسی)

از حافظ مولوی محمود شیرازیؒ خلیفہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (م ۱۳۱۴ھ)

موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، نستعلیق خوش، خان محمد ولد فیض محمد، ساکن درابن ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، شنبہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ، ۴۶ ص (ش ۳ مجموعہ)۔

رسالہ در تنباکو (فارسی)

از فتح محمد مدرس نداف، متوطن چودھواں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔
نستعلیق خوش، ۱۴ اویں صدی ہجری ۸ ص (ش ۴ مجموعہ)۔

رسالہ عرفانی: توحید وحدت الوجود (فارسی)

از حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ)۔
نستعلیق خوش، ۷ ارمضان ۱۲۷۰ھ، ۱۴ ص۔

رسالہ عرفانی (فارسی)

از حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ۔
نستعلیق خوش، محبوب الٰہی (رحمۃ اللہ علیہ۔ مؤلف تحفہ سعدیہ)، ۱۳۷۸ھ، از روئے نسخہ خط امیر علی ولد حاجی عبداللہ ہالانی سندھی، ۵ شعبان ۱۲۷۹ھ، حیدر آباد سندھ، ۳۶ ص۔

رسائل حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ)

بخط ملا خان محمد، ۱۳۵۰ھ۔

رشحات عین الحیات (فارسی)

از صفی الدین علی بن حسین بن علی کاشفی بیہقیؒ (م ۹۳۹ھ)۔
نستعلیق شکستہ آمیز، ۱۳ اویں صدی ہجری ۳۸۶ ص۔

روائح الانوار شرح لوائح الاسرار ملا جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)

بخط ابوالفتح، در شہر دہلی، ۱۰۴۸ھ۔

زبدۃ المقامات (فارسی)

از محمد ہاشم کشمی بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ (م بعد از ۱۰۵۶ھ)۔
نستعلیق خوش، عبدالہادی داؤدزئی پٹھان، لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء (۱۳۱۹ھ) ۸۶ص۔

زاد اللبیب فی سفر الحبیب (فارسی)

از مولانا عبداللہ ملقب بہ نبیب (م ۱۰۹۳ھ) بن عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹیؒ (م ۱۰۸۰ھ) جامع: محمد شاہ (محمد شاہد) بن محمد صالح بن تاج الدین بن شمس الدین سیالکوٹیؒ۔
نسخ خوش، مولانا غلام محمد خطیب چیچہ وطنی، لائل پور، ۱۲ ویں صدی ہجری ۱۲۳ص۔

سواء السبیل (عربی)

از شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۲ھ) بخط مولانا عطاء محمد (رحمۃ اللہ علیہ)۔

سیرۃ الامین المامون (عربی)

شرح آداب المریدین (فارسی)

متن از ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی قرشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۳ھ) شارح نورالدین بن سلطان محمد سہروردی المعروف ملا علی قاری حنفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ) نستعلیق خوش، عبدالواحد بن عبدالشکور، ۵ ربیع الاول ۱۱۳۳ھ، ۵۷ص۔

شرح التعرف لمذہب اہل التصوف (عربی)

شارح ابوالمعانی علی بن اسماعیل القونویؒ۔

شرح التعرف لمذہب اہل التصوف (عربی)

ابوالمعانی علیؒ، کتابت ۱۳۵۵ھ۔

شرح دیوان حافظ (فارسی)

از سید محمد صادق علی رضوی لکھنوی حنفی بہ خواہش منشی نولکشور، تاریخ کتابت ۱۲۱۲ھ، یہ تحریر ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء میں مطبع نولکشور سے طبع ہوئی۔

نستعلیق خوش، ۱۳ویں صدی ہجری، ۳۱۸ص۔

شرح رباعیات باقی باللہ (فارسی)

از خواجہ باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ (م ۱۰۱۲)۔

نستعلیق خوش، ۱۲ویں ۱۳ویں ہجری ۱۰ از روی نسخہ حضرت عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ، ۳۶ص۔

شرح رباعیات باقی باللہ (فارسی)

از خواجہ باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ۔

نستعلیق خوش، مسجد کوٹ بھوانی داس، ۳ شوال ۱۲۴۱ھ/ ۱۸۸۳ بکرمی، ۳۱ص۔

شرح فصوص الحکم (فارسی)

شارح عمادالدین محمد عارف عرف عبدالنبی عثمانی شطاریؒ۔

بخط محمدالدین عرف محمد حیات در شہر شاہ جہان آباد (دہلی)۔

شرح لمعات (فارسی)

از شیخ نظام الدین ابن عبد الشکور العمری الطاہری۔
بخط محمد صادق چشتی ۱۱۱۸ھ۔

شواہد التجدید (فارسی)

از عبد الاحد سرہندی مجددیؒ متخلص بہ وحدت (م ۱۱۲۶ھ)۔
نستعلیق خوش، در مسجد جان محمد، ذی قعدہ ۱۱۹۱ھ، حضرات القدس کے آخر میں ۴۶ص۔

طیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح المسمی بہ الکاشف عن الحائق السنن (عربی)

از شرف الدین حسین محمد بن عبد اللہ الطیبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۲ھ)۔

عجالۃ الوقت (فارسی)

از ناشناس از پیروان حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ)، وحدت الوجود وغیرہ کے بارے میں۔
نستعلیق خوش ۱۲ ایں صدی ہجری، ۱۷۶ص۔

عقائد صوفیہ (عربی)

از فقیر فیروز صوفی الشطاری اکبر آبادی ابن جہانگیر۔

عوارف المعارف (عربی)

از شیخ شہاب الدین شہروردی قدس سرہ۔

فتاویٰ فیروزی

از مولانا حافظ فیروز محمد بن ابراہیم ابن معین الدین۔
تاریخ کتابت ۱۲۲۶ھ۔

فتوحاتِ غیبیہ (عربی)

از فقیر الدین عبد الرحمٰن بن شمس الدین شکار پوری۔
بخط سید عبد السلام احمد شاہ (ڈھاکوی رحمۃ اللہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ۔

فرائض الاسلام

از مولانا محمد ہاشم بن عبد الغفور سندھی ٹھٹھوی، تاریخ کتابت ۱۱۷۱ھ۔

فصل الخطاب لوصل الاحباب (فارسی)

از خواجہ محمد پارسا قدس سرہ (م ۸۲۲ھ)۔
نستعلیق خوش، ۱۱۱۳ھ، ۶۲۸ ص۔

فقرات (فارسی)

از خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی قدس سرہ (م ۸۹۵ھ)۔
نستعلیق خوش، احمد حسن ۳ جمادی الاول ۱۲۹۵ھ، ۱۴۷ ص۔

فواتح سبعہ (فارسی)

از قاضی کمال الدین میر حسین میبدی (م ۹۱۱ھ) شرح دیوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا

مقدمہ ہے۔
نستعلیق خوش ۱۱ ویں ۱۲ ویں صدی ہجری ۱۹۸ ص۔

فوائد الفواد (فارسی)

ملفوظات خواجہ نظام الدینؒ اولیاء قدس سرہ (م ۷۲۵ھ) مرتب: امیر حسن بن علاء سجزی چشتی متخلص بہ حسن ومعروف بہ خواجہ حسن العلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۳۸ھ)۔
نستعلیق خوش ۱۲ ویں صدی ہجری ۲۱۰ ص۔

قرآن شریف (ترجمہ فارسی)

مذھب ومطلا۔

کتاب التحقیق الایمان (مجموعہ رسائل) (عربی وفارسی)

کنز الہدایات فی کشف البدایات والنہایات (فارسی)

از محمد باقر بن شرف الدین لاہوری عباسی نقشبندی مجددیؒ۔
از ۲۱ شوال ۱۰۸۰ھ تا ۹ ذی قعدہ ۱۰۸۰ھ نگاشتہ۔
نستعلیق ناپختہ، احمد الدین میانہ ولد حکیم شیخ محمود، ساکن گنجیال شاہپور خوشاب، ۱۳۳۷ھ (ص ۱-۷۹ مجموعہ)۔

کنز الہدایات فی کشف البدایات والنہایات (فارسی)

از محمد باقر نقشبندی مجددیؒ۔
نستعلیق شکستہ آمیز، احمد الدین (زندہ در ۱۳۳۵ھ) ولد حکیم شیخ محمود معروف میانہ، ساکن گنجیال شاہپور خوشاب، ۱۳ ربیع الاول (برائی بانی خانقاہ سراجیہ قیوم زماں حضرت مولانا ابو

السعد احمد خان قدس سرہ) ۱۴۴ص۔

کوثر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از مولانا عبدالعزیز مظفر گڑھی۔

تاریخ کتابت ۱۳۲۴ھ۔

گلستان (فارسی)

از سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۱ھ)۔

نستعلیق خوش، رنگ محمد ولد خوشی محمد تر کھان، ۱۳۰۰ھ، درداؤد خیل، ۳۰۰ص۔

گلشن راز (فارسی)

از شیخ سعد الدین محمود شبستری رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۰ھ)۔

نستعلیق خوش، ۱۳ویں صدی ہجری، ۵۷ص۔

گلشن راز (فارسی)

از محمود شبستریؒ (م ۷۲۰ھ)۔

نستعلیق خوش، حسب الحکم نواب امین الدین۔

بخط نادر علی، ۱۴ ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ، ۶۲ص۔

لمعات (فارسی)

از فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۸۸ھ) نستعلیق خوش، (مفتی) عطا محمد (رحمۃ اللہ علیہ) خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ فی بلدۃ چودھوان (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) ۲۴ رمضان ۱۳۶۴ھ، ۶۸ص۔

لوائح (فارسی)

ازمولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ (م ۸۹۸ھ)۔
نستعلیق خوش، احمد حسن ۴ رجب ۱۲۹۶ھ، ۵۶۔

مبداومعاد (فارسی)

ازحضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴)۔
نستعلیق خوش، ۹ جمادی الثانی ۱۲۴۱ھ، ۸۲ص۔

مجموعہ خانی فی عین المعانی (فارسی)

ازکمال (بن) کریم ناگوری، کمال الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۶۵ھ سے قبل)
نستعلیق خوش، ابوالفتح رکن الدین عثمانی ناگوری۔
۱۴ ذی قعدہ ۱۰۴۷ھ، پنجشنبہ بوقت چاشت، ۵۴ص۔

مجموعہ رسائل فقہیہ

بخط مولانا سراج الدین مروت بستی نبی ضلع بنوں، ۱۳۳۵ھ۔

محاسن الاصلاح

کاتب مولانا نقیب احمد پشاوری۔

مزید الغفلۃ عن سمت القبلۃ (عربی)

بخط سید محمد عمیم الاحسان مجددی (رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ)
۱۳۵۶ھ۔

مسند حمیدی (عربی)

از ابو بکر عبداللہ بن ابراہیم بن الزبیر ابن عیسیٰ الحمیدی رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ کتاب ۱۳۴۴ھ۔

المسهلة مسئلة القيام عند الحيعلة (عربی)

تاریخ کتابت ۱۳۵۵ھ۔

مصباح العاشقین: تفسیر سورۂ والضحیٰ (فارسی)

از بہاء الدین محمود بن ابراہیم بیزۂ بندگی مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۰۵ھ)' کتابت ۱۱ویں صدی ہجری۔

مصباح العاشقین: تفسیر سورۂ والضحیٰ

از بہاء الدین محمود جن ابراہیمؒ، نستعلیق خوش ۱۳ویں صدی ہجری ۸۴ص۔

مکاشفات غیبیہ: مکاشفات عینیہ (فارسی)

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ)۔
نستعلیق خوش' ۲۵ ذی قعدہ ۱۲۴۱ھ' ۸۶ص (ش ۶ مجموعہ)۔

معارفِ لدنیہ (فارسی)

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) نستعلیق خوش وشکستہ آمیز' در مسجد جان محمد' ۲۷ ذی قعدہ ۱۱۹۱ھ' ۹۰ص۔

معارفِ لدنیہ (فارسی)

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔
نستعلیق خوش، ۱۲ویں صدی ہجری ۸۲ص۔

معارف لدنیہ (فارسی)

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔
نستعلیق خوش ۱۴ شعبان ۱۲۴۱ھ ۸۴ص۔

مقاماتِ (قرب) نقشبندیہ (فارسی)

از شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ)۔

مقدمہ فتوحات غیبیہ (عربی)

از مولانا فقیر الدین عبدالرحمٰن۔
کاتب: غلام محمد جھنگوی شکارپوری۔

مکتوبات احمد سعید مجددیؒ (فارسی)

از شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ (م ۱۲۷۷ھ)۔
نستعلیق خوش، ۱۳ویں صدی ہجری، ۱۳۱ص (۱۲۱ مکتوبات)۔

مکتوباتِ احمد سعید مجددیؒ (فارسی)

از شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ۔
نستعلیق خوش، خان محمد بن فیض محمد، ۸ رجب ۱۳۵۲ھ، در موضع درابن کلاں (ڈیرہ اسماعیل خان) ۱۴۷ص۔

مکتوبات خواجہ باقی باللہ (فارسی)

از حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی قدس سرہ (م ۱۰۱۲ھ)۔
نستعلیق خوش، ۱۲۸۱ھ (ص ۸۳-۱۶۵ مجموعہ (۸۲ مکتوبات)۔

مکتوبات دہدار (فارسی)

از محمد بن محمود دھدار (م ۱۰۱۶ھ)۔
نستعلیق خوش، عبدالمومن بن عبدالصمد عثمانی ۱۰۴۴ھ (ص ۳۵۱-۴۲۰- مجموعہ) (۲۱ مکتوبات)۔

مکتوبات عبدالحکیم جیو: رسالہ عبدالحکیم (فارسی)

از عبدالحکیم جیو کاکوری قندھاری نقشبندی مجددیؒ (بارہویں صدی ہجری) مرید اللہ یار لاہوریؒ، نستعلیق خوش ۱۲ویں ۱۳ویں صدی ہجری، ۷۳ص۔

مکتوبات مجدد الف ثانیؒ (فارسی)

از امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ)۔
نستعلیق خوش ۱۱ویں ۱۲ویں صدی ہجری آغاز اور مکتوب پنجم افتادہ، مکتوب ششم بہ خواجہ محمد حنیف درنصائح نافعہ، ۲۰۲ص۔

مکتوبات مجدد الف ثانی (دفتر دوم حصہ اول) (فارسی)

از امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ نستعلیق، ۱۳ویں صدی ہجری مکتوب اول بہ شیخ عبدالعزیز جونپوری دربیان تحریر مذہب ابن عربی ۲۵۴ص۔

مکتوبات مجدد الف ثانی (فارسی) چہل مکتوب شریف

از امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ جامع خواجہ محمد عابد سنامیؒ نستعلیق خوش، عبد السلام احمد سلامی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ میر عبد اللہ شاہ، ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ، ۳۴۲ص۔

مکتوبات معصومیہ (دفتر سوم) (فارسی)

از حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ (م ۱۰۷۹ھ)۔
کاتب: عبد الرسول (حکیم رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ بانی خانقاہ سراجیہ قدس سرہ)

ملفوظات خواجہ باقی باللہ (فارسی)

از حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہ (م ۱۰۱۴ھ)۔
نستعلیق خوش، ۱۲۸۰ھ (ص ۲۵-۸۲ مجموعہ)۔

مناجات امیر خسرو دہلویؒ (فارسی)

از امیر خسرو دہلوی (ابو الحسن بن امیر یوسف الدین محمود) رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۵ھ)۔

مناجات خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ (فارسی)

از خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ (م ۶۳۳ھ)۔

مواہب علیہ تفسیر حسینی (جلد اول) (فارسی)

از کمال الدین حسین بن علی سبزواری واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۰ھ)۔
نستعلیق خوش، ۱۲ویں ۱۳ویں صدی ہجری ۸۷۸ص۔

مہر وماہ (فارسی)

از جمالی دہلوی کنبوہ (م۹۴۲ھ)۔
نستعلیق خوش ۱۲ ویں صدی ہجری کا آغاز ناقص الاول، ۲۷۸،ص۔

نفحات الانس (فارسی)

ازمولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ (م۸۹۸ھ)۔
نستعلیق خوش، عبداللہ الموازی، ۲۵ شعبان ۱۲۹۰ھ، ۴۱۸ص۔

نل ودمن (فارسی)

از ابوالفیض بن مبارک دکنی متخلص بہ فیضی (م۱۰۰۴ھ)۔
نستعلیق خوش، امام الدین ساکن رحیم پور، ۱۴ ویں صدی ہجری، ۱۴۴ص۔

نمازِ صوری (فارسی)

از خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ (م۱۰۱۴ھ)۔
نستعلیق خوش: ۱۳ ویں صدی ہجری۔

ہدایت الطالبین (فارسی)

از شاہ ابوسعید مجددی قدس سرہ (م۱۲۵۰ھ)۔
نستعلیق خوش، ۱۳ ویں ۱۴ ویں ہجری، ۵۸ص۔

یوسف وزلیخا (فارسی)

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ (م۸۹۸ھ)۔
نستعلیق خوش، محمد قاسم بن طفیل محمد، پیش امام جامع مسجد خوشاب، ۱۱ مگھر ۱۹۴۱ بکرمی (۱۳۰۱ھ) ص۴-۶۷۵-مجموعہ)۔

فصل دوم

مدرسہ تعلیم القرآن سعدیہ

بانی خانقاہ سراجیہ شریف قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷-۱۳۶۰ھ) نے طریقت کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ طفلانِ مکتب کی آموزش و پرورش کے لیے قرآن مجید کی تعلیم کے لیے "مدرسہ تعلیم القرآن" کی بنیاد ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء میں خود رکھی [۲۸] اور اپنے "وصیت نامہ میں" تحریر فرمایا:

"مدرسہ تعلیم القرآن جو خانقاہ شریف میں قائم ہے اور اس کے مصارف بعض مخیر اصحاب کی ہمت سے چل رہے ہیں، اس کے متولی اور مہتمم بھی مولوی محمد عبداللہ ہوں گے۔ حتی الوسع اس مدرسہ کے قیام و بقا بلکہ توسیع وترقی کی کوشش کی جائے۔" [۲۹]

مدرسہ سعدیہ کی ابتدائی تعمیر قیوم زماں قدس سرہ کے زمانے میں ہوئی اور بعد ازاں اس میں وقتاً فوقتاً توسیع وترقی کا کام جاری رہا۔

اس مدرسہ میں نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ اور مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی بھی تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ دوسرے نامور اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم کبیر والا، ضلع خانیوال حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ سراج العلوم، سرگودھا۔ حضرت مولانا مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ چودھواں، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا حبیب الرحمٰن، فاضل قاسم العلوم ملتان اور مولوی قاری حافظ عبدالرحیم مستند خیر المدارس ملتان شامل ہیں۔ علاوہ ازیں صاحبزادہ مولانا حافظ محمد زاہد صاحب بھی اس مدرسہ کے مہتمم رہے ہیں۔

مدرسہ میں درس نظامی رائج ہے' وفاق المدارس العربیہ سے اس کا باضابطہ الحاق ہے۔ مدرسہ کے کتب خانہ میں درسی کتابیں موجود ہیں۔ اساتذہ وطلبا کے استفادہ کے لیے نصف درجن رسائل جاری ہیں۔

مدرسہ کے طلباء کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اس طرح مصارف کا تخمینہ بھی بدلتا رہتا ہے۔ حافظ نذر احمد صاحب نے ۱۹۷۲ء میں مدرسہ کے طلبا کی تعداد ۴۰ بتائی تھی جن میں ابتدائی عربی اور وسطانی کتابوں کے دس دس طالب علم' پانچ فارسی خواں اور ۱۵ شعبہ تجوید و قرأت کے تھے۔ مذکورہ تمام طلباء دار الاقامہ میں مقیم اوران کا سالانہ خرچہ چھ ہزار روپے جبکہ مدرسہ کا سالانہ آمد وخرچ تقریباً آٹھ ہزار روپے تھا۔ [۳۰]

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''مدرسہ عربیہ (سعدیہ) میں دن رات قرآن وحدیث کی تعلیم جاری تھی اور عام مدارس کے نہج کے برخلاف اس میں نہ مدرسین معین تنخواہ کی ضرورت سمجھتے تھے اور نہ طلبہ کے طعام و قیام کے انتظام کے لیے کسی قسم کا کوئی چندہ لیا جاتا تھا۔ میں جب وہاں گیا ہوں تو مدرس حضرت مولانا مفتی عطا محمد صاحب مدظلہ تھے۔ جو ایک عالم متبحر ہونے کے علاوہ بہت بڑے فقیہ بھی ہیں اور تدریس کے ساتھ ساتھ خانقاہ کے افتاء کا کام بھی ان کے سپرد تھا۔ چونکہ خلوص و للّٰہیت تھی اس لیے تنخواہ کچھ بھی نہیں جو کہ حضرت نے مناسب سمجھا عنایت فرما دیا اور جو کچھ مل گیا وہ گویا ضرورت کے لیے کافی تھا اور غنیمت بھی۔ دوسرے مدرس حضرت خان محمد صاحب مدظلہ تھے' وہ تو لینے کی بجائے کچھ دینے والوں میں سے تھے۔'' [۳۱]

جناب مشتاق گھمٹالوی نے خانقاہ شریف کی زیارت کے بعد ''سہیل'' (۷۹-۱۹۷۸ء) میں مدرسہ سعدیہ کے بارے میں تحریر فرمایا:

''مدرسہ میں طالب علموں کے لیے رہائش وخوراک اور کتابوں کے علاوہ پانچ روپے ماہانہ صابن تیل وغیرہ کے لیے ملتے ہیں۔ غریب طلباء کو کپڑے بھی دیے جاتے ہیں۔ طالب علموں کی باقاعدہ یونین ہے جس کے عہدیداروں کا انتخاب سال میں ایک بار ہوتا ہے۔ بچوں کو

فن تقریر سکھانے کے لیے ہر جمعرات کو تقاریر ہوتی ہیں۔ شام کو والی
بال اور فٹ بال کھیلا جاتا ہے۔" [۳۲]

اس وقت مدرسہ سعدیہ میں کل ایک سو ساٹھ طلبا ہیں جن کے لیے پانچ اساتذہ کرام ہیں۔ دو اساتذہ قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہیں اور تین اساتذہ کتب پڑھانے کے لیے مقرر ہیں۔ مدرسہ میں قرآن مجید کے علاوہ مشکوٰۃ شریف تک کتب کی تدریس کا بھی اہتمام ہے۔

مدرسہ کے موجودہ مہتمم حضرت صاحبزادہ خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ ہیں اور صدر مدرس جناب قاری مفتاح الاسلام ہیں۔" [۳۳]

فصل سوم

مسجد خانقاہ سراجیہ شریف

خانقاہ شریف میں ایک انتہائی خوبصورت اور عظیم الشان مسجد ہے جس کی تعمیر کا آغاز قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے ۳۶-۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں فرمایا۔ آپ کے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص لطافت، پاکیزگی اور نفاست ودیعت فرمائی تھی۔ لہٰذا خانقاہ سراجیہ شریف کی تعمیر کے وقت کنویں کی تعمیر کے بعد فوراً ایک چھوٹی سی مگر بے حد خوبصورت اور حسین مسجد تعمیر کرائی۔ حویلی کے مکانات اور کمرے وغیرہ کچے بنائے گئے لیکن مسجد کی تعمیر پختہ اینٹوں سے کی گئی۔ کنوئیں کے شمال میں مسجد اور مسجد کے شمال میں حویلی بنائی گئی تھی۔ کنویں اور مسجد کی تعمیر مستری جلال الدین، ساکن بھربار تحصیل شاہپور، ضلع سرگودھا نے مکمل کی۔ تقریباً پون کنال رقبے میں مسجد تعمیر ہوئی، اندرونی حصہ اور برآمدہ میں دو دو صفیں اور ہر صف میں تقریباً چودہ، پندرہ نمازی آ سکتے تھے۔ مسجد کے صحن میں پانچ چھ صفوں کی گنجائش تھی۔،،[۳۴]

مسجد کی ابتدائی صورت یہ تھی کہ اس کے سامنے ۳۰، ۳۵ فٹ لمبا بڑا دالان تھا۔ دالان کے عین شمال میں دو خام کمرے تھے۔ ایک تقریباً ۱۶، ۱۷ فٹ اور دوسرا ۲۵، ۳۰ فٹ لمبا تھا اور اس بڑے کمرے کے متصل شرقی جانب خراس تھا۔ چھوٹے کمرے کے ساتھ غربی جانب میں اندر آنے جانے کا دروازہ تھا۔ دروازے اور مسجد کے درمیان خالی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ اس کے بعد دو کمرے مسجد کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک کتب خانہ اور دوسرا تسبیح خانہ کے نام سے تعمیر ہوئے۔ ان کے درمیان ۴، ۵ فٹ کی گلی کو چھت دیا گیا تھا جسے بعض حضرات عقیدت ومحبت کے غلبے سے ''بہشتی گلی'' کہتے تھے۔ ان کے سامنے چھوٹا سا برآمدہ اور اس کے آگے مسجد کے سامنے کا صحن واقع تھا۔ گرمی کے موسم میں قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ

اکثر یہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے- مسجد کے جنوب میں ایک برآمدہ تھا' جس میں وضوخانہ اور دو غسل خانے بنائے گئے تھے- اس برآمدے کے سامنے بھی ان دو کمروں کے برابر صحن رکھا گیا تھا- اندرونی اور بیرونی دیواروں پر پلاستر کر کے اوپر سفید چونے کی رگڑائی اس طرح کی گئی تھی کہ دیواریں آئینہ کی مانند چمکدار تھیں اور آنے جانے والوں کا عکس اس میں نظر آتا تھا- کڑیوں کی چھت پر لوہے کی چادر کا چھت پوش بنایا گیا جس پر مستری ظہورالدین صاحب اور ان کے ہم کاروں نے خوبصورت اور دلکش نقش ونگار اور خوبصورت رنگ وروغن کی صنعت کاری کے جوہر دکھائے تھے- اتنی خوبصورت کاریگری تھی کہ دور دور سے لوگ اس مسجد کو دیکھنے آتے تھے- یہ مسجد نقش ونگار کے لحاظ سے ترک اور مغلیہ طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ پیش کرتی ہے- [۳۵]

اس وقت خانقاہ شریف پر جو عظیم الشان' وسیع وعریض اور پرشکوہ مسجد موجود ہے یہ اسی ابتدائی مسجد کی جگہ ہے- جس میں وقتاً فوقتاً تعمیر وترقی ہوتی رہی ہے- اس مسجد کے در و دیوار و دالان وصحن کی خوبصورتی کے علاوہ سامنے کے دروازوں' چھت' گنبدوں اور میناروں کے مرصع ومرقع اور دیدہ زیب کام کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے- مسجد کا اندرونی چھت گراں قدر فانوسوں سے سجا ہے-

مقبولیت مسجد کی پیش گوئی

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے ایک مخلص ارادتمند جناب میاں نامدار خان نے بیان کیا کہ خانقاہ سراجیہ کی تعمیر کے وقت موجودہ مسجد تعمیر کے آخری مراحل سے گزر رہی تھی- ہم سب بانی خانقاہ سراجیہ شریف قیوم زماں قدس سرہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے- اہل مسجد میں سے کسی نے کہا کہ اگر یہ مسجد کسی شہر میں ہوتی تو کیا اچھا ہوتا- اس پر حضرت اقدس قدس سرہ نے جواب دیا کہ مسجد کسی شہر میں ہو یا جنگل میں اس کی اصل زیب و زینت نمازیوں کے دم قدم سے ہے- ان شاء اللہ ہماری مسجد قیامت تک آباد رہے گی اور دور دراز علاقوں سے لوگ اسے دیکھنے کے لیے آیا کریں گے- ایک نشست میں حضرت اقدس قدس سرہ نے یہ جملہ بھی فرمایا تھا کہ یہاں نماز جمعہ بھی پڑھی جایا کرے گی- [۳۶]

بقعہ نور

جناب حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں:

''مسجد کی تعمیر خدا جانے کس بے پایاں خلوص سے کی گئی ہے کہ مسجد بقعہء نور بن گئی ہے۔ نقش ونگار کا حسن، رنگ وروامش کا اعتدال، تعمیر کا کمال، ذوق جمال کی تفسیر، خانہء خدا سے محبت کی تصویر سامنے تھی۔ اللہ تعالیٰ کا گھر پاکیزگی کا مظہر ہوتا ہے۔ اگر اس پاکیزگی میں ظاہری نفاست وجمال بھی شامل ہو جائے تو عبادت میں لذت دوچند ہو جاتی ہے۔ وہ مسجد جو اہل اللہ کی سجدہ گاہ رہی ہو، جو خشوع خضوع کے مقام پر تھے۔ اس مسجد کا جاذب نظر ہونا قدرتی امر ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی ایک پاکیزہ ماحول، ایک مقدس فضا اور ایک روحانی کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ دنیوی زندگی کا ہر نیک عمل آخرت کا زاد راہ بنتا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کو نجانے اللہ تعالیٰ کن غیر مختتم انعامات سے نوازے گا۔ یوں تو عالی شان مساجد تعمیر ہوتی ہیں۔ لاکھوں روپے کے خرچ سے خانہء خدا کی تعمیر ہوتی ہے۔ سنگ مرمر کی سلوں، خوبصورت کتبوں، منقش در و دیوار سے مسجد کو آراستہ کیا جاتا ہے مگر بعض مساجد کو دیکھنے سے اس میں سجدہ ریز ہونے والوں، تعمیر کرانے اور کرنے والوں کے خلوص کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ایک ایک اینٹ، ایک ایک پتھر ان کی خانہء خدا سے محبت کا نشان بن جاتا ہے۔ مجھے ایسا ہی احساس خانقاہ سراجیہ کی اس خوبصورت مسجد کو دیکھ کر ہوا۔''[۳۷]

فصل چہارم

خدماتِ تحفظ ختم نبوت

تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت اور والہانہ لگاؤ خانقاہ سراجیہ شریف کے حضرات کرام دامت برکاتہم العالی کا خاصہ ہے۔ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ) نے اپنے زمانہ مبارک میں فتنہ مرزائیت کے مسئلے پر علمائے اسلام کو بروقت متوجہ کرنے کی کوشش فرمائی۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کی خدمات

جن دنوں میں مسجد شہید گنج کی تحریک زوروں پر تھی اور اہل اسلام میں ہر فرد ولولہ و جوش کا مرقع تھا بانی خانقاہ سراجیہ شریف قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے مجلس احرار کو ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں لکھا کہ مسجد شہید گنج اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے چلی جارہی ہے تو اس کا غم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مساجد پھر بھی تعمیر کی جاسکیں گی۔ ان کی حیثیت ہر حال میں ثانوی ہے۔ اسلام کے تحفظ و بقا کو اولیں اہمیت حاصل ہے اور اصل فتنہ موجودہ دور میں مرزائیت کا ہے جو وجود اسلام کو مٹانا چاہتا ہے۔ مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام رکنے نہ پائے۔ اس کے خلاف جہاد جاری رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اگر اسلام محفوظ رہا تو مساجد کی کمی نہ رہے گی اور اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو کون باقی رہنے دے گا۔ لہٰذا بقائے اسلام کی خاطر اپنی تمام کوشش و ہمت کو مبذول کرنا چاہیئے۔[۳۸]

اعترافِ عظمت رائے

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر احرار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ اور حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ہمیں صحیح مشورے دیے اور ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ [۳۹]

نائب قیوم زماں صدیق دوراں

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی خدمات

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۴ء-۱۹۵۶ء) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وناموس کو عقیدہ ختم نبوت کی اساس سمجھتے تھے چنانچہ آپ اس عقیدہ کو ایمان کا موقوف علیہ تصور فرماتے ہوئے اس کے تحفظ کے سلسلہ کو حرزِ جان کی طرح اولین اہمیت دیتے تھے۔ ختم نبوت کے منکروں، اس عقیدہ میں من گھڑت تاویلات کرنے والوں اور جعلی نبوت کے قائلین کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن گردانتے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت ابھری تو آپ نے اس کی پوری طرح پشت پناہی فرمائی۔ عقیدۂ حق کا اعلان کرنے والوں کی گرفتاریاں شروع ہوئیں اور ان پر گولیاں برسنے لگیں۔ جہاں جہاں آپ کے متوسلین تھے، انہوں نے اس تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ خود آپ نے مرکز میں رہ کر اس تحریک کی قیادت فرمائی اور مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کو برملا اعلانِ حق کرنے اور میانوالی اجلاس منعقد کرنے کے لیے بھیجا۔ لہٰذا حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی نے خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔

خواجہ ناظم الدین (م ۱۹۶۴ء) نے تحریک کے سب سے بڑے عملی مرکز لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء) کے بارے میں حکومت نے حکم دے دیا کہ جہاں ملیں انہیں گولی مار دی جائے۔ مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ حضرت

مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ کے مریدوں میں شامل تھے۔ لہٰذا حضرت اقدس قدس سرہ نے ان کی حفاظت کے لیے انہیں خانقاہ شریف پر بلالیا اور خاص حکمت عملی کے تحت انہیں خانقاہ شریف لایا گیا اور پھر حالات درست ہونے تک مخفی و محفوظ مقام پر رکھا۔[۱۲۶]

راقم الحروف کے مہربان خاص جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم بتایا کرتے تھے کہ ان دنوں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ کو حضرت اقدس قدس سرہ نے ہمارے ڈیرہ (واقع پرانا بھلوال۔ ضلع سرگودھا) پر بھیج دیا تھا اور حضرت مولانا اصلاح احوال تک یہیں مقیم رہے اور یہاں سے ضروری ہدایات کے خطوط و رقعات لکھ کر ہمیں دیا کرتے تھے، جو خفیہ طور پر مختلف اکابرین تحریک کو پہنچائے جاتے تھے۔ ان دنوں کا ایک دلچسپ اور نصیحت آموز واقعہ یہ بھی سناتے تھے:

> "جب مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ڈیرہ پر مقیم تھے تو ہمارا ایک نوکر ان کی خدمت پر مامور تھا۔ وہی حضرت مولانا کو کھانا اور دوسری ضروری اشیاء فراہم کرتا تھا۔ ایک روز وہ ہمیں کہنے لگا کہ یہ مولانا صاحب زندہ کس طرح رہیں گے؟ ہم نے از راہ تعجب پوچھا کہ کیوں؟ (حضرت مولانا کے احوال، نام و کیفیات کو ہم لوگوں نے صیغہ راز میں رکھا ہوا تھا تاکہ کسی کو علم نہ ہو جائے کہ آپ یہاں ہیں)۔ کہنے لگا: "میں شیشے کا چھوٹا سا گلاس جس میں دو گھونٹ پانی ہوتا ہے جب حضرت مولانا کو دیتا ہوں تو وہ ان سے پیا نہیں جاتا، وہ چند وقفوں سے اسے ختم کرتے ہیں۔ جو بندہ ایک گلاس پانی ایک سانس میں نہیں پی سکتا وہ کیونکر جی سکتا ہے۔"

اصل میں اس نوکر کو علم نہیں تھا کہ حضرت مولانا سنت کے مطابق تین سانس میں پانی نوش فرماتے ہیں۔ جب ہم نے اسے اصل بات سمجھائی تو وہ اپنی نادانی پر خوب ہنسا۔

پھر جب لاہور میں تحریک ختم نبوت کے ضمن میں حکومت وقت نے تحقیقاتی کمیشن بٹھایا تو علمائے اسلام کا ایک بورڈ حضرت حکیم عبدالمجید سیفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۰ء) کے مکان واقع

بیڈن روڈ لاہور پر منکرین ختم نبوت کو خارج از اسلام ہونے اور عقیدۂ ختم نبوت کو اسلام کا بنیادی عقیدہ ثابت کرنے کے لیے تحقیقی کام میں مصروف ہوا تو حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ نے مادی، اخلاقی، روحانی اور ہر طرح سے اس تحریک کے متوالوں کی مدد فرمائی [۱۸۱]

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''تربیت کے علاوہ تعلیم جہاد مولانا (محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ) کے خصوص مشاغل میں داخل تھی۔

حصول آزادی کے بعد تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلی تو آپ اس وقت مع متعلقین حج پر تیار تھے لیکن جب دوسرے لوگ اس آگ میں کودنے سے بچاؤ کی خاطر حج کی تیاریوں میں مصروف تھے آپ نے حج کا ارادہ منسوخ فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت حج سے زیادہ ضروری تحریک تحفظ میں شرکت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس وقت کی حکومت کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ آپ کو گرفتار کرتی یا کسی قسم کا ایذا پہنچاتی۔ البتہ آپ کے خلفاء اور لیفٹینوں کو قید و بند کے مصائب سہنے پڑے اور آپ کے خلیفۂ اعظم جو اس وقت آپ کے سجادہ نشین ہیں یعنی حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ بھی گرفتار کر لیے گئے اور اسے بھی آپ ہی کا فیض سمجھنا چاہیے کہ جب تحریک کی عدالتی تحقیقات شروع ہوئیں تو ڈیفنس میں سب سے پیش پیش آپ کے خدام ہی تھے۔ بھرے لاہور میں مولانا محمد علی، قاضی احسان احمد اور دوسرے حضرات کو کوئی جگہ بھی نہیں مل رہی تھی جہاں وہ بیٹھ کر ڈیفنس کا مصالحہ جمع کرتے، حضرت کے پیر بھائی اور مرید سید الحکماء والاطباء مولانا حکیم عبدالمجید صاحب سیفی مدظلہ نے اپنے پڑوس میں ایک مکان مہیا فرمایا اور کارکنوں کے لیے قیام و طعام کا انتظام کیا اور علمی طور پر ہر طرح کی معاونت فرمائی بلکہ خود حضرت مولانا (قدس سرہ) بھی ان دنوں اکثر لاہور مقیم رہے تا کہ ڈیفنس کے کام کو بوجوہ احسن اختتام تک پہنچایا جائے۔ یہ وہ وقت تھا جب بڑے بڑے مخالفین مرزائیت بلوں میں دبکے ہوئے تھے اور ڈیفنس میں اشتراک تو علیحدہ رہا، اس میں خفیہ علمی معاونت سے بھی پرہیز کر رہے تھے، ایسے وقت میں حضرت مولانا قدس سرہ العزیز کے طرز عمل نے اہل علم میں ایک قسم کی

جان پیدا کر دی اور وہ سب لوگ آپ کی توجہ سے اس کام میں شب وروز مصروف و متوجہ ہو گئے۔

اس ایک واقعہ سے آپ حضرات کو حضرت اقدس کے مجاہدانہ کارناموں کا اندازہ ہو گیا ہو گا لیکن چونکہ ریا و سمعت اور تشہیر و تکلف سے دور تھے اس لیے کبھی پس منظر سے نکل کر پیش منظر میں آنے کی کوشش نہ فرماتے بلکہ حتی الامکان اپنے متعلقین کے متعلق بھی یہ اہتمام فرماتے کہ وہ تشہیر و ریا سے دور رہیں تا کہ ثواب حبط نہ ہو۔" [۴۲]

مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی خدمات

مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نے زور پکڑا تو امت مسلمہ کے ہر فرد و بشر نے جذب و مستی سے سرشار ہو کر اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جان نثاران حضرت ختمی مرتبت، فدایان ناموس رسالت، عاشقان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم علمبرداران پیغام آخریں دریائے خون سے گزر کر تاریخ امت میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہے تھے اور اپنی جان سپاری سے روایات عشق و محبت کو دوام بخش رہے تھے:

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اس سلسلے میں علمائے کرام کی گرفتاریاں شروع ہوئیں حضرت اقدس خان محمد صاحب (بسط اللہ ظلہم العالی) جیسا کہ اجمالاً مذکور ہو چکا حضرت (مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز) کے ارشاد سے میانوالی تشریف لے گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا:

اے عاشقانِ ختم نبوت بشارتے
زندان دہد بہ صدقِ شماہم شہادتے

چنانچہ آپ ۵ اپریل ۱۹۵۳ء کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہونے کے بعد میانوالی جیل

بھیج دیے گئے۔ ۲۸ اپریل ۱۹۵۳ء کو بورسٹل جیل جانا پڑا۔ جہاں سے پھر ارباب بست وکشاد نے ۱۱ اگست ۱۹۵۳ء کو سنٹرل جیل منتقل کر دیا اور سنٹرل جیل کی کال کوٹھڑیوں میں آپ اسیری کے ایام بسر کرتے رہے[۴۳]

۵ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق ۱۹ اپریل ۱۹۷۴ء کو حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اول مقرر ہوئے اور ۳ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ہفتم مقرر ہوئے۔ مجلس کو حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس سیدنا ومرشدنا مولانا خان محمد صاحب ظلہم العالی کے دور میں عظیم الشان کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ۱۹۷۴ء میں دوبارہ تحریک چلائی گئی جس کے نتیجے میں پاکستان کی منتخب اسمبلی نے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ تسلیم کر کے قادیانیوں کے عقائد کی بنا پر انہیں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم قرار دیا۔ جس کے بعد عالم اسلام نے حکومت پاکستان کو مبارک باد کے تار دیے اور اکثر اسلامی ممالک نے یکے بعد دیگرے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ اسی سال جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج ہوا۔ مجلس کی مساعی سے قادیانیوں کے ہر دو فریق لاہوری اور قادیانی کے لیے علیحدہ علیحدہ اقلیت کے ووٹ فارم طبع ہوئے اور مسلمانوں کے ووٹ فارم پر ترمیم ۱۹۷۴ء کے الفاظ کا حلف نامہ دیا گیا۔[۴۵]

بعد ازاں مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے مجلس کو مزید بیشمار کامرانیاں نصیب فرمائیں۔ جن میں ایک یہ ہے کہ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے ذریعے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے، اذان دینے، اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے اور اسلامی شعائر کے استعمال سے روک دیا گیا۔ نیز ان کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی۔

۱۹۸۴ء میں مجلس کے تین وفد یکے بعد دیگرے لندن گئے جن میں مجلس کے امیر کی حیثیت سے مخدوم زماں بسط اللہ ظلہم العالی نے بھی شمولیت فرمائی۔[۴۶] ۱۹۸۵ء-۱۹۸۶ء میں مختلف ممالک کے تبلیغی دوروں میں بھی امیر مرکزیہ کی حیثیت سے آپ شامل تھے اور بحمداللہ آج تک آپ اس منصب جلیلہ پر فائز المرام ہیں۔

جناب حافظ لدھیانوی لکھتے ہیں۔

''تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں آپ نے قائد کی حیثیت سے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ اس فتنے کی سرکوبی کے لیے کئی عملی اقدام اٹھائے۔ حضرت کی سعی جمیلہ سے اس گروہ کے بھیانک چہرے سے نقاب اٹھ چکا ہے۔ حکومت نے انہیں غیر مسلم قرار دے کر مسلمانوں کا ایک بڑا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ حضرت آج بھی ختم نبوت کے سلسلہ میں تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا زیادہ وقت سفر میں گزرتا ہے۔ مدارس دینیہ کے سالانہ اجتماعات اور ختم نبوت کے اجلاس میں حضرت شرکت کرتے رہتے ہیں اور اپنی دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے مشن کے لیے آپ برطانیہ، امریکہ، کویت، دبئی، ہندوستان اور بنگلہ دیش کا سفر کر چکے ہیں۔ [۴۷]

حواشی بابِ چہارم

۱- مولانا محبوب الٰہی: تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۱۰-۲۱۱

۲- ایضاً، ص ۱۷۳

۳- ایضاً حاشیہ

۴- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۸

۵- ایضاً، ص ۲۸

۶- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۷۴-۱۷۵

۷- مشتاق گھمٹالوی، سہیل- ادبی مجلّہ گورنمنٹ کالج میانوالی: ۷۹-۱۹۷۸ء، ''خانقاہ سراجیہ لائبریری- ننھی منھی بستی- لازوال خزانہ'' ص ۳۰

۸- ایضاً، ص ۳۱

۹- ایضاً

۱۰- اہل علم کی جنت- خانقاہ سراجیہ اسلامی لائبریری، ماہنامہ کتاب، لاہور: ستمبر ۱۹۷۸ء، ص ۳۰

۱۱- قاضی محمد شمس الدین، خانقاہ سراجیہ کا عظیم دینی کتب خانہ، چند ضروری

توضیحات، فکرونظر، جلد ۹، شمارہ ۶، ۱۹۷۱ء، ص ۴۶۷-۴۶۸/ پروفیسر محمد رفیع اللہ خان، ایک عظیم دینی کتب خانہ، فکرونظر، اپریل ۱۹۷۰ء

۱۲- ایضاً ص ۴۶۸

۱۳- ایضاً ص ۴۶۹

۱۴- ایضاً

۱۵- ایضاً

۱۶- حضرت مولانا خان محمد (مدظلہ)، مشفق استاد ہفت روزہ خدام الدین (سید بنوری نمبر) لاہور: س-ن-ص ۸۹-۹۰

۱۷- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن-ص ۱۳۸

۱۸- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۷۵

۱۹- ایضاً

۲۰- ایضاً ص ۱۷۶-۱۷۷

۲۱- اہل علم کی جنت، خانقاہ سراجیہ اسلامی لائبریری، ماہنامہ کتاب، لاہور: ستمبر ۱۹۷۸ء، ص ۲۹

۲۲- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۷۶ آ

۲۳- ایضاً

۲۴- ایضاً ص ۲۹۷

۲۵- ایضاً ص ۱۷۳

۲۶- ایضاً ص ۱۷۳-۱۷۴

۲۷- محمد نذیر رانجھا، کتاب خانہء سعدیہ، ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی: انجمن فیض الاسلام، جلد ۲۷، شمارہ ۹، شعبان و رمضان ۱۳۹۵ھ/ ستمبر

۱۹۷۵ء، ص ۳۷-۳۹/ محمد حسین تسبیحی، کتاب خانہ ہائے پاکستان، اسلام آباد، مرکز، تحقیقات و فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، جلد اول، ص ۵۱۴/ احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان جلد اول، سوم، چہارم، ہفتم، ہشتم، یازدہم ۱۹۸۳ء، ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۹۰ء، احمد منزوی/ (دکتر سید) عارف نوشاہی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، (جلد ۱۴)، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء

۲۸- حافظ نذر احمد، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان (۲)، لاہور: مسلم اکادمی، ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء، ص ۳۵۱

۲۹- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۷

۳۰- حافظ نذر احمد، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان (۲)، لاہور: مسلم. اکادمی، ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء، ص ۳۵۱-۳۵۲

۳۱- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۲-۳۳

۳۲- مشتاق گھمٹالوی، خانقاہ سراجیہ لائبریری، سہیل ادبی مجلہ گورنمنٹ کالج میانوالی: ۷۹-۱۹۷۸ء، ص ۳۰

۳۳- مکتوب جناب قاضی احسان احمد، بنام مؤلف مؤرخہ ۲۴ نومبر ۲۰۰۰ء

۳۴- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۹۹

۳۵- ایضاً، ص ۹۹-۱۰۰، Muhammad Umar Kirmani (Lt.Col.R.) Biographical Encyclopedia of

Pakistan, Lahore, B.E.P, 1996-97, P.880

۳۶- ایضاً،ص۱۲۰

۳۷- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن،ص ۱۲۹

۳۸- مولانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء،ص ۱۱۸

۳۹- ایضاً

۴۰- ایضاً،ص ۳۱۶-۳۱۷

۴۱- ایضاً،ص ۳۱۶

۴۲- (علامہ) طالوت، حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء،ص ۳۴-۳۵

۴۳- موالانا محبوب الٰہی، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء،ص ۳۳۸

۴۴- حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء،ص ۳۴۰، Muhammad Umar Kirmani (Lt.Col.R.) Biographical Encyclopedia of Pakistan, Lahore, B.E.P, 1996-97, P.880

۴۵- ایضاً،ص ۳۴۱

۴۶- ایضاً،ص ۳۴۱-۳۴۲

۴۷- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب، س-ن،ص ۱۳۸-۱۳۹

سراجیہ نامہ

به مناسبت تالیف و چاپ ونشر کتاب مستطاب تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ- کندیاں، بخش میانوالی، بہ کوشش واهتمام جناب آقا دکتر محمد نذیر رانجھا ادیب وسخنور و دانشمند وعارف وکتابدار وکتاب شناس کتاب خانه ادارهٔ شوریٰ فکر اسلامی پاکستان، اسلام آباد

جلوهٔ عشق و ادب در خانقاه علم و دین — شد سراجیه بکمال معرفت راه راستین

هر کجا با شد نوای مهد عرفان خدا — تا که قیوم زمان آمد به پاکستان زمین

بلبل باغ وفا چهچه زنانِ عاشقان — شد ز قیوم زمان تاسیس این درگاه دین

خانقاه پاک حق دارد نشاط گفت و گو — صدق افکار محبت آمده در ثمین

لاله زاران گشته است آن خانقاه سبز گون — تا که آن صدیق دوراں رہنما شد جانشین

حاصل تعلیم دین و معرفت آمد سعید — هم سعید و هم سعادت مظهر علم الیقین

خان قیوم زمان شد مهبط اثبات حق — گلشن خوشبو شده باغ سراجیهٔ ببین

نقشبندیه شده روشنگر راه ادب — مسجد و محراب عشاق طریقت راجبین

سر به سر شد کندیان روشن ز نور خانقاه — روضهٔ رضوان حق گردیده نور العارفین

صورت زیبای دانش نقش روی دلبران — دیت علم الیقین آمد بقای سالکین

می رسد نغمه به گوش سالکان راه حق — نغمه خوانان مونس دریای عشق عاشقین

هرطرف گسترده گشته بوی خوش از کندیان — چون که باشد در سراجیه گل خوشبو یقین

اولیای حق همه پیوسته در قول و غزل — یعنی آن قول وغزل کآمد ز قول مرسلین

این بود اصل محبت در صداقت هر زمان — تارسد بر جان انسان صدق پاک بهترین

آینه آمد هماره جلوهٔ عکس جمال — قول "الله جمیل" آمد کند متن متین

نقش پای مصطفیٰ (ص) رفته ابو سعدؒ وفا — آن که احمد خانؒ شده مهد امانت را امین

نایب او شد محمد عبداللهؒ گل فشان — چون که در فکر و عمل شیخ الکمال متقین

زندہ و پایندہ بادا این سراجیہ بدان
آن کہ باشد بوخلیل عشق حق در خانقاہ
مرکز علم آمدہ روحانیت را ' راز دان
در کتب خانہ بود تفسیر قرآن و حدیث
خانہ تسبیح آن درگاہ پاک بوخلیل
گنبد خضرا بود روشنگر این خانقاہ
جلوۂ درویش خانہ آمدہ پیک صفا
مشعل راہ ولایت از سراجیہ بود
صف شکن گردیدہ تعلیمات عرفان خدا
در مزارت مقدس نور حق رخشان بود
خان محمد بوخلیل آن مرشد عشق ابد
صدر مجلس آمدہ خورشید جان بوخلیل
میر محفل ہر کجا آوردہ پیمان وفا
گوہر دریای عرفان باشد این مرد خدا
ہر کہ باشد عاشق راہ محمد مصطفیٰ (ص)
زینت علم و عمل گردیدہ اخلاق عظیم
کوشش اوؒ صدق اورا شامل است
طالب علم است و جویای محبت ہر کجا
این "رہا" ہموارہ درراہ ادب خدمت گزاری

روح ریحان آمدہ دربارگاہ صادقین
خان محمد گشتہ از لطف الہ العالمین
خانقاہ روح حق گردیدہ چون حصن حصین
مخزن اسلامیان شد خانقاہ شاہدین
سبحۃ الابرار دل گردیدہ روض الواعظین
از مدینہ می رسد بردرگہش عین الیقین
کل درویشان در آنجا ہمدلند و ہمنشین
خان محمد بوخلیل آن مشعل حق الیقین
سیرت پاک نبوت اصل سیر شایقین
ہم دعا و ہم قرائت شد نوای قارئین
گوئیا انگشتری درد محبت در نگین
می درخشند ہمچو خور در خانقاہ ساجدین
رحمت حق گسترییدہ بابیان نازنین
حج بیت اللہ نمودہ بادل و جان و یقین
می رود ہردم بہ دل دردست او حبل المتین
این محمدؒ این نذیر رانجا کہ باشد مرد دین
ہمت او گوہر درج صداقت را رہین
عاشق پاک رسولؐ است و کرام الکاتبین
صوفیان و عارفان و عاشقان راہم نشین

نتیجہ فکر: دانشمند شہیر
وارجمند جناب آقای استاد
محمد حسین تسبیحی "رہا"

مآخذ ومنابع

۱- ابرار احمد، مولانا صاحبزادہ، علماء ومشائخ بگویہ بھیرہ ضلع سرگودھا: مجلس مرکزیہ، حزب الانصار، س-ن

۲- ابرار احمد، مولانا صاحبزادہ، (مقالہ) نصیر الدین احمد بگوی، ماہنامہ شمس الاسلام (امیر محترم نمبر)، بھیرہ ضلع سرگودھا: جلد ۵ شمارہ ۴۰، اپریل ۱۹۷۶ء/ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

۳- ابرار احمد، مولانا صاحبزادہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھیرہ: مؤرخہ ۲۶ جون ۲۰۰۰ء

۴- احسان احمد، قاضی مکتوب گرامی بنام مؤلف، ٹوبہ ٹیک سنگھ: مؤرخہ ۲۴ نومبر ۲۰۰۰ء

۵- احمد رضا بجنوری، مولانا سید، انوار الباری شرح صحیح بخاری (جلد اول) لاہور: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۳۸۰ھ

۶- احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد اول)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۹۸۳ء

۷- احمد منزوی، فہرست ومشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد سوم)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۹۸۳ء

۸- احمد منزوی، فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد چہار)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۹۸۵ء

۹- احمد منزوی، فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد ہفتم)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۹۸۶ء

۱۰- احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد ہشتم)،

اسلام آباد: مرکز تحقیقات ایران و پاکستان، ۱۹۸۷ء
۱۱- احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد یازدہم)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان، ۱۹۹۷ء
۱۲- احمد منزوی/ اضافات، تجدید نظر و اہتمام: (دکتر سید) عارف نوشاہی، فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (جلد چہاردہم)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۹۷ء
۱۳- اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر) تذکرہ علمائے پنجاب (جلد اول) لاہور: مکتبہ رحمانیہ ۱۹۸۱ء
۱۴- اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر) تذکرہ علمائے پنجاب (جلد دوم)، لاہور: مکتبہ رحمانیہ ۱۹۸۱ء
۱۵- اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر) مکتوب گرامی بنام مؤلف، لوھسر شرفو، واہ کینٹ ضلع راولپنڈی: مؤرخہ ۲۳ مئی ۲۰۰۰ء
۱۶- اعجاز احمد خان سنگھانوی، حکایات الاسلاف عن روایات الاخلاف (یعنی بزرگان دین کی سبق آموز حکایات) (جلد اول) کراچی: کتب خانہ انور شاہ، (۱۳۹۶ھ)
۱۷- اقبال احمد فاروقی، صاحبزادہ، تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۷ء
۱۸- اللہ وسایا، مولانا (مقالہ): آہ حافظ محمد عابدؒ، شامیں اداس اداس صحبتیں بجھی بجھی ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جلد ۱۷، ۳۰ ذی قعدہ تا ۴ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹-۲۵ فروری ۱۹۹۹ء، شمارہ ۴۳
۱۹- حافظ لدھیانوی، یادوں کے انمول خزانے، لاہور: جنگ پبلشرز ۱۹۹۱ء
۲۰- حافظ لدھیانوی، متاع بے بہا، فیصل آباد: بیت الادب س-ن
۲۱- خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی: مکتوب گرامی بنام مؤلف، مؤرخہ یکم

نومبر ۲۰۰۰ء

۲۲- خانقاہ سراجیہ، وظیفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: مطبوعہ لاہور، س-ن

۲۳- خان محمد (صاحب مدظلہ العالی)، حضرت مولانا، (مقالہ): مشفق استاد ہفت روزہ خدام الدین (سید بنوریؒ نمبر) لاہور

۲۴- خدا بخش اصغر، حافظ، پیغام بیداری یعنی یاد خدائے پاک)، لاہور، ماڈل ٹاؤن، مؤلف، ۱۹۷۳ء

۲۵- شیر محمد، فقیری کیا ہے؟ معہ ارشادات عالیہ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا رشید گنگوہیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا محمد عبداللہؒ سجادہ نشین کندیاں)، لائلپور (فیصل آباد): ملک برادرز، ۱۹۶۶ء

۲۶- طارق محمود، صاحبزادہ، (مقالہ): میں بھی حاضر تھا وہاں ہفت روزہ لولاک، فیصل آباد، جلد ۲۳، شمارہ ۳۵، ۵ دسمبر ۱۹۸۵ء

۲۷- طارق محمود، صاحبزادہ (اداریہ): حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی اہلیہ محترمہ" کا سانحہء ارتحال، ماہنامہ لولاک، ملتان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، جمادی الاول ۱۴۲۱ھ/ اگست ۲۰۰۰ء

۲۸- طالوت (علامہ)، (مقالہ): موت العالم موت العالم، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ماہ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ/ جولائی ۱۹۵۶ء

۲۹- طالوت (علامہ)، (مقالہ): حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز، ماہنامہ الصدیق، ملتان: ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ اگست ۱۹۵۶ء

۳۰- عبدالحئی لکھنوی، مولانا، نزہۃ الخواطر (عربی)، (جلد ۸) کراچی: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۹۶ھ

۳۱- عبدالدائم، قاضی، حیات صدریہ، ہری پور ہزارہ: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ،

۱۹۹۹ء

۳۲- عبدالرشید، مولانا، (مقالہ): حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب میلسیانویؒ، ماہنامہ بینات، کراچی: رمضان المبارک ۱۴۰۵/ جون ۱۹۸۵ء

۳۳- عبدالکریم کلاچوی، مولانا (مقالہ)، مہ کامل نہفتہ درتہہ خاک' ماہنامہ الرشید، ساہیوال: جلد ۱۳، ستمبر ۱۹۸۵ء/ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

۳۴- عزیز الرحمٰن خورشید (مقالہ): دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کے مشہور تلامذہ، ماہنامہ شمس الاسلام (اشاعت خاص) بھیرہ ضلع سرگودھا: مارچ ۱۹۸۷ء

۳۵- فیوض الرحمٰن، ڈاکٹر، مشاہیر علماء (جلد دوم)، لاہور: طیب اکیڈمی، س-ن

۳۶- قاسم محمود' سید' انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا' کراچی: شاہکار بک فاؤنڈیشن' ۱۹۹۸ء

۳۷- قمر ذوالفقار (انٹرویو حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ) حضرت مفتی صاحب کی وفات کی خبر سن کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا ہفت رزہ ترجمان اسلام (مفتی محمود نمبر)، لاہور: اپریل ۱۹۸۱ء

۳۸- لیاقت علی خان نیازی، ڈاکٹر، تاریخ چکوال، چکوال: انجمن توقیر (ادب) ۱۹۹۲ء

۳۹- ماہنامہ الرشید، تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، ساہیوال: ۱۹۸۰ء

۴۰- ماہنامہ کتاب (مقالہ): اہل علم کی جنت، خانقاہ سراجیہ اسلامی لائبریری، لاہور: ستمبر ۱۹۷۵ء

۴۱- محبوب الٰہی، مولانا، تحفہ سعدیہ، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء

۴۲- محبوب الٰہی، مولانا، (مقالہ): دین اسلام کی ترویج واشاعت میں خانقاہی

نظام کا حصہ، ہفت روزہ خدام الدین، لاہور: ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۵ء

۴۳- محمد ازہر شاہ قیصر، سید (مدیر)، ہمارے معاونین (ادارتی شذرہ)، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (انڈیا): جنوری ۱۹۵۲ء

۴۴- محمد ازہر شاہ قیصر، سید (مدیر)، ہمارے معاونین (ادارتی شذرہ)، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (انڈیا): مارچ ۱۹۵۲ء

۴۵- محمد ازھر شاہ قیصر، سید (مدیر) ہمارے معاونین (ادارتی شذرہ)، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند (انڈیا): جون ۱۹۵۲ء/ رمضان ۱۳۷۱ھ

۴۶- محمد اسرائیل، مولانا، صدر الکلام، پشاور، ۱۳۹۵ھ

۴۷- محمد اشرف کھوکھر، ''صاحبزادہ ''لالہ'' حافظ محمد عابد مرحوم ہو گئے اور ہم ان کی پر خلوص رفاقت سے محروم ہو گئے' ہفت روزہ ختم نبوۃ، کراچی: ۱۹-۲۵ فروری ۱۹۹۹، شمارہ ۳۹

۴۸- محمد اشفاق اللہ واجد مجددی، میرے خلیل، گوجرہ: مکتبہ سعدیہ سراجیہ، مدرسہ دارالعلوم القرآن سراجیہ (۱۴۲۰ھ)

۴۹- محمد اکرام، شیخ، رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء (طبع سیزدہم)

۵۰- محمد انظر شاہ، مولانا سید، نقش دوام، ملتان: مکتبہ تالیفات اشرفیہ، س۔ن

۵۱- محمد انوار الحسن انور شیر کوٹی، پروفیسر، انوار عثمانی (مکتوبات علامہ شبیر احمد عثمانی) کراچی، مکتبہء اسلامیہ، س۔ن

۵۲- محمد حسین تسبیحی (ڈاکٹر) کتابخانہ ہائے پاکستان (جلد اول) اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء

۵۳- محمد خواص خان، تذکرہ علمائے ہزارہ، ۱۹۸۹ء

۵۴- محمد رفیع اللہ خان، پروفیسر (مقالہ): ایک عظیم دینی کتب خانہ' (مجلّہ) فکر و نظر، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، اپریل ۱۹۷۰ء

۵۵- محمد رمضان علوی، مولانا ابوسعید، تعلیم و تربیت مولانا الحاج افتخار احمد بگوی،

ماہنامہ شمس الاسلام (امیر محترم نمبر) بھیرہ ضلع سرگودھا: اپریل ۱۹۷۲ء

۵۶- محمد شفیع صابر، شخصیات سرحد، پشاور، ۱۹۷۸ء

۵۷- محمد زرین نقشبندی، ابو زبیر قاری، راولپنڈی: جامعہ فرقانیہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف مؤرخہ ۴ اگست ۲۰۰۰ء

۵۸- محمد شمس الدین، قاضی (مقالہ): خانقاہ سراجیہ کا عظیم کتب خانہ چند ضروری توضیحات، (مجلّہ) فکر و نظر، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، جلد ۹ شمارہ ۶، ۱۹۷۱ء

۵۹- محمد طارق مسعود، ڈاکٹر (مقالہ): صدر الاولیاء حضرت معظم قاضی محمد صدر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی: مؤرخہ ۱۶ جولائی ۲۰۰۰ء

۶۰- محمد طارق مسعود، ڈاکٹر (مقالہ): صدر الاولیاء حضرت معظم قاضی محمد صدر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، روزنامہ جنگ، راولپنڈی: مؤرخہ ۲۱ جولائی ۲۰۰۰ء

۶۱- محمد طیب، مولانا قاری، تاریخ دار العلوم دیوبند، کراچی: دار الاشاعت، ۱۹۷۳ء

۶۲- محمد عبداللہ درخواستی، مولانا، مقدمہ القرآن (افادات مولانا محمد عبداللہ درخواستی)، خانپور: مکتبہ مدنیہ مخزن اسلام، س-ن

۶۳- محمد عمیم الاحسان المجددی البرکتی، مفتی سید، قواعد الفقہیۃ، کراچی: الصدف پبلشرز، ۱۹۸۶ء

۶۴- محمد عیسیٰ گورمانی، مولانا، چشمۂ حیات، ۱۳۹۸ھ

۶۵- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): کتاب خانۂ سعدیہ، ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی: جلد ۲۷، شمارہ ۹۰، شعبان رمضان ۱۳۹۵ھ/ستمبر ۱۹۷۵ء

۶۶- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع

میانوالی، (مجلّہ) العلم، کراچی: آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، اکتوبر-دسمبر ۱۹۷۵ء

۶۷- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): قیوم زماں مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ، روزنامہ تعمیر، راولپنڈی: ۲۵/اپریل ۱۹۷۵ء

۶۸- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): ایک علمی سفر، ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی: انجمن فیض الاسلام، جلد ۲۷، شمارہ ۷، جمادی الثانی ورجب ۱۳۹۵ھ/ جولائی ۱۹۷۵ء (ص ۲۹-۳۱)

۶۹- محمد نذیر رانجھا (مقالہ): بزرگان خانقاہ سراجیہ، ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی: جلد ۳۱، شمارہ ۲ فروری ۱۹۷۹ء/ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ (ص ۲۵-۲۶)

۷۰- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): خانقاہ سراجیہ- ایک علمی اور روحانی مرکز، ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک ضلع پشاور: اگست ستمبر ۱۹۷۵ء (۴۹-۵۵ و ۲۵)

۷۱- محمد نذیر رانجھا، (مقالہ): خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، ہفت روزہ دیہات، راولپنڈی: ۲۱-۲۷ ستمبر ۱۹۷۵ء (ص ۲۱-۲۷)

۷۲- محمد نذیر رانجھا (مقالہ): حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ، ہفت روزہ شیرازہ، پشاور: ۱-۷ دسمبر ۱۹۷۵ء

۷۳- مشتاق گھمٹالوی، (مقالہ): خانقاہ سراجیہ لائبریری- ننھی منھی بستی- لازوال خزانہ، سہیل، ادبی مجلّہ گورنمنٹ کالج میانوالی: ۱۹۷۸-۷۹ء

۷۴- میاں محمد، مولانا تحریک شیخ الہند، لاہور: مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۷۵ء

۷۵- نثار احمد الحسینی، حافظ، (مقالہ): ایک یادگار تاریخ روحانی سفر (خانقاہ سراجیہ، کندیاں شریف) (مجلّہ) الارشاد، اٹک: جامعہ مدنیہ، شوال ۱۴۱۸ھ فروری ۱۹۹۸ء

۷۶۔ نذر احمد، حافظ، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان (۲) لاہور: مسلم اکادمی،۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

۷۷۔ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ، حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء

۷۸۔ نسیب احمد سیفی، حکیم عبدالمجید سیفی-۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے ایک عظیم رہنما، ماہنامہ شمس الاسلام (ختم نبوت نمبر) بھیرہ ضلع سرگودھا

۷۹۔ نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک): مؤرخہ ۱۴ جولائی ۲۰۰۰ء

۸۰۔ نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ (تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک) مؤرخہ ۱۲ اگست ۲۰۰۰ء

۸۱۔ نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مولف بھوئی گاڑ (تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک): مؤرخہ ۷ اگست ۲۰۰۰ء

۸۲۔ نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ (تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک): مؤرخہ ۱۱۸ اگست ۲۰۰۰ء

۸۳۔ نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ (تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک): مؤرخہ ۱۳۱ اگست ۲۰۰۰ء

۸۴۔ نور محمد نظامی، راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ (تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک): مؤرخہ ۹ ستمبر ۲۰۰۰ء

۸۵۔ نور محمد نظامی راجہ، مکتوب گرامی بنام مؤلف، بھوئی گاڑ (تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک): مؤرخہ یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء

۸۵۔ Muammad Umar Kirmani (Lt.Col.R) Biographical Encyclopedia of Pakistan Lahore, B.E.P.1996-97

خانقاہ سراجیہ
کندیاں ضلع میانوالی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ و ارسال التسلیمات و التحیات

فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے — مورخہ ۱۰ محرم ۱۴۱۴ھ

مکرمی و محترمی محمد نذیر رانجھا صاحب۔ السلام علیکم۔
آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے
آگاہی ہوئی۔ فقیر دعا گو ہے۔ کہ مولا پاک
آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے۔
اور اعمال صالحہ اور نماز کا پابند بناوے۔
اور اپنے دینی و دنیاوی مقاصد میں
کامیاب و بامراد فرمائے۔ اور جمعیت و
سکون راحت فرمائے۔ آمین
تحفہ سعدیہ تیسرا ایڈیشن چھپا
ہے۔ اور خانقاہ ہی سے ملتا ہے۔
فقیر بفضلہ تعالیٰ بالکل عافیت ہے۔
والحمد للہ علی ذالک۔
فقیر کی طرف سے سب کو سلام
و دعا

والسلام
فقیر خان محمد عفی عنہ

مکتوب گرامی مخدوم زماں حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد
بسط اللہ ظلہم العالی بنام مؤلف ناچیز

اسلامی زندگی

تالیف

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
محدث، فقیہ، مورخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون : 5427901-2
E-Mail: juipak@wol.net.pk

جمعیۃ پبلی کیشنز کی مطبوعات

	نام کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
۱۔	سیرۃ مبارکہ محمد رسول اللہؐ	مولانا سید محمد میاںؒ	624	250روپے
۲۔	صحابہ کرام کا عہد زریں	مولانا سید محمد میاںؒ	752	300روپے
۳۔	اسیران مالٹا	مولانا سید محمد میاںؒ	392	160روپے
۴۔	تحریک ریشمی رومال	مولانا سید محمد میاںؒ	436	180روپے
۵۔	سیاسی واقتصادی مسائل	مولانا سید محمد میاںؒ	240	120روپے
۶۔	حیات شیخ الاسلامؒ	مولانا سید محمد میاںؒ	224	120روپے
۷۔	جمعیۃ علماء کیا ہے	مولانا سید محمد میاںؒ	376	160روپے
۸۔	پانی پت اور بزرگان پانی پت	مولانا سید محمد میاںؒ	352	160روپے
۹۔	دین کامل	مولانا سید محمد میاںؒ	128	55روپے
۱۰۔	علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب	مولانا محمد عبداللہؒ	80	25روپے
۱۱۔	بارگاہ رسالت اور علماء دیوبند	مولانا محمد عبداللہؒ	52	12روپے
۱۲۔	ضرب درویش	محمد ریاض درانی	450	180روپے
۱۳۔	جنگ، سیرۃ نبوی کی روشنی میں	مولانا غلام غوث ہزارویؒ	264	130روپے
۱۴۔	انسانی حقوق	محمد رحیم حقانی	128	50روپے
۱۵۔	مفتی محمود ایک قومی رہنما	محمد فاروق قریشی	264	130روپے
۱۶۔	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ (ایک سیاسی مطالعہ)	ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری	500	200روپے
۱۷۔	عہد ساز قیادت	ڈاکٹر احمد حسین کمال	234	120روپے
۱۸۔	تفہیم القرآن میں احادیث پر بداعتمادی	مفتی محمد ساجد	450	200روپے

	نام کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
۱۹۔	فتاویٰ مفتی محمود جلد اول	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	670	250روپے
۲۰۔	جلد دوم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	528	200روپے
۲۱۔	جلد سوم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	570	200روپے
۲۲۔	آنے والے انقلاب کی تصویر	مولانا سید محمد میاںؒ	72	25روپے
۲۳۔	روشن مستقبل	سید محمد طفیل علیگ	600	200روپے
۲۴۔	طریقہ تعلیم	مولانا سید محمد میاںؒ	120	60 روپے
۲۵۔	اسلامی جہاد اور موجودہ جنگ	ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری	80	50 روپے
۲۶۔	دارالعلوم دیوبند (تحفظ واحیائے اسلام کی عالمگیر تحریک)	محمد ریاض درانی	130	50روپے
۲۷۔	اسلامی زندگی	مولانا سید محمد میاںؒ	130	60 روپے
۲۸۔	مولانا علی میاںؒ	محمد فاروق قریشی	265	130روپے
۲۹۔	تاریخ خانقاہ سراجیہ	نذیر احمد رانجھا	555	250روپے
۳۰۔	تلاش علم	علامہ عبدالفتاح ابوغداءؒ	356	160روپے
۳۱۔	(مفتی محمود) درویش سیاست دان	انور قدوائی		زیرِ طبع
۳۲۔	روئیداد ڈیڑھ سو سالہ خدمات دیوبند کانفرنس	مفتی محمد جمیل خان		زیرِ طبع
۳۳۔	اسلام کا اقتصادی نظام	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ		زیرِ طبع
۳۴۔	حضرت مفتی کفایت اللہؒ (ایک مطالعہ)	ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری		زیرِ طبع
۳۵۔	علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے	مولانا سید محمد میاںؒ		زیرِ طبع

متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون: 5427901-2